بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ کا پہلا دورہ یورپ 1924ء
اوراس کے برکات وثمرات

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly
BADAR Qadian

شمارہ
51-52
شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈیا
80 ڈالرامریکن یا 60 یورو

جلد
73
ایڈیٹر
منصور احمد

www.akhbarbadr.in

16-23/ جمادی الثانی 1446 ہجری قمری • 19-26/ فتح 1403 ہجری شمسی • 19-26/ دسمبر 2024ء

Postal Reg. No. GDP/001/2023-25

اَے خدا! تیرا جلال دنیا میں ظاہر ہو
اور یہ مسجد تیرے نام کو پیدا کرنیکا ایک بڑا مرکز ہو۔ آمین

مورخہ 3/ اکتوبر 1926ء کو مسجد فضل لندن کا بڑی شان وشوکت کے ساتھ افتتاح ہوا۔ اس موقع پر سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جو بصیرت افروز پیغام بھجوایا، وہ افتتاح کے موقع پر پڑھ کر حاضرین کو سنایا گیا، اس کا ایک حصہ ذیل میں پیش ہے۔

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

اَے بھائیو! دنیا شرک، بے دینی، خدا سے بے توجہی، ملکی تباغض، قومی تنافر اور جماعتی کشمکشوں کی جولان گاہ ہو رہی ہے۔ پس ہر ایک جو خدا تعالیٰ سے محبت رکھتا ہے اس کا فرض ہے کہ وہ اپنی غفلت سے بیدار ہو اور خدا کے نام پر بنائے ہوئے گھروں کو بے دینی اور شقاق کا مرکز بنانے کی بجائے توحید اور اتحاد کا مرکز بنائے۔ آؤ ہم سب ملکر توحید کو جس پر سب کا اتفاق ہے قائم کریں۔ ہم لوگوں کے اندر یہ رُوح پیدا کریں کہ وہ تعصب سے آزاد ہو کر جو سب سے بڑا بت ہے، خدائے واحد کی دیانت داری سے جستجو کریں اور خواہ وہ کسی مذہب میں ہو اسے قبول کرلیں۔ ہم اس خدا کی طرف نہ جھکیں جو ہمارے دماغوں نے پیدا کیا ہے کیونکہ خواہ ہم اس کا نام کچھ رکھیں وہ ایک بُت ہے بلکہ اس خدا کی طرف جھکیں کہ جو سب دنیا کا خالق ہے جس کے جلوے دُنیا کے ہر ذرّے میں نظر آتے ہیں جو اپنی زندہ طاقتیں ہمیشہ اپنے مقدسوں کے ذریعہ سے ظاہر کرتا رہتا ہے اور پھر اس مشرق ومغرب کے خدا پر ایمان لاتے ہوئے یہ کوشش کریں کہ دنیا میں امن وامان قائم ہو۔ ایک ملک کے اندرونی نظام میں بھی اور مختلف ممالک کے درمیان بھی، ہماری بڑائی اس میں نہ ہو کہ ہم اپنے مال اور طاقت کے ذریعہ سے لوگوں کو زیر کریں، نہ اس میں کہ ہم اپنے جتھے کے ذریعہ سے لوگوں کو ان کے حقوق سے محروم کرنے کی کوشش کریں بلکہ ہماری بڑائی کمزور پر رحم کرنے اور حقدار کو اس کا حق دینے میں ہی ہو۔

اَے خدا! تیرا جلال دنیا میں ظاہر ہو اور یہ مسجد تیرے نام کو پیدا کرنیکا ایک بڑا مرکز ہو۔ آمین۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔‘‘

(الفضل قادیان دارالامان 26/ اکتوبر 1926 صفحہ 3)

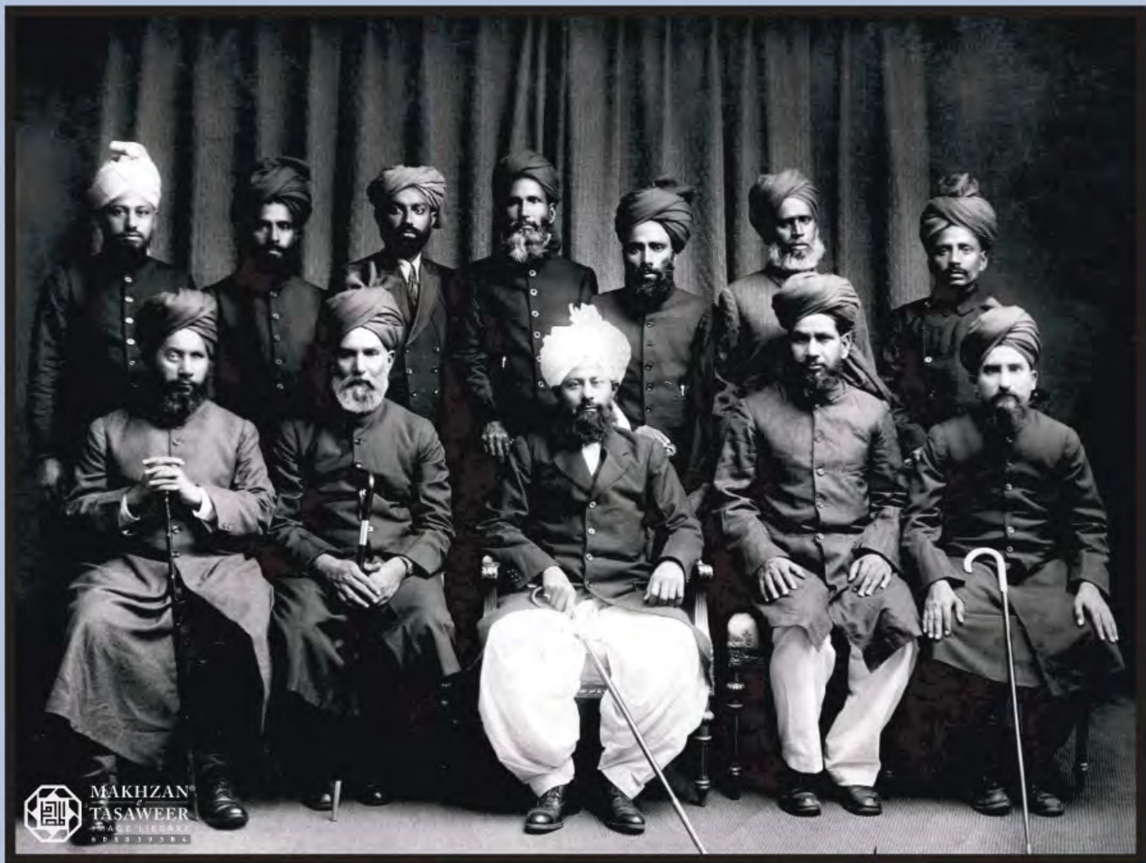

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اور آپؓ کے ساتھ سفر یورپ پر جانے والے رفقاء

کرسیوں پر دائیں سے بائیں: (1) مولوی عبدالرحمٰن صاحب مصری (2) حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال (3) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ (4) حضرت خان ذولفقار علی خان صاحب گوہر (5) حضرت حافظ روشن علی صاحب۔ کھڑے ہوئے دائیں سے بائیں: (1) میاں رحم دین صاحب باورچی (2) حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی (3) حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب (4) حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی (5) حضرت چوہدری محمد شریف صاحب وکیل ساہیوال (6) حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب درد (7) حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب۔

انگلستان روانگی سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ قادیان کے احباب کے ساتھ (11 جولائی 1924ء)

دوران سفر ریلوے اسٹیشن پر حضور رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرتے ہوئے احمدی احباب

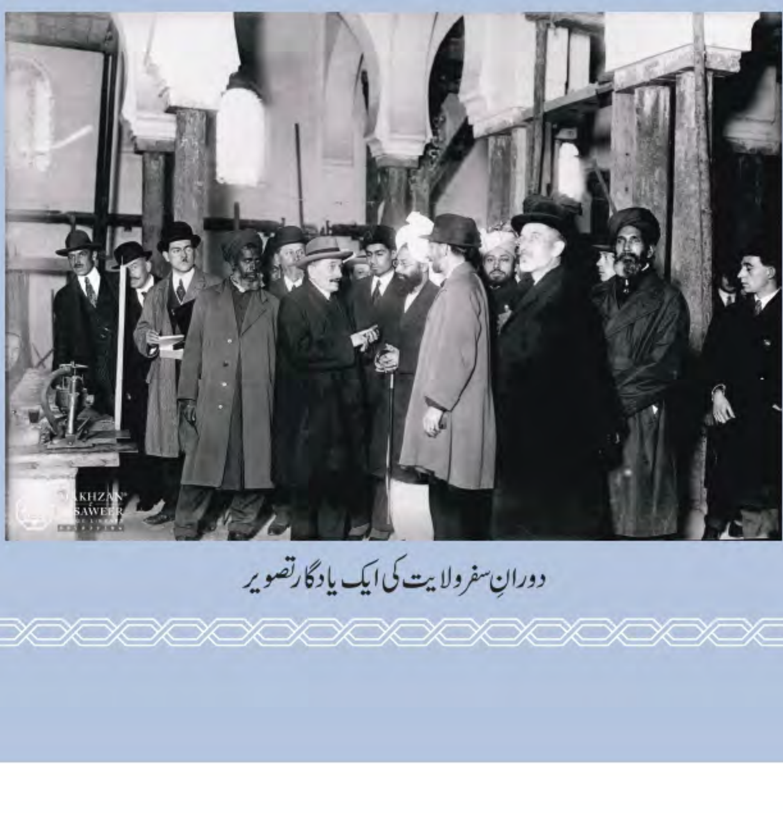

دوران سفر ولایت کی ایک یادگار تصویر

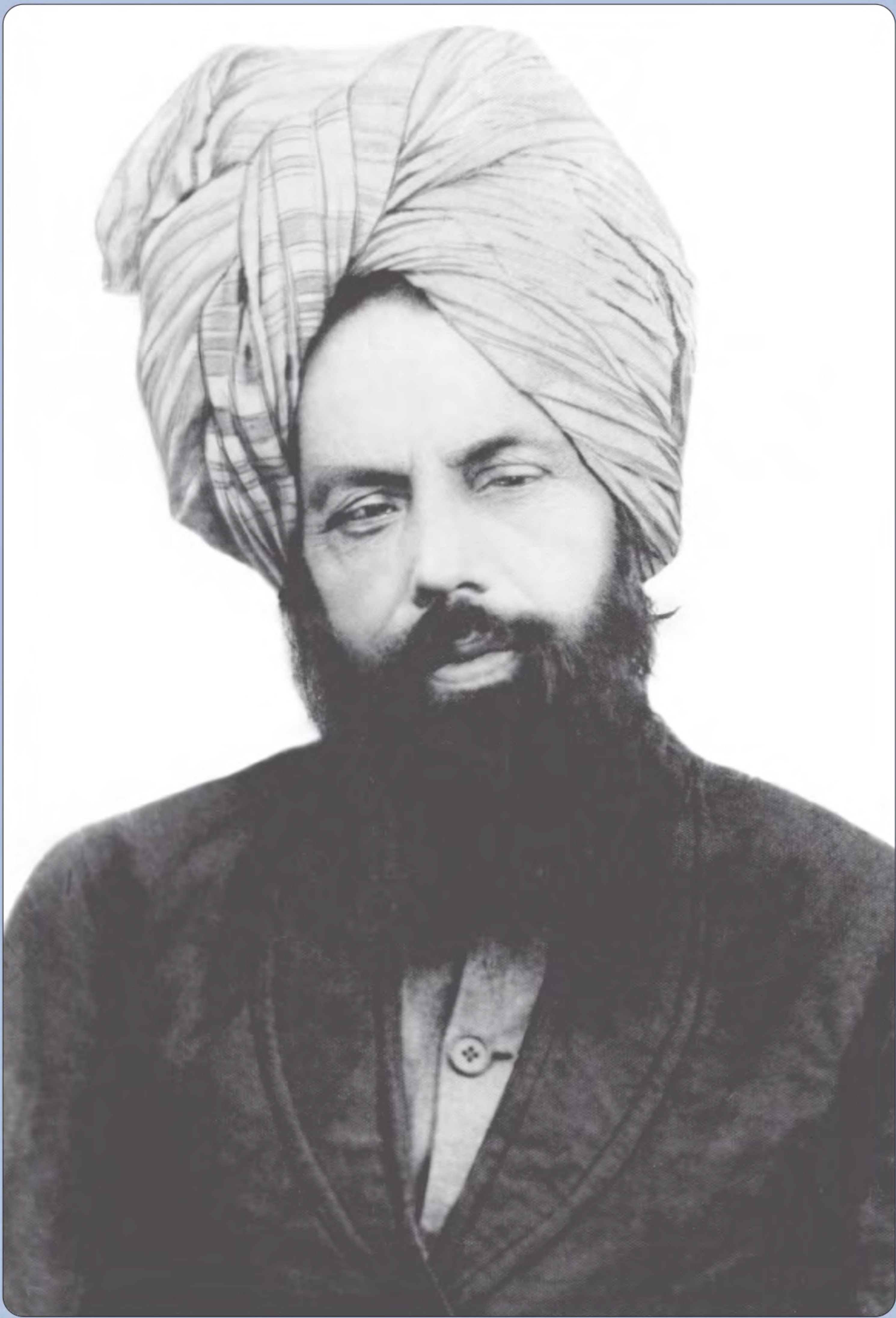

شبیہ مبارک حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام (1835ء - 1908ء)

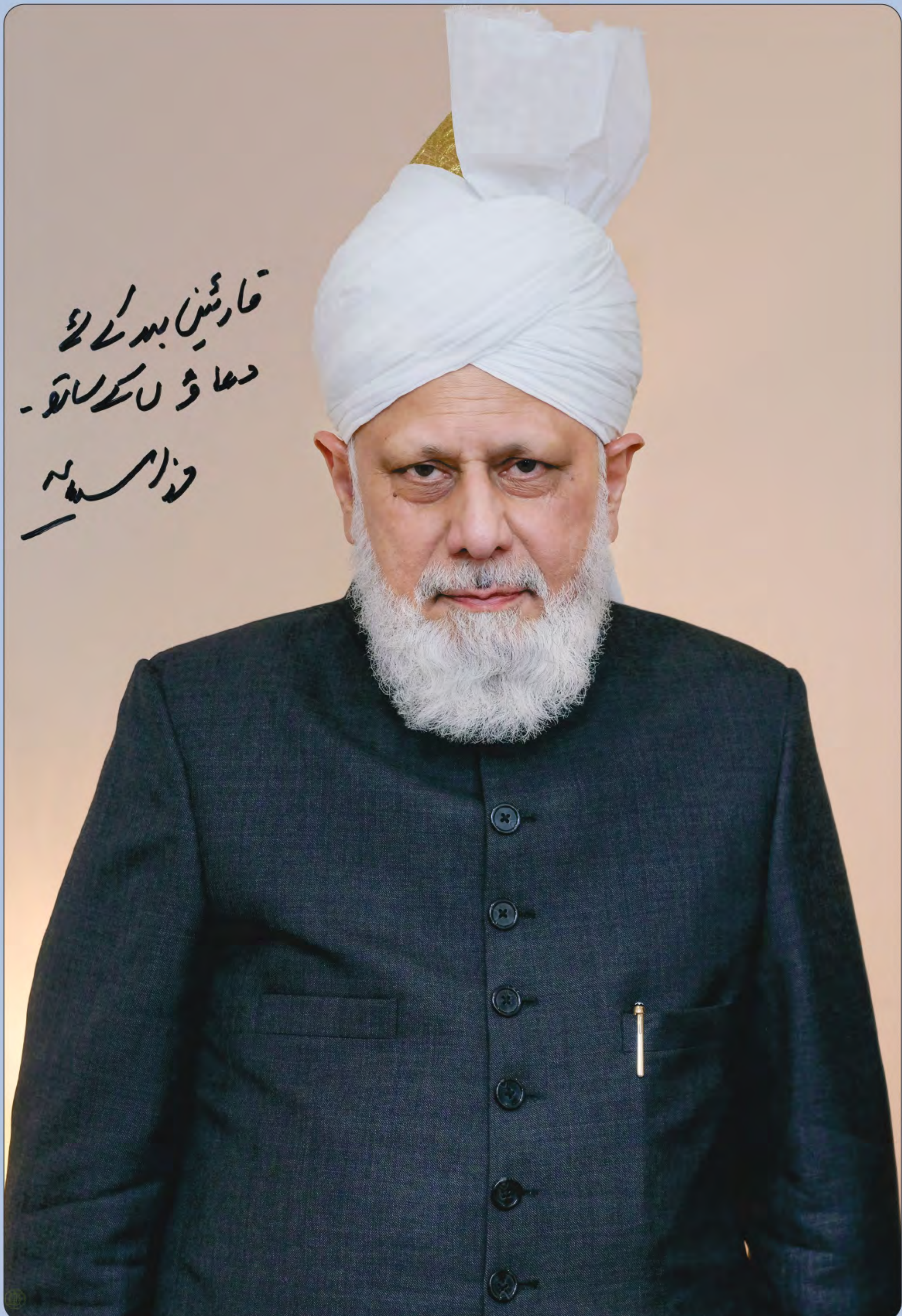

سیدنا وامامنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اس بابرکت سفر کے دوران آپ نے مختلف مقامات پر لیکچر دیئے، اپنے قیام کے ہر مقام پر مقامی لوگوں سے روابط بڑھائے
مذہبی وسیاسی لیڈروں، دانشوروں، اخباری نمائندوں اور عوام الناس نے آپ سے ملاقاتیں کیں

آپ اس سارے سفر کے دوران سارا سارا دن اور راتوں کو دیر تک کام کرتے رہے
آپ نے اپنا تمام وقت انتھک محنت سے انتہائی مصروفیت میں گزارا

یہ سفر نہایت کامیاب اور بابرکت سفر تھا، اس میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نظارے ہر جگہ ہمیں نظر آئے

قارئین کو چاہئے کہ "بدر" کے اس خصوصی شمارہ کا مطالعہ کریں تا کہ آپ کے علم و عرفان میں اضافہ ہو

قارئین بدر کے لئے سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا محبت بھرا روح بصیرت افروز پیغام

اسلام آباد یو کے
MA 17-11-2024

پیارے قارئین ہفت روزہ بدر قادیان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ کہ اخبار بدر کو "سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا پہلا دورۂ یورپ 1924 اور اس کے برکات وثمرات" کے عنوان سے ایک خصوصی نمبر شائع کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ مجھ سے اس کے لئے پیغام بھجوانے کی درخواست کی گئی ہے۔ میں اس حوالے سے چند ضروری باتیں بیان کرنا چاہتا ہوں۔

ستمبر 1924ء میں ویمبلے (لندن) میں ایک مذاہب کانفرنس منعقد ہوئی تھی جس میں برطانوی مملکت کے مختلف مذاہب کے نمائندوں کو دعوت دی گئی کہ وہ اپنے اپنے مذہب کے اصولوں پر روشنی ڈالیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھی کانفرنس کی انتظامیہ (جن میں انگلستان کے بڑے بڑے مستشرقین شامل تھے) کی طرف سے اس میں شمولیت کا دعوت نامہ پہنچا۔ آپ اس کانفرنس میں بنفس نفیس شامل ہوئے۔ اُس وقت آپ اپنے ساتھ گیارہ افراد کا وفد لے کے آئے تھے۔ یہ خلیفۃ المسیح کا پہلا دورہ یورپ تھا اور اس کے ساتھ عرب ممالک بھی شامل تھے۔ شام، مصر، فلسطین وغیرہ عرب ممالک میں تو سوائے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے کسی بھی خلیفہ کا دورہ نہیں ہوا۔ حضور رضی اللہ عنہ اپنے اس سفر کے بارہ میں بیان فرماتے ہیں:

"یہ دو پیشگوئیوں کو پورا کرنے کے لئے تھا۔ ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی جو دمشق کے متعلق تھی اور ایک حضرت مسیح موعودؑ کی جو انگلستان کے متعلق تھی۔"

(انوار العلوم جلد 8 صفحہ 465)

دمشق کے متعلق پیشگوئی کے پورا ہونے کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

"پھر منارۃُ الْبَیْضَاء کا بھی عجیب معاملہ ہوا...... ہمیں حیرت تھی کہ وہ کونسا منارہ ہے دیکھ تو چلیں۔ صبح کو میں نے ہوٹل میں نماز پڑھائی۔ اس وقت میں اور ذوالفقار علی خان صاحب اور ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب تھے یعنی میرے پیچھے دو مقتدی تھے۔ جب میں نے سلام پھیرا تو دیکھا سامنے منارہ ہے اور ہمارے اور اس کے درمیان صرف ایک سڑک کا فاصلہ ہے۔ میں نے کہا یہی وہ منارہ ہے اور ہم اس کے مشرق میں تھے۔ یہی وہاں سفید منارہ تھا اور کوئی نہ تھا۔ مسجد امویہ والے منارے نیلے سے رنگ کے تھے۔ جب میں نے اس سفید منارہ کو دیکھا اور پیچھے دو مقتدی تھے تو میں نے کہا کہ وہ حدیث بھی پوری ہو گئی۔"

(انوار العلوم جلد 8 صفحہ 614)

یورپ کے سفر کی بابت آپ نے فرمایا:

"یورپ کی طرف مسیح موعود یا آپ کے کسی جانشین کا اس غرض سے سفر کرنا جس غرض سے میں نے سفر کیا ہے، قرآن کریم میں بھی مذکور ہے...... یہ ذکر سورہ کہف میں ہے...... پس جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کے مطابق ذوالقرنین آپ ہیں اور مغربی ممالک سے مراد یورپ و امریکہ کے لوگ ہیں جو مسیحیت کے چشمہ پر ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں، تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود یا ان کے کسی جانشین کو مغربی ممالک کا سفر کرنا ہوگا...... پس یہ سفر درحقیقت ایک پیشگوئی کے ماتحت ہے جو ایسی اہم ہے کہ قرآن کریم میں اس کو بیان فرمایا گیا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ سفر تبلیغ کے لئے نہیں بلکہ تبلیغ کے متعلق اصول طے کرنے اور علم حاصل کرنے کے لئے کیا جائے گا۔"

(انوار العلوم جلد 8 صفحہ 434 تا 435)

اس سفر کے ذریعہ کچھ رؤیا بھی پوری ہوئیں۔ ان میں سے ایک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ رؤیا ہے:

"میں نے دیکھا کہ میں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔"

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 377)

مزید برآں حضور رضی اللہ عنہ نے خود بھی دو رؤیا دیکھیں جن میں سے ایک کا ذکر آپ نے یوں فرمایا:

"اس بادشاہ نے جس کے قبضہ میں تمام عالم کی باگ ہے مجھے رؤیا میں بتایا تھا کہ میں انگلستان گیا ہوں اور ایک فاتح جرنیل کی طرح اس میں داخل ہوا ہوں۔ اور اس وقت میرا نام ولیم

فاتح رکھا گیا۔" (انوارالعلوم جلد 8 صفحہ 463)

بہرحال آپ اٹلی، سوئٹزرلینڈ اور فرانس سے ہوتے ہوئے 22/اگست 1924ء کو انگلستان پہنچے۔ لندن میں قیام کے دوران آپ کے بہت سے پروگرام اور مصروفیات تھیں جن میں سے ایک مذہبی کانفرنس میں آپ کے لیکچر اور مسجد فضل لندن کے سنگ بنیاد کی تقریب کے بارے میں یہاں اختصار کے ساتھ کچھ بتا دیتا ہوں۔

مذہبی کانفرنس میں آپ کے لیکچر کے لئے 23 ستمبر شام پانچ بجے کا وقت مقرر تھا۔ اس موقع پر اجلاس کے صدر سر تھیوڈر ماریسن نے حضور کا تعارف کروایا اور پھر نہایت ادب و احترام کے جذبات کے ساتھ آپ سے خطاب کی درخواست کی۔ سب سے پہلے انگلش میں آپ نے مختصر سا خطاب کیا۔ پھر فرمایا کہ "اس کے بعد میں اپنے مرید چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بارایٹ لاء سے کہتا ہوں کہ میرا مضمون سنائیں"۔ چنانچہ چوہدری صاحب نے اس مضمون کا انگریزی ترجمہ بڑے پُرشوکت لہجے میں اور بڑے اعلیٰ رنگ میں پڑھا۔ جب مضمون میں اسلام کے متعلق کوئی ایسی بات بیان کی جاتی جو اُن کے لئے نئی ہوتی تو کئی لوگ خوشی سے اچھل پڑتے۔ یہ لیکچر ایسا منفرد اور اچھوتا تھا کہ عیسائیت کے بڑے بڑے لیڈر بھی بے اختیار بول اٹھے کہ بلاشبہ اس مضمون میں جو خیالات بیان کیے گئے ہیں وہ ترتیب اور دلائل اور اپنی خوبی و حسن کے لحاظ سے اچھوتے اور منفرد ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ کے فضل سے لیکچر بہت کامیاب ہوا۔ اور جس قدر آدمی ہمارے لیکچر میں تھے اور کسی لیکچر میں نہ تھے، جگہ باقی نہ رہی تھی اور لوگوں نے نہایت غور سے سنا اور بعد میں سر تھیوڈور ماریسن اور دوسرے لوگوں نے مبارکبادیں دیں اور آدھ گھنٹہ تک مختلف دوستوں کو گھیرے کھڑے رہے اور باتیں کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس علاقہ میں اس قدر شہرت اسلام کی ہوگئی ہے اور احمدیت کا نام مشہور ہوگیا ہے کہ اگر آئندہ محنت سے کام کیا جائے تو بہت بڑی کامیابی کی امید ہے۔" (انوارالعلوم جلد 8 ص 519)

جہاں تک مسجد فضل کی تقریب کا تعلق ہے۔ 19/اکتوبر 1924ء کو اس مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا گیا۔ اس تقریب میں شرکت کے لیے پارلیمان کے ممبران، لیڈرز، سیاست دان، سفارت کاروں سمیت بہت سے لوگوں کو دعوتی کارڈز بھیجے گئے تھے کیونکہ وقت محدود تھا اس لیے خیال تھا کہ تھوڑے سے لوگ آئیں گے مگر مہمانوں کی بڑی تعداد اس تقریب میں شریک ہوئی۔ مختلف ممالک کے نمائندے بھی اس تقریب میں شامل ہوئے اور تقریب نہایت کامیاب رہی۔ حضور رضی اللہ عنہ اس تقریب کے وقت کی اپنی قلبی کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"مجھے یاد ہے 1924ء میں جب میں لندن گیا اور میں نے وہاں مسجد کی بنیاد رکھی تو اس وقت میری یہ کیفیت تھی کہ میرے آنسو تھمنے میں ہی نہیں آتے تھے کیونکہ اس وقت وہ نظارہ میری آنکھوں کے سامنے پھر گیا جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر یہ اعلان فرمایا تھا کہ "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا"...... خدا تعالیٰ نے کہا کہ اٹھ اور دنیا میں میرے نام کی منادی کرا اور اسے کہہ دے کہ حَانَ اَنْ تُعَانَ وَتُعْرَفَ بَیْنَ النَّاس ۔ وہ وقت آ گیا ہے کہ خدا تیری مدد کرے اور تجھے دنیا میں لازوال شہرت عطا کرے۔" (انوارالعلوم جلد 26 صفحہ 529)

بہرحال حضور نے متضرعانہ دعاؤں سے اس مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا۔ پھر اس مسجد میں آپ نے اور آپ کے بعد مجھ تک تمام خلفاء نے نمازیں پڑھائیں اور یہاں قیام بھی کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ہجرت کے بعد تو یہ مسجد خلیفۂ وقت کی موجودگی کی وجہ سے مرکزی حیثیت اختیار کر گئی۔ یہیں سے سب دنیا میں mta کی نشریات شروع ہوئیں۔ خلافتِ خامسہ کا انتخاب بھی اسی مسجد میں ہوا اور اسلام آباد (UK) کی تعمیر نو سے پہلے میں بھی وہیں مقیم رہا۔

اس بابرکت سفر کے دوران آپ نے مختلف مقامات پر لیکچر دیئے۔ اپنے قیام کے ہر مقام پر مقامی لوگوں سے روابط بڑھائے۔ مذہبی و سیاسی لیڈروں، دانشوروں، اخباری نمائندوں اور عوام الناس نے آپ سے ملاقاتیں کیں۔ آپ نے بعض لوگوں کے پاس اپنے ساتھیوں کو بھی ملنے کے لئے بھجوایا۔ اٹلی میں قیام کے دوران آپ نے پوپ کو اسلام کی جامع تعلیم کا تحفہ پیش کرنے کے لئے ان سے دو دفعہ تحریری طور پر رابطہ کیا لیکن ان کی طرف سے مکان کی مرمت کا عذر پیش کیا گیا اور ملاقات نہ ہوسکی۔ آپ نے دینی نقطۂ نظر سے اہم مقامات کی سیر بھی کی جن میں فلسطین، دمشق کی مسجد امویہ، مصر کے عجائب گھر میں فرعون کی لاش اور اٹلی میں اصحاب کہف کی غاریں (Catacombs) وغیرہ شامل ہیں۔ آپ اس سارے سفر کے دوران انفرادی اور اجتماعی طور پر دعاؤں میں مشغول رہے۔ سارا سارا دن اور راتوں کو دیر تک کام کرتے رہے۔ آپ نے اپنا تمام وقت انتھک محنت سے انتہائی مصروفیت میں گذارا۔ آپ اپنے اس سفر کی کامیابی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اس سفر میں سلسلہ کی عظمت کا جو اثر ہوا اس کو الفاظ میں ادا نہیں کر سکتے جس کسی علاقے سے ہم گذرے وہاں سے یہی آواز آئی کہ ہم آپ کو جانتے ہیں۔ ہالینڈ میں چودھری ظفر اللہ خان صاحب گئے ایک شخص کو تبلیغ کر رہے تھے۔ سلسلہ گفتگو میں میرا فوٹو نکال کر دکھایا۔ وہ کہنے لگا یہ تصویر میں نے دیکھی ہوئی ہے۔ برلن سے ماسٹر مبارک علی صاحب نے ایک اخبار بھیجا جس نے سارے صفحہ پر میری پورے قد کی تصویر شائع کی ہے۔ امریکہ میں بھی تصویر چھپ رہی ہے۔ اسی طرح اٹلی میں، بغداد میں اور دیگر ممالک میں تصویریں اور مضامین شائع ہوئے اور اس ذریعہ سے شہرت ہوئی۔ آتے ہوئے جہاز میں سوئٹزرلینڈ کے قنصل کی بیوی بھی تھی۔ ہمارے دوستوں سے اس کی گفتگو ہوئی جب فوٹو دکھایا گیا تو کہنے لگی یہ تو دیکھا ہوا ہے۔ پوچھا کس طرح؟ تو اس نے کہا سینما میں۔ غرض اس قدر شہرت ہوگئی ہے کہ اب ہمارا بچہ بھی چلا جائے تو سمجھیں گے کہ اس کے پیچھے زبردست جماعت ہے۔ چنانچہ اس کا پتہ اس طرح معلوم ہوا کہ کابل کے خلاف پروٹسٹ کے جلسہ میں تین پادری شامل ہوئے جو بہت بااثر تھے۔ ایک نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ وہ وقت آتا ہے جب حکومتیں احمدیوں کے قبضہ میں ہوں گی۔ اس وقت یہ لوگ جو بنی نوع انسان کے لئے تکلیفیں اٹھا رہے ہیں ان کی نسلیں دیکھیں گی اور فخر کریں گی کہ ہمارے باپ دادے وہ تھے کہ لوگ انہیں بات بھی نہیں کرنے دیتے تھے اور انہیں قتل کرتے اور ہر قسم کے دکھ دیتے تھے آج ہم ان کی قربانیوں کے نتیجہ میں بادشاہ ہیں۔ (انوارالعلوم جلد 8 صفحہ 615 تا 616)

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کی روایت ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"ہمارا یہ سفر بھی جہلم کے سفر کی طرح خدا کی رحمت اور فضل کے ذریعہ سے ہوا اور کامیابی بھی فضلوں سے ہوئی ہے۔ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سفر جہلم میں خدا نے خاص مصلحت سے سفر کے سامان پیدا کئے اور کامیابیاں عطا فرمائیں بعینہٖ اسی طرح اس سفر کے سامان ہوئے اور نتیجہ میں خدا نے ایک رو پیدا کر دی ہے۔"

(سفر یورپ۔ صفحہ 490 تا 491)

پس یہ سفر نہایت کامیاب اور بابرکت سفر تھا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نظارے ہر جگہ ہمیں نظر آئے۔ قارئین کو چاہئے کہ "بدر" کے اس خصوصی شمارہ کا مطالعہ کریں تا کہ آپ کے علم و عرفان میں اضافہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کی اشاعت ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ آمین۔

والسلام خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا دَورہ یورپ
چند دن کا دَورہ صدیوں کی برکات

جلسہ سالانہ قادیان 2024 کے موقع پر شائع ہونے والے اخبار بدر کے خصوصی نمبر کیلئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''**سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا پہلا دورہ یورپ 1924 اور اس کے برکات وثمرات**'' کے عنوان کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ اور باوجود بے انتہا مصروفیت کے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس خصوصی شمارہ کیلئے بصیرت افروز پیغام اور دستخط مبارک کے ساتھ اپنی تصویر بھی قارئین بدر کے لئے ارسال فرمائی ہے، اس کے لئے ہم حضور انور ایدہ اللہ کے بیحد ممنون ہیں اور حضور کے لئے دعا گو ہیں اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَبَارِكْ لَنَا فِیْ عُمُرِہٖ وَاَمْرِہٖ ۔'بے انتہا مصروفیت' کے الفاظ محض رسم کے طور پر ادا نہیں کئے گئے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ''خلافت ایک مردم کُش عہدہ ہے، اس کا کام اس قدر بڑھا ہوا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کا فضل اس کے ساتھ نہ ہو تو یقیناً ایک قلیل عرصہ میں اس عہدہ پر متمکن انسان ہلاک ہو جائے مگر چونکہ خدا تعالیٰ اس عہدہ کا نگران ہے وہ اپنے فضل سے کام چلا دیتا ہے۔'' پس ہمارا فرض ہے کہ ہم حضور انور کو باقاعدگی کے ساتھ اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں جس میں کہ سراسر ہماری اپنی ہی بھلائی ہے۔

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ماہ جولائی 1924 میں قادیان سے یورپ کیلئے روانہ ہوئے اس طرح آپ کے اس سفر کو سو سال پورے ہو گئے جس پر ہمیں یہ خصوصی نمبر شائع کرنے کی سعادت مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے بابرکت کرے اور قارئین کیلئے ازدیادِ علم کا باعث بنائے۔ آمین۔

قادیان سے روانگی سے لیکر قادیان واپسی تک کا یہ سفر بہت وسیع بہت دلچسپ اور بہت ایمان افروز ہے۔ روانگی کے وقت دعاؤں اور حضور کی جدائی کا دلدوز نظارہ اور قادیان واپسی پر وصال کے مزے اور جشن کا ماحول ناقابل بیان ہے۔ حضور رضی اللہ عنہ نے سفر کے جو اغراض و مقاصد بیان فرمائے اور اس کی اہمیت پر جو روشنی ڈالی اور اس سفر کے نتیجہ میں احمدیت کی فتح وظفر کی جو بنیاد پڑی اور جو کامیابی ملی اور جماعت کو جو شہرت حاصل ہوئی اور چند دنوں میں جو سالوں کی تبلیغ ہوئی، ان سب کا بیان حضور رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے بہت ہی ایمان افروز ہے۔ اس سفر کے نتیجہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوئی، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی اور رؤیا پوری ہوئی، خود سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی رؤیا پوری ہوئی۔ کئی جلسے ہوئے جس میں حضور رضی اللہ عنہ نے لیکچر دیئے، کئی اجتماعی ملاقاتیں ہوئیں جس میں آپؓ نے اسلامی تعلیمات بیان فرمائیں اہل لندن کو، اور لندن کے نو مسلموں کو رُوحانی و آسمانی پیغام دیا۔ مسجد فضل لندن کا سنگ بنیاد رکھا۔ کئی ممالک کے حالات اور تبلیغ کے مواقع کا جائزہ آپؓ نے لیا۔

رُودادِ سفر کی وسعت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ حضور رضی اللہ عنہ کے اس سفر پر پیغامیوں نے بہت سارے اعتراضات کئے جن کے جواب میں بہت سارے مضامین الفضل میں شائع ہوئے۔ اور ایک بہت ہی خوبصورت اور پُر لطف پہلو یہ بھی ہے کہ دلچسپ اور ایمان افروز نظموں کا ایک سلسلہ چلتا رہا۔ حضور کی جدائی اور روانگی پر الوداعیہ نظمیں، آپ کی آمد کی خوشی میں استقبالیہ نظمیں، آپؓ کی جدائی میں ایک طرف ہجر و فراق مہجوری و محرومی اور داستان غم و الم کی نظمیں، تو دوسری طرف ولایت میں اسلامی یلغار کی خوشی میں ولولہ انگیز نظمیں۔ لندن میں مسجد کی سنگ بنیاد رکھنے کی خوشی میں نظمیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے قادیان اور اہل قادیان کی جدائی میں اور قادیان کی شان میں دوران سفر ایک بہترین نظم لکھی جس کے دو اشعار ذیل میں درج ہیں۔ آپؓ فرماتے ہیں :

خیال رہتا ہے ہمیشہ اس مقام پاک کا — سوتے سوتے بھی یہ کہہ اٹھتا ہوں ہائے قادیاں
آہ کیسی خوش گھڑی ہوگی کہ بانیل مرام — باندھیں گے رخت سفر کو ہم برائے قادیاں

اس کے جواب میں حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا نے بھی کیا خوب نظم کہی کہ جتنی بار پڑھو پیاس نہیں بجھتی۔ اس کے دو اشعار یہ ہیں :

''حضرت مصلح موعودؓ کا پہلا دَورہ یورپ 1924 اور اسکے برکات وثمرات''

فہرست مضامین

نمبر شمار		صفحہ نمبر
1	اداریہ	1
2	خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ	5
3	سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے سفر دورۂ یورپ کا پس منظر	10
4	ویمبلے کانفرنس کی رپورٹ اور حضرت مصلح موعودؓ کے مضمون پر دانشوروں واخبارات کا تبصرہ	14
5	سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دورہ یورپ 1924ء کی رپورٹ	19
6	حضرت مصلح موعودؓ کا خطاب "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" پس منظر و دیرپا اثرات	24
7	ویمبلے کانفرنس کے واقعات کی جلسہ مذاہب اعظم کے واقعات سے مشابہت	27
8	حضرت مصلح موعودؓ کے دورۂ یورپ 1924 میں آپ کے ہمرکاب اصحاب کا مختصر تعارف	32
9	عرشہ جہاز سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا پیغام جماعت احمدیہ کے نام	38
10	عدن کے قریب جہاز سے حضور رضی اللہ عنہ کا پہلا مکتوب جماعت احمدیہ کے نام	39
11	پورٹ سعید کے قریب جہاز سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا دوسرا مکتوب گرامی	41
12	لنڈن سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا چوتھا مکتوب گرامی	47
13	مسجد فضل لندن۔ سنگ بنیاد تعمیر و افتتاح	51
14	حضرت مصلح موعودؓ کے پہلے دورہ یورپ 1924ء کے برکات وثمرات	59
15	حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی سفر یورپ 1924 سے واپسی	65
16	محمود سفر میں اور حاسد سقر میں امیر غیر مبائعین کی دُرّافشانی	67
17	سال 1924 جماعت احمدیہ کی تاریخ کے آئینہ میں	75

★★★ ★★★ ★★★

سیّدا ہے آپ کو شوقِ لقائے قادیان — ہجر میں خوں بار ہیں یاں چشم ہائے قادیاں
سب تڑپتے ہیں کہاں ہے زینت دارالاماں — رونق بوستانِ احمد دلربائے قادیاں

قادیان پہنچ کر ایک موقع پر حضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا :

''میرے نزدیک اس سفر سے بڑے بڑے فوائد کے علاوہ جن میں بعض کا ذکر مولوی شیر علی صاحب نے کیا ہے بعض چھوٹے فوائد بھی ہوئے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ میرے سفر پر جانے پر کئی نئے شاعر پیدا ہو گئے ہیں خصوصاً ہماری ہمشیرہ شاعرہ ہو گئی ہیں۔''

غرضیکہ یہ سفر کیا تھا روانگی سے لیکر قادیان آمد تک ہر بات دل میں اُترنے والی، رُوح میں سمانے والی، ایمان و یقین علم و عرفان کو بڑھانے والی تھی، اور کیوں نہ ہو یہ بابرکت الٰہی سفر تو ازل سے مقدر تھا۔ ذیل میں ہم اس سفر کی کچھ اہم باتیں اور سفر کی اغراض و مقاصد حضور رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں پیش کریں گے۔

اس سفر کا ذکر قرآن کریم میں

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

''یورپ کی طرف مسیح موعود یا آپؑ کے کسی جانشین کا اس غرض سے سفر کرنا جس غرض سے مَیں نے سفر کیا ہے قرآن کریم میں بھی مذکور ہے۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے سفر کے بغیر اسلام کی حفاظت کامل نہیں ہو سکتی...... پس جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کے مطابق ذوالقرنین آپؑ ہیں اور مغربی ممالک سے مراد یورپ و امریکہ کے لوگ ہیں جو مسیحیت کے چشمہ پر ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں، تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعودؑ یا ان کے کسی جانشین کو مغربی ممالک کا سفر کرنا ہوگا۔''

(الفضل قادیان دارالامان 16/اگست 1924 صفحہ 7 کالم 3)

اس سفر کا ذکر حدیث شریف میں

حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰؑ کو وحی کے ذریعہ خبر دیگا کہ مَیں نے اب کچھ ایسے لوگ بھی برپا کئے ہیں (یعنی یاجوج ماجوج) جن سے جنگ کی کسی میں طاقت نہیں۔ اسلئے تم میرے بندوں کو پہاڑ کی طرف محفوظ طریق سے لے جاؤ۔ غرض ان حالات میں اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو برپا کرے گا۔ پھر معاً بعد ہے کہ : يَهْبِطُ نَبِيُّ اللهِ عِيْسٰى وَاَصْحَابُهٗ اِلَى الْاَرْضِ فَلَا يَجِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ اِلَّا مَلَأَهٗ زَهَمُهُمْ وَنَتْنُهُمْ کہ اللہ کے نبی عیسیٰؑ اور آپ کے ساتھی یاجوج ماجوج کی زمین پر اتریں گے (الارض معرفہ ہے مُراد فلاں زمین یعنی یاجوج ماجوج کی زمین جس کا ذکر گزر چکا ہے) لیکن تمام زمین میں ایک بالشت جگہ بھی یاجوج ماجوج کی لاشوں اور ان کی بدبُو سے خالی نہیں ملے گی۔

پھر اس کے بعد حدیث میں ہے کہ :

اس پر اللہ تعالیٰ کے نبی عیسیٰؑ اور آپ کے ساتھی دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ایسے پرندے بھیجے گا جن کی گردنیں بختی اونٹوں کی طرح ہوں گی وہ پرندے ان لاشوں کو اٹھا کر وہاں پھینک آئیں گے جہاں پھینکنے کا اللہ تعالیٰ ان کو حکم دے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش برسائے گا یہاں تک کہ نہ کوئی مکان بچے گا اور نہ کوئی خیمہ سب کے سب اور ساری کی ساری زمین دُھل جائے گی اور آئینہ کی طرح صاف ہوجائے گی۔ پھر زمین کو کہا جائے گا اپنے پھل اُگا اور اپنی برکت کو واپس لا۔

عیسیٰ سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ اور یاجوج ماجوج کی زمین میں آپؑ کے اُترنے سے مُراد آپؑ کے جانشین کا اُترنا ہے۔ انشاء اللہ حضرت مسیح موعود اور آپؑ کے جانشینوں کی دعاؤں سے یاجوج ماجوج کی زمین دُھل کر آئینے کی طرح صاف ہوجائے گی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئی کو پورا کرنا

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

"ارادہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس پیشگوئی کو جو مسیح موعودؑ کے زمانہ کے متعلق ہے اور جس کی تاویل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمائی ہے کہ مسیح موعودؑ یا اس کا کوئی خلیفہ دمشق کو جائے گا اس سفر میں پورا کرنے کی کوشش کی جائے اور راستہ میں چند دن کے لئے دمشق بھی ٹھہرا جائے۔ گو اس کے لئے اپنے راستہ سے ہٹ کر جانا ہوگا مگر چونکہ ایسے مواقع روز بروز نہیں مل سکتے اس لئے جہاں تک ہو سکے اس سفر سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی ضروری ہے اور سلسلہ کی صداقت کا ایک نشان قائم کرنا تو عین سعادتمندی ہے۔" (دورہ یورپ، انوار العلوم جلد 8 صفحہ 381)

دو پیشگوئیوں کو پورا کرنا

پیغامیوں یعنی لاہوریوں میں حضور رضی اللہ عنہ کے اس سفر سے بہت تلملاہٹ پیدا ہوئی۔ انہوں نے حضور رضی اللہ عنہ کے اس سفر کو سیر وتفریح قرار دیا اور جماعت کے پیسے کا ضیاع بتایا۔ ان کے اعتراضات کا جواب ایڈیٹر الفضل، دیگر مضمون نگار اور خود حضور رضی اللہ عنہ نے بھی دیا جو الفضل میں دیکھا جاسکتا ہے۔ پیغامیوں کے اعتراضات کا جواب جن عناوین کے تحت دیا گیا وہ دلچسپ عناوین ہم قارئین کی تفریح طبع کے لئے درج کرتے ہیں۔ ''حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا سفر یورپ اور غیر مبائعین کا بغض وحسد'' ''سفر یورپ کا کانٹا مولوی محمد علی صاحب کے حلق میں'' ''محمود دمشق میں غیر مبائعین فسق میں'' ''محمود سفر میں اور حاسد سقر میں'' اس مضمون کے لکھنے والے حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس سے سمجھا جاسکتا ہے کہ غیر مبائعین میں سفر کا ماتم اس قدر چھایا ہوا تھا کہ آپؓ کو بھی اس پر قلم اُٹھانا پڑا۔

اوپر کے دو عناوین کو جوڑ کر ہم نے ایک شعر بنایا ہے، ملاحظہ فرمائیں :

محمود سفر میں اور حاسد سقر میں
سفر یورپ کا کانٹا مولوی محمد علی کے حلق میں

صرف یہی نہیں اور بھی بہت سارے عناوین کے تحت انہیں جواب دیا گیا۔ بہرحال حضور رضی اللہ عنہ نے انکے اعتراض کے جواب میں جو فرمایا اس میں سے وہ مختصر عبارت ہم ذیل میں درج کرتے ہیں جو دراصل حضور رضی اللہ عنہ کے سفر کی غرض پر روشنی ڈالتی ہے۔ حضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا :

''اگر اس سفر میں ہم کوئی بھی کام نہ کرتے اور سیریں ہی کرتے رہتے تب بھی یہ سفر قابل اعتراض نہ تھا کیونکہ یہ دو پیشگوئیوں کو پُورا کرنے کے لئے تھا ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئی جو دمشق کے متعلق تھی اور ایک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو انگلستان کے متعلق تھی۔ پس اگر ہم لوگ اپنے روپیہ سے...... اس سفر کو بعض پیشگوئیوں کے پورا کرنے کے لئے اختیار کریں تو اس پر ان کو کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔'' (الفضل قادیان دارالامان 4/اکتوبر 1924 صفحہ 4، کالم 2)

ایک مکمل نظام تجویز کرنا

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سفر کے اغراض ومقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

''میرے نزدیک جن اغراض کے لئے اس سفر کی ضرورت ہے ان میں سے ایک تو حضرت مسیح موعودؑ کی رؤیا کو پورا کرنا ہے...... دوسرے یہ دینی ضرورت اس کی داعی ہے کہ ہماری جماعت کا کام ساری دنیا میں تبلیغ اسلام کرنا ہے اور چونکہ ساری دنیا کو اسلام کے حلقہ میں لانا ہمارا فرض ہے اس لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے متعلق ہم ایک مکمل نظام تجویز کریں...... اس نظام کے مقرر کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ خلیفہ وقت مغربی ممالک کی حالت کو وہاں جا کر دیکھے...... یورپ اسلام کے عقائد کو تسلیم کرنے کے لئے تو آج تیار ہے لیکن وہ اپنی عادتوں کو چھوڑنے کے لئے بالکل تیار نہیں اور نہ صرف یہ کہ وہ خود اس کام کے لئے تیار نہیں بلکہ وہ ایشیا اور افریقہ کو بھی اپنا ہم خیال بنا کر اسلام کو دنیا سے بالکل خارج کرنا چاہتا ہے۔ ان لوگوں کی طرز اور ان کی رہائش ہم سے ایسی جداگانہ ہے کہ گھر بیٹھے ان کے متعلق فیصلہ کرنا ایسا ہی ہے جیسے کہ زمین پر بیٹھے چاند کے حالات پر رائے زنی کی جائے بلکہ اس سے زیادہ مشکل کیونکہ چاند کے حالات تو دُوربین سے نظر آسکتے ہیں مگر یہاں ایک زندہ قوم کی اصلاح کا سوال ہے جس کی ظاہری شکلوں پر نہیں بلکہ اس کے دلی خیالات اور تعصّبات کے متعلق ہم نے فیصلہ کرنا ہے۔'' (دورہ یورپ، انوار العلوم جلد 8 صفحہ 385)

صدیوں کی اسکیم بنانا

سفر کا ایک مقصد حضور رضی اللہ عنہ کے ان الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں۔ حضورؓ فرماتے ہیں :

یہ سفر ''صدیوں کی تبلیغ کے لئے سکیم بنانے کی تجویز'' کے لئے اختیار کیا گیا تھا۔

(الفضل قادیان دارالامان 16/اگست 1924 صفحہ 3 کالم 1)

حضور رضی اللہ کی اپنی ایک خواب کی تکمیل

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

"مَیں نے دیکھا کہ مَیں لنڈن میں ہوں اور ایک ایسے جلسہ میں ہوں جس میں پارلیمنٹ کے بڑے بڑے ممبر اور نواب اور وزراء اور دوسرے بڑے آدمی ہیں۔ ایک دعوتی قسم کا جلسہ ہے اس میں مَیں بھی شامل ہوں۔ مسٹر لائیڈ جارج سابق وزیر اعظم اس میں تقریر کررہے ہیں۔ تقریر کرتے کرتے ان کی حالت بدل گئی اور انہوں نے ہال میں ٹہلنا شروع کردیا ور ایسی گھبراہٹ ان کی حرکات سے ظاہر ہوئی کہ سب لوگوں نے یہ سمجھا کہ ان کو جنون ہوگیا ہے۔ سب لوگ قطاریں باندھ کر کھڑے ہوگئے ہیں اور وہ جلد جلد ادھر سے ادھر ٹہلتے ہیں اتنے میں لارڈ کرزن صاحب نے آگے بڑھ کر ان کے کان میں کچھ کہا اور وہ ٹھہر گئے اور آہستہ سے لارڈ کرزن صاحب کو کچھ کہا انہوں نے باقی لوگوں سے جو ان کے گرد تھے وہی بات کہی اور سب لوگ دوڑ کر ہال کے دروازے کی طرف چلے گئے اور باہر سڑک کی مشرقی جانب جھانکنا شروع کیا۔ ان کے اس طریق پر مجھے اور بھی حیرت ہوئی۔ قاضی عبداللہ صاحب میرے پاس کھڑے ہیں مَیں نے اُن سے پوچھا کہ انہوں نے کیا کہا ہے اور یہ لوگ دروازے کی طرف کیوں دوڑے اور کیا دیکھتے ہیں؟ قاضی صاحب نے مجھے جواب دیا کہ مسٹر لائڈ جارج نے لارڈ کرزن سے یہ کہا ہے کہ مَیں پاگل نہیں ہوں بلکہ مَیں اس وجہ سے ٹہل رہا ہوں کہ مجھے ابھی خبر آئی ہے کہ مرزا محمود احمد امام جماعت احمدیہ کی فوجیں عیسائی لشکر کو دباتی چلی آتی ہیں اور مسیحی لشکر شکست کھارہا ہے اور وہ ہٹتے ہٹتے اس جگہ کے قریب آگیا ہے۔''

(دورہ یورپ، انوار العلوم جلد 8 صفحہ 383)

"ولیم دی کنکرر" والی رؤیا کا پورا ہونا

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

’’آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ اس بادشاہ نے جس کے قبضہ میں تمام عالم کی باگ ہے مجھے رؤیا میں بتایا تھا کہ مَیں انگلستان گیا ہوں اور ایک فاتح جرنیل کی طرح اس میں داخل ہوا ہوں اور اس وقت میرا نام ولیم فاتح رکھا گیا...... مَیں اس خواب کی بنا پر یقین رکھتا تھا کہ انگلستان کی روحانی فتح صرف میرے انگلستان جانے کے ساتھ وابستہ ہے لیکن آخر اللہ تعالیٰ کے فضل سے مَیں انگلستان پہنچ گیا ہوں اور اب میرے نزدیک انگلستان کی فتح کی بنیاد رکھ دی گئی ہے۔ آسمان پر اس کی فتح کی بنیاد رکھ دی گئی ہے اور اپنے وقت پر اس کا اعلان زمین پر بھی ہو جائیگا...... انگلستان فتح ہو چکا۔ خدا کا وعدہ پورا ہو گیا۔ اس کی فتح کی شرط آسمان پر یہ مقرر تھی کہ مَیں انگلستان آؤں سو مَیں خدا کے فضل سے انگلستان پہنچ گیا ہوں اب اس کی کارروائی کی ابتدا انشاء اللہ شروع ہو جائیگی اور اپنے وقت پر دوسرے لوگ بھی انشاء اللہ دیکھ لیں گے کہ جو کچھ مَیں نے لکھا تھا وہ سچ ہے۔ نادان لوگ نہیں جانتے کہ بعض اُمور کا تعلق بعض خاص شخصوں کی ذات سے وابستہ ہوتا ہے اور انگلستان میں ترقی اسلام کا سوال خدا تعالیٰ کی قضا میں میرے انگلستان آنے کے ساتھ متعلق تھا۔ مسیح موعودؑ کو جو رؤیا دکھائی گئی اس میں بھی یہی بتایا گیا تھا کہ آپ کے ولایت جانے پر یہ فتح شروع ہو گی اور مجھے بھی یہی دکھایا گیا اور چونکہ نبیوں کے خلیفہ ان کے ہی وجود سمجھے جاتے ہیں اس لئے دونوں خوابوں کا مطلب ایک ہی تھا۔ حضرت مسیح موعود کی رؤیا سے مُراد بھی ان کے جانشین کے انگلستان جانے سے تھی اور میری رؤیا سے مراد بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ولایت جانے سے تھی۔ پس جبکہ مسیح موعودؑ اپنے روحانی جانشین کے ذریعہ سے انگلستان پہنچ گئے تو اب انشاء اللہ فتح کا دروازہ بھی کھول دیا جائے گا جو کہ ہمیشہ سے مقدر ہے۔ (الفضل قادیان دارالامان 4/اکتوبر 1924 صفحہ 3 کالم 3)

’’ولیم دی کنکرر‘‘ والی رؤیا کو ظاہر میں بھی پورا کیا

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو ایک رؤیا میں دکھایا گیا تھا کہ وہ سمندر کے کنارے ایک مقام پر اُترے ہیں اور انہوں نے ایک لکڑی کے کندے پر پاؤں رکھ کر ایک بہادر اور کامیاب جرنیل کی طرح چاروں طرف نظر کی ہے اور آواز آئی کہ ’’ولیم دی کنکرر۔ حضور رضی اللہ عنہ کے سفر یورپ سے یہ رؤیا بھی پوری ہوئی۔ حضور رضی اللہ عنہ نے اس رؤیا کو ظاہری لحاظ سے پورا کرنے کے لئے 2/اکتوبر 1924ء کو ایک سفر کیا جس میں کہ Pevensi پہنچے۔ پھر یہاں سے خلیج Pevensi کے کنارے پہنچے اور کشتی لیکر اس مقام پر پہنچے جہاں ولیم دی کنکرر اُترا تھا۔

(الفضل قادیان دارالامان 20 نومبر 1924، صفحہ 5 کالم 2)

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

’’میرا جس وقت یورپ کو جانے کا فیصلہ ہوا تو مجھے وہ خواب یاد آیا جس میں مَیں نے اپنے آپ کو **ولیم دی کنکرر** دیکھا تھا...... انگلستان کے ساحل پر قدم رکھا تو سمجھ گیا کہ اب خدا کے فضل سے یہ فتح ہو گیا۔ چنانچہ مَیں نے اسی وقت مضمون لکھا جو الفضل میں شائع ہو گیا۔ اس میں مَیں نے لکھ دیا تھا کہ انگلستان کی روحانی فتح شروع ہو گئی ہے۔‘‘

(اخبار الفضل قادیان دارالامان 4 دسمبر 1924 صفحہ 5 کالم 3)

دمشق والی پیشگوئی کس طرح پوری ہوئی

دمشق والی حدیث کے الفاظ یہ ہیں : بَعَثَ اللّٰهُ تَعَالٰى الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَآءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْزُوْدَتَيْنِ وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلٰى اَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو مبعوث کریگا جو دمشق کے مشرقی سفید منارے کے پاس دو زرد رنگ کی چادریں پہنے دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھے نزول فرما ہوں گے۔

(مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال وصفتہ ومامعہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں :

ثُمَّ يُسَافِرُ الْمَسِيْحُ الْمَوْعُوْدُ اَوْ خَلِيْفَةٌ مِّنْ خُلَفَائِهٖ اِلَى الْاَرْضِ دِمَشْقَ فَهٰذَا مَعْنَى الْقَوْلِ الَّذِيْ جَآءَ فِيْ حَدِيْثِ مُسْلِمٍ اَنَّ عِيْسٰى يَنْزِلُ عِنْدَ مَنَارَةِ دِمَشْقَ۔

(حمامۃ البشریٰ صفحہ 37، اُردو ترجمہ صفحہ 121)

یعنی پھر مسیح موعود یا اُس کے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ زمین دمشق کی جانب سفر کرے گا پس یہ مفہوم ہے اُس قول کا جو مسلم کی حدیث میں وارد ہوا کہ عیسیٰ دمشق کے منارہ کے پاس نازل ہوگا۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام مندرجہ بالا حدیث کی وضاحت میں فرماتے ہیں :

’’اگر ظاہر پر ہی اِن بعض مختلف حدیثوں کو جو ہنوز ہماری حالتِ موجودہ سے مطابقت نہیں رکھتیں محمول کیا جائے تب بھی کوئی حرج کی بات نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ خدائے تعالیٰ ان پیشگوئیوں کو اس عاجز کے ایک ایسے کامل متبع کے ذریعہ سے کسی زمانہ میں پورا کر دیوے جو منجانب اللہ مثیل مسیح کا مرتبہ رکھتا ہو۔ اور ہر یک آدمی سمجھ سکتا ہے کہ متبعین کے ذریعہ سے بعض خدمات کا پورا ہونا درحقیقت ایسا ہی ہے کہ گویا ہم نے اپنے ہاتھ سے وہ خدمات پوری کیں۔ بالخصوص جب بعض متبعین فنا فی الشیخ کی حالت اختیار کر کے ہمارا ہی روپ لے لیں اور خدائے تعالیٰ کا فضل انہیں وہ مرتبہ ظلّی طور پر بخش دیوے جو ہمیں بخشا تو اس صورت میں بلاشبہ اُن کا ساختہ پرداختہ ہمارا ساختہ پرداختہ ہے کیونکہ جو ہمارے راہ پر چلتا ہے وہ ہم سے جدا نہیں اور جو ہمارے مقاصد کو ہم میں ہو کر پورا کرتا ہے وہ درحقیقت ہمارے ہی وجود میں داخل ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام حصہ اوّل رُوحانی خزائن جلد 3 صفحہ 316)

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ دمشق کے منارہ میں نزول مسیح کی پیشگوئی کے پورا ہونے کے متعلق فرماتے ہیں، جبکہ آپؓ اس سفر میں دمشق میں نزول فرما تھے :

’’ایک مولوی عبد القادر صاحب سید ولی اللہ شاہ صاحب کے دوست تھے۔ ان سے مَیں نے پوچھا کہ وہ منارہ کہاں ہے جس پر تمہارے نزدیک حضرت عیسیٰ نے اُترنا ہے۔ کہنے لگے مسجد امویہ کا ہے لیکن ایک اور مولوی صاحب نے کہا کہ عیسائیوں کے محلہ میں ہے۔ ایک اَور نے کہا حضرت عیسیٰ آ کر خود بنائیں گے۔ اب ہمیں حیرت تھی کہ وہ کون سا منارہ ہے دیکھ تو چلیں۔ صبح کو مَیں نے ہوٹل میں نماز پڑھائی، اس وقت مَیں اور ذوالفقار علی خان صاحب اور ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب تھے یعنی میرے پیچھے دو مقتدی تھے۔ جب میں نے سلام پھیرا تو دیکھا سامنے منار ہے اور ہمارے اور اس کے درمیان صرف ایک سڑک کا فاصلہ ہے۔ مَیں نے کہا یہی وہ منار ہے اور ہم اس کے مشرق میں تھے۔ یہی وہاں سفید منارہ تھا اور کوئی نہ تھا۔ مسجد امویہ والے منار نیلے سے رنگ کے تھے۔ جب مَیں نے اس سفید منارہ کو دیکھا اور پیچھے دو ہی مقتدی تھے، تو مَیں نے کہا کہ وہ حدیث بھی پوری ہو گئی۔‘‘ (اخبار الفضل قادیان دارالامان 4 دسمبر 1924 صفحہ 6، 7)

منارہ کے پاس آپؓ کا نزول درحقیقت مسیح موعود علیہ السلام کا ہی نزول سمجھا جائے گا۔ اوّل تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیشگوئی فرمادی تھی کہ مسیح سے مسیح کا خلیفہ مُراد ہے۔ پھر یہ کہ آپ مسیح کے جانشین بھی تھے اور مثیل مسیح بھی تھے۔ سلسلہ کے لٹریچر کا علم رکھنے والے اس بات کو بخوبی جانتے ہیں، لیکن ایک انجان بھی آپؓ کو مسیح کہے بغیر نہیں رہ سکا۔ حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

’’خدا نے ابتداء سے ہی ایسے اسباب پیدا کئے کہ خاص اشارات ظاہر ہونے لگے جہاز میں دوست میرے آگے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ جہاز کا ڈاکٹر آیا اور ہمیں دیکھتا رہا۔ پھر اس نے سب کو گنا۔ گننے کے بعد تھوڑی دیر سوچتا رہا، پھر میری طرف دیکھ کر کہنے لگا کہ مسیح اور اس کے بارہ حواری۔ ایسے فقرات خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی زبان پر جاری ہوتے ہیں۔‘‘

(اخبار الفضل قادیان دارالامان 4 دسمبر 1924 صفحہ 7، کالم 1)

مرض کا علاج ڈھونڈنا

ولایت پہنچے سے قبل راستے سے ہی حضور رضی اللہ عنہ نے جماعت کے نام جو مکتوب گرامی تحریر فرمایا اس میں آپؓ نے سفر کی غرض وغایت پر بھی مختصر روشنی ڈالی ہے۔ آپؓ نے فرمایا :

’’جس کام کیلئے مَیں جا رہا ہوں وہ اپنی نوعیت میں بالکل نرالا ہے، ایسا نرالا کہ ابتک ہمارے بعض دوست بھی اس کو نہیں سمجھے۔ مَیں نے سنا کہ ایک دوست ریل میں ایک غیر احمدی کو سمجھا رہے تھے کہ انکے ولایت جانیکی غرض تبلیغ اسلام ہے، حالانکہ گو تبلیغ اسلام ہر ایک کا فرض ہے اور میرا بھی، مگر جیسا کہ مَیں نے بوضاحت لکھا ہے تبلیغ کیلئے باہر جانا خلیفہ کیلئے درست نہیں، اس کا اصل کام تبلیغ کی نگرانی ہے۔ اس کا مبلغ کے طور پر باہر جانا سلسلہ کیلئے ایسی خطرناک مشکلات پیدا کر سکتا ہے جن سے باہر نکلنا مشکل ہو جائے۔ پس یہ سفر تبلیغ کیلئے نہیں ہے بلکہ تبلیغ کی مشکلات کو معلوم کرنے اور ایسا مقامی علم حاصل کرنے کیلئے ہے جو آئندہ مغربی ممالک میں تبلیغ کرنے کیلئے ممد ہو۔ اور ان خطرناک آفات کو معلوم کرنے اور ان کا علاج دریافت کرنے کیلئے ہے جو مغربی ممالک میں اسلام کے پھیلنے کے ساتھ ہی پیدا ہونیوالی ہیں اور جن کو اگر پہلے سے نظر نہ رکھا گیا تو اسلام کا مغرب میں پھیلنا ہی

اسلام کی تباہی کا موجب ہوگا۔‘‘ (الفضل قادیان دارالامان 16 /اگست 1924 صفحہ 5 کالم 1)

یورپ میں تبلیغ اسلام کیلئے کیا کیا دقتیں درپیش ہیں، بیان فرمانے کے بعد حضور نے فرمایا :

’’پس ہم دو آگوں میں ہیں اور ہماری مثال وہی ہے کہ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔ اس مشکل کا علاج سوچنے کے لئے یا وہاں کے مقامی حالات معلوم کرنے کے لئے تا کہ مبلغوں کی سختی سے نگرانی ہو سکے، اور جہاز کو چٹانوں میں سے بہ حفاظت گزارا جا سکے اس امر کی ضرورت پیش آئی ہے اور غالباً اب آپ لوگ سمجھ گئے ہونگے کہ کیسی مشکل غرض ہے، سوائے خدا تعالیٰ کی مدد کے ہم اس مشکل کو حل نہیں کر سکتے۔ مسلمان بنانا آسان ہے مگر اسلام کو ان سے بچانا مشکل ہے اور اس وقت میرے سفر کی یہی غرض ہے۔ (الفضل قادیان دارالامان 16 /اگست 1924 صفحہ 7 کالم 1)

انگلستان کی رُوحانی فتح شروع ہوچکی ہے

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : ’’گو دشمن ہنسے گا اور تمسخر اڑائیگا مگر مَیں اس کی ہنسی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس بات کے اظہار سے نہیں رک سکتا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے انگلستان کی روحانی فتح شروع ہوچکی ہے...... جو کچھ مَیں کہتا ہوں وہ ایک روحانی امر ہے جس کو صرف وہی دیکھ سکتے ہیں جن کی روحانی آنکھیں ہوں۔ (الفضل قادیان دارالامان 4 /اکتوبر 1924 صفحہ 3 کالم 3)

وہم وخیال سے بالاتر کامیابی

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

’’اس سفر میں ایسی کامیابی حاصل ہوئی ہے کہ جو انسانی وہم وخیال سے بالاتر ہے...... جماعت کو تیار ہو جانا چاہئے کہ خدا نے جو بیج بویا ہے اس کی آبپاشی کریں۔ یہ بیج میسر نہ آ سکتا تھا اگر ہم اس سفر کے بغیر کوشش کرتے رہتے لیکن خدا تعالیٰ نے ایسے سامان کر دیئے کہ بیج میسر آ گیا اب جبکہ بیج اس نے دیا ہے اگر ہم اپنے اعمال اور قربانیوں کا پانی نہیں دیں گے تو بارآور نہیں ہوگا...... جو بیج ساری دُنیا میں بکھیرا گیا اس کے لئے کتنے پانی اور کس قدر نگہداشت کی ضرورت ہے...... اب کام بہت زیادہ بڑھ گیا ہے۔‘‘ (اخبار الفضل قادیان دارالامان 4 دسمبر 1924 صفحہ 8،9)

مسجد کی تعمیر کی شہرت پوری دُنیا میں

دنیا کے ہر تین آدمیوں میں سے ایک آدمی کو یہ بات پہنچ چکی ہے

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

اس وقت تک قریباً بیس پچیس کروڑ انسان یہ بات سن چکے ہیں کہ لنڈن میں ایک مسجد بنی ہے جس کا افتتاح ہوا اور جسے اس احمدی جماعت نے بنایا جس کے امام مرزا غلام احمد صاحب ہیں جنہیں خدا نے مسیح موعود اور نبی بنا کے بھیجا اور جس کا کام اشاعت اسلام ہے۔ دنیا کے ہر تین آدمیوں میں سے ایک آدمی کو یہ بات پہنچ چکی ہے اور خود انگلستان کے اخبار نویسوں اور دیگر سربرآوردہ لوگوں کی یہ رائے ہے کہ اگر ہم دو کروڑ روپیہ بھی خرچ کرتے تو اتنی اشاعت نہ ہوتی جتنی اب ہوگئی ہے بلکہ بعض نے تو یہ بھی کہا ہے کہ دو کروڑ روپیہ نہیں دو کروڑ پاؤنڈ بھی یہ کام نہ کرتا جو اس روپیہ نے کر دیا جو مسجد پر خرچ ہوا۔ (الفضل قادیان دارالامان 9 نومبر 1926، صفحہ 10 کالم 1)

پریس نے کبھی کسی بادشاہ کیلئے بھی ایسی توجہ نہیں کی

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

’’ان کامیابیوں کا جو خدا تعالیٰ نے مجھے دیں، مجھے ایک شخص نے جو انگلستان کے ایک اخبار سے تعلق رکھتا تھا کہا، اور بعض اَور نے بھی کہا کہ آپ لوگ اس کا اندازہ ہی نہیں کر سکتے جو کامیابی آپ لوگوں کو یہاں ہوئی ہے اور جس طریق سے پریس نے آپ کو امداد دی ہے...... جس طرح ہمارے متعلق اخبارات نے توجہ کی ہے کبھی کسی بادشاہ کے متعلق بھی نہیں کی۔ ہمیں بتایا گیا کہ یہاں کے اخبارات کسی بڑے سے بڑے بادشاہ کیلئے تین چار دفعہ سے زیادہ ذکر نہیں کرتے، اور پھر نہیں پوچھتے کہ کون ہے، مگر آپ دو ماہ یہاں رہے اور ہر موقعہ پر آپ کے متعلق اخبارات نے مضامین شائع کئے ہیں...... یہ بالکل غیر معمولی بات ہے...... ہر موقعہ پر بڑے بڑے اخباروں کے نامہ نگار اور مضمون نویس آتے اور ایسے رنگ میں مضمون شائع کرتے کہ معلوم ہوتا انہیں ہم سے پوری ہمدردی ہے۔ (اخبار الفضل قادیان دارالامان 4 دسمبر 1924 صفحہ 4 کالم 3 بعنوان حالات سفر)

فرمایا : ’’یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہاں (یعنی ہندوستان میں۔ ناقل) جو یہ خیال کیا جاتا ہے کہ انگریز ہندوستانیوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں، وہاں پر معلوم ہوتا تھا کہ ہمارے سوا وہ کسی کی عزت ہی نہیں کرتے۔‘‘

فرمایا : ’’بڑے بڑے ملکوں میں طویل عرصہ میں بھی نام پہنچانا مشکل ہوتا ہے مگر ہماری شہرت بجلی کی سی تیزی کے ساتھ ہو جاتی۔‘‘ (ایضاً صفحہ 5 کالم 2)

پوپ کے خلاف اور حضورؓ کے حق میں اخبار کا تبصرہ

اٹلی میں حضور نے پوپ سے ملنا چاہا۔ پوپ نے کہا : ’’چونکہ میرا مکان بن رہا ہے اس لئے ان دنوں ملاقاتیں بند ہیں۔‘‘

اٹلی کا سب سے بڑا اخبار جس کی روزانہ آٹھ لاکھ اشاعت ہے، اس کے ایڈیٹر کو جب حضور نے پوپ کا جواب بتایا تو حضور فرماتے ہیں کہ اس نے اپنے مضمون میں لکھا کہ :

’’تعجب ہے، ایک سردار آتا اور پوپ سے ملنا چاہتا ہے مگر پوپ کہتا ہے چونکہ مکان کی مرمت ہو رہی ہے اس لئے مل نہیں سکتا، اب ہمیشہ ہی اس کا مکان زیر مرمت رہے گا۔ یہ کتنا طاقتور فقرہ ہے جو ایک عیسائی اخبار اور اس قدر بارسوخ اخبار پوپ کے متعلق لکھتا ہے۔‘‘ (ایضاً صفحہ 5 کالم 2،3)

مصر میں کامیابی

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

’’وہاں پہنچتے ہی لوگوں کی ہماری طرف ایسی توجہ ہوئی کہ خلافت کی دونوں پارٹیاں آئیں، ایک پارٹی کے آدمی کہیں کہ ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ اور دوسری کے کہیں ہمارے ساتھ۔ ان کو ہماری مخالفت یاد نہ رہی۔‘‘

’’دو معزز اور بااثر آدمیوں نے کہا کہ اگر آپ ٹھہریں تو بیعت کر لیں۔ ایک تو ترک تھا جس نے کہا کہ مَیں یہاں دین کے لئے آیا تھا مگر معلوم ہوا کہ یہ لوگ دین کو چھوڑ چکے ہیں۔ مَیں آپ کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہتا ہوں۔‘‘ (ایضاً صفحہ 6 کالم 1)

دمشق میں کامیابی

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : ’’دو دن تک کسی نے کوئی توجہ نہ کی۔ مَیں بہت گھبرایا اور دعا کی کہ اَے اللہ پیشگوئی جو دمشق کے متعلق ہے کس طرح پوری ہوگی...... تُو اپنے فضل سے کامیابی عطا فرما۔ جب میں دعا کر کے سویا تو رات کو یہ الفاظ میری زبان پر جاری ہو گئے عَبْدٌ مُكَرَّمٌ یعنی ہمارا بندہ جس کو عزت دی گئی۔ اس سے مَیں نے سمجھا کہ تبلیغ کا سلسلہ یہاں کھلنے والا ہے۔ چنانچہ دوسرے ہی دن جب اُٹھے تو لوگ آنے لگے یہاں تک کہ صبح سے رات کے بارہ بجے تک دو سو سے لیکر بارہ سو تک لوگ ہوٹل کے سامنے کھڑے رہتے۔‘‘ (ایضاً صفحہ 6 کالم 2)

کالجوں کے لڑکے اور پروفیسر آتے کاپیاں ساتھ لاتے اور جو مَیں بولتا لکھتے جاتے۔ اگر کوئی لفظ رہ جاتا تو کہتے یا اُستاذ ذرا ٹھہریئے یہ لفظ رہ گیا ہے۔ گویا انجیل کا وہ نظارہ تھا جہاں اَے استاد کر کے حضرت مسیحؑ کو مخاطب کرنے کا ذکر ہے۔ اگر کسی مولوی نے خلاف بولنا چاہا تو وہی لوگ اسے ڈانٹ دیتے۔‘‘ (ایضاً صفحہ 6 کالم 3)

تبلیغ کے اصول طے ہوئے

حضورؓ فرماتے ہیں : ’’مَیں نے اس سفر میں جو اصول تبلیغ تجویز کئے ہیں ان میں سے کچھ مولوی عبدالرحیم صاحب درد کو لکھ کر دے آیا ہوں اور کچھ لکھ رہا ہوں۔‘‘ (ایضاً صفحہ 8 کالم 1)

پریذیڈنٹ جلسہ کا تأثر

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : ’’پریذیڈنٹ جلسہ کانفرنس نے تین چار دفعہ کہا اور گھر میں بھی آ کر کہا کہ اسلام زندہ مذہب ہے اور سلسلہ احمدیہ اس کا زندہ ثبوت ہے۔‘‘ (ایضاً صفحہ 7 کالم 3)

مغرب کے مرض کا علاج۔ مسیح موعودؑ کا نام اور آپؑ کا تذکرہ

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : ’’اس سفر سے دو بڑے اہم سوال بھی حل ہو گئے اور ان

باقی صفحہ 18 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

مَیں یقین رکھتا ہوںکہ یہ رواداری کی روح ہے جواس مسجد کے ذریعے سے پیدا کی جائیگی دنیا سے فتنہ وفساد دُور کرنے اور امن وامان کے قیام میں مدد دیگی اور وہ دن جلد آئیں گے جب لوگ جنگ وجدال کو ترک کرکے محبت اور پیار سے آپس میں رہیں گے۔ (حضرت مصلح موعودؓ)

جماعت احمدیہ کی یہ خوبی ہے کہ جماعت کی مساجد لوگوں کے چندوں اور قربانیوں سے تعمیر ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب تو انگلستان میں بھی جماعت کی قربانی کی وجہ سے درجنوں مسجدیں بن چکی ہیں اور مغربی ممالک میں بھی بے شمار مساجد تعمیر ہوگئی ہیں

اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہوجائینگے (حضرت مسیح موعودؑ)

چودھری فتح محمد صاحب سیالؓ جماعت احمدیہ کے پہلے مبلغ ہیں جو باقاعدہ مبلغ بن کے یہاں آئے اور سب سے پہلا پھل بھی آپ کو ملا جن کا نام مسٹر کوریو تھا جو ایک جرنلسٹ تھے

حضرت خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب لندن میں مسجد کی جگہ خریدے جانے کی اطلاع ملی تو اس وقت آپؓ ڈلہوزی میں تھے آپؓ نے وہاں بڑا فنکشن کیا اور پھر وہاں مسجد فضل کے نام سے اس مسجد کا نام بھی معین فرمایا اور اس کے بعد چندے کی تحریک ہوئی تا کہ مسجد کی تعمیر کے لیے زیادہ سے زیادہ رقم اکٹھی ہوسکے

ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ لندن میں ورودِ مسعود کے متعلق حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ کو ایک رؤیا پہلے سے دکھلایا گیا تھا کہ وہ سمندر کے کنارے انگلستان کے ایک مقام پر اترے ہیں اور ایک لکڑی کے کُندے پر پاؤں رکھ کر ایک کامیاب جرنیل کی طرح چاروں طرف نظر کررہے ہیں کہ آواز آئی: ولیم دی کنکرر(William the Conqueror) گویا انگلستان کی روحانی فتح حضورؓ کے ورودِ انگلستان کیساتھ مقدر تھی جو اب ظہور میں آئی۔

ہر احمدی کا فرض بنتا ہے کہ اس تبلیغ کو، اس پیغام کو جو اسلام کا پیار اور محبت اور امن سے رہنے کا پیغام ہے صلح اور آشتی کا پیغام ہے دنیا کو بتائیں اور آشنا کریں اور پھیلائیں کہ یہی انسان کی بقا کا ضامن ہے اس کے علاوہ کوئی اَور چیز نہیں ورنہ آئندہ نسلیں تباہی اور بربادی کے گڑھے میں گرتی چلی جائیں گی اور ان جنگوں کی وجہ سے کوئی بعید نہیں کہ آئندہ پیدا ہونے والی نسلیں اپاہج اور لنگڑی اور لولی پیدا ہوں۔

صرف یہی مسجد نہیں بلکہ ہر احمدی کو ہر جگہ ہر مسجد کو آباد کرنے اور اسکے حق کو پورا کرنیکی کوشش کرنی چاہیے اور اپنی عبادتوں کے حق کو پورا کرنیوالے ہوں

مسجد فضل لندن کے سنگِ بنیاد پر ایک صدی مکمل ہونے پر مساجد کی اہمیت اور مقاصد پر حضور انور کا بصیرت افروز خطبہ جمعہ نیز مسجد فضل کی تاریخ کا مختصر بیان

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ 18 /اکتوبر 2024ء بمطابق 18 /اخاء 1403 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کررہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

کل یوکے جماعت مسجد فضل کے سو سال مکمل ہونے پر ایک تقریب منعقد کررہی ہے جس میں غیر، مہمان، ہمسائے وغیرہ بھی مدعو کیے گئے ہیں۔ مسجد فضل کی ایک تاریخی حیثیت ہے اس لحاظ سے کہ یہ جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد ہے جو عیسائیت کے گڑھ میں بنائی گئی تھی اور پھر یہاں سے اسلام کی حقیقی تعلیم اور تبلیغ لوگوں میں وسیع پیمانے پر شروع ہوئی۔ آج ہمیں ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہے لیکن حیرت ہے کہ اس خود کاشتہ پودے کے ذریعہ سے ان لوگوں کی، مغرب میں رہنے والے لوگوں کی مذہب کی کمزوریاں ان کے ممالک میں ظاہر کرکے اسلام کی خوبصورتی کی تبلیغ کی جارہی ہے اور ان اعتراض کرنے والوں کو تو یہ توفیق نہیں ملی کہ اس طرح تبلیغی سرگرمیاں جاری رکھیں۔ ہاں مسجد فضل کی تعمیر سے پہلے ووکنگ (Woking) میں ایک مسجد بنائی گئی تھی اور اس کو بنانے والے مشہور مستشرق جی ڈبلیو لائٹنر (G W Leitner) تھے جو لاہور میں اورینٹل کالج کے پرنسپل کے عہدے سے ریٹائرڈ ہوئے۔ پھر انگلستان واپس آگئے اور اٹھارہ سو نواسی (1889ء) میں ووکنگ کے علاقے میں ایک مسجد تعمیر کروائی۔ یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ یہ وہی سال ہے جب جماعت احمدیہ مسلمہ کا قیام عمل میں آیا اور بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت احمدیہ کا آغاز فرمایا۔ ان مشہور پروفیسر صاحب نے مشرقی علوم کا ایک ادارہ بھی اس کے ساتھ قائم کیا تا کہ مسلمان دینی علم بھی حاصل کرسکیں اور اپنی عبادت بھی کرسکیں۔ یہ مسجد جو بنائی گئی اس میں ایک خطیر رقم والیہ بھوپال بیگم شاہ جہاں نے دی تھی اور انہی کے نام پر اس کا نام بھی ہے۔ بہرحال ان پروفیسر صاحب کی 1899ء میں وفات ہوگئی اور یہ مسجد بھی مقفل ہوگئی۔ اس کو سنبھالنے والا کوئی نہیں تھا۔ پھر حضرت

خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں خواجہ کمال الدین صاحب یہاں آئے۔ انہوں نے اسے کھلوانے کی کوشش کی اور کامیاب ہوئے اور انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ اب اس مسجد کا ایک ٹرسٹ بنایا گیا ہے جس کا مجھے نگران بنایا گیا ہے اور پھر دوبارہ اس میں عبادت شروع ہوئی۔ جب یہ کھولی گئی اس وقت خواجہ کمال الدین صاحب کے ساتھ چودھری ظفر اللہ خان صاحب بھی اس مسجد میں گئے۔ وہاں جا کر انہوں نے نفل پڑھے۔ بڑی دعائیں کیں۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد حضرت مصلح موعودؓ نے مبلغین کی تحریک کی لیکن فنڈز مہیا نہیں ہو سکتے تھے لیکن بہرحال کسی طرح کوشش کر کے چودھری فتح محمد صاحب سیالؓ یہاں بھجوائے گئے اور انہوں نے پھر خواجہ صاحب کے ساتھ کچھ عرصہ کام کیا۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات کے بعد خواجہ صاحب نے خلیفۃ المسیح الثانی کی بیعت نہیں کی تو اس پر چودھری فتح محمد صاحب سیالؓ انہیں چھوڑ کر دوسری جگہ چلے گئے۔ بہرحال یہ ووکنگ کی مسجد تھی لیکن باقاعدہ کسی مسلمان فرقے یا جماعت احمدیہ کی طرف سے جو مسجد ہے وہ مسجد فضل ہی ہے جو بنائی گئی۔

بیشک آج انگلستان میں بھی، لندن میں بھی اور مغربی ممالک میں بھی مسلمانوں کی بہت ساری مساجد ہیں لیکن لندن میں پہلی مسجد ہونے کا اعزاز مسجد فضل کو ہی حاصل ہے۔ لیکن جو مساجد یہاں ہیں وہ بھی اسلام کی وہ خوبصورت تعلیم دنیا میں نہیں پھیلا رہیں یا مغربی ممالک میں نہیں پھیلا رہیں جس سے پیار، محبت اور صلح اور آشتی کا پیغام ہر ایک کو پہنچتا ہو جس طرح کہ جماعت احمدیہ کی مساجد سے جا رہا ہے اور پھر یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ باقی مغربی دنیا کی جو مساجد ہیں وہ بعض حکومتوں کی مدد سے یا بعض اسلامی حکومتوں نے بھی تھوڑی سی مدد کی ہے تو وہ تعمیر کی گئی ہیں یا ان کے اخراجات چل رہے ہیں لیکن جماعت احمدیہ کی یہ خوبی ہے کہ جماعت کوئی فنڈ نہیں لیتی بلکہ ان مساجد کو تو اب بھی حکومتی فنڈ ملتے ہیں اور یہاں مسلمانوں کی جو تنظیمیں بنی ہوئی ہیں ان کو حکومت کی طرف سے یہاں انگلستان میں بھی فنڈ ملتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کی یہ خوبی ہے کہ جماعت کی مساجد لوگوں کے چندوں سے اور قربانیوں سے تعمیر ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب تو انگلستان میں بھی جماعت کی قربانی کی وجہ سے درجنوں مسجدیں بن چکی ہیں اور مغربی ممالک میں بھی بیشمار مساجد تعمیر ہو گئی ہیں۔

بہرحال آج مسجد فضل کے حوالے سے ہی مَیں کچھ ذکر کرنا چاہتا ہوں اور اس ذکر کی اہمیت کا اظہار اس وقت ہو گا یا ہم جو تقریب سو سال پورے ہونے پر کر رہے ہیں، اس کا فائدہ تب ہو گا جب ہم مسجد کے مقصد کو پورا کرنے والے ہوں گے جو کہ اس کی آبادی کا حق ہے۔ اپنی حالتوں کو بدلنے کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بڑھنے کا حق ہے اپنی نسلوں کو مسجد سے جوڑنے کا حق ہے۔ ہم نے اسلامی حقوق پورے کرنے ہیں۔ پس اسے ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہیے کہ صرف ایک فنکشن کر کے یا چراغاں کر کے خوش نہ ہو جائیں بلکہ اس مسجد کے حق کو پورا کریں۔ اس کی تاریخ کو دیکھیں اور اس تاریخ پر غور کریں پھر اپنی حالتوں پر غور کریں۔ اس حوالے سے بنیادی بات جو پہلے میں کہنی چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کے مغرب میں پھیلنے کے بارے میں بہت کچھ بیان فرمایا ہے۔ یہی چیز ہے جو ہماری تبلیغی سرگرمیوں کی بنیاد ہے۔ ایک جگہ اسلام کے مغرب میں پھیلنے کے بارے میں ایک رؤیا کے حوالے سے آپؑ بیان فرماتے ہیں کہ ایسا ہی طلوعِ شمس جو مغرب کی طرف سے ہو گا ہم اس پر بہرحال ایمان لاتے ہیں لیکن اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا ہے وہ یہ ہے جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغرب جو قدیم سے ظلمت کفر وضلالت میں ہیں آفتابِ صداقت سے منور کیے جائیں گے اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا۔ (ماخوذ از ازالۂ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 376، 377۔ ایڈیشن 1984ء) بڑی تحدّی سے آپؑ نے فرمایا، اس لیے ہمیں امید رکھنی چاہیے انشاء اللہ تعالیٰ ان ممالک میں بھی اسلام پھیلے گا۔ پھر آپؑ کی ایک اور پیشگوئی ہے۔ آپ فرماتے ہیں: مَیں نے دیکھا کہ میں شہر لندن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق ان کا جسم ہو گا۔ سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے۔

درحقیقت آج تک مغربی ملکوں کی مناسبت دینی سچائیوں کے ساتھ بہت کم رہی ہے گویا خدا تعالیٰ نے دین کی عقل تمام ایشیا کو دے دی اور دنیا کی عقل تمام یورپ اور امریکہ کو۔ فرمایا کہ نبیوں کا سلسلہ بھی اول سے آخر تک ایشیا کے ہی حصہ میں رہا اور ولایت کے کمالات بھی انہیں لوگوں کو ملے۔ اب خدا تعالیٰ ان لوگوں پر نظر رحمت ڈالنا چاہتا ہے۔ (ماخوذ از ازالۂ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 377۔ ایڈیشن 1984ء) یعنی مغربی ممالک کے لوگوں پر اللہ تعالیٰ نظر رحمت ڈالنا چاہتا ہے۔

پس یہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد، خواہش اور دعا اور خوشخبری اور یہ ہے وہ کام جس کو جاری رکھنے کے لیے آج جماعت احمدیہ انگلستان میں بھی اور برطانیہ کے علاوہ دنیا کے مختلف ممالک میں بھی، امریکہ میں بھی اور دوسرے مغربی ممالک میں بھی اسلام کا حقیقی پیغام پہنچا رہی ہے اور مسجد فضل کی ابتدا بھی اسی غرض کو پورا کرنے کے لیے ہوئی تھی۔

جیسا کہ میں نے ذکر کیا تھا کہ ووکنگ کی مسجد میں پہلے خواجہ کمال الدین صاحب آئے تھے لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد خلافت کی بیعت انہوں نے نہیں کی اور اس وجہ سے چودھری فتح محمد صاحب سیالؓ جو اس وقت ان کے ساتھ تھے انہوں نے بھی ان کے ساتھ اکٹھا کام کرنے میں دقت محسوس کی اور علیحدہ ہو کر پھر ایک دوسری جگہ آ کر جماعت احمدیہ کی تبلیغ کا کام شروع کر دیا اور پیغام پہنچانے لگے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھر ان کو کامیابیاں بھی ہوئیں۔ غرض ہم کہہ سکتے ہیں کہ چودھری فتح محمد صاحب سیالؓ جماعت احمدیہ کے پہلے مبلغ ہیں جو باقاعدہ مبلغ بن کے یہاں آئے اور سب سے پہلا پھل بھی آپؓ کو ملا جن کا نام مسٹر کوریو تھا جو ایک جرنلسٹ تھے۔ یہ مسلمان ہوئے اور اس کے بعد پھر ایک درجن سے زائد لوگ احمدی مسلمان ہوئے۔ چودھری صاحب کی تبلیغ زیادہ تر لیکچروں کے ذریعہ سے ہوتی تھی۔ آپ اسلام کا پیغام اس طرح پہنچایا کرتے تھے کہ مختلف جگہوں پر کلبوں میں اور سوسائٹیوں میں جا کے تقریر کیا کرتے تھے پھر یہاں قادیان سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے چودھری فتح محمد صاحب سیالؓ کو واپس بلا کے قاضی عبداللہ صاحبؓ کو مبلغ بنا کے بھیجا۔ انہوں نے یہاں کچھ عرصہ کام کیا اور یہ قاضی صاحبؓ بھی صحابی تھے اور ان حالات میں جبکہ جنگ شروع ہو چکی تھی یہ بڑا مشکل کام تھا۔ پہلی جنگ عظیم شروع ہو گئی تھی۔ تبلیغ کا کام بہت مشکل تھا لیکن یہ لوگ تبلیغ کا کام کرتے رہے۔ قاضی صاحب کے زمانے میں مشن کو ایک مستقل جگہ بنانے کی غرض سے سٹار سٹریٹ کا مکان کرائے پر لیا گیا۔ پھر تاریخ میں یہ بھی لکھا ہے کہ قاضی صاحبؓ کے یہاں ہوتے ہوئے ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کو مبلغ کے طور پر بھجوایا۔ انہوں نے 1917ء سے جنوری 1920ء تک یہاں قیام کیا۔ 1919ء میں دوبارہ چودھری فتح محمد صاحب سیالؓ کو اور مولوی عبدالرحیم صاحب نیر کو یہاں بھجوایا گیا اور ان دونوں نے بے لوث کام کیا اور احمدیت کی تبلیغ کی۔ 1920ء میں چودھری فتح محمد صاحب سیالؓ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی طرف سے یہ کہا گیا کہ انگلستان میں کوئی زمین خریدیں جہاں مسجد بنائی جائے اور ایک باقاعدہ مشن ہاؤس بنا کے وہاں کام شروع کیا جائے جس کے لیے پھر کوشش ہوئی اور دو ہزار دو سو پاؤنڈ سے اوپر کی رقم سے پٹنی کے علاقے میں یہ جگہ خریدی گئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یہ اطلاع ملی تو اس وقت آپ ڈلہوزی میں تھے۔ آپ نے وہاں بڑا فنکشن کیا اور پھر وہاں مسجد فضل کے نام سے اس مسجد کا نام بھی معین فرمایا اور اس کے بعد چندے کی تحریک ہوئی تا کہ مسجد کی تعمیر کے لیے زیادہ سے زیادہ رقم اکٹھی ہو سکے۔ یہ قطعہ زمین ایک یہودی سے حضرت چودھری فتح محمد صاحب سیالؓ نے خریدا تھا۔ جیسا کہ ہمیں پتہ ہے جس میں اب تو نئی تعمیر ہو چکی ہے لیکن اس وقت ایک مکان تھا اور تقریباً ایک ایکڑ کے قریب زمین تھی۔ پھر تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ اس مسجد کی مزید کس طرح آگے پیشرفت ہوئی، تعمیر کس طرح ہوئی کہ 1924ء میں نمائش کے دوران بعض معززین کو یہ خیال آیا کہ اس عالمگیر نمائش کے ساتھ

ساتھ دنیا کے مختلف مذاہب کی بھی نمائش کی جائے اور عیسائی مذہب کو الگ رکھ کر جس کے حالات سے اہل مغرب خود ہی واقف ہیں دوسرے مذاہب کے بارے میں معلومات لی جائیں اور ان کے نمائندوں کو لندن بلا کر ان کے لیکچر دلوائے جائیں۔ اس کے لیے انہوں نے مولوی عبدالرحیم صاحب نیر کو بھی جو اس وقت یہاں مبلغ تھے جماعت احمدیہ کی طرف سے لیکچر دینے کے لیے مدعو کیا۔ مولانا نیر صاحب نے قادیان اطلاع کی۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس کو قبول کرتے ہوئے فرمایا کہ یہاں سے کوئی نمائندہ ہم بھیجیں گے جو اسلام کی خوبیاں بیان کرے اور ساتھ ہی آپ نے خود، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک مضمون لکھنا شروع کر دیا جس میں اسلام کی خوبیاں بیان کی گئیں اور حقیقی تعلیم بیان کی گئی اور یہ لیکچر کے لیے بڑی ضخیم کتاب بن گئی جو آپ نے لکھ کے دی جو احمدیت یا حقیقی اسلام کے نام سے اب شائع بھی ہو چکی ہے۔ بہرحال اس کے بعد جماعتی نمائندگان کی شوریٰ بلائی گئی جس میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اور حضرت عبدالرحیم صاحب دردؓ نے تجویز کی کہ یہ ایک ایسا موقع ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح خود وہاں جائیں بجائے اس کے کہ کسی نمائندے کو بھیجا جائے اور چند رفقاء بھی آپ کے ساتھ ہوں۔ اس کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ آپ خود انگلستان تشریف لے جائیں گے۔ دمشق اور مصر وغیرہ کے دورے کرتے ہوئے یورپ پہنچیں گے اور اپنے ساتھ چند افراد کو لے کے جائیں گے جن میں چودھری ظفر اللہ خان صاحبؓ اور حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ بھی شامل تھے۔ یہ دونوں حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ اور چودھری ظفر اللہ خان صاحبؓ یہاں اپنے خرچ پہ آئے تھے۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنا خرچ خود دیا تھا۔ بہرحال حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ دمشق اور مصر سے ہوتے ہوئے اٹلی اور سوئٹزرلینڈ اور فرانس کے راستے سے انگلستان پہنچے۔ 22 اگست 1924ء کو یہاں پہنچے اور یہاں بھی ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ اس ورود مسعود کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو ایک رؤیا پہلے سے دکھلایا گیا تھا کہ وہ سمندر کے کنارے انگلستان کے ایک مقام پر اترے ہیں اور ایک لکڑی کے کُندے پر پاؤں رکھ کر ایک کامیاب جرنیل کی طرح چاروں طرف نظر کر رہے ہیں کہ آواز آئی: ولیم دی کنکرر (William the Conqueror)۔ گویا انگلستان کی روحانی فتح حضور کے ورود انگلستان کے ساتھ مقدر تھی جو اب ظہور میں آئی۔

اخبارات نے حضورؓ کے سفر اور انگلستان پہنچنے کو بڑا نمایاں طور پر شائع کیا اور آپؓ وہاں پہنچ کر پھر لندن وکٹوریہ سٹیشن پر اترے۔ پورٹ سے پھر وہاں وکٹوریہ گئے۔ یہاں آپ اترے۔ یہاں سے آپ اور آپ کی جماعت سینٹ پال کے عظیم الشان اور انگلستان کے سب سے بڑے گرجے کے سامنے پہنچے اور اس کے بعد اس کے سامنے ٹھہر کر آپ نے خدائے ذوالجلال سے اسلام اور توحید کی فتح کی دعا کی اور پھر آپ اپنے قافلے کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے۔ آپ کی رہائش کے لیے ایک اچھی جگہ کا پہلے سے ہی انتظام کر لیا گیا تھا۔ جو عمارت کرائے پر لی گئی تھی اس جگہ ایک بڑا گھر تھا۔ مذہبی کانفرنس کے مضمونوں اور پرائیویٹ ملاقاتوں اور پبلک لیکچروں اور اس دوران میں کابل سے یہ خبر بھی ملی تھی کہ نعمت اللہ خان صاحب شہید کو سنگسار بھی کیا گیا تھا۔ تو اس کے واقعات کی وجہ سے جماعت احمدیہ کو کافی شہرت ملی اور کافی اخباروں میں اس کا چرچا ہوا۔ بہرحال ان فنکشنوں کے بعد مسجد کے سنگِ بنیاد رکھنے کی باری آئی اور یہ کام بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت شاندار اور پر اثر طریقے سے ہوا۔

مسجد کے بارے میں تاریخ میں یہ لکھا ہے کہ اگرچہ ولایت میں تبلیغی سلسلہ جاری ہوتے ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد کے وجود میں لانے کا خیال پیدا ہو گیا تھا کیونکہ وہاں بار بار مکانوں کے بدلنے سے تبلیغ کے اثر کو سخت نقصان پہنچتا تھا کہ بہرحال جماعت کا ایک مرکز ہونا چاہیے۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ گھر کرائے پہ لیتے جائیں تو اس کی وہ باقاعدگی نہ رہنے سے اتنا اثر نہیں ہوتا۔ اس لیے آپ کا خیال تھا کہ مرکز بہرحال ہونا چاہیے مگر یہ کام بظاہر مشکل نظر آتا تھا اس کے لیے کوئی عملی تدبیر 1919ء تک پیدا نہیں ہو سکی۔ روپے کی فراہمی اور لندن میں موجود زمین کا ملنا جو کافی ہو اور شرفاء کے محلے میں ہو اور ایسی ہو کہ جس میں قانونی طور پر کوئی شرط اور پابندیاں عائد نہ ہوں اور یہ بات لندن کے مکانات اور قطعات اراضی خریدنے میں اور اس پر حسب منشاء عمارت بنانے میں بڑی سخت روک تھی۔ یہ ساری شرائط بھی پوری ہوں۔ پھر اس کی تعمیر و نگرانی پر سب سے بڑھ کر لوگوں کی توجہ کو اس طرف کھینچنا یہ وہ سب امور تھے جو اس کے راستے میں حائل تھے لیکن خدا نے ہر انتظام بہترین طریق پر اور بہترین صورت میں پورا کر دیا۔ سب سے پہلے روپے کی فراہمی تھی وہ اس طرح ہوئی کہ جنگ کے ختم ہونے کے بعد ایک زمانہ ایسا آیا کہ پاؤنڈ کا نرخ گرنا شروع ہوا۔ جب پاؤنڈ کی قیمت بہت زیادہ گر گئی تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دل میں اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی تحریک بڑے زور سے پیدا ہوئی اور آپ نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور 6 جنوری 1920ء کو آپ اس خیال کے تحت ظہر کی نماز پڑھا کر واپس جا رہے تھے کہ وہاں اس وقت مسجد میں بعض لیٹ آنے والے نمازی نماز پڑھ رہے تھے جن کی وجہ سے رستہ رکا ہوا تھا تو آپ وہاں رک گئے اور پھر وہیں بیٹھ گئے اور وہاں بیٹھ کر آپ نے ناظر بیت المال کو فرمایا کہ اس وقت چودہ پندرہ ہزار روپیہ قرض لے کر انگلستان بھیج دیا جائے اور آجکل کیونکہ ریٹ گر رہا ہے تو روپیہ تبدیل ہونے سے کافی پاؤنڈ مل جائیں گے۔ ناظر بیت المال نے بھی یہ لکھا۔ لیکن اس کے بعد جب آپؓ گھر تشریف لائے اور اس تحریک کو تحریر میں آخری شکل دی تو پھر آپ نے بجائے چودہ پندرہ ہزار کے تیس ہزار رقم لکھ دی اور پہلے یہ تھا ناں کہ قرض بھیجو آپ نے بجائے قرض کے چندہ کا لفظ لکھ دیا۔ حضورؓ فرماتے تھے کہ گویا خود بخود ہی ایسا ہو گیا۔ یہ تحریک لکھ کر اس روز عصر کے وقت ناظر بیت المال کو دے دی اور آپ نے انہیں فرمایا کہ اس کے لیے مغرب کے بعد لوگوں کو جمع کیا جائے۔ مسجد مبارک میں وہاں گنجائش بہت کم تھی اور اعلان کے لیے وقت بھی تھوڑا تھا مگر پھر بھی حضورؓ کی اس پہلی تحریک پر چھ ہزار چندہ جمع ہو گیا۔ دوسرے دن مستورات میں تحریک فرمائی پھر اس دن عصر کے وقت مردوں کے درمیان مسجد اقصیٰ میں دوبارہ اور بالآخر 9 جنوری 1920ء جمعہ کے دن خطبہ میں عام اعلان کیا۔ اور دس، گیارہ جنوری تک صرف قادیان کا چندہ ہی بارہ ہزار تک پہنچ گیا اور اس غریب جماعت نے، قادیان کے لوگوں نے بڑی قربانی کر کے چندہ اکٹھا کیا۔

حضورؓ نے فرمایا کہ اس غریب جماعت سے اس قدر چندہ کی وصولی خاص تائیدِ الٰہی کے بغیر نہیں ہو سکتی تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اس وقت چندہ کے ساتھ شامل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ لوگوں کا جوش و خروش دیکھنے کے قابل تھا اور اس کا وہی لوگ ٹھیک اندازہ کر سکتے ہیں جنہوں نے اس کو آنکھوں سے دیکھا ہو۔ سب مرد عورتیں نشہ سے چُور ہو کر، قربانی کے جذبہ سے سرشار ہو کر چندے دے رہے تھے۔ ایک بچہ غریب اور محنتی آدمی کا بیٹا تھا اس نے کہا میں نے ساڑھے تیرہ روپے جوڑے ہیں۔ اس زمانے میں تو ساڑھے تیرہ روپے کی کچھ نہ کچھ قیمت تھی اور جو ریٹ گرا تھا اس کے مطابق بھی ایک ڈیڑھ پاؤنڈ تو ہو گا ہی۔ بہرحال کہتا ہے ساڑھے تیرہ روپے جوڑے ہیں اور چندہ میں بھجوا رہا ہوں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ پتہ نہیں کن امنگوں کے ماتحت اس بچے نے وہ پیسے جمع کیے ہوں گے لیکن مذہبی جوش نے خدا کی راہ میں ان پیسوں کے ساتھ ان امنگوں کو بھی قربان کر دیا۔

بہرحال اس قربانی میں لوگ بیشمار بڑھتے چلے گئے۔ پھر آپ نے باہر گورداسپور لاہور وغیرہ میں تحریک کی اور خیال تھا کہ تیس ہزار روپیہ ان تین ضلعوں سے پورا ہو جائے گا۔ اس کے بعد پھر آپ نے کہا کہ مجھے ڈر ہوا کہ باقی جماعتوں کو شکوہ نہ ہو تو پھر میں نے اس کو مزید بڑھا دیا اور رقم بھی بڑھا کر ایک لاکھ کر دی تا کہ لوگ ثواب میں شامل ہوں بلکہ ایک شخص نے حضرت مصلح موعودؓ کو یہ لکھا کہ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ مجھے اپنے مقصد میں کامیاب کرے جو میں کوئی بزنس کر رہا ہوں۔ اس کے شکریہ میں مَیں ولایت میں احمدیہ مسجد بنانے پر جس قدر خرچ ہو گا سارا خرچ خود کروں گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا کہ میں نے اس کی اجازت تو نہیں دی کیونکہ میں کسی کو بھی محروم نہیں کرنا چاہتا تھا۔ بہرحال یہ رقم اکٹھی ہونا شروع ہوئی، جمع ہوئی اور یہ رقم بینک آف انڈیا کے ذریعہ سے انگلستان بھجوائی گئی جو تین ہزار چار سو اڑسٹھ پاؤنڈ بنتی ہے۔ اندازہ لگا لیں آج کے اپنے حالات کا اور اس وقت کے حالات کا۔ روپوں میں باون ہزار روپیہ بن جاتی تھی۔ ایک ہفتہ کے اندر اندر یہ رقم جمع ہو گئی پھر بعد میں مزید رقم بھیجی گئی اور اس طرح ان دنوں میں پاؤنڈ کی قیمت بھی دوبارہ گر گئی جس سے تھوڑے روپوں میں، کم روپوں میں زیادہ پاؤنڈ مل گئے۔ پندرہ روپے سے چھ روپے پہ پاؤنڈ آ گیا پھر۔ بہرحال اس مسجد کی تعمیر اور سنگِ بنیاد کا جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا تھا

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے یہاں آنے سے آغاز بھی ہوا۔

19 اکتوبر 1924ء اتوار کے دن اس کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اس وقت تاریخ میں لکھا ہے کہ اٹھارہ اکتوبر 1924ء کے روز اخبار نے لکھا تھا کہ 19 اکتوبر کے موسم کی پیشگوئی یہ تھی کہ موسم عمدہ رہے گا اور سورج نکلے گا مگر خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی کو غلط ثابت کر دیا اور اپنی ہستی کا ایک کھلا کھلا ثبوت دیا اور صبح سے بارش شروع ہوگئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے سامنے یہ معاملہ پیش ہوا تو آپ نے فرمایا گھبرانے کی کیا ضرورت ہے۔ بڑا اچھا ہوا ہے۔ ایسی حالت میں جو لوگ آئیں گے افتتاح کے لیے وہ اخلاص سے ہی آئیں گے۔ کل بھی بارش کی پیشگوئی ہے اب دیکھیں پیشگوئی پوری ہوتی ہے کہ نہیں۔ بہرحال آپ نے فرمایا کہ جو لوگ آئیں گے اخلاص سے آئیں گے اور انشاء اللہ یہ تقریب کامیاب ہوگی۔ چھوٹا خیمہ یعنی مارکی لگائی گئی تا کہ مارکی میں بیٹھ کے لوگ پروگرام آرام سے سن سکیں اور دیکھ سکیں۔ مختلف لوگوں کو دعوتی کارڈ بھیجے گئے تھے۔ پارلیمنٹ کے ممبران تھے، لیڈر تھے، سیاستدان تھے، ڈپلومیٹس تھے۔ مختلف قسم کے لوگ شامل تھے۔ تھوڑا وقت تھا اس لیے خیال تھا کہ بہت کم لوگ آئیں گے لیکن پھر بھی بڑی تعداد میں مہمان آ گئے۔ مختلف ملکوں کے نمائندے شامل ہوئے اور یہ تقریب ہر لحاظ سے کامیاب ہوئی۔ اس تقریب کے وقت جہاں سنگ بنیاد نصب کرنا تھا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں کھڑے ہوئے اور آپ کے کھڑے ہونے پر حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ نے دو سورتوں کی، اللیل کی اور اعلیٰ کی تلاوت کی۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے خطاب فرمایا اور آپؓ نے فرمایا کہ آج ہم ایک ایسے کام کے لیے جمع ہوئے ہیں جو اپنی نوعیت میں بالکل نرالا ہے یعنی ایک ایسی عمارت کا سنگ بنیاد رکھنے کے لیے جو محض اس ہستی کو یاد کرنے اور اس کے حضور میں اپنی عبودیت کا اظہار کرنے کے لیے بنائی جاتی ہے جو سب دنیا کی پیدا کرنے والی ہستی ہے۔

خواہ وہ کسی ملک کے رہنے والے ہوں اور کسی حکومت کے ماتحت بستے ہوں یا کوئی زبان بولتے ہوں وہاں جا کر ایک ہو جاتے ہیں۔ وہ ہستی وہ مرکزی نقطہ ہے جس کے حضور میں کُل انسان بڑے اور چھوٹے، کالے اور گورے، مشرقی اور مغربی کا سوال ہی نہیں رہتا کیونکہ جوں جوں اس کے نزدیک چلا جایا جاتا ہے اختلاف مٹتے جاتے ہیں اور اتحاد بڑھتا جاتا ہے۔ پس جس عمارت کی بنیاد رکھنے کے لیے ہم لوگ آج جمع ہوئے ہیں وہ اتحاد اور اتفاق کا ایک نشان ہے اور اپنے وجود سے ہمیں اس امر کی طرف توجہ دلا رہی ہے کہ ہمارا مبدا اور مرجع ایک ہے۔

پس ہمیں آپس کے اختلافات کی وجہ سے ایک دوسرے سے لڑنا اور فساد کرنا نہیں چاہیے۔ اور پھر آپؓ نے یہ بھی فرمایا کہ اختلاف تو ہوتے رہتے ہیں اور اختلاف تو دنیا میں کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ اختلاف نہ ہوں یہ تو اچھی بات ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اختلافات رحمت کا نشان ہوتے ہیں۔ نقصان نہیں دیتے۔ لیکن جو بُری چیز ہے وہ عدمِ برداشت ہے۔ اختلاف ہو جائے اور پھر برداشت نہ ہو۔ یعنی اتفاق کی حد سے بڑھی خواہش۔ یعنی ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ جو میں کہہ رہا ہوں اس سے اتفاق کیا جائے۔ اختلاف نہ ہو صرف اتفاق ہی ہو۔ یہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ اختلافات بھی ترقی کی نشانی ہیں اور اگر یہ چیز انسان میں پیدا ہو جائے تو پھر کامیابیاں بہت قریب ہو جاتی ہیں۔ پھر آپؓ نے یہ بھی فرمایا کہ قوتِ برداشت انسان میں ہونی چاہیے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اختلاف تو بُری چیز ہے اگر اختلاف بُری چیز ہے تو پھر برداشت کے کیا معنی ہیں۔ برداشت تو اسی وقت ہوگا جب اختلاف ہوگا۔ برداشت ہوتا ہی اس وقت ہے جب کسی چیز سے اختلاف ہو۔ تب انسان برداشت کرے اور غلط رنگ میں کسی دوسرے کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرے۔ پس اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے۔

آپؓ نے یہ فرمایا کہ پس جس چیز کی دنیا کو ضرورت ہے وہ برداشت ہے یعنی لوگ اختلافِ عقیدہ اور اختلافِ اصول رکھتے ہوئے پھر آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت کے ساتھ رہیں۔ بیشک ہر ایک شخص کا حق ہے کہ وہ دوسروں کو اس امر کی طرف بلائے جسے وہ اس کے لیے اچھا سمجھتا ہے کیونکہ بغیر تبلیغ کے علوم کی ترقی نہیں ہو سکتی مگر جس چیز کا کسی کو حق نہیں وہ یہ ہے کہ دوسرے کے دل کے بدلنے سے پہلے اس کی زبان اور اس کے اعمال کو بدلنا چاہے یا بعض امور میں اس سے اختلاف رکھنے کی وجہ سے اس کو تکلیف دینے کی کوشش کرے۔ زبردستی کرنی، زبان اور اعمال کو بدلنا یہ چیز غلط ہے۔ دل بدلنا چاہیے۔ اگر زبردستی کی ہے تو یہ غلط ہے۔ پھر آپؓ نے یہ بھی فرمایا کہ مسجد اس قسم کی روح پیدا کرنے کے لیے بنائی جاتی ہے اور اسلام نے مسجد کا نام بیت اللہ رکھا ہے یعنی ایسا گھر جس میں انسان کا حق نہیں کہ وہ آپس کے اختلاف کی وجہ سے اس سے کسی کو نکال سکے یا کسی کو تکلیف دے سکے کیونکہ یہ اس کا گھر نہیں بلکہ خدا کا گھر ہے۔ لیکن پاکستانی ملّاں آجکل یہ سمجھتا ہے کہ یہ ہماری مرضی ہے ہم جو مرضی کہیں اور احمدیوں پر مسجدوں میں جانا بھی تنگ کیا گیا ہے۔ بہرحال آپ نے فرمایا کسی انسان کا گھر نہیں ہے یہ خدا کا گھر ہے جو اسی طرح اس کے دشمن کا خدا ہے جس طرح اس کا خدا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰہِ اَنۡ یُّذۡکَرَ فِیۡہَا اسۡمُہٗ (البقرہ: 115) یعنی اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے بنائے جانے والے گھر سے لوگوں کو روکے اور اس کی عبادت نہ کرنے دے۔

یہ ظلم آجکل پاکستانی ملاں اسلام کے نام پہ کر رہا ہے۔ بہرحال آپؓ نے فرمایا کہ تاریخ سے ثابت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دفعہ یمن کے مسیحیوں کا ایک وفد حاضر ہوا۔ آپؐ سے باتیں کر رہا تھا کہ نماز کا وقت آ گیا اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی کہ باہر جا کر نماز پڑھ لیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باہر جا کر نماز ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہماری مسجد میں نماز پڑھ لو۔

قرآن کریم کے حکم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے یہ ثابت ہے کہ اسلامی مساجد کا دروازہ ہر اس شخص کے لیے کھلا ہے جو خدا تعالیٰ کی عبادت کرنی چاہے اور اسلامی مساجد مختلف مذاہب کے لوگوں کو متحد کرنے کا نقطۂ مرکزی ہیں۔ اور پھر آپؓ نے یہ بھی فرمایا کہ اس روح کے ساتھ اور انہی جذبات کے ساتھ جو بیان کیے ہیں ہم نے یعنی جماعت احمدیہ نے اس مسجد کی تعمیر کا ارادہ کیا ہے اور اس کا میں افتتاح کر رہا ہوں اور آج اس سے پہلے کہ مَیں اس کا سنگ بنیاد رکھوں اس امر کا اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ مسجد صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی عبادت کے لیے بنائی جاتی ہے تا کہ دنیا میں خدا تعالیٰ کی محبت قائم ہو اور لوگ مذہب کی طرف جس کے بغیر حقیقی امن اور حقیقی ترقی نہیں متوجہ ہوں۔ اور ہم کسی شخص کو جو خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا چاہتا ہے ہرگز اس میں عبادت کرنے سے نہیں روکیں گے بشرطیکہ وہ ان قواعد کی پابندی کرے جو اس کے منتظم انتظام کے لیے مقرر کریں اور بشرطیکہ وہ ان لوگوں کی عبادت میں مخل نہ ہوں جو اپنی مذہبی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اس مسجد کو بناتے ہیں اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ یہ رواداری کی روح ہے جو اس مسجد کے ذریعے سے پیدا کی جائے گی دنیا سے فتنہ وفساد دور کرنے اور امن وامان کے قیام میں مدد دے گی اور وہ دن جلد آئیں گے جب لوگ جنگ وجدال کو ترک کر کے محبت اور پیار سے آپس میں رہیں گے اور سب دنیا اس امر کو محسوس کرے گی کہ جب سب بنی نوع انسان کا خالق ایک ہی ہے تو ان کو آپس میں بھائیوں اور بہنوں سے بھی زیادہ محبت اور پیار سے رہنا چاہیے اور بجائے ایک دوسرے کی ترقی میں روک بننے کے ایک دوسرے کو ترقی کرنے میں مدد دینی چاہیے کیونکہ جس طرح باپ کبھی پسند نہیں کرتا کہ اس کے بچے آپس میں لڑتے رہیں اسی طرح خدا تعالیٰ بھی کبھی پسند نہیں کرتا کہ اس کی مخلوق آپس کے جنگ و جدال میں مشغول رہے۔

پھر آپؓ نے فرمایا ایک خدا تعالیٰ سے دُوری کی وجہ سے آپس میں جنگیں ہوتی ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانئ جماعت احمدیہ کو اسی غرض کے لیے بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دوری کی وجہ سے جنگیں ہوتی ہیں اور سب کو اکٹھا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ہے کہ وہ لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ کریں اور باہمی اختلافات کو دور کریں اور آپس میں اتحاد اور محبت پیدا کریں۔ پس جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ان تمام نسلی جنگوں اور سیاسی جنگوں کو مٹانے میں کوشاں رہے گی۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہر ملک کے مختلف مذاہب کے جو نیک دل لوگ ہیں ان کوششوں میں اس کے مددگار رہوں گے کہ امن قائم کیا جائے اور اس کے آثار بھی آپ نے فرمایا نظر آ رہے ہیں جیسا کہ اس وقت (وہاں

مختلف لوگ آئے ہوئے تھے) آپ نے فرمایا کہ مختلف اقوام کے معزز لوگ آج اس اجتماع میں ہیں اس سے ظاہر ہے کہ ہم اکٹھے ہو رہے ہیں اور آج سو سال بعد اس زمانے میں بھی ہم نے یہی دیکھا ہے کہ آج بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سارے لوگ، مختلف قوموں کے لوگ، مختلف مذاہب کے لوگ جب آتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے پلیٹ فارم پر ہم سب ایک ہو جاتے ہیں۔

اس مسجد میں جیسا کہ آپ نے جو یہاں مسجد میں جانے والے ہیں، مسجد فضل کے نماز پڑھنے والے جو ہیں انہوں نے دیکھا بھی ہوگا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک تختی بھی نصب کی تھی جس پر یہ لکھا ہوا ہے کہ میں مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی امام جماعت احمدیہ جس کا مرکز قادیان پنجاب ہندوستان ہے خدا کی رضا کے حصول کے لیے اور اس غرض سے کہ خدا کا ذکر انگلستان میں بلند ہو اور انگلستان کے لوگ بھی اس برکت سے حصہ پاویں جو ہمیں ملی ہے آج بیس ربیع الاول 1343ھ کو اس مسجد کی بنیاد رکھتا ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ جماعت احمدیہ کے مردوں اور عورتوں کی اس مخلصانہ کوشش کو قبول فرمائے اور اس مسجد کی آبادی کے سامان پیدا کرے اور ہمیشہ کے لیے اس مسجد کو نیکی، تقویٰ، انصاف اور محبت کے خیالات کے پھیلانے کا مرکز بنائے اور یہ جگہ حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت احمد مسیح موعود نبی اللہ بروز اور نائب محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نورانی کرنوں کو اس ملک اور دوسرے ملکوں میں پھیلانے کے لیے روحانی سورج کا کام دے۔ اے خدا ایسا ہی کر۔ 19/اکتوبر 1924ء

یہ تمام تحریر لکھی ہوئی ہے۔ آپ پڑھ رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان دعاؤں کے ساتھ اس مسجد فضل کی بنیاد رکھی گئی اور مختلف اخباروں نے اس کی بہت زیادہ اشاعت کی اور حضرت مصلح موعودؓ کی تقریر کے مختلف حوالے اپنے اخباروں میں شائع کیے اور جماعت کے کام کو بڑا سراہا۔ میں نے جو بعض باتیں بیان کی ہیں وہ آپ کی تقریر میں سے مختصر خلاصہ بیان کیا ہے۔ تفصیل کافی ہے۔ بہرحال جنہوں نے پڑھنا ہے وہ اصل سے پڑھ سکتے ہیں۔

آخر یہ مسجد تعمیر ہوئی اور دو سال کے بعد 1926ء میں اس کا افتتاح ہوا۔ اس کا افتتاح کرنے تو شاہ فیصل نے آنا تھا جو کہ (اس وقت) شہزادہ فیصل تھے، ان کے والد نے کہا تھا جائیں اور ان کو آنے کی اجازت مل گئی تھی لیکن پھر مسلمانوں کے ردّعمل کی وجہ سے بادشاہ نے ان کو روک دیا اور پھر شیخ عبدالقادر صاحب نے اس کا افتتاح کیا اور انہوں نے بڑے واضح الفاظ میں بتایا کہ میں احمدی نہیں ہوں لیکن باوجود اس کے ہم اسلام کی خدمت کرنا چاہتے ہیں اس لیے ہمیں اختلافات سے بالا ہو کر ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہیے۔ بہرحال یہ ان کا حوصلہ اور کھلا دل ہے جس کا انہوں نے اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی اس کی جزا دے۔ (ماخوذ از تواریخ مسجد فضل لندن صفحہ 9 تا 14، 18 تا 35، 45 تا 48، 52، 78 مینیجر بک ڈپو تالیف واشاعت قادیان) (ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 377، 406) (/shahjahanmosque.org.uk/the-mosque/history/explore//:https)

بہرحال یہ تھی مختصر تاریخ جو مسجد فضل کی تھی اور یہی اس مسجد کے بنانے کی وجہ تھی کہ مغرب میں اشاعتِ اسلام ہو۔ پس آج ہم جیسا کہ میں نے بتایا تھا کہ سو سال پورا ہونے پر تقریب منعقد کر رہے ہیں تو یہ تقریب کوئی دنیاوی مقصد کے لیے نہیں ہے بلکہ جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ کے ارشادات اور باتوں سے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام سے اور باتوں سے میں نے بتایا ہے کہ یہ مسجد تو وہ جگہ ہے جہاں خدا تعالیٰ کی عبادت کے لیے لوگ اکٹھے ہوں اور خدائے واحد کی عبادت کریں اور آپس میں ایک دوسرے کے حق ادا کرنے والے ہوں۔ اپنی روحانی اصلاح بھی کریں اور اپنے اعلیٰ اخلاق کو بھی بلند کریں۔ اس زمانے میں جبکہ لوگ خدا کو بھول رہے ہیں مسجد کی اہمیت بہت زیادہ ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق انسان کی پیدائش کا مقصد عبادت ہے اور اسی سے ہم دور جا رہے ہیں۔ پس آج ہمیں اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ عبادت کا حق ادا کرنے والے ہوں اور اپنے ماحول میں بھی اپنے ارد گرد کے لوگوں کو بھی اپنی نسلوں کو بھی اس بات کی طرف توجہ دلائیں کہ حقیقی زندگی اور ہماری بقا اسی میں ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اس کا حق ادا کرنے والے ہوں اور اس کی مخلوق کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ اس کے حکموں پر چلنے والے ہوں تبھی ہم دنیا کو امن اور صلح اور آشتی کے ساتھ کامیابی سے چلا سکتے ہیں اور اس میں زندگی گزار سکتے ہیں ورنہ یہاں فسادوں اور جھگڑوں کے علاوہ کچھ نہیں جس کے نظارے ہم آجکل دیکھ رہے ہیں۔ پس اس مقصد کو ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے لیے پسند کرتے ہو وہ دوسروں کے لیے پسند کرو۔

(صحیح البخاری کتاب الایمان باب من الایمان ان یحب لاخیہ ما یحب لنفسہٖ حدیث 13)

تو اس تعلیم کی رو سے ہر احمدی کا فرض بنتا ہے کہ اس تبلیغ کو، اس پیغام کو جو اسلام کا پیار اور محبت اور امن سے رہنے کا پیغام ہے، صلح اور آشتی کا پیغام ہے دنیا کو بتائیں اور آشنا کریں اور پھیلائیں کہ یہی انسان کی بقا کا ضامن ہے اس کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں ورنہ آئندہ نسلیں تباہی اور بربادی کے گڑھے میں گرتی چلی جائیں گی اور ان جنگوں کی وجہ سے کوئی بعید نہیں کہ آئندہ پیدا ہونے والی نسلیں اپاہج اور لنگڑی اور لُولی پیدا ہوں۔ پس اس لحاظ سے بھی لوگوں کو آگاہ کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے کہ اس مسجد کے حق کو پورا کرنے والے ہوں اور ہر مسجد کے حق کو پورا کرنے والے ہوں۔

صرف یہی مسجد نہیں بلکہ ہر احمدی کو ہر جگہ ہر مسجد کو آباد کرنے اور اس کے حق کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ تاکہ وہ اپنی عبادتوں کے حق کو پورا کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہنچانے کے حق کو پورا کرنے والے ہوں اور تبلیغ اسلام کا حق ادا کرنے والے ہوں اور حقیقی معنوں میں وہ مسلمان بن جائیں جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور اس زمانے میں آپ کے غلام صادق کو بھیجا تاکہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا دور دوبارہ شروع ہو اور دنیا میں اسلام اور خدائے واحد کی حکومت قائم ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا میں لہرائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (الفضل انٹرنیشنل ۸/نومبر ۲۰۲۴ء، صفحہ ۲ تا ۶)

......☆......☆......☆......☆......

مَتھُرا ریلوے سٹیشن پر

(عبدالغفار خان صاحب ناطق احمدی متوطن قائم گنج)

یورپ جاتے ہوئے 13 جولائی کو جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ متھرا ریلوے اسٹیشن پر پہنچے تو خان عبدالغفار خان صاحب احمدی ناطق برادر جناب نواب اکبر یار جنگ صاحب نے یہ نظم حضورؓ کی خدمت میں پیش کی۔

قصد لندن کیا ہے حضرت نے
یہ خبر قادیاں سے آئی

سنکے نکلی دعا مرے دل سے
ہو مبارک یہ عزم فرمائی

تھوڑا تھوڑا ملال ہجر ہوا
رفتہ رفتہ ہوئی شکیبائی

سیر و تفریح سے نہیں مطلب
بہر حق ہے یہ کار فرمائی

پھر امیدیں بندھیں مرے دل سے
فکر نے کی جو نکتہ آرائی

حل ہوئیں مشکلات فکر عظیم
جس سے تسکین قلب نے پائی

کیا عجب ہے کہ فیض حضرت سے
رام ہو جائے قوم عیسائی

ٹوٹ جائے قلم کفر و صلیب
چاک ہو پردۂ کلیسائی

بھید کھل جائے سارے عالم پر
پوچ ہے اعتقاد عیسائی

بول بالا ہو دین احمد کا
سرنگوں ہو نشان پاپائی

ہاتھ پر ترے ہو یہ فتح عظیم
ہو عدو کو شکست و رسوائی

احمدی پھر کہیں یہ غیروں سے
کیسی تعبیر خواب☆ کی پائی

ہل کے احباب سب کہیں آمین
شعر اگلا جو پڑھ لے شیدائی

بہ سفر رفتنت مبارک باد
بسلامت روی و باز آئی

☆اشارہ بطرف خواب ولیم دی کنکرر (الفضل قادیان دارالامان 22 جولائی 1924 صفحہ 2)

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے سفر دورۂ یورپ کا پس منظر

(مکرم لئیق احمد ڈار صاحب، مبلغ سلسلہ نظارت علیاء قادیان)

مامورِ زمانہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشن آفاقی ہے کیونکہ آپؑ کے آقا ومطاع حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن بھی آفاقی اور عالمگیر ہے بلکہ آپؑ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق اور کاربرار ہیں۔ چنانچہ آپؑ نے بھی اپنے دورِ نبوت میں کیا مشرق اور کیا مغرب، کیا شمال اور کیا جنوب غرض کہ معمورۂ عالم کے چپہ چپہ تک پیغامِ حق پہنچانے کی سعی بلیغ فرمائی اور جوفی زمانہ ذرائع تبلیغ ونشر واشاعت دین مہیا تھے ان کی وساطت سے لوگوں تک پیغامِ حق پہنچایا۔ اور اس دور کے اختتام پر آپ علیہ السلام کی وفات حسرت آیات کے بعد قدرت ثانیہ کے مظاہر یہ کام سرانجام دے رہے ہیں۔

قارئین کرام! حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام چونکہ کاسر صلیب بھی تھے اور یہ منصب بھی آپ کے مناصب عالیہ مختلفہ میں سے ایک عظیم منصب ہے لہٰذا آپ کو یورپ اور امریکہ میں تبلیغ کرنے کی بھی بہت بڑی ذمہ داری عائد تھی اور آپ کو اس کی فکر بھی تھی۔ چنانچہ آپؑ کو اس بات کی بڑی خواہش رہتی تھی کہ عیسائی ممالک میں اسلام کی تبلیغ کی جاوے اور فرمایا کرتے تھے کہ وہ وقت قریب آگیا ہے کہ صلیبی طلسم ٹوٹ جائے گا اور دنیا پھر بڑے زور کے ساتھ توحید اور خدا پرستی کی طرف لوٹے گی۔

چنانچہ اس حوالے سے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے قمر الانبیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

آپؑ کو مسیح پرستی کے خلاف بہت جوش تھا اور آپ کو خدا نے الہاموں اور خوابوں کے ذریعہ یہ بشارت بھی دی تھی کہ جلد یا بدیر آپ کی لائی ہوئی روشنی سے یورپ منور ہوگا۔ اس غرض کے لئے آپ نے 1902ء میں ایک انگریزی رسالہ کی بنیاد رکھی تا کہ اس کے ذریعہ سے مغربی ممالک میں مسیحیت کے خلاف اور اسلام کے حق میں مہم جاری کرسکیں اور چونکہ آپ خود انگریزی زبان سے ناواقف تھے آپ نے اس رسالہ کی ایڈیٹری اپنے ایک نوجوان اور انگریزی خوان مرید مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے کے سپرد کی جو حضرت مسیح موعودؑ کی ہدایات کے ماتحت آپ کے مضامین کا انگریزی میں ترجمہ کرتے یا آپ کے بتائے ہوئے نوٹوں کے مطابق خود مضمون لکھتے تھے حضرت مسیح موعودؑ کی توجہ کی برکت سے اس رسالہ نے حیرت انگیز رنگ میں ترقی کی اور بہت ہی تھوڑے عرصہ میں ساری علمی دنیا میں اپنا سکہ جمالیا اور بڑے بڑے یورپین اور امریکن علماء نے اس کے مضامین کی تعریف میں پُرجوش ریویو لکھے اور اس کے دلائل کی قوت کو تسلیم کیا...... اس رسالہ کے اکثر مضامین خود حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہوتے تھے اور بعض کے متعلق آپ نوٹ لکھا دیتے تھے اور آپ نے ان مضامین میں اپنے اسپِ قلم کو مذاہب کے وسیع میدان کے ہر حصہ میں ڈالا اور اس میدان کا ہر کونہ اور گوشہ چھان ڈالا اور اسلام کی تائید اور مسیحیت اور دوسرے مذاہب کی تردید میں ایسے ایسے زبردست مضامین لکھے کہ علمی دنیا میں ایک ہل چل مچ گئی۔ مسیح ناصری کے معجزات پر، آپ کے روحانی اثر پر، آپ کی تعلیم پر، آپ کے واقعہ صلیب پر، صلیب کے بعد کے حالات پر، آپ کی سیاحت ہند اور وفات پر، آپ کے فرضی دعویٰ خدائی پر، تثلیث اور کفّارہ پر، غرض مسیحیت کے ہر شعبہ پر مضامین لکھے گئے اور دوسری طرف اسلام کی حقیقت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور آپ کی روحانی طاقت اور آپ کی کامیابی اور آپ کی تعلیم کی برتری وغیرہ پر زبردست بحثیں کی گئیں اور اسی طرح دوسرے مذاہب کی تعلیمات پر بھی مضامین لکھے گئے اور رسالہ نے اپنے آپ کو صحیح معنوں میں ''ریویو آف ریلیجنز'' ثابت کردیا۔

(سلسلہ احمدیہ جلد اول صفحہ 114 تا 115)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سفرِ یورپ / سفرِ مغرب کے حوالے سے حضرت مسیح موعودؑ نے لیکچر لاہور اور براہین احمدیہ حصہ پنجم میں تحریر فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ذوالقرنین کے قرآنی واقعہ میں میرے متعلق پیشگوئی ہے اور میرا نام ذوالقرنین رکھا گیا ہے۔ اب ذوالقرنین کی نسبت قرآن مجید میں لکھا ہے کہ اس نے مغربی ممالک کی طرف سفر کیا۔ ثابت ہوا کہ مسیح موعود یا اسکے کسی جانشین کو ان ممالک کی طرف ضرور سفر کرنا پڑے گا۔

اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ نے حدیث نزول عیسیٰ کی تشریح میں فرمایا یُسَافِرُ الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ اَوْخَلِیْفَۃٌ مِّنْ خُلَفَاءِہٖ اِلٰی اَرْضِ دِمَشْقَ (حمامۃ البشریٰ صفحہ 37 طبع اول) یعنی مسیح موعود یا اسکے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ سرزمین دمشق کا سفر اختیار کرے گا۔ اور یہ دونوں پیشگوئیاں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ذریعہ پوری ہوئیں چنانچہ آپؓ نے یورپ کا سفر کیا اور دمشق وغیرہ بھی تشریف لے گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''مسیح موعود کے قائم مقام کے سفر یورپ کا ذکر قرآن میں'' کے متعلق فرماتے ہیں:

''یورپ کی طرف مسیح موعود یا آپ کے کسی جانشین کا اس غرض سے سفر کرنا جس غرض سے میں نے سفر کیا ہے، قرآن کریم میں بھی مذکور ہے۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے سفر کے بغیر اسلام کی حفاظت کامل نہیں ہوسکتی۔ یہ ذکر سورۃ کہف میں ہے جس میں اللہ تعالیٰ ذوالقرنین کی نسبت فرماتا ہے۔

فَاَتْبَعَ سَبَبًا حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ الْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا

پس ذوالقرنین ایک راستہ کی طرف چلا یہاں تک کہ وہ مغرب کے ملکوں میں پہنچ گیا۔ اور دیکھا کہ یہ ممالک جہاں سورج ڈوبتا ہے ایک گدلے چشمے کی طرح ہیں جس میں پانی تو ہے مگر بُودار اور گندہ جو استعمال کے قابل نہیں رہا۔ اور اس نے اس چشمہ کے پاس ایک قوم دیکھی جس کی نسبت ہم نے ذوالقرنین سے کہا کہ تُو ان کے متعلق کوئی فیصلہ کر۔ یا تو یہ فیصلہ کر کہ یہ تباہ کردیئے جائیں اور یا تو ان سے ایسا سلوک کر کہ ان کی حالت اچھی ہوجائے۔ ذوالقرنین نے جواب میں کہا کہ جو ظلم کرنے والا ہوگا اس کو تو میں عذاب دوں گا اور پھر وہ خدا کی طرف لوٹایا جائے گا یعنی مرجائے گا۔ اور اس کو ایسا سخت عذاب ملے گا جو کسی کو کم ہی ملا ہوگا۔ اور جو شخص ایمان لائے اور نیک عمل کرے گا، پس اس کو نیک جزا ملے گی اور ہم اسے اپنے احکام سہولت کے ساتھ آسانی کے ساتھ سمجھائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام لکھتے ہیں کہ ذوالقرنین آپ کا نام ہے۔ اور گدلے چشمہ سے مراد مسیحی تعلیم ہے۔ جو ہے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے مگر اب وہ خراب ہوگئی ہے اور استعمال کے قابل نہیں۔ مغرب کے لوگ اس چشمہ کے پاس ہیں۔ یعنی اس گندی تعلیم کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور قرآن کریم کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

پس جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کے مطابق ذوالقرنین آپ ہیں اور مغربی ممالک سے مراد یورپ وامریکہ کے لوگ ہیں جو مسیحیت کے چشمہ پر ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعودؑ یا ان کے کسی جانشین کو مغربی ممالک کا سفر کرنا ہوگا۔

کیونکہ قرآن کریم میں لکھا ہے کہ فَاَتْبَعَ سَبَبًا حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ ذوالقرنین ایک ملک کی طرف گیا جو مغرب میں تھا۔ پس یہ سفر قرآن کریم کی اس پیشگوئی کے مطابق ہے۔ نبیوں کے جانشین چونکہ نبیوں کے قائم مقام ہوتے ہیں ان کا کام نبیوں کا کام ہی کہلاتا ہے۔ پس خلیفۂ مسیح موعود کا جانا ایسا ہی ہے جیسے کہ خود مسیح موعود کا جانا۔

پس یہ سفر درحقیقت ایک پیشگوئی کے ماتحت ہے جو ایسی اہم ہے کہ قرآن کریم میں اس کو بیان فرمایا گیا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ سفر تبلیغ کیلئے نہیں بلکہ تبلیغ کے متعلق اصول طے کرنے اور علم حاصل کرنے کیلئے کیا جائیگا۔ کیونکہ اگر تبلیغ کے لئے سفر ہوتا تو یہ نہ کہا جاتا کہ اب خواہ ان کو ہلاک کر، خواہ ان کی بھلائی کی تدبیر کر کیونکہ جو شخص تبلیغ کے لئے جاتا ہے یہ سمجھ کر جاتا ہے کہ یہ لوگ بچائے جانے کے قابل ہیں نہ کہ وہ جاتا تو تبلیغ کے لئے ہے اور سوچنے لگ جاتا ہے کہ میں ان کو ہلاک کردوں۔ پس صاف ظاہر ہے کہ مسیح موعودؑ یا آپ کا جانشین خالی الذہن ہوکر جائے گا اور وہی جاکر فیصلہ کرے گا کہ ان لوگوں سے کیا کِیا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو اختیار دے گا کہ وہ کامل غور اور فکر کے ساتھ جو چاہے کرے۔ خواہ تو ان کو اپنے کفر میں چھوڑ دے تا کہ اس دنیا میں کفر کے عذاب میں مبتلا رہیں اور اگلے جہان میں دوزخ اور خدا تعالیٰ سے بُعد کے عذاب میں مبتلا ہوں۔ اور یا پھر ان میں تبلیغ کو جاری کرنے کا فیصلہ کرے اور انکی بہتری کی تجویز کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نتیجہ پر وہ پہنچے گا، وہ بین بین ہوگا اور اس میں مختلف حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے مختلف تدابیر کو اختیار کیا جائے گا۔ وہ فیصلہ کیا ہوگا، اسے اللہ تعالیٰ نے مخفی رکھا ہے۔ اور چونکہ ابھی وقت نہیں آیا، وہ مجھ پر ظاہر نہیں ہے، اسلئے میں اس کا اعلان نہیں کرسکتا۔ ہاں اصول اللہ تعالیٰ نے بتادیئے ہیں اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھ سے یہ کام لے اور اس پیشگوئی کا ظلّی طور پر مجھے مصداق بننے کا موقع دے۔

غرض اے بھائیو! مسیح موعود یا ان کے کسی جانشین کا مغربی ممالک میں جانے اور وہاں جاکر ان کے متعلق آئندہ تبلیغ کے متعلق رائے قائم کرنے کی خبر قرآن کریم میں دی گئی ہے اور گویا تمام سفر کا نقشہ کھینچ دیا گیا ہے جو اس وقت پیش آیا ہے۔''

(انوار العلوم جلد 8 صفحہ 433 دورہ یورپ)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ایک رؤیاء اور اس کی تکمیل:

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''اُس بادشاہ نے جس کے قبضہ میں تمام عالم کی باگ ہے، مجھے رؤیاء میں بتایا تھا کہ میں انگلستان گیا ہوں اور ایک فاتح جرنیل کی طرح اس میں داخل ہوا ہوں اور اس وقت میرا نام ولیم فاتح رکھا گیا۔ میں جب شام میں بیمار ہوا اور بیماری بڑھتی گئی تو مجھے سب سے زیادہ خوف یہ تھا کہ کہیں میری شامتِ اعمال کی وجہ سے ایسے سامان نہ پیدا ہوجاویں کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ کسی اور صورت میں بدل جائے اور میں انگلستان میں پہنچ ہی نہ سکوں۔ اور اس خوف کی وجہ یہ تھی کہ میں اس خواب کی بناء پر یقین رکھتا تھا کہ انگلستان کی روحانی فتح صرف میرے انگلستان جانے کے ساتھ وابستہ ہے لیکن آخر اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں انگلستان پہنچ گیا ہوں اور اب میرے نزدیک انگلستان کی فتح کی بنیاد رکھ دی گئی ہے۔ آسمان پر اس کی فتح کی بنیاد رکھ دی گئی ہے اور اپنے وقت پر اس کا اعلان زمین پر بھی ہوجائے گا، دشمن ہنسے گا اور کہے گا یہ بے ثبوت دعویٰ تو ہر اک کرسکتا ہے مگر اس کو ہنسنے دو کیونکہ وہ اندھا ہے اور حقیقت کو نہیں دیکھ سکتا ...... میں بھی کہتا ہوں انگلستان فتح ہوچکا خدا کا وعدہ پورا ہوگیا۔ اس کی فتح کی شرط آسمان پر یہ مقرر تھی کہ میں انگلستان آؤں۔ سو میں خدا کے فضل سے انگلستان پہنچ گیا ہوں اب اس کارروائی کی ابتداء انشاء اللہ شروع ہوجائے گی اور اپنے وقت پر دوسرے لوگ بھی انشاء اللہ دیکھ لیں گے کہ جو کچھ میں نے لکھا تھا وہ سچ ہے۔ نادان لوگ نہیں جانتے کہ بعض امور کا تعلق بعض خاص شخصوں کی ذات سے وابستہ ہوتا ہے۔ اور انگلستان میں ترقی اسلام کا سوال خدا تعالیٰ کی قضاء میں میرے انگلستان آنے کے ساتھ متعلق تھا۔ مسیح موعودؑ کو جو رویاء دکھائی گئی۔ اس میں بھی یہی بتایا گیا تھا کہ آپ کے ولایت جانے پر یہ فتح شروع ہوگی۔ اور مجھے بھی یہی دکھایا گیا اور چونکہ نبیوں کے خلیفہ ان کے ہی وجود سمجھے جاتے ہیں اسلئے دونوں خوابوں کا مطلب ایک ہی تھا۔ حضرت مسیح موعود کی رویاء سے مراد بھی ان کے جانشین کے انگلستان جانے سے تھی اور میری رویاء سے مراد بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ولایت جانے سے تھی۔ پس جبکہ مسیح موعودؑ اپنے روحانی جانشین کے ذریعہ سے انگلستان پہنچ گئے تو اب انشاء اللہ اس فتح کا دروازہ بھی کھول دیا جائے گا جو کہ ہمیشہ سے مقدر ہے۔ خدا تعالیٰ کی سنت ہے کہ جب کسی پیشگوئی کے پورا کرنے کا وقت آتا ہے تو وہ پھر اسکی طرف توجہ دلا دیا کرتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ میں نے جو خواب میں دیکھا کہ میں انگلستان میں گیا ہوں اس سے مراد یہی تھی کہ مسیح موعود کی ازالۂ اوہام والی رویاء کے پورا ہونے کا وقت آگیا ہے۔ فالحمد للہ الذی ارانا ماوعدنا علیٰ لسان المسیح الموعود علیہ السلام۔''

(از مکتوب گرامی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ بحوالہ اخبار الفضل قادیان دارالامان مورخہ 4/اکتوبر 1924ء)

سفر یورپ کے متعلق نواب سید صدرالدین حسین خان رئیس ریاست بڑودہ کی رؤیاء:

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے سفرِ یورپ کے پسِ منظر میں ایک غیر احمدی نواب کو سالہا سال قبل اللہ تعالیٰ کی طرف سے دکھائی گئی رؤیاء کے بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

'' ایک آسمانی شہادت آپ کو سناتا ہوں۔ یہ ایک ایسے رسالہ میں درج ہے جو آج سے کئی سال پہلے شائع ہوچکا ہے اس رسالہ کا نام ''صوفی'' ہے۔ یہ کسی احمدی کا رسالہ نہیں بلکہ غیر احمدیوں کا ہے۔ اس میں ایک مضمون درج ہے اور اُس مضمون کا لکھنے والا بھی کوئی احمدی نہیں بلکہ وہ شخص ہے جو سلسلہ احمدیہ کا مخالف ہے اور ہماری جماعت اسکے نام سے واقف اور آشنا ہے۔ کیونکہ کچھ عرصہ گزرا اُس نے حضرت خلیفۃ المسیح کو بڑے زور کے ساتھ مباہلہ کا چیلنج دیا تھا جب آپ نے آمادگی ظاہر کی تو خموش ہوگیا۔ وہ خواجہ حسن نظامی ہے۔ اس رسالہ میں اس کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں اس نے مادہ پرست دنیا پر رویاء اور خواب کی حقیقت ظاہر کرتے ہوئے چند خوابیں لکھی ہیں۔

پہلا خواب وہ نواب سید صدرالدین صاحب حسین خان صاحب رئیس ریاست بڑودہ کا یہ نقل کرتا ہے کہ :

''ایک مکان میں اسباب بندھا رکھا ہے اور اہل خانہ کسی بڑے سفر کی تیاری میں مصروف ہیں۔ اتنے میں دیکھا کہ صاحبِ خانہ بھی نہایت مصروفیت کی شان سے سامان درست کررہے ہیں۔ آخر میں انہوں نے فرمایا جہاز تیار کرواور یہ اسباب ان پر لادو۔ عرض کیا حضور کہاں کا ارادہ ہے۔ فرمایا یورپ جاتا ہوں علاج کرنا ہے۔ دریافت کیا گیا۔ آپ کا اسمِ شریف ؟ فرمایا میرا نام عمر ابن الخطاب ہے۔''

اس رویاء کی تعبیر بھی حسن نظامی صاحب خود کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ ''نواب صاحب کے اس خواب میں اگرچہ ایک بات بہت غور طلب ہے کہ عمر فاروقؓ کا یہ فرمانا کہ یورپ علاج کیلئے جاتا ہوں تو آیا اس کا مطلب یہ ہے کہ خود وہاں علاج کرانے جاتے ہیں یا یہ کہ اہلِ یورپ کا علاج کرنے جاتے ہیں لیکن دونوں صورتوں میں تعبیر سائنس و مادہ پرستی کے خلاف نکلتی ہے۔ اگر پہلی صورت ہے یعنی حضرت خود یورپ میں علاج کرانے جاتے ہیں تو مطلب یہ ہوگا کہ اہلِ روحانیت اپنے مرض لاعلمی کا علاج یورپ جاکر وہاں معلومات حاصل کرکے کریں گے۔ اور اسکے بعد مادہ پرستی کے امراض کا وہاں بیٹھ کر علاج کیا جائے گا۔ اور دوسری صورت میں مادہ پرست یورپ کے علاج کی تدبیریں اور تیاریاں ہورہی ہیں۔

تعبیر کی تطبیق:

یہ خواب ایسی واضح اور بیّن ہے کہ مجھے کسی تعبیر کرنے کی ضرورت نہیں میرے تعبیر کرنے کے بغیر ہی آپ لوگ سمجھ گئے ہوں گے۔ اِدھر آپ اس خواب کو اور اسکی تعبیر کو پڑھیں اور اُدھر حضرت خلیفۃ المسیح کا وہ اعلان جو حضور نے سفر یورپ کے اغراض کے متعلق شائع فرمایا ہے اُس کا مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہوجائے گا کہ یہ کیسی سچی خواب ہے۔ اور سلسلہ کی صداقت کا کیسا زبردست نشان ہے (خصوصاً جبکہ حضور کا الہامی نام بھی ''عمر'' ہے) حضور کام کی مشکلات اور سفر کی غرض بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''پس ہم دو آگوں میں ہیں اور ہماری مثال وہی ہے کہ نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن اس مشکل کا علاج سوچنے کے لئے اور وہاں کے مقامی حالات معلوم کرنے کیلئے تا کہ

مبلغوں کی سختی سے نگرانی ہوسکے۔اور جہاز کو چٹانوں میں سے بہ حفاظت گزارا جاسکے۔اس سفر کی ضرورت پیش آئی ہے۔''

پھر فرماتے ہیں: ''پس ہمارا فرض ہے کہ اس مصیبت کے آنے سے پہلے اس کا علاج سوچیں اور یورپ کی تبلیغ کیلئے ہر قدم جو اٹھائیں پہلے غور کرلیں اور یہ ہونہیں سکتا جب تک کہ وہاں کے حالات کا عینی علم نہ ہو۔پس اس وجہ سے باوجود صحت کی کمزوری کے میں نے اس سفر کو اختیار کیا ہے۔میں زندہ رہا تو میں انشاء اللہ اس علم سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کروں گا۔''

قوی حجت: پس یہ خواب خصوصیت کے ساتھ خواجہ حسن نظامی صاحب اور ان کے متعلقین پر ایک قوی حجت ہے۔اور ہماری تائید میں ایک بیّن ثبوت ہے۔یہ رسالہ جس میں یہ خواب درج ہے یہ مہینہ دومہینہ سال یا دوسال کا نہیں بلکہ مئی 1914ء کا ہے۔اس لئے یہ بھی گمان نہیں ہوسکتا کہ ممکن ہے کسی نے حالات حاضرہ کی بناء پر یہ خواب دیکھا اور درج کیا ہو۔کیونکہ یہ خواب اُس وقت کا شائع شدہ ہے جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے سفر یورپ کا وہم وگمان بھی کسی کو نہ تھا۔اور نہ معلوم شائع ہونے سے کتنا عرصہ پہلے خواب دیکھا گیا۔''
(اخبار الفضل قادیان دارالامان مورخہ 9ر اکتوبر 1924ء)

اس سفرِ یورپ کے بواعث کے سلسلہ میں تاریخ احمدیت میں مرقوم ہے کہ

''حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی طرف مزید توجہ فرمائی تو آپ پر یہ حقیقت بالکل منکشف ہوگئی کہ قرآن مجید میں ذوالقرنین (مسیح موعود) یا اس کے نائب کے سفر یورپ کی اور حدیث شریف میں سفر دمشق کی واضح پیشگوئیاں موجود ہیں۔ذوالقرنین کے سفر سے متعلق واقعہ پر مزید غور کرتے ہوئے حضور نے معلوم کیا کہ یہ سفر (بنیادی اغراض کے اعتبار سے) تبلیغ کیلئے نہیں بلکہ مغربی ممالک میں اسلامی انقلاب کی تبلیغی سکیم تیار کرنے کیلئے کیا جائے گا۔اسی سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ رویاء بھی آپ کے سامنے آیا کہ ''میں نے دیکھا کہ میں شہر لندن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلّل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کررہا ہوں۔بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رنگ سفید تھے۔''

اسکے علاوہ خود حضورؓ کو ایک عرصہ قبل رؤیا میں سفر یورپ کا نظارہ دکھایا جاچکا تھا۔ چنانچہ ایک رؤیاء میں آپ نے دیکھا۔آپ لنڈن میں ہیں اور ایک جلسہ میں آپ شامل ہیں۔مسٹر لائڈ جارج (سابق برطانوی وزیر اعظم) اس جلسہ میں تقریر کررہے ہیں کہ یکدم ان کی حالت بدل گئی اور انہوں نے دہشت زدہ ہوکر کہا کہ مجھے ابھی خبر آئی ہے کہ ''مرزا محمود امام جماعت احمدیہ کی فوجیں عیسائی لشکر کو دباتی چلی آتی ہیں اور مسیحی لشکر شکست کھارہا ہے۔''

دوسری رویا میں (جو کانفرنس کی تحریک سے دوتین ماہ پہلے کی تھی) آپ نے دیکھا کہ ''میں انگلستان کے ساحل سمندر پر کھڑا ہوں جس طرح کہ کوئی شخص تازہ وارد ہوتا ہے اور میرا لباس جنگی ہے میں ایک جرنیل کی حیثیت میں ہوں......اس وقت میں یہ خیال کرتا ہوں کہ کوئی جنگ ہوئی ہے اور اس میں مجھے فتح ہوئی ہے اور میں اس کے بعد میدان کو ایک مدبّر جرنیل کی طرح اس نظر سے دیکھ رہا ہوں کہ اب مجھے اس فتح سے زیادہ سے زیادہ فائدہ کس طرح حاصل کرنا چاہئے......اتنے میں ایک آواز آئی William the Conqueror ولیم دی کنکر یعنی ولیم (اولوالعزم) فاتح۔

ان امور پر غور وفکر اور مسلسل دعاؤں اور استخاروں کے بعد حضور نے ویمبلے کانفرنس کی دعوت ایک الٰہی تحریک سمجھی اور باوجودیکہ اتنے لمبے سفر پر جانے کے رستہ میں آپ کے لئے ذاتی طور پر بہت سی مشکلات حائل تھیں۔اور اس بوجھ کا اٹھانا آپ کے لئے بہت مشکل تھا۔حضور نے اپنے فرائض دینی کو مقدم رکھتے ہوئے پورے انشراح صدر سے سفر یورپ پر جانے کا فیصلہ فرمالیا۔اور روانگی کی تاریخ 12رجولائی 1924ء معین کردی۔

چنانچہ حضورؓ نے 24رجون 1924ء کو اپنے فیصلہ کی اطلاع دیتے ہوئے اعلان فرمایا کہ ''ہماری جماعت کا کام ساری دنیا میں تبلیغ اسلام کرنا ہے اور چونکہ ساری دنیا کو اسلام کے حلقہ میں لانا ہمارا فرض ہے اس لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے متعلق ہم ایک مکمل نظام تجویز کریں......اس نظام کے مقرر کرنے کیلئے ضروری ہے خلیفہ مغربی ممالک کی حالت کو وہاں جاکر دیکھے......پس مغربی ممالک میں تبلیغ کے کام کو اگر ہم نے جاری رکھنا ہے اور اگر اس پر جو روپیہ خرچ ہوتا ہے اس کی خدا تعالیٰ کو جوابدہی سے عہدہ برآ ہونا ہے تو ضروری ہے کہ خود خلیفہ وقت ان علاقوں میں جاکر ان کی مشکلات کو دیکھے۔اور وہاں کے ہر طبقہ کے لوگوں سے مشورہ کرکے ایک سکیم تجویز کرے......پس ان ضروریات کو مدنظر رکھ کر میں نے فیصلہ کیا ہے کہ مذہبی کانفرنس کی تحریک کو ایک خدا کی تحریک سمجھ کر اس وقت باوجود مشکلات کے اس سفر کو اختیار کروں۔مذہبی کانفرنس میں شمولیت کی غرض سے نہیں بلکہ مغربی ممالک کی تبلیغ کیلئے ایک مستقل سکیم تجویز کرنے اور وہاں کے تفصیلی حالات سے واقف ہونے کے لئے کیونکہ وہ ممالک ہی اسلام کے راستہ میں ایک دیوار ہیں جس دیوار کا توڑنا ہمارا مقدم فرض ہے۔''
(تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 427 تا 428، خلافت ثانیہ کا گیارہواں سال)

قارئین کرام! حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلے دورہ یورپ 1924ء کے پس منظر میں اللہ تعالیٰ کی خاص مشیت کارفرما تھی جیسا کہ مذکورہ تمام تحریرات سے یہ ظاہر ہے۔چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی بڑی تڑپ تھی کہ ولایت جایا جائے اور وہاں کے باشندگان کو تبلیغ کی جاوے کیونکہ 'آرہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج' کی نوید آپ کو سُنا دی گئی تھی اور تمدّنِ یورپ سے آپ بخوبی واقف ہوچکے تھے۔گوکہ حضور علیہ السلام بنفسہٖ یورپ نہ جاسکے لیکن الٰہی سنت کے برطبق آپ کے ایک خلیفہ راشد اور اولوالعزم بیٹے کو یہ موقع اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا کہ آپ یورپ گئے اور جو مقصد وحید تھا اس سفر کا وہ پورا ہوا اور آپؓ نے وہاں کے حالات کا بالاستیفاء جائزہ بھی لیا۔

اب دیکھئے کہ سالہا سال پہلے ایک غیر احمدی نواب بروڈہ کا یہ رؤیا دیکھتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے یورپ جانا ہے علاج کے واسطے اور بعینہٖ یہ رؤیاء پوری ہوئی۔چنانچہ اہل مغرب کے روحانی بیماروں کو چنگا کرنے کی ضرورت تھی اور تقاضائے الٰہی تھا لہٰذا حضرت مصلح موعودؓ یورپ تشریف لے گئے اور مریضانِ یورپ کے علاج کے واسطے پہلے ان کی تشخیص بکمالہٖ اس دورے میں کرلی۔

موقع کی مناسبت سے عرض کردوں کہ روحانی بیماروں کے علاج کے موضوع پر حضور رضی اللہ عنہ ایک موقع پر فرماتے ہیں ''مجھے حیرت ہوتی ہے اور تعجب آتا ہے جب کہ میں بہت سے لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ کسی غریب یا مسکین کو گزرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو اُس پر انہیں رحم آتا ہے کسی زخمی کو دیکھتے ہیں تو اس پر رحم کھاتے ہیں۔ایسا شخص اگر دکھائی دے جس کے جسم میں کیڑے پڑے ہوں۔تو اسکی حالت پر ان کی طبیعت رحم کھائے گی۔کوئی لولا لنگڑا اور اپاہج دیکھ لیں۔تو انہیں رحم آئے گا۔غرض لوگوں کی جسمانی ومالی تکالیف کو دیکھ کر آپس میں ایک دوسرے پر رحم کھاتے ہیں اور انکے قلوب میں ایک جوش ہمدردی کا پیدا ہوتا ہے۔لیکن روحانی امر میں ایک دوسرے کے متعلق رحم نہیں پیدا ہوتا......علم روحانی بھی روح کی نشوونما کا ذریعہ ہے جس طرح انسان کا جسم ضائع ہوجاتا ہے۔بعض بیماریوں کی وجہ سے آنکھ، کان، ناک ضائع ہوجاتے ہیں اسی طرح لوگوں کے یہی حصے روحانی طور پر ضائع ہوجاتے ہیں۔جسطرح جسم انسانی میں بعض بیماریوں کی وجہ سے کیڑے پڑجاتے ہیں۔اسی طرح روحانی اعضاء میں بھی کیڑے پڑجاتے ہیں۔کیڑے پڑنے سے کیا مطلب ہے یہی کہ اس حصہ جسم میں غذا حاصل کرنے کی طاقت نہیں رہتی......اگر روح ظاہر میں نظر آتی اور اسکی بیماریاں بھی مجسم صورت میں نظر آتیں نہ کہ عقل سے معلوم ہوتیں تو جیسے تم کوڑھیوں کے پاس سے گزرتے ہوئے ان سے ہمدردی کرتے اور گھن محسوس کرتے ہو۔اسی طرح روحانی بیماروں کی روحیں اور بیماریاں نظر آنے پر تم کو کوڑھیوں سے بھی زیادہ ان سے گھن آتی اور ہمدردی پیدا ہوتی۔اگر تمہارے روحانی ناک ہوتے تو جس طرح ظاہری ناک کی وجہ سے بڑی بڑی گھنونی اور بدبودار چیزوں سے بدبو محسوس کرکے تمہیں کراہت ہوتی ہے اور ہمدردی پیدا ہوتی ہے اسی طرح تمہاری روحانی ناک تم کو بتادیتی کہ

فلاں شخص میں بدبو ہے پس تم کو اس سے ہمدردی سے جو جسمانی مریضوں سے ہوتی ہے کئی درجہ زیادہ ان لوگوں سے ہمدردی ہونی چاہئیے جو صداقت سے محروم ہیں......بہت ہیں جو روحانی بیماروں کے مال کو دیکھ کر تعجب کرتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ ان کافروں کے پاس کتنا مال ہے ۔مثلاً عیسائی ہیں ۔ان کے مال کو دیکھ کر لوگ تعجب کرتے ہیں ۔انہیں اپنے سے بہتر اور آرام میں خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ روحانی لحاظ سے قابل رحم بیماریوں میں مبتلا اور لائق ہمدردی ہیں لیکن چونکہ ان کی بیماری نظر نہیں آتی اور اصل حقیقت لوگوں پر منکشف نہیں ہوتی اسلئے اس کی پروا نہیں کی جاتی اور ایسے لوگوں کی حالت پر ترس نہیں کھایا جاتا حالانکہ اگر ایک بادشاہ بھی جو ساری دنیا کا حاکم ہو، زمانہ کے امام کو نہیں پہچانتا تو اس سے زیادہ بدقسمت کون ہوسکتا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 16 ؍مئی 1924ء)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اور بعدہٗ خلفائے عظام نے بھرپور رنگ میں اس کارروائی کو انجام دیا اور ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی اس بارہ میں مساعی جمیلہ فرما رہے ہیں۔

خلافت رابعہ میں حالات میں کچھ ایسا تصرف ہوا کہ خلیفہ وقت کو برطانیہ ہجرت کرنا پڑی اور اس طرح یورپ کے مرکز انگلستان میں بیٹھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے غلام اور خلیفۂ وقت تبلیغ ونشرواشاعت اسلام میں مصروف عمل ہیں ۔فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

اور اہل یورپ میں سے سعید فطرت لوگ احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہورہے ہیں اور باطل عقائد کو ترک کرکے واحد ولاشریک اللہ تعالیٰ کے بندوں میں شامل ہوئے جارہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ایک وقت آئے گا کہ کثرت سے یہ لوگ داخل اسلام ہوں گے اور صلیب پاش پاش ہوکر گر جائے گی اور لوگ باطل عقائد سے بے زار ہوکر وحدت کی لڑی میں پروکر ہر سو نعرہ تکبیر بلند کیا جائے گا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عام مغربی اقوام کے متعلق ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’میں دیکھتا ہوں کہ ایک بڑا بحرِ ذخّار کی طرح دریا ہے جو سانپ کی طرح بل پیچ کھاتا مغرب سے مشرق کو جارہا ہے اور پھر دیکھتے دیکھتے سمت بدل کر مشرق سے مغرب کو الٹا بہنے لگا ہے۔‘‘

(تذکرہ صفحہ 388 مطبوعہ 2004ء)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :

’’اس نہایت لطیف رؤیا میں حضرت مسیح موعودؑ کو یہ نظارہ دکھایا گیا ہے کہ اس زمانہ میں مغربی اقوام نے جو غیر معمولی اثر اپنے ظاہری علم اور دولت اور طاقت اور سیاست وغیرہ کی وجہ سے مشرقی اقوام پر قائم رکھا ہے یہ اثر قریب کے زمانہ میں احمدیت کے ذریعہ زائل ہوجائے گا اور جب مغرب کا یہ طلسم ٹوٹے گا تو پھر اسی طرح مشرق سے مغرب کی طرف دریا بہنے لگے گا جس طرح کہ اب مغرب سے مشرق کی طرف بہہ رہا ہے۔‘‘ (سلسلہ احمدیہ جلد اول صفحہ 434)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے اولوالعزم خلیفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے یورپ کے حوالے سے آپ کے مقاصد روحانیہ کو اپنے غیبی ہاتھ کے ذریعہ بتمام تر پورا فرمائے اور اہل یورپ اور احرار یورپ کو جلد بگوش اسلام ہونے کی توفیق وسعادت نصیب فرمائے آمین! واخردعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔!

......☆......☆......☆......

ارشاد باری تعالیٰ

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ

(فاطر:35)

ترجمہ: اور وہ کہیں گے کہ تمام تر تعریف اللہ ہی کیلئے ہے جس نے ہم سے غم دور کیا۔ یقیناً ہمارا ربّ بہت ہی بخشنے والا (اور) قدردان ہے۔

طالبِ دُعا : سید عارف احمد، والد ووالدہ مرحومہ اور فیملی ومرحومین (ننگل باغبانہ، قادیان)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا پاکیزہ کلام

(حضور رضی اللہ عنہ نے یہ نظم وینس (اٹلی) سے روانگی کے بعد پلسنا جہاز میں مولوی عبدالرحیم صاحب درد سے پڑھوا کر سنا)

نہیں ممکن کہ میں زندہ رہوں تم سے جدا ہو کر
رہوں گا تیرے قدموں میں ہمیشہ خاک پا ہوکر
جو اپنی جان سے بیزار ہو پہلے ہی اَے جاناں
تمہیں کیا فائدہ ہوگا بھلا اس پر خفا ہوکر
ہمیشہ نفس امارہ کی باگیں تھام کر رکھیو
گرادے گا یہ سرکش ورنہ تجھ کو سیخ پا ہو کر
علاج عاشق مضطر نہیں ہے کوئی دنیا میں
اسے ہوگی اگر راحت میسر تو فنا ہوکر
خدا شاہد ہے اس کی راہ میں مرنے کی خواہش میں
مرا ہر ذرہ تن جھک رہا ہے التجا ہو کر
پھر ایسی کچھ نہیں پرواہ دکھ ہو یا کہ راحت ہو
رہو دل میں مرے گر عمر بھر تم مدعا ہو کر
میری حالت پہ جاناں رحم آئے گا نہ کیا تم کو
اکیلا چھوڑ دوگے مجھ کو کیا تم باوفا ہو کر
کہاں ہیں مانی و بہزاد دیکھیں فنِّ احمد کو
دکھایا کیسی خوبی سے مثیل مصطفیٰ ہوکر

(الفضل قادیان دارالامان 9 دسمبر 1924 صفحہ 1)

عیدقربان

عیدقربان کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی جدائی میں لکھی گئی ایک نظم

تقریر کے مزے ہیں نہ تحریر کے مزے	غربت میں لٹ گئے کسی دلگیر کے مزے
ناآشنا سی عید مبارک کی ہے صدا	ہیں بے مزہ نشاط جہانگیر کے مزے
آآے خیال یار مری بے کسی میں آ	دے ناز اور نیاز کی تقریر کے مزے
آپیاری پیاری صورت زیبا نگاہ میں	لوٹوں شعاعِ حسن کی تنویر کے مزے
قربان ہو نیوالوں کے قربان جائیے	کیا کیا لئے ہیں بُرِش شمشیر کے مزے
ہم بھی کسی کے ابروؤں کو کاش دیکھتے	لبیک کرکے لُوٹتے تکبیر کے مزے
شوق حرم میں جامۂ احرام ہو کفن	الفت کی خاک میں بھی اکسیر کے مزے
بت کو بٹھا کے سامنے سجدے میں گر پڑا	ایماں بڑھا گئے ترا تکفیر کے مزے
لائق طواف خانۂ دلبر کہاں نصیب	ہم لے رہے ہیں گردش تقدیر کے مزے

(الفضل قادیان دارالامان 18 جولائی 1924 صفحہ 2)

”اب جبکہ میں نے آپ کا مضمون سن لیا ہے، میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ واقعی اسلام ہی سب سے بالاتر مذہب ہے اس کا کوئی دوسرا مذہب مقابلہ نہیں کرسکتا، میرے دل پر اس کا گہرا اثر ہے“

ویمبلے کانفرنس کی رپورٹ اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے مضمون پر دانشوروں واخبارات کا تبصرہ

(مکرم مصور احمد صاحب مسرور مبلغ سلسلہ)

قارئین کرام! سال 1924ء جماعت احمدیہ کی تاریخ میں جماعتی ترقی کے نقطہ نگاہ سے ایک حیرت انگیز انقلاب کا سال رہا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ سال 1924ء میں جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یورپ کا پہلا سفر فرمایا۔ اس تاریخی اور بہت ہی اہم سفر کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ ایک نئے دور میں داخل ہوئی اور یورپ میں فتح اسلام کی بنیاد رکھی گئی۔

قارئین کرام! حضرت مصلح موعودؓ نے جس بنیادی اور سب سے اہم وجہ کی بناء پر اس سفر کو اختیار کیا وہ لندن میں منعقد ہونے والی ویمبلے مذاہب کانفرنس تھی۔ جس میں حضرت مصلح موعودؓ کو مذہبِ اسلام کی نمائندگی میں لیکچر دینے کی غرض سے مدعو کیا گیا تھا۔

لہٰذا ہم اپنے اس مضمون میں اس کانفرنس کی رپورٹ اور اس میں پڑھے گئے حضرت مصلح موعودؓ کے لیکچر کے متعلق دانشوروں اور اخبارات کے تاثرات کا کچھ تذکرہ کریں گے۔

کانفرنس کے انعقاد کا مختصر پس منظر

اس کانفرنس کا انعقاد کس طرح عمل میں آیا اور کس طرح حضورؓ کی خدمتِ اقدس میں کانفرنس مذاہب میں شرکت کے لئے دعوت نامہ پہنچا اس کا ذکر تاریخ احمدیت میں ان الفاظ میں ملتا ہے:

شروع 1924ء میں انگلستان کی مشہور ویمبلے نمائش کے سلسلہ میں سوشلسٹ لیڈر مسٹر ولیم لافٹس ہیر (Mr William Loftus Hare) نے یہ تجویز کی کہ اس عالمی نمائش کے ساتھ ساتھ ایک مذاہب کانفرنس بھی منعقد کی جائے جس میں برطانوی مملکت کے مختلف مذاہب کے نمائندوں کو دعوت دی جائے کہ وہ اس کانفرنس میں شریک ہوکر اپنے اپنے مذہب کے اصولوں پر روشنی ڈالیں۔ نمائش کے منتظمین جن میں مستشرقین بھی شامل تھے نے اس خیال سے اتفاق کیا اور لنڈن یونیورسٹی کے مدرسہ علوم شرقیہ (The School of Oriental Studies) کے زیر انتظام کانفرنس کے وسیع پیمانہ پر انعقاد کے لئے ایک کمیٹی قائم کردی گئی۔

کانفرنس کا مقام امپیریل انسٹی ٹیوٹ لنڈن مقرر کیا گیا اور 22 ستمبر 1924ء سے 3 اکتوبر 1924ء تک کی تاریخیں اس کے لئے تجویز کی گئیں۔ کمیٹی نے مندرجہ ذیل مذاہب کے مقررین کا انتخاب کیا۔ ہندومت، اسلام، بدھ ازم، پارسی مذہب، جینی مذہب، سکھ ازم، تصوف، برہمو سماج، آریہ سماج، کنفیوشس ازم وغیرہ۔

اگرچہ حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب نیر 1923ء کے آغاز ہی سے لنڈن میں تھے مگر آپ کو اس عظیم الشان کانفرنس کی تجویز کا مطلق علم نہ ہوسکا۔ مگر جب کمیٹی کی تشکیل کے علاوہ مقررین بھی تجویز ہوچکے اور 1924ء کا بھی کچھ حصہ گزر چکا تو ایک سوسائٹی میں برسبیل تذکرہ کسی نے اس کا تذکرہ کیا جس پر آپ کمیٹی کے جائنٹ سیکرٹری ایم ایم شارپلز سے ملے۔ انہوں نے محسوس کیا کہ اسلام سے متعلق احمدی جماعت کا نقطہ نگاہ ضرور پیش ہونا چاہئے۔ کمیٹی میں ذکر آیا تو کمیٹی کے نائب صدر ڈاکٹر سر تھامس ڈبلیو آرنلڈ (مصنف Preaching of Islam) نے کمیٹی کو توجہ دلائی کہ انتخاب مقررین میں نیر صاحب سے ضرور مشورہ لیا جائے۔ چنانچہ حضرت نیز صاحب کے ساتھ مجوزہ پروگرام پر نظر ثانی ہوئی۔ آپ نے ہندومت اور بدھ کے نمائندوں کے نام تجویز کرنے کے علاوہ تصوف کی نمائندگی کے لئے حضرت صوفی حافظ روشن علی صاحب کا نام لکھایا۔ مگر ساتھ ہی بتایا کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی امام جماعت احمدیہ کی اجازت سے ہی حافظ صاحب آسکیں گے۔ کمیٹی میں جونہی یہ نام پیش ہوئے تو ڈاکٹر آرنلڈ اور پروفیسر مارگولیتھ نے اور کمیٹی کے دوسرے تمام ممبروں نے نہایت خلوص ومحبت سے یہ فیصلہ کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں کانفرنس میں شمولیت کی درخواست کی جائے اور صوفی صاحب کو بھی ساتھ لانے کی گزارش کی جائے اس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں انگلستان کے سربرآوردہ مستشرقین کی طرف سے دعوت نامہ پہنچا۔

(تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 422-423)

Sir E Denison Ross جو کہ سال 1924ء میں لندن میں منعقد ہونے والی اس کانفرنس مذاہب کے چیئرمین تھے۔ اس کانفرنس کے انعقاد کے متعلق فرماتے ہیں:

یہ کانفرنس، جو کہ ”سلطنت کے اندر موجود کچھ زندہ مذاہب“ پر منعقد ہوئی، درحقیقت میرے لیے اُس خط کی مرہونِ منت ہے جو مجھے 1923ء کے آغاز میں مسٹر لوفٹس ہیر سے موصول ہوا۔ اس خط میں انہوں نے 1924ء میں ہونے والی برٹش ایمپائر ایگزیبیشن کے سلسلے میں مذاہب کے بارے میں ایک کانفرنس کے انعقاد کا مشورہ دیا تھا، جس میں اس وقت مختلف موضوعات پر کانفرنسیں منعقد کرنے کی منصوبہ بندی کی جارہی تھی۔ میں نے جواب میں اس خیال سے اتفاق کیا، بشرطیکہ اولاً، کانفرنس میں کوئی متنازعہ بحث نہ ہو، اور دوم، ہر مذہب کا نمائندہ وہ شخص ہو جو اس مذہب کا پیروکار ہو۔

مسٹر ہیر اور ان کے کچھ دوستوں نے بعد میں ایگزیبیشن کے حکام سے رابطہ کیا اور آخرکار یہ طے پایا کہ ہمیں ستمبر کے آخر اور اکتوبر 1924ء کے آغاز میں دس دن کے لیے ایگزی بیشن کی طرف سے سہولیات فراہم کی جائیں گی۔

(3.RELIGIONS OF THE EMPIRE PAGE NO)

ویمبلے مذاہب کانفرنس میں شرکت کے لئے حضورؓ کا جماعت سے مشورہ اور حضور کی اپنی رائے

جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کانفرنس مذاہب میں شمولیت کے لئے تار پہنچا تو حضورؓ نے 16 / مئی 1924ء کو بعد نماز عصر ایک مجلس شوریٰ بلائی اور احباب قادیان سے مشورہ طلب فرمایا کہ کانفرنس میں شمولیت کے لئے کس کو بھیجا جائے۔ اس مجلس شوریٰ میں موجود 16 ممبران میں سے 11 ممبران نے جن میں قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب اور حضرت مولوی عبد الرحیم صاحب درد بھی شامل تھے نے یہ مشورہ دیا کہ اسلام اور احمدیت کی تبلیغ کا یہ ایک بہت ہی خاص موقع ہے اس لئے اگر حضور خود بنفس نفیس تشریف لے جاسکیں تو مناسب ہوگا۔ مجلس شوریٰ میں موجود دوسرے احباب نے بھی بھاری کثرت میں اس مشورے کی تائید کی۔

قادیان کے دوستوں سے مشورہ طلب فرمانے کے بعد حضرت مصلح موعودؓ نے قادیان سے باہر احباب جماعت سے بھی بذریعہ خط اس امر کے متعلق مشورہ طلب فرمایا اور اس خط میں کانفرنس مذاہب کا ذکر کرتے ہوئے اور اس سے تبلیغی فائدہ اُٹھائے جاسکنے کے متعلق احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

آپ لوگوں کو شاید معلوم ہوگا کہ ولایت میں دو سال سے ایک تجارتی نمائش کی تیاریاں ہورہی تھیں جس میں انگریزی حکومت کے تمام علاقوں کی ہر قسم کی پیداوار اور صنعت کی چیزیں رکھی جائیں گی یہ نمائش اب کھل گئی ہے اور ایسے بڑے پیمانے پر ہے کہ اندازہ کیا جاتا ہے کہ تجارت کی ترقی کو مدنظر رکھ کر اور ملکوں کے باہمی تعلقات کو مضبوط کرنے کے لئے دو کروڑ آدمی کے قریب اس کو دیکھنے آئے گا۔ غرض ان دنوں میں دنیا کے ہر گوشے کے تعلیم یافتہ آدمی انگلستان میں جمع ہوں گے اور گویا تمام دنیا چھوٹے پیمانے پر اس جگہ جمع ہوجائے گی۔ چینی، جاپانی، امریکن، روسی، فرانسیسی، جرمن، ترک، عرب، مصری، ایرانی، افغانی، ہندوستانی اور دوسری چھوٹی بڑی قوموں کے تعلیم یافتہ اور سمجھدار طبقہ کے لوگ وہاں جمع ہوں گے اور چھ

ماہ تک ایسا ہی جمگھٹا وہاں رہے گا۔

اس اجتماع سے فائدہ اٹھا کر انگلستان کے مذہبی مذاق کے لوگوں نے تجویز کی ہے کہ ستمبر کے آخر اور اکتوبر کے شروع میں وہاں ایک مذہبی جلسہ کیا جائے جس میں ہر مذہب کے لوگ اپنے اپنے مذہب کی حقیقت کو کھول کر بیان کریں اور ساری دنیا کو ان کے اصل عقیدہ اور غرض کا علم ہو جائے۔ اس انجمن نے اپنے جلسہ میں تقریر پڑھنے کی مجھے بھی دعوت دی ہے اور درخواست کی ہے کہ میں خود وہاں جا کر اپنے سلسلہ کے متعلق ان کو علم اور واقفیت بہم پہنچاؤں۔ ایسے عظیم الشان موقع سے تبلیغ کا فائدہ اٹھانا تو ہمارا فرض ہے کیونکہ ایسا موقعہ کہ اس کثرت سے ساری دنیا کے ملکوں کے اعلیٰ طبقوں کے لوگ جمع ہوں اور گویا ساری دنیا ایک ہی وقت میں اکٹھی ہو جائے روز بروز نہیں ملتا۔ اس نمائش کی نسبت خیال کیا جاتا ہے کہ سو سال تک ایسی بڑی نمائش پھر انگریزوں کے لئے کرنی مشکل ہو گی۔ اس وقت گویا انگلستان میں بیٹھ کر ہم ساری دنیا کو خدا کا پیغام پہنچا سکتے ہیں اور کروڑوں آدمیوں کو سلسلہ کی حقیقت سے واقف کر سکتے ہیں اور دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں رہ سکتا جو اس ذریعہ سے سلسلہ سے واقف نہ ہو جائے۔

(تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 423-424)

قادیان کے دوستوں سے مشورہ طلب کرنے کے بعد حضورؓ کی اپنی رائے کیا تھی وہ بھی حضور نے اس خط میں احباب جماعت کے سامنے ان الفاظ میں رکھی۔ حضورؓ نے تحریر فرمایا:

’’اس مشورہ کے بعد میری رائے اس طرف مائل تھی کہ میرے جانے کے بعد ان ملکوں کے مشنوں کو اور زیادہ مضبوط کرنا پڑے گا کیونکہ تحریک کر کے خاموش ہو جانا ٹھیک نہیں کیونکہ اس سے زیادہ نقصان ہو گا اور اگر مضبوط کیا جاوے تو روپیہ زیادہ خرچ کرنا پڑے گا۔ پھر اگر میں گیا تو چونکہ ساتھ زیادہ آدمی ہوں گے اس لئے روپیہ زیادہ خرچ ہو گا اور جماعت پر بوجھ پہلے ہی زیادہ ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ عزیزم مرزا بشیر احمد صاحب اور حافظ روشن علی صاحب کو بھیج دیا جاوے۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 425)

دو تین روز کے بعد حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے اپنے جانے کے متعلق کچھ عذر پیش کیا اور اسی دوران کانفرنس میں شمولیت کے حوالہ سے دوبارہ لندن سے تار آئی اور اسی طرح نوے فیصدی احباب جماعت نے بھی یہ رائے پیش کی کہ حضورؓ کو خود بنفس نفیس شریک ہونا چاہئے۔ پھر حضرت مصلح موعودؓ نے اور چالیس کے قریب دوستوں نے استخارے بھی کئے جس سے مشیت الٰہی یہی معلوم ہوئی کہ حضور کو خود ہی اس سفر کے لئے جانا چاہئے۔

چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے فرائض دینی کو مقدم رکھتے ہوئے پورے انشراح صدر سے سفر پر جانے کا فیصلہ فرمایا۔

ویمبلے مذاہب کانفرنس میں پڑھے گئے حضرت مصلح موعودؓ کے مضمون کے متعلق کچھ اہم باتیں:

● حضرت مصلح موعودؓ نے 24 مئی 1924ء کو کانفرنس کے لئے ’’احمدیت یعنی حقیقی اسلام‘‘ کے عنوان سے مضمون لکھنا شروع فرمادیا۔

● حضور کو سخت گرمی اور تپش میں صبح سے لے کر آدھی رات تک مصروف رہنا پڑتا تھا۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں:

’’مضمون کے لکھنے کے دنوں میں مجھے بسا اوقات رات کے بارہ بارہ بجے تک اور بعض دفعہ تو دو دو بجے تک بیٹھنا پڑتا تھا۔ اس شدید گرمی کے موسم میں جبکہ دن کو کام بھی مشکل ہوتا ہے رات کے وقت لیمپ کی روشنی میں بارہ بارہ بجے تک کام کرنا سخت مشکل کام ہے اور میرے جیسے کمزور صحت کے آدمی کے لئے تو ناممکن معلوم ہوتا ہے۔‘‘

● دن رات کی محنتوں اور خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت سے 6 جون 1924ء کو مضمون لکھنے کا کام مکمل ہو گیا۔

● نظر ثانی اور ترجمہ اور اس کی اصلاح کا کام حضور نے مکرم چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب حضرت مولوی شیر علی صاحب اور صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کے سپرد فرما رکھا تھا۔

● انگریزی مسودہ کے ٹائپ کرانے اور مقابلہ کی ذمہ واری حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب درد پر تھی۔

● 2 جولائی 1924ء کو مضمون کا انگریزی ترجمہ مکمل کر دیا۔ اور 3 جولائی 1924ء کو اس کی ایک نقل مذاہب کانفرنس کے منتظموں کو بھجوا دی گئی۔

● حضورؓ نے یہ دیکھ کر کہ ’’احمدیت یعنی حقیقی اسلام‘‘ کا مضمون بہت لمبا ہو گیا ہے۔ اس کے مطالب کا خلاصہ کر کے ایک نیا مضمون لکھنے کا فیصلہ فرمایا۔

● 2 جولائی 1924ء کو حضور اس نئے مضمون کی تصنیف میں مشغول ہو گئے اور 9 جولائی کو قریباً گیارہ بجے رات یہ نیا مضمون جو ’’سلسلہ احمدیہ‘‘ (AHMADIYYA MOVEMENT) کے عنوان سے تھا تکمیل کو پہنچا اور پھر اسی کا خلاصہ کانفرنس میں پڑھا گیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 429-430)

حضرت مصلح موعودؓ مع اصحاب سفر 21 جولائی 1924ء کو قادیان سے روانہ ہوئے اور 22 اگست 1924ء کو 6 بجے کے قریب لنڈن کے مشہور وکٹوریہ اسٹیشن پہنچے۔

کانفرنس مذاہب کے انعقاد کی کمیٹی کے ممبران اور کانفرنس میں دیئے گئے لیکچرز کی تفصیلی رپورٹ

کانفرنس کی ایگزیکٹو کمیٹی:

کمیٹی کے صدر

SIR E. DENISON ROSS, C.I.E., PH.D.

کمیٹی کے نائب صدر

SIR THOMAS W. ARNOLD, C.I.E., D.LITT

MR. VICTOR BRANFORD

MR. F.C. CHANNING

PROF. ALICE WERNER, L.L.A.

MRS. C. RHYS DAVIDS, D.LITT

REV. W. SUTTON PAGE. B.D., O.B.E.

REV. J. TYSSUL DAVIS

REV. A.S. GEDEN, D.D.

SIR FRANCIS YOUNGHUSBAND, K.C.S.I., K.C.I.E

PROF. MARGOLIOUTH, D.LITT

معزز خزانچی

MR. LEONARD C. SOPER.

معزز سیکرٹریز

MISS M.M. SHARPELS

MR. W. LOFTUS HARE

(RELIGIONS OF THE EMPIRE)

قارئین کرام! جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا جا چکا ہے کہ اس کانفرنس مذاہب میں مختلف مذاہب کے پیروکار شامل تھے اور اس کانفرنس کی اصل غرض اور مدعا یہی تھا کہ ہر مذہب کے لوگ اپنے اپنے مذہب کی حقیقت کو کھول کر بیان کریں اور ساری دنیا کو ان کے اصل عقیدہ اور غرض کا علم ہو جائے۔ لہٰذا اسی مناسبت سے اس کانفرنس میں جو لیکچرز پڑھے گئے ان کی تفصیل قارئین کے ملاحظہ کے لئے ذیل میں درج کی جا رہی ہے۔

عمومی پہلو

1: تعارف:
از سر ای ڈینیسن راس

2: جدید مذہبی مشاورت کا خاکہ
از ولیم لافٹس ہیر

3: افتتاحی خطاب
از سر فرانسز ینگ ہزبنڈ

ہندوازم

ہندوازم پر ہونے والے لیکچرز کی تفصیل اس طرح سے ہے:

1: ہندو مذہب پر تاریخی نوٹ
از ڈاکٹر اے ایس گیڈن

2: روایتی ہندوازم (آرتھوڈوکس ہندوازم) یا سناتن دھرم
از پنڈت شیام شنکر (ایم اے) بنارس

3: ہندو فلسفے کا مذہبی پہلو
از پنڈت ڈی کے لڈو

اسلام

مذہب اسلام پر ہونے والے لیکچرز کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے:

1: اسلام پر ایک تاریخی نوٹ
از پروفیسر مارگولیتھ

2: اسلام کے بنیادی اصول
از الحاج خواجہ کمال الدین

3: اسلام کی روح
از مصطفیٰ خان (لاہور)

4: اسلام کی شیعہ شاخ
از شیخ خادم

5: اسلام میں احمدیہ تحریک (احمدیہ موومنٹ ان اسلام)
از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح قادیان

6: تصوف پر ایک تاریخی نوٹ
از سر ہیٹرک فگان C.S.I., K.C.I.E

7: تصوف
از صوفی حافظ روشن علی صاحب

بدھ ازم

بدھ ازم پر ہونے والے لیکچرز کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے:

1: بدھ مت پر ایک تاریخی نوٹ

از رائیس ڈیوڈس

2: سیلون میں بدھ مت کی حیثیت اور اثر
از ڈاکٹر ڈبلیو اے ڈی سلوا (کالمبو)

3: سیلون میں بدھ مت کا تعلیم پر اثر
از جی پی ملالا سیکیرا

4: مہایان بدھ مت
از مسٹر شوسون میاموٹو (ٹوکیو)

چھوٹے ہندوستانی مذاہب

چھوٹے ہندوستانی مذاہب مثلاً سکھ مذہب، جین مت وغیرہ پر ہونے والے لیکچرز کی تفصیل ذیل میں درج ہے:

1: تاریخی نوٹس
از سر پیٹرک فگان C.S.I., K.C.I.E

2: زرتشتیت: پارسیوں کا مذہب
از شمس العلماء دستور کانگو باد آدر باد نوشیروان، PH.D.، پونا

3: جین مت
از رائے بہادر جگمندر لال جینی M.A.,M.R.A.S.، اندور

4: سکھ مذہب
از سردار خان سنگھ (نابھا)

چینی مذہب

چینی مذہب پر ہونے والے لیکچرز کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے:

1: تاؤمت پر ایک تاریخی نوٹ
از MR.G.R.S. MEAD, B.A.

2: تاؤمت
از مسٹر HSÜ TI-SHAN

جدید تحریکیں

جدید تحریکات پر مندرجہ ذیل عناوین پر لیکچرز ہوئے:

1: تاریخی نوٹس
از REV.W.SUTTON PAGE, O.B.E.

2: برہموسماج
از MR.N.C.SEN, O.B.E.

3: آریا سماج
از پروفیسر ایس۔این۔ پھیروانی (شکارپور)

4: بہائیت کی تحریک۔ یہ مضمون مسٹر ماؤنٹ فورڈملس، کینیڈا نے پڑھ کر سنایا

5: بہائیت کا زندگی پر اثر
از مسٹر روحی افنان (حیفہ)

قدیم مذہب

قدیم مذاہب پر مندرجہ ذیل لیکچرز کانفرنس میں پڑھے گئے:

1: قدیم مذہب پر ایک تعارفی نوٹ
از PROF. ALICE WERNER, L.L.A.

2: ماؤری اعتقادات کا کچھ جائزہ : از THE VENERABLE ARCHDEACON WILLIAMS

3: مشرقی افریقہ کے کچھ قبائل کے اعتقادات
از مسٹر رچرڈ سینٹ بارب بیکر (لیٹ آف کینیا کالونی)

4: بانٹو مذہبی نظریات
از مسٹر البرٹ ٹھوکا (پیٹرس برگ ساؤتھ افریقہ)

5: مشرقی افریقہ کے نیگرو کے مذہب کے کچھ پہلو از MR.L.W.G.MALCOMM,F.R.S.E (LATECAPTAIN OF NIGERIA REGT)

مذاہب کی نفسیات اور سماجیات

1: تعارفی نوٹ
از ولیم لوفٹس ہیر

2: انسان اور فطرت
از سر فرانسس ینگ ہزبنڈ

3: قدرتی ماہر کا مذہب کے بارے میں نقطہ نظر
از پرافیسر جے۔ آرتھر تھامسن، L.L.D.

4: قدیم پیشے: ان کے اصول اور لالچیں
از مسٹر وکٹر بران فورڈ، M.A.

5: مقدس راستے اور مقدس مقامات از : PROF. H.J. FLEURE, D.SC.

6: مقدس شہر کا تصور از MRS. RACHEL ANNAND TYLOR

7: مذہب اور تہذیب کی زندگی
از مسٹر کرسٹا فرڈ اسن

8: مثالی انسان
از مسٹر ولیم لوفٹس ہیر

9: زندگی کے نقشے پر مذہب
از پرافیسر پیٹرک گیڈس

اختتامی تقریب

1: عمومی جائزہ
از مسٹر وکٹر بران فورڈ، M.A.

2: خلاصہ از : REV. TYSSUL DAVIS, B.A. (RELIGIONS OF THE EMPIRE)

قارئین جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ ویمبلے مذہبی کانفرنس میں اسلام کی برتری وحقانیت کو ثابت کرنے کے لئے حضرت مصلح موعودؓ نے جو معرکۃ الآرا مضمون تیار فرمایا وہ "AHMADIYYAT OR TRUE ISLAM" (احمدیت یعنی حقیقی اسلام) کے نام سے دنیا بھر میں مشہور ہے۔ اس مضمون میں اسلام کی بنیادی تعلیمات ان کی حکمت و فلسفہ بڑے دلنشیں انداز اور مدلل طریق پر بیان کیا گیا ہے۔ یہ مضمون جس تفصیل و بیان کا تقاضا کرتا تھا اس کی وجہ سے اس کی ضخامت اتنی ہوگئی کہ کانفرنس کے مجوزہ وقت میں اسے بیان کرنا ممکن نہ تھا۔ چنانچہ حضور نے ایک مختصر مضمون تیار فرمایا۔ جس کا عنوان "احمدیہ موومنٹ" تھا۔

قارئین! 23 ستمبر 1924ء کا دن وہ تاریخی دن تھا جس دن حضرت مصلح موعودؓ کا مضمون کانفرنس مذاہب میں پڑھا گیا۔ اس بے نظیر مضمون کی بدولت سلسلہ احمدیہ کی شہرت کو چار چاند لگ گئے اور یورپ میں اسلام کی روحانی فتح کی بنیاد رکھی گئی۔

حضرت مصلح موعودؓ کے مضمون کا وقت شام 5 بجے رکھا گیا اور اس دن وقت کے لحاظ سے یہ تیسرا مضمون تھا۔ لوگ اس سے دو گھنٹہ قبل سے ہی اسلام کے متعلق مضامین سن رہے تھے۔ لندن کے لوگوں کے بارے میں یہ خدشہ تھا کہ یہ لوگ زیادہ دیر تک ٹک کے بیٹھنے کے عادی نہیں ہیں نہ جانے حضور کے مضمون تک سامعین کی حاضری کتنی ہوگی۔ تاہم حاضرین آخر وقت تک جمے بیٹھے رہے بلکہ خاص حضور کے مضمون کو سننے کے لئے مضمون کے شروع ہونے کے وقت اور بھی بہت سے لوگ آگئے۔ حتی کہ ہال بالکل بھر گیا۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے اس مضمون کو سننے کے لئے لوگوں کے اندر کتنی دلچسپی تھی اس کا اندازہ حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کے ان الفاظ سے ہوسکتا ہے جو اس وقت اس کانفرنس میں موجود تھے اور یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے مشاہدہ فرما رہے تھے۔ حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانیؓ تحریر کرتے ہیں:

"حضور کے لیکچر سے پہلے آدھ گھنٹہ کا وقفہ لوگوں کو چاء کے لئے دیا گیا۔ مگر میں دیکھتا تھا کہ کثرت سے عورتیں اور مرد اگلی صفوں میں جگہ لینے کی غرض سے چاء بھی شاید پی نہ سکے۔ اور جلد ہی دوڑتے ہوئے چلے آئے۔ یہاں لوگ عموماً کھلا بیٹھنے کے عادی ہیں۔ ایک آدھ کرسی ہر شخص اپنے آس پاس ٹوپی یا ہینڈ بیگ وغیرہ کے لئے خالی رکھتا ہے۔ مگر اس لیکچر میں یہ باتیں نہ تھیں۔ اس شوق اور محبت سے لوگ آگے جگہ لینے کے لئے دوڑے آتے تھے جس طرح ہمارے ہاں مسجد مبارک میں صبح کی نماز میں جلسہ کے ایام میں لوگ جدوجہد کرتے ہیں یا حضرت صاحب کی تقریر کے دن جلسہ گاہ میں جگہ لیتے ہیں۔"

(الفضل مورخہ 23/اکتوبر 1924ء، صفحہ کالم 3)

اس مضمون کو حضورؓ کے ارشاد پر چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے پڑھا۔ حضور اپنے تمام رفقاء سمیت اس کانفرنس میں موجود تھے۔ یہاں اس امر کا ذکر بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ جب حضرت چوہدری صاحب مضمون پڑھنے کے لئے اُٹھنے لگے تو حضور نے ان کے کان میں فرمایا **"گھبرانا نہیں میں دعا کروں گا"** حضرت چوہدری صاحب جیسے انگریزی زبان پر عبور رکھنے والے مشاق لیکچرار کے لئے یہ الفاظ اور زیادہ خدائی امداد و یقین کا باعث ہوئے اور یہ تقریر تمام سامعین نے ہمہ تن گوش ہو کر سنی۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے اس مضمون پر دانشوروں اور اخبارات کے تاثرات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

سب سے پہلے خاکسار حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں اس مضمون کی کامیابی کے متعلق کچھ ذکر کرنا چاہتا ہے۔

کانفرنس مذاہب میں کامیاب لیکچر اور اس کے اثر کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ قادیان کے افراد جماعت کو اپنے ایک تار میں جو آپ نے 25 ستمبر 1924ء کو تحریر فرمایا فرماتے ہیں:

● "برادران! السلام علیکم۔ جیسا کہ آپ لوگوں کو تاروں سے معلوم ہو چکا ہوگا خدا تعالیٰ کے فضل سے لیکچر بہت کامیاب ہوا اور جس قدر آدمی ہمارے لیکچر میں تھے اور کسی لیکچر میں نہ تھے۔ جگہ باقی نہ رہی تھی اور لوگوں نے نہایت غور سے سنا اور بعد میں سر تھیوڈور ماریسن اور دوسرے لوگوں نے مبارکبادیں دیں اور آدھ گھنٹہ تک مختلف دوستوں کو گھیرے کھڑے رہے اور باتیں کرتے رہے۔"

(الفضل 16/اکتوبر 1924ء، صفحہ 1 کالم 2)

مضمون کے خاتمہ پر اجلاس کے صدر مسٹر تھیوڈور ماریسن نے اپنے تبصرہ میں کہا کہ:

● "مجھے زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں مضمون کی خوبی اور لطافت کا اندازہ خود مضمون نے کرا لیا ہے۔ میں صرف اپنی طرف سے اور حاضرین جلسہ کی طرف سے مضمون کی خوبیٔ ترتیب، خوبیٔ خیالات اور اعلیٰ درجہ کے طریق استدلال کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حاضرین کے چہرے زبان حال سے میری رائے کے ساتھ متفق ہیں اور مجھے یقین ہے کہ میں ان کی طرف سے شکریہ ادا کرنے میں حق پر ہوں اور ان کی ترجمانی کر رہا ہوں۔"

(سوانح فضل عمر جلد سوم صفحہ 79)

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی جو

کہ حضرت مصلح موعودؓ کے ہمراہ اس سفر میں تھے اور لیکچر کے وقت اس کانفرنس میں موجود تھے۔ آپ نے حضور کے مضمون کی کامیابی اور مضمون کے بے نظیر اثر پر لوگوں کے بعض تاثرات بیان کئے ہیں اور جو کہ **الفضل مورخہ 23 اکتوبر 1924ء** میں شائع ہوئے ہیں قارئین کے ملاحظہ کے لئے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی تحریر فرماتے ہیں:

● ایک صاحب حضرت کے حضور حاضر ہوئے اورانہوں نے عرض کیا کہ میں نے ہندوستان میں تیس سال کام کیا ہے اور مسلمانوں کے حالات اور دلائل کا مطالعہ کیا ہے کیونکہ میں ایک مشنری کی حیثیت سے ہندوستان میں رہا ہوں مگر جس خوبی صفائی اور لطافت سے آپ نے آج کے مضمون کو پیش کیا ہے میں نے اس سے پہلے کبھی کسی جگہ بھی نہیں سنا۔ مجھے اس مضمون کو سن کر کیا بلحاظ خیالات، کیا بلحاظ ترتیب اور کیا بلحاظ دلائل بہت گہرا اثر ہوا ہے۔ میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں۔ زبان بھی اچھی تھی اور پڑھنے میں بھی نہایت خوبصورتی تھی ہر شخص بخوبی سن سکتا تھا اور الفاظ اور معانی کا تتبع کر سکتا تھا۔

● ایک اور صاحب آئے اور انہوں نے کہا کہ پیاری زبان تھی یہ تو اٹھارہویں صدی کی زبان تھی۔ آجکل کی بازاری زبان نہ تھی۔ مضمون بھی اچھوتا اور دلکش تھا۔

● ایک اور صاحب آئے اور انہوں نے عرض کیا کہ میں اس مضمون کے سننے کے لئے فرانس سے آیا ہوں۔ میں عیسائیت پر اسلام کو ترجیح دیا کرتا تھا۔ اور اسلام پر بدھ ازم کو ترجیح دیا کرتا تھا اب جبکہ میں نے آپ کا مضمون بھی سن لیا ہے اور بدھ ازم کو بھی سنا ہے۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ واقعی اسلام ہی سب سے بالا تر مذہب ہے جس خوبی سے اور جس خوش اسلوبی سے آپ نے اسلام کو پیش کیا، اس کا کوئی دوسرا مذہب مقابلہ نہیں کر سکتا۔ میرے دل پر اب اس کا گہرا اثر ہے۔

● ایک بڈھا مگر مضبوط قدوقامت اور ڈیل ڈول کا انگریز اجنبی سے لباس میں چوہدری صاحب کے پاس آیا اور کہا کہ میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں میں بڈھا ہوں کچھ بہرہ بھی ہوں اور بیٹھا بھی سب سے اخیر پر تھا۔ مگر آپ کے مضمون کا ایک ایک لفظ مجھے سنائی دیا ہے اور سمجھ میں آیا ہے۔

چوہدری صاحب نے کہا۔ میں اہل زبان نہیں ہوں مجھے اندیشہ تھا کہ شاید میرا لہجہ نہ سمجھ آسکے گا۔ انگریز نے کہا نہیں ہم سب لوگ بھائی ہیں غیرت کیسی۔ آپ نے نہایت خوبی سے مضمون پڑھا ہے اور نہایت اچھی طرح سے ہر ایک کی سمجھ میں آیا ہے۔

● ایک انگریز نے کہا

WELL PUT (خوب بیان کیا گیا)

WELL ARRANGED

(خوب ترتیب دیا)

WELL DEALT WITH

(خوب بحث کی گئی)

● مسٹر لافٹس ہیر جو اسی کانفرنس کے سیکرٹری تھے، نے چوہدری صاحب سے کہا

YOUR LECTURE WAS THE BEST HEARD SO FAR

جس قدر لیکچر اس وقت تک سنے گئے ہیں ان میں سے آپ کا لیکچر بہترین تھا۔

● کانفرنس کی ایک سیکرٹری مسز شارپلز نے چوہدری صاحب سے کہا۔ کیا ترجمہ بھی آپ ہی کا کیا ہوا ہے جواب اثبات میں پاکر کہا میں آپ کو مبارک باد دیتی ہوں کہ لوگ آپ کے بڑے مشکور ہیں۔ کیا بلحاظ زبان کے اور کیا بلحاظ پڑھنے کے۔ پھر اسی عورت نے کہا کہ لوگ عورتیں اور مرد میرے پاس آتے ہیں اور بہت ہی تعریف کرتے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے بعض نے کہا کہ

HE SEEMS TO BE LUTHER OF THE AGE

(یہ اس زمانہ کا لوتھر (ایک مصلح) معلوم ہوتا ہے)

بعض نے مجھے کہا:

THERE IS A FIRE IN HIM

اس میں آگ ہے۔

● پھر اسی مسز شارپلز نے کہا کہ ایک انگریز میرے پاس آیا اور اس نے مجھے کہا کہ چاء پر تو آپ نے مجھے نہیں بلایا مگر مجھے اجازت دو کہ میں اندر جاؤں میری غرض دراصل اس شخص کو دیکھنا ہے جو ہندوستان سے اسلام کو پیش کرنے کے لئے آیا ہے اور احمدیوں کا سردار ہے۔ وہ شخص حضرت صاحب سے ملا۔ باتیں کیں اور پھر مولوی مبارک علی صاحب کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ میں نے بدھ مذہب کے پرچے بھی سنے ہیں اور دوسرے پرچے بھی

IT WAS FOR THE BEST OF ALL PAPERS

یہ تمام پرچوں سے بہتر تھا۔

● ایک جرمن شخص نے جلسہ سے واپسی کے وقت سڑک پر چلتے ہوئے آگے بڑھ کر حضور رضی اللہ عنہ کو مبارک باد عرض کی اور کہا کہ میرے پاس بعض بڑے بڑے انگریز بیٹھے تھے میں نے دیکھا کہ بعض زانوں پر ہاتھ مارتے تھے اور کہتے تھے:

RARE IDEAS ONE CAN NOT HEAR SUCH IDEAS EVERYDAY

یہ نہایت نادر خیالات ہیں ایسے خیالات ہر روز سننے میں نہیں آتے۔

وہی جرمن پروفیسر روایت کرتے ہیں کہ بعض جگہ لوگ بے اختیار بول اٹھتے تھے کہ

WHAT A BEAUTIFULL AND TRUE PRINCIPALS

کیا ہی خوبصورت اور سچے اصول ہیں۔

اور خود اپنی رائے ان الفاظ میں ظاہر کرتا تھا کہ یہ موقع احمدیوں کے لئے ایک ٹرننگ پائنٹ ہے اور یہ ایسی کامیابی ہے کہ اگر آپ لوگ ہزاروں پونڈ بھی خرچ کر دیتے تو ایسی شہرت اور ایسی کامیابی کبھی نہ ہوتی جیسی کہ اس ایک لیکچر کے ذریعہ سے ہوئی ہے۔

● مسٹر لین انڈیا آفس میں ایک بڑے عہدے دار ہیں وہ لیکچر سن گئے تھے مگر ان کی بیوی اس دن نہ آئی تھی انہوں نے گھر میں جاکر ذکر کیا ان کی بیوی دوسرے دن آئی اور حضرت کے خدام کو ملی اور کہا کہ میں کل نہ آئی تھی میرے خاوند نے مجھے گھر جاکر آپ کے لیکچر کی کامیابی اور قبولیت کا ذکر سنایا۔ اور مجھے بتایا کہ خلیفۃ المسیح کا پرچہ سب سے اعلیٰ اور بہترین پرچہ تھا۔

● مس گارنر ایک دہریہ اور خدا کی منکر عورت تھی اس نے کہا:

IT WAS CHARMFULL

یہ دلکش تھا

''اچھا مضمون تھا''

''نہایت اعلیٰ خیالات تھے''

''نئی صداقت'' وغیرہ وغیرہ الفاظ تو اس کثرت سے لوگوں نے کہے کہ ان کا کوئی حدو حساب نہیں۔

● بہائی مذہب کی ایک عورت نے لیکچر سنا اور پھر ہمارے ساتھ ساتھ مکان کے قریب تک چلی آئی وہ کہتی تھی کہ میں بہائی خیالات رکھتی تھی مگر اب آج کا لیکچر سن کر میرے خیالات بدل گئے ہیں میں چاہتی ہوں کہ آپ کے زیادہ لیکچر سنوں مجھے اگر مہربانی سے بتائیں کہ کب اور کہاں کہاں لیکچر ہوں گے تو میں ضرور آؤں گی۔

● ایک عیسائی عورت اپنی لڑکی کے ساتھ بہت محبت سے حضور کے پیچھے پیچھے چلی آئی اور درخواست کی کہ میرے مکان پر آپ جمعرات کو چائے کے لئے آئیں۔ حضرت نے مصروفیت کا عذر کیا مگر اس نے بڑے اصرار اور محبت سے درخواست کو منظور کرا لیا اور کہا کہ خواہ آپ کسی وقت آویں مگر ضرور آویں۔

● ایک صاحب نے یہ بھی کہا کہ ایسا پیارا مضمون تھا کہ حب الوطنی سے بھی زیادہ پیارا تھا۔

(الفضل مورخہ 23 اکتوبر 1924ء)

ایک صاحب نے کہا تین سال ہوئے مجھے رؤیا میں دکھایا گیا تھا کہ حضرت مسیح تیرہ حواریوں کے ساتھ یہاں تشریف لائیں ہیں۔ اور اب میں دیکھتا ہوں کہ یہ رؤیا پورا ہو گیا ہے۔

(الفضل 30 ستمبر 1924ء)

......☆......☆......☆......

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ

(البقرہ: 154)

ترجمہ: اَے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو (اللہ سے) صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ مدد مانگو۔ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

ارشاد باری تعالیٰ

وَعِبَادُ الرَّحۡمٰنِ الَّذِیۡنَ یَمۡشُوۡنَ عَلَی الۡاَرۡضِ هَوۡنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الۡجٰهِلُوۡنَ قَالُوۡا سَلٰمًا

(الفرقان: 64)

ترجمہ: اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی اور عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو (جواباً) کہتے ہیں ''سلام''

طالب دعا: مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

اہل قادیان کی جانب سے الوداعیہ نظم

(حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ)

اے شہ لولاک کے لخت جگر
اور ہماری آنکھ کے نور نظر

اَے کہ تم ہو جان و دل روحِ رواں
چھوڑ کر ہم کو چلے ہو خود کدھر

ہم نہیں عادی فراق یار کے
ہجر کے دن کس طرح ہونگے بسر

دل پھٹے جاتے ہیں سب احباب کے
دیکھ کر تیاریٔ رخت سفر

حال اپنا کیا بتائیں آپ کو
کیا دکھائیں کھول کر قلب و جگر

کاش سوزِ اندروں دیتا دھواں
کاش دودِ آہ آسکتا نظر

کاش آدمزاد ہوتا غیب داں
کاش دل کو دل کی کچھ ہوتی خبر

کاش ہوتے ہجر کے درد آشنا
وصل میں جن کی کٹی شام و سحر

آہ کیا جانیں وہ حال عاشقی
شان محبوبی میں جن کی ہو بسر

لیک مرضی حق کی جب دیکھی یہی
کرلیا ہم نے بھی پتھر کا جگر

آپ کے دل پر بھی ہے فرمایئے
کیا جدائی کا ہماری کچھ اثر

سلسلے کے پیشرو مرکز کی جاں
جانشین مہدیٔ آخر زماں

جارہے ہیں سوئے یورپ اس لئے
تاکہ پورے ہوں مسیحا کے نشاں

منبر لندن پہ پکڑیں کچھ طیور
اور منار مشرقی پر دیں اذاں

مشرق و مغرب کو کر دیں متحد
اسود و احمر کو کر دیں ایک جاں

منضبط تبلیغ کا کر دیں نظام
تا نہ ہو محنت ہماری رائیگاں

کچھ کریں لینے کا انکے بندوبست
زار کا سونٹا بخارا کی کماں

حبذا اے اہل یورپ حبذا
میزباں آتا ہے بن کر میہماں

تشنہ آتا ہے کوئیں کے پاس خود
یاں پیاسے پاس جاتا ہے کنواں

تیرے جذبِ حق سے اَے فضل عمر
ایک دنیا آرہی ہے قادیاں

اَے تماشاگاہ عالم روئے تُو
تو کجا بہر تماشا مے روی

فی امان للہ اَے پیارے امام
حسبک اللہ اَے شہِ والا مقام

تشنہ لب ہیں اہل مغرب دین کے
معرفت کا جا پلاؤ ان کو جام

اٹھو اٹھو اَے بنی فارس اٹھو
کام یہ ہوگا تمہی سے انصرام

گاڑ دو جاکر علم توحید کا
قصر تثلیث کا کرکے انہدام

حق تعالیٰ کی حفاظت ساتھ ہو
اور ملائک کا رہے سایہ مدام

نصرتیں اللہ کی ہوں ہمرکاب
اور زیادہ ہو عروج و احترام

بحر و بر کے ہر سفر میں آپ کے
خضر راہ ہوں حضرت خیر الانامؐ

ہوں دعائیں احمد مرسل کی ساتھ
استجابت کا جنہیں وعدہ تھا عام

کامیابی ہر جگہ ہو ہم قریں
عافیت سے ہو سفر کا اختتام

کر دیا اللہ کے تم کو سپرد
ہو وہی حافظ تمہارا والسلام

ہمسفر احباب پر ہوں رحمتیں
دست و باز و ہیں جو شہ کے لا کلام

کر لیا کرنا کبھی ہم کو بھی یاد
ہیں پرانے ہم بھی اس در کے غلام

کچھ توجہ خاص ہو خدام پر
اور دعا کا بھی رہے کچھ التزام

اپنی حالت ہے دگر گوں آجکل
ہے ہجوم غم کا دل پر ازدحام

گو حیا سے منہ پہ کچھ لائیں نہ ہم
پر نہیں اس بات میں ذرّہ کلام

دیدہ عشاق و دل ہمراہ تست
تا نہ پنداری کہ تنہا مے روی

(الفضل قادیان دارالامان 15 جولائی 1924 صفحہ 2)

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 4

کی وجہ سے سب سے بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ ایک تو یہ کہ کہا جاتا کہ مغرب میں مسیح موعود کا ذکر سم قاتل ہے مگر ہم پر اس سفر کی وجہ سے یہ کھلا ہے کہ سوائے حضرت مسیح موعود کے ذکر کے مغرب کی مرضوں کا کوئی علاج ہی نہیں۔'' (ایضاً صفحہ 8 کالم 2)

دوسرا سوال یہ حل ہوا کہ مَیں اس خطرہ کو اپنے دل میں لے کر گیا تھا کہ یورپ اسلام کی ننگی تعلیم کو قبول نہیں کرسکتا اور آیا اس یقین کے ساتھ ہوں کہ یقیناً قبول کرسکتا ہے۔'' (ایضاً صفحہ 8 کالم 3)

سفر یورپ اور ایک غیر احمدی کی خواب

حضرت مولانا شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ نے 26 ستمبر 1924ء کے خطبہ جمعہ میں ایک غیر احمدی کی خواب کا تذکرہ فرمایا جو حضور رضی اللہ عنہ کے سفر یورپ کے متعلق تھا۔ کیا خواب تھا اور کس رنگ میں پورا ہوا اس کا ذکر ہم حضرت مولانا شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں ہی بیان کرتے ہیں۔ آپؓ نے فرمایا:

خدا تعالیٰ اپنے پیاروں اور راستبازوں کی کئی طریقوں سے مدد اور نصرت فرماتا ہے۔ اُن میں سے ایک طریق اس کی مدد اور نصرت کا یہ ہے کہ لوگوں پر رؤیا، الہام اور کشوف کے ذریعے ان کی سچائی ظاہر کرتا ہے۔ اور اس طرح سعید روحیں خدا سے ان کی سچائی اور صداقت کی شہادت پاکر ان کو قبول کرتی ہیں...... آج میں اسی قسم کی ایک آسمانی شہادت آپ کو سناتا ہوں۔ یہ ایک ایسے رسالہ میں درج ہے جو آج سے کئی سال پہلے شائع ہو چکا ہے۔ اس رسالہ کا نام ''صوفی'' ہے۔ یہ کسی احمدی کا رسالہ نہیں بلکہ غیر احمدیوں کا ہے۔ اس میں ایک مضمون درج ہے اور اس مضمون کا لکھنے والا بھی کوئی احمدی نہیں بلکہ وہ شخص ہے جو سلسلہ احمدیہ کا مخالف ہے اور ہماری جماعت اس کے نام سے واقف اور آشنا ہے کیونکہ کچھ عرصہ گزرا اس نے حضرت خلیفۃ المسیح کو بڑے زور کے ساتھ مباہلہ کا چیلنج دیا تھا جب آپ نے آمادگی ظاہر کی تو خموش ہوگیا وہ خواجہ حسن نظامی ہے۔ اس رسالہ میں اس کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں اس نے مادہ پرست دنیا پر رؤیا اور خواب کی حقیقت ظاہر کرتے ہوئے چند خوابیں لکھی ہیں۔ پہلا خواب وہ نواب سیّد صدرالدین خان صاحب رئیس ریاست بڑودہ کا یہ نقل کرتا ہے کہ ''ایک مکان میں اسباب بندھا رکھا ہے اور اہل خانہ کسی بڑے سفر کی تیاری میں مصروف ہیں اتنے میں دیکھا کہ صاحب خانہ بھی نہایت مصروفیت کی شان سے سامان درست کررہے ہیں۔ آخر میں انہوں نے فرمایا جہاز تیار کرو اور یہ اسباب ان پر لادو۔ عرض کیا حضور کہاں کا ارادہ ہے؟ فرمایا یورپ جاتا ہوں۔ علاج کرنا ہے۔ یہ دریافت کیا گیا آپ کا اسم شریف؟ فرمایا میرا نام عمر ابن الخطاب ہے۔''

اس رؤیا کی تعبیر بھی حسن نظامی صاحب خود کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ نواب صاحب کے اس خواب میں اگرچہ ایک بات بہت غور طلب ہے کہ عمر فاروقؓ کا یہ فرمانا کہ یورپ علاج کے لئے جاتا ہوں تو آیا اس کا مطلب یہ ہے کہ خود وہاں علاج کرانے جاتے ہیں، یا یہ کہ اہل یورپ کا علاج کرنے جاتے ہیں۔ لیکن دونوں صورتوں میں تعبیر سائنس و مادہ پرستی کے خلاف نکلتی ہے۔ اگر پہلی صورت ہے یعنی حضرت خود یورپ میں علاج کرانے جاتے ہیں تو مطلب یہ ہوگا کہ اہل روحانیت اپنے مرضِ لاعلمی کا علاج یورپ جاکر وہاں معلومات حاصل کرکے کریں گے اور اس کے بعد مادہ پرستی کے امراض کا وہاں بیٹھ کر علاج کیا جائے گا۔ اور دوسری صورت میں مادہ پرست یورپ کے علاج کی تدبیریں اور تیاریاں ہورہی ہیں۔ یہ خواب ایسی واضح اور بین ہے کہ مجھے کسی تعبیر کرنے کی ضرورت نہیں...... اِدھر آپ اس خواب کو اور اس کی تعبیر کو پڑھیں اور اُدھر حضرت خلیفۃ المسیح کا وہ اعلان جو حضور نے سفر یورپ کے اغراض کے متعلق شائع فرمایا ہے، اس کا مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہوجائے گا کہ یہ کیسی سچی خواب ہے اور سلسلہ کی صداقت کا کیسا زبردست نشان ہے (خصوصاً جبکہ حضور کا الہامی نام بھی عمر ہے) (الفضل قادیان دارالامان 9/اکتوبر 1924 صفحہ 8)

یہ الٰہی سفر دنیا میں احمدیت کی فتح وظفر کے لئے بطور بیج کے تھا، اس کا بڑھنا پھلنا اور پھولنا پوری دنیا میں ہم دیکھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس میں اپنا وافر حصہ ڈالنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مقبول خدمات کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ (منصور احمد مسرور)

......☆......☆......☆......

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دورہ یورپ 1924ء کی رپورٹ

(مکرم حافظ سید رسول نیاز صاحب، مبلغ سلسلہ نظارت نشر و اشاعت قادیان)

11 جولائی 1924ء بروز جمعہ

بہشتی مقبرہ میں تین مرتبہ دعا

11 جولائی کو صبح حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار مبارک پر دعا کرنے کے لیے بہشتی مقبرہ تشریف لے گئے۔حضور نے مزار کے مشرقی دروازہ میں کھڑے ہوکر دیر تک دعا کی پھر جنوب کی طرف موضع ننگل میں سے ہوتے ہوئے موضع کاہلواں کے پاس کی سڑک تک تشریف لے گئے اور دوسرے راستہ سے لوٹ کر پھر بہشتی مقبرہ تشریف لائے اور مزار مبارک پر دوبارہ دعا کی۔اس روز نماز مغرب کے بعد تیسری مرتبہ بہشتی مقبرہ تشریف لے گئے اور مزار مقدس پر دعا کی۔

مسجد اقصیٰ میں الوداعی تقریب

نماز جمعہ کے بعد مسجد میں کثیر تعداد میں احباب ملاقات کے لیے تشریف لائے تھے جنہوں نے حضورؓ سے مصافحہ کرنے کی سعادت پائی عصر کی نماز حضور نے مسجد مبارک میں پڑھائی اور پھر مسجد اقصیٰ تشریف لے گئے جہاں ایک بہت بڑے مجمع میں حضورؓ کا ان اصحاب کے ہمراہ فوٹو لیا گیا جنہوں نے اس دورہ میں حضورؓ کے ساتھ روانہ ہونا تھا۔اس موقع پر حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ کی ایک نظم ملک عبدالعزیز صاحب طالب علم مدرسہ احمدیہ نے رقت انگیز لہجے میں سنائی جس کے دوران حضورؓ آبدیدہ ہو گئے اور آخر تک اپنا چہرہ مبارک رومال سے ڈھانپے رہے۔نظم کے دردناک اشعار دُکھے ہوئے قلوب اور ابھرے ہوئے جذبات کا آئینہ تھے جنہوں نے بہتوں کی آنکھوں کو پرنم کرتے ہوئے ان کے قلبی کیفیات کی ترجمانی کا حق ادا کیا۔

قادیان سے روانگی

12 جولائی کو روانگی کا دن تھا۔علی الصبح حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے مزار مبارک پر حضورؓ نے آخری بار دعا کی۔اس روز لوگ صبح کی نماز کے بعد سے ہی مسجد مبارک کے قریب بازار میں جمع ہونے شروع ہو گئے آٹھ بجے کے قریب اعلان ہوا کہ حضورؓ دعا کروا رہے ہیں سب لوگ دعا کے لیے ہاتھ اٹھائیں۔حضورؓ نے بیت الدعا میں بیٹھ کر لمبی دعا کروائی اور پھر گھر سے باہر تشریف لائے۔احباب مصافحہ کے لیے بے تابی کے ساتھ آگے بڑھے لیکن حکم ہوا کہ مصافحہ سڑک کے موڑ پر ہوگا۔راستے میں اگرچہ منتظمین نے انتظام کیا تھا کہ حضورؓ کو حلقہ کے اندر لے کر ہجوم کو پیچھے پیچھے رکھا جائے لیکن ہجوم کا ریلا سنبھالتے نہ سنبھلتا تھا کئی لوگ ایک دوسرے پر گرتے مگر بغیر کسی قسم کے ملال کے اٹھ کر فوراً آگے بڑھنے کی جدوجہد میں مصروف ہو جاتے۔ہجوم کی تیز رفتاری سے راستہ کی گردوغبار بادل کی طرح اٹھ کر چھا جاتا تھا۔منتظمین نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ حضورؓ کو تکلیف ہوگی، سب لوگوں کو قریب آنے سے روکا تو حضورؓ نے ناپسند فرمایا اور حکم دیا کسی کو نہ روکا جائے۔اس کے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا میں بھی آہستہ چلتا ہوں آپ لوگ بھی آہستہ چلیں تا زیادہ گرد نہ اڑے۔حضور نے سڑک کے موڑ کے قریب پہنچ کر جہاں بہت لوگ اور خاص کر مستورات کی بہت بڑی تعداد پہلے سے پہنچی ہوئی تھی سارے ہجوم کے ساتھ پھر طویل دعا کروائی۔

دعا کے بعد مجمع کا فوٹو لیا گیا اور حضورؓ اپنی والدہ صاحبہ حضرت ام المومنینؓ کے ارشاد پر انہیں ملنے کے لیے مردوں کے ہجوم سے باہر تشریف لے گئے۔حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیر تک حضور کو گلے سے لگا کر مادرانہ شفقت و محبت کے دریا بہائے اور ہزار ہزار دعائیں دیں۔ اس کے بعد حضورؓ موٹر کے پاس کھڑے ہوگئے اور احباب باری باری مصافحہ کرنے کے بعد سڑک پر دو رویہ قطار میں کھڑے ہوتے گئے سب اصحاب کے مصافحہ کر لینے کے بعد حضورؓ موٹر پر سوار ہوئے اور دونوں موٹریں جن پر حضورؓ کے ہمراہ جانے والے اصحاب سوار تھے اللہ اکبر کے نعروں کے درمیان روانہ ہوگئیں۔

(الفضل 15 جولائی 1924 صفحہ 1 تا 2)

قافلہ کو بٹالہ پہنچنے میں دیر ہوگئی۔گاڑی ریلوے اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر کھڑی تھی جہاں حضورؓ کے انتظار میں خلقت کا بے پناہ اژدہام تھا اور جماعت بٹالہ اور تمام دوست سخت کشمکش میں تھے۔اتنے میں حضورؓ مع خدام بٹالہ کے اسٹیشن پر پہنچے۔اللہ اکبر کے نعرے بلند ہوتے رہے۔

بٹالہ سے روانگی

گاڑی بٹالہ سے جینتی پور پہنچی وہاں بھی زائرین کا ایک اژدہام حضورؓ کی گاڑی کے سامنے تھا۔امرتسر کے اسٹیشن میں کثرت سے جماعت کے دوست موجود تھے جو لاہور اور امرتسر اور مضافات سے حضورؓ کی آمد کی خبر سن کر جمع ہو گئے تھے۔ لاہور اور امرتسر کی جماعتوں نے فوٹو لئے۔

بیاس

گاڑی جب بیاس ریلوے اسٹیشن پر پہنچی تو حسبِ اطلاع حضورؓ فوٹو کے لئے تشریف لے گئے جہاں حضورؓ کے تین مختلف فوٹو لئے گئے۔

جالندھر پھگواڑہ فلور

جالندھر شہر، جالندھر چھاؤنی، پھگواڑہ اور فلور کے اسٹیشنوں پر بہت ہی مخلص جماعتیں حاضر تھیں۔ضلع جالندھر او رہوشیار پور کے مخلصین نے اپنی اپنی محبت اور اخلاص کا اظہار کیا۔

لدھیانہ

لدھیانہ میں علاوہ شہر کی جماعت کے دیہات اور گردو پیش کے مخلصین بھی جمع تھے۔لدھیانہ کی جماعت نے اس خوشی میں تمام ٹرین پر برف اور دودھ کا شربت تقسیم کیا۔جالندھر کے اسٹیشن پر جماعتوں نے سوڈا برف اور ہوشیار پور کے آموں سے دوستوں کی خدمت کی۔

کھنّہ

کھنّہ کے اسٹیشن پر مکرمی حضرت منشی عبداللہ صاحب سنوریؓ کی تیار کردہ جماعت غوث گڑھ ۱۸ میل کا سفر پیدل طے کر کے حاضر تھی ......
ایک عورت نے بڑی بہادری دکھائی۔گاڑی کی روانگی کا وِسل ہو گیا تھا دوستوں نے روکا کہ گاڑی چلنے والی ہے نیچے ہی سے سلام کر لو مگر اس نے ایک نہ سنی اور برقعہ اوڑھے گاڑی پر چڑھ کر حضورؓ کی خدمت میں پہنچی اور گاڑی روانہ ہوگئی۔عورت نے اُترنے کی کوشش کی اور چلتی گاڑی سے کود پڑی۔قریب تھا کہ سر پھٹ جاتا اور تمام بدن لہولہان ہو جاتا مگر ایک احمدی دوست نے لپک کر ایسا ہاتھوں پر لے لیا جس طرح ماں بچے کو گود میں اٹھا لیتی ہے۔

راجپورہ اسٹیشن

راجپورہ کے اسٹیشن پر جماعت پٹیالہ نے کھانے کا انتظام کر رکھا تھا۔کھانا تمام دوستوں میں اچھی طرح تقسیم کیا گیا اور انبالہ چھاؤنی تک ساتھ کھلاتے پلاتے دوست چلے گئے۔

مظفر نگر اور میرٹھ

مظفر نگر، میرٹھ چھاؤنی اور شہر کے دوست حضور کی دست بوسی اور زیارت کو آئے اور فیضیاب ہو کر واپس چلے گئے۔غازی آباد آیا اور دہلی پہنچے۔

دہلی کا سٹیشن،13 جولائی

جماعت نے ایک شاندار ویلکم کا جھنڈا تیار کر رکھا تھا اور پلیٹ فارم میں استقبال کیلئے حاضر تھی۔فوٹو کے واسطے خاص انتظام تھا۔دوپہر کے کھانے کا بھی دہلی کی جماعت نے انتظام کر رکھا تھا۔ دودھ چائے اور برف بھی آئی۔ بریلی،شاہجہانپور کی جماعتوں اور قائم گنج کے عبد الغفار خان صاحب بھی دہلی ہی کے اسٹیشن پر آئے ہوئے تھے۔علی گڑھ سے ڈاکٹر اقبال علی صاحب عفی عنہ بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔

دہلی سے نکل کر کئی اسٹیشنوں کے بعد ایک جگہ گاڑی ٹھہری وہاں بھی دو تین دوست حضور کی زیارت کی غرض سے موجود تھے جو میرے خیال میں بلب گڑھ کے تھے۔چلتی گاڑی میں دوستوں کو دہلی سے آیا ہوا کھانا کھلایا گیا۔

متھرا

متھرا اسٹیشن پر آگرہ کی جماعت حاضر تھی۔ہمارے امیر المجاہدین میدان انسداد فتنہ

ارتداد بھی آئے ہوئے تھے۔ فرخ آباد اور علاقہ مین پوری سے ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم اور مولوی غلام محمد صاحب بھی آئے ہوئے تھے۔ فوٹو کا انتظام تھا۔ فوٹو لیا گیا اور تمام دوست متھرا سے آگرہ جنکشن تک حضرت کے ہمرکاب سوار ہو کر آئے۔

بھوپال

آگرہ سے چل کر گوالیار، جھانسی اور بینا ہوتے ہوئے رات کے وسطی حصہ میں بھوپال پہنچے جہاں مکرمی بابو علی بخش صاحب احمدی سب اوورسیئر مع ایک ٹین گھی کے حاضر تھے جنکے ساتھ حضرت مولوی عبید اللہ صاحب بسمل اور دو ایک اور بھی دوست تھے۔ بھوپال کے بعد بمبئی کے آخری اسٹیشن وکٹوریا ٹرمنل تک پھر کوئی جماعت نہ مل سکی۔

عید الاضحےٰ کی نماز، 14 جولائی

14 جولائی 1924ء کو چونکہ عید تھی جو ہمیں ریل میں آئی حضور نے منماڑ کے ریلوے اسٹیشن پر نماز عید پلیٹ فارم پر پڑھائی اور مختصر سا خطبہ پڑھا۔ دعا پلیٹ فارم سے اٹھ کر گاڑی کے اندر آ کر کی گئی۔

انگریزی میں بول چال

13 کی شام کو حضور نے حکم فرمایا کہ سب دوست مل کر باہم انگریزی میں باتیں کریں اگر کوئی اردو میں بات کرے تو ایک آنہ جرمانہ ادا کرے۔ انگریزی کے بعد عربی میں بھی اجازت کلام تھی مگر جب کوئی اور غیر لوگ شامل ہوں تو پھر اردو کلام کی بھی اجازت تھی۔

بمبئی میں نزول

بمبئی اسٹیشن پر گاڑی پانچ بجے دوپہر پہنچی۔ جماعت حاضر تھی۔ موٹریں موجود تھیں۔ فوٹو کا سامان تیار تھا۔ مصافحہ کے بعد فوٹو لیا گیا۔ مکان میمنی بلڈنگ پر ساڑھے سات بجے شام کے بعد پہنچے۔

بمبئی پہنچتے ہی تھامس کک کمپنی کی طرف سے اطلاع ملی کہ ہمارا جہاز ایس۔ ایس افریقہ نامی صبح ساڑھے آٹھ بجے روانہ ہوگا۔ علی الصباح ہم کو 6 بجے روانہ ہو جانا چاہئے۔

بمبئی

میں اوپر عرض کر چکا ہوں کہ ریل سے اترتے ہی پہلی خبر ہمیں یہ ملی کہ جہاز علی الصباح روانہ ہو جائے گا۔ اس خبر کا اثر ہم سب پر تھا کیونکہ اکثر سامان کی خرید وفروخت بمبئی کیلئے ملتوی کی گئی تھی جو اب ناممکن تھی۔ بڑی ہی کوشش کی گئی۔ محنت سے کام کیا گیا۔ ساری رات جاگتے جاگتے گزار دی مگر کچھ نہ بنا اور اکثر حصہ ضروریات کا باقی رہ گیا۔

ممبئی سے روانگی اور عدن میں ورود

دوسرے دن 15 جولائی 1924ء کو قریباً سات بجے حضور اپنے رفقاء سمیت ممبئی کی بندرگاہ پر تشریف لے گئے۔ بندرگاہ پر جماعت کے دوست بڑی کثرت سے الوداع کہنے کے لیے حاضر تھے حضورؓ نے اس موقع پر ایک لمبی اور رقت انگیز اجتماعی دعا کرائی۔ یہاں تک کہ جہاز کی روانگی کا وقت گزرنے لگا مگر جہاز کے افسروں پر بھی ایسی محویت طاری تھی کہ وہ نہ دعا ختم کرنے کے لیے کہہ سکتے تھے اور نہ جہاز روانہ کر سکتے تھے۔ آخر حضورؓ نے دعا ختم کی۔ حضور نے دعاؤں کے ساتھ جماعت کو رخصت کیا اور السلام علیکم اور خدا حافظ کے نعروں سے فضا گونجی۔ جہاز ایک چھوٹی دخانی کشتی کے ذریعہ حرکت دیا جا رہا تھا۔ جماعتی دوست دوسرے کنارے پر کھڑے تھے اور حضور دل ہی دل میں دعا کر رہے تھے۔ پھر یکا یک آپ کو جوش آیا اور پرنم آنکھوں کے ساتھ آپ نے پھر جماعت کے لیے نہایت کرب واضطراب کے ساتھ لمبی دعا کی۔

اب جہاز حرکت میں آ چکا تھا اور دوست بڑی تیزی سے نظر سے اوجھل ہو رہے تھے۔ مگر حضور کی شفقت ومحبت کا یہ عجیب عالم دیکھنے میں آیا یعنی جہاز کا جو حصہ بھی دوستوں کے قریب ہوتا حضور بھی دوڑ کر اسی طرف تشریف لے جاتے۔ کبھی اس سرے کبھی دوسرے اور کبھی وسط میں اور دوستوں کے لیے قریب جا کر پھر دعا شروع کرا دیتے۔ اس وقت بارش ہو رہی تھی اور آپ کے کپڑے بھیگے ہوئے تھے مگر اپنے خدام سے دلی الفت ومحبت کی چنگاری آپ کو بے قرار کیے ہوئے تھی۔ غرضکہ حضور اسی طرح جہاز کے چاروں طرف نہایت بے تابی سے گھومتے رہے حتی کہ سب دوست آنکھوں سے بالکل غائب ہو گئے۔

بے تار کا برقی پیغام

ممبئی میں عزیز بابو عبد الغنی صاحب کو مولوی رحیم بخش صاحب بعض مقامات پر روانگی جہاز کی اطلاع دیتے ہوئے تار دینے کو کہہ آئے تھے۔ مثلاً لنڈن، مصر، قادیان وغیرہ۔ اس عزیز نے ان امور کی تعمیل کر کے ایک تار دیا جو ہمیں تیسرے دن جہاز میں وائرلیس ٹیلیگرافی سے ملا۔ مضمون تار تھا کہ تمام احکام کی تعمیل کر دی گئی ہے۔ یہ تار بھی عجائبات قدرت کا ایک کرشمہ تھا۔ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ (التکویر 11) کا وعدہ خاص کر حضرت مسیح موعودؑ کے لئے تھا۔ اس کی تکمیل ہوتی دیکھ کر خدا تعالیٰ کے حضور سجدات کو دل چاہتا ہے۔ اسی دن سیدنا حضرت خلیفۃ المسیحؓ کے حکم سے ایک تار قادیان کو حضرت امیر جماعت کی خدمت میں بھجوایا گیا جس کا مضمون یہ تھا۔ ''سمندر بہت ہی ناہموار ہے۔ تمام دوست سوائے بھائی جی اور سیال صاحب کے بیمار ہیں حضرت کی طبیعت روبصحت ہے۔'' یہ تار 35 حروف کا تھا۔ 26 روپے خرچ ہوئے جو اس مقام سے اس تار جا سکنے کے مقابلہ میں ۲۶ کوڑی سے بھی کم قیمت تھے۔ تار بھیج کر یہاں کے دوستوں میں ایک سکون اور اطمینان تھا کہ تار قادیان میں ہماری حالت کا پہنچا وہاں کے دوست ضرور دعائیں کریں گے اور رحمت الٰہی کا نزول ہو کر ہماری مدد آسمان سے ہوگی۔

(سفر یورپ: صفحہ 17)

ایک متفکر امر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو اس سفر میں سب سے بڑی فکر اور تشویش جس نے آپ کو دن رات متفکر کر رکھا تھا صرف یہ تھی کہ یورپ کے تمدن اور اس کی دماغی ترقی کا مقابلہ کیسے کیا جائے۔ اپنے رفقا سے فرمایا۔

''یورپ کے متعلق مجھے اس بات کا خطرہ اور فکر نہیں کہ اس کا مذہب کیونکر فتح کیا جائے گا مذہب کے متعلق تو مجھے یقین ہے کہ عیسائیت اسلام کے سامنے جلد سرنگوں ہوگی مجھے اگر فکر ہے تو صرف یہ ہے کہ یورپ کا تمدن اور یورپ کی ترقی اور دماغی ترقی کا کیونکر مقابلہ کیا جائے یہی دو باتیں ایسی ہیں جن پر غور وفکر کرتے ہوئے میں راتیں گزار دیتا ہوں اور گھنٹوں اسی سوچ میں پڑا رہتا ہوں۔'' پھر فرمایا۔ ''انگریزی لباس سے مجھے سخت چڑ ہے اگر ہمارے بچوں میں سے کوئی پتلون اور ہیٹ کا استعمال کرے تو اس کو سزا دینی چاہیے جس قوم کے پاس لباس بھی اپنا نہیں اور دوسرے کے لباس کو اپنے لباس سے اچھا سمجھ کر اسے اختیار کر لینا چاہتی ہے اس قوم نے اس کا مقابلہ کیا کرنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عربوں کی آنکھ کھلتے ہی اصل کو معلوم کر لیا تھا اس لیے آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ خَالِفُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى۔ نیز فرمایا مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ اور حقیقت یہی ہے جو کسی قوم کے لباس کو اور تمدن کو قبول کر لیتا ہے وہ دل سے ان ہی میں سے ہوتا ہے کیونکہ دل اس کا ان کی عظمت اور بڑائی کا قائل ہو چکا ہوتا ہے۔''

(الفضل 23 اگست 1924ء صفحہ 8، 9)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے طوفانی کیفیت میں بھی عموماً نماز باجماعت کا التزام رکھا اور اپنے رفقاء سفر و جماعت کے لیے بہت دعائیں کیں۔ آخر پانچویں روز یعنی 19 جولائی سے طوفان کی حالت بدلنے لگی اور چھٹے روز 20 جولائی کو بہت حد تک طوفان تھم گیا۔

ایک لطیف تقریر

ساتویں روز 21 جولائی 1924ء کو حضور اپنے خدام میں قریباً ڈیڑھ بجے رات تک رونق افروز رہے۔ ناگپور کا ایک ہندو نوجوان مسٹر جوشی پی ایس سی جو میکینیکل انجینئرنگ کی تعلیم کے لیے جرمنی جا رہا تھا۔ حضور کی خدمت میں حاضر تھا۔ حضور نے حقیقی مذہب کی شناخت اور زندہ خدا پر ایمان کے صحیح طریق پر بہت لطیف تقریر فرمائی۔ جس سے مسٹر جوشی بہت متاثر ہوا اور کہا کہ حقیقت میں آج مجھے نیا علم ملا ہے۔

ایک لطیفہ

ایک روز چوہدری محمد شریف صاحبؓ نے لائم جوس (Lime Juice) منگایا۔ جہاز کا خادم لے کر آ گیا۔ صاحبزادہ حضرت میاں شریف احمد صاحبؓ تشریف فرما تھے ان کے سامنے پیش کیا۔ آپؓ نے فرمایا میں نے تو منگایا نہیں۔ چوہدری محمد شریف صاحبؓ نے منگایا ہوگا۔ یہ سن کر جہاز کا خادم بولا کیا کروں آپ لوگوں میں سے ہر ایک کی ڈاڑھی ہے پہچان تو ہوتی نہیں گڑبڑ ہو ہی جاتی ہے۔ حضرت میاں صاحبؓ نے فرمایا کہ تم لوگوں کی شناخت میں ہمیں ڈاڑھی نہ ہونے کے باعث گڑبڑ ہو جاتی ہے۔

(سفر یورپ: صفحہ 25)

آٹھویں دن 22 جولائی کو جہاز عدن کے اور قریب آیا تو حضورؓ نے آدھی رات کے وقت

اپنے قلم سے جماعت کے نام ایک مفصل خط میں لکھا۔

جہاز 23 جولائی 1924ء کو صبح نو بجے کے قریب بخیریت عدن پہنچا اور حضور نے بذریعہ تار اپنی خیریت کی اطلاع ارسال فرمائی۔

عدن سے پورٹ سعید تک

اب جہاز عدن سے پورٹ سعید کی طرف چلا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ کا وقت پہلے سے زیادہ دعا اور اس اہم سفر کے متعلق عملی پروگرام پر غور میں صرف ہونے لگا۔ چنانچہ 24 جولائی 1924ء کو آپ نے شام و مصر میں تبلیغ سلسلہ پر کئی گھنٹے دوستوں سے مشورہ لیا اور ایک سکیم تجویز فرمائی اور دوستوں کو تاکید فرمائی کہ سفر کی اہمیت، مقصد کی عظمت اور مشکلات کو پیش نظر رکھتے ہوئے تمام وقت اس کی تیاری میں صرف ہونا چاہیے اور اس کے لیے خدا تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے تا ہمیں ہر قسم کے برکات حاصل ہوں۔ غرض یہ کہ اٹھتے بیٹھتے آپؓ کے پیش نظر یہی ایک امر تھا کہ کوئی لمحہ ضائع نہ ہو۔ اسی تاریخ 24 جولائی کو حضور دیر تک اسلامی عالم میں اتحاد عمومی پیدا کرنے کی ایک موثر تحریک کے قیام پر گفتگو فرماتے رہے۔ 25 جولائی کو 11 اور 12 بجے کے درمیان جہاز جدہ اور مکہ شریف کے سامنے سے گزرنے والا تھا حضورؓ نے ارادہ فرمایا کہ خاص طور پر دعا کی جائے چنانچہ حضورؓ نے دو رکعت نماز باجماعت پڑھائی۔ جس میں بہت رقت انگیز دعائیں کیں۔ 26 جولائی کو حضور دن بھر مضمون لکھنے میں مصروف رہے۔

پورٹ سعید سے قاہرہ، بیت المقدس اور روما

حضور مع خدام پورٹ سعید سے اسی دن ایکسپریس گاڑی سے قاہرہ تشریف لے گئے اور شیخ محمود احمد صاحب عرفانی کے مکان پر فروکش ہوئے۔ قاہرہ میں حضور کا قیام صرف دو دن رہا۔ مگر آپ کی برکت و توجہ سے دو دنوں میں ہی قاہرہ کے اندر سلسلہ کی تائید میں ایک نئی رو پیدا ہوگئی۔

حضورؓ فرماتے ہیں۔ ''دو دن کے قیام کے بعد ہم دمشق کی طرف روانہ ہوئے، مگر چونکہ راستہ میں بیت المقدس پڑتا تھا۔ مقامات انبیاء کے دیکھے بغیر آگے جانا مناسب نہ سمجھا اور دو دن کے لئے وہاں ٹھہر گئے...... یہودی قوم کی قابل رحم حالت جو یہاں نظر آتی ہے کہیں اور نظر نہیں آتی۔ بیت المقدس کا سب سے بڑا معبد جسے پہلے مسیحیوں نے یہودیوں سے چھین لیا اور بعد میں مسیحیوں سے چھین کر مسلمانوں نے اسے مسجد بنا دیا اس کی دیوار کے ساتھ کھڑے ہو کر ہفتہ میں دو دن برابر دو ہزار سال سے یہودی روتے چلے آتے ہیں جس دن ہم اس جگہ کو دیکھنے کے لئے گئے وہ دن اتفاق سے ان کے رونے کا تھا۔ عورتوں اور مردوں، بوڑھوں اور بچوں کا دیوار کے پیچھے کھڑے ہو کر بائبل کی دعائیں پڑھ پڑھ کر اظہار عجز کرنا ایک نہایت ہی افسردہ کن نظارہ تھا ...... بیت المقدس کی جگہوں میں سے مندرجہ ذیل مقامات قابل ذکر ہیں۔ ابو الانبیاء حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسحاقؑ، حضرت یعقوبؑ، اور حضرت یوسفؑ کی قبور اور وہ مقام جس پر حضرت عمرؓ نے نماز پڑھی اور بعد میں اس کو مسجد بنا دیا گیا اور حضرت عیسیٰ کی پیدائش کے مقامات۔ حضور فرماتے ہیں کہ: اکثر وہاں کے بڑے بڑے مسلمانوں سے میں ملا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ وہ مطمئن ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہودیوں کے نکالنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ مگر میرے نزدیک ان کی یہ رائے غلط ہے۔ یہودی قوم اپنے آبائی ملک پر قبضہ کرنے پر تلی ہوئی ہے......قرآن شریف کی پیشگوئیوں اور حضرت مسیح موعودؑ کے بعض الہامات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودی ضرور اس ملک میں آباد ہونے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ پس میرے نزدیک مسلمان رؤساء کا یہ اطمینان بالآخر ان کی تباہی کا موجب ہوگا...... فلسطین کے گورنر ہائی کمشنر کہلاتے ہیں۔ اصل ہائی کمشنر آج کل ولایت گئے ہوئے ہیں ان کی جگہ سر گلبرٹ کلیٹن کام کر رہے ہیں۔ میں ان سے ملا تھا ایک گھنٹہ تک ان سے ملکی معاملات کے متعلق گفتگو ہوتی رہی...... مسلمانوں کو عام طور پر شکایت تھی کہ تعلیمی معاملات میں ہمیں آزادی نہیں۔ میں نے اس امر کے متعلق ان سے گفتگو کی اور انہوں نے اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے کہ مسلمانوں کی یہ شکایت ایک حد تک بجا ہے مجھے بتایا کہ ایک دن پہلے ہی انہوں نے ایک تجویز وزارت برطانیہ کے غور کے لئے بھیجی ہے...... سر کلیٹن صاحب کو پہلی ملاقات میں ہمارے سلسلہ سے بھی بہت سی دلچسپی ہوگئی اور گو ہم نے دوسرے دن روانہ ہونا تھا۔ مگر انہوں نے اصرار کیا کہ ڈیڑھ بجے ہم ان کے ساتھ کھانا کھائیں۔ چنانچہ ڈیڑھ گھنٹہ تک دوسرے دن بھی ان کے ساتھ گفتگو رہی اور فلسطین کی حالت کے متعلق بہت سی معلومات مجھے ان سے حاصل ہوئیں۔

(الفضل 13 ستمبر 1924ء صفحہ 3 تا 6)

حضورؓ بیت المقدس سے دمشق تشریف لے گئے۔ شروع میں لوگوں نے کوئی دلچسپی نہیں لی مگر دعاؤں کے بعد لوگوں کا ہجوم ملاقات کیلئے امڈ آیا۔ یہاں کے قیام کے بارے میں حضورؓ خود فرماتے ہیں۔

''دمشق میں توقع سے بہت بڑھ چڑھ کر کامیابی ہوئی ......اخبارات نے لمبے لمبے تعریفی مضامین شائع کئے۔ دمشق کے تعلیم یافتہ طبقے نے نہایت گہری دلچسپی لی۔ تمام وہ اخبارات جن میں ہمارے مشن کے متعلق خبریں اور مضامین نکلتے تھے کثرت سے فوراً فروخت ہو جاتے تھے۔''

(الفضل 28 / اگست 1924ء صفحہ 2)

حضور 10 / اگست 1924ء کو دمشق سے روانہ ہو کر بیروت سے ہوتے ہوئے حیفا پہنچے۔ وہاں سے عکہ میں بہائیوں کا مرکز دیکھنے کیلئے تشریف لے گئے۔ عکہ میں کوئی بہائی نہ تھا بلکہ تین چار میل کے فاصلہ پر منشیہ نام کے گاؤں میں بہائی رہتے ہیں۔ دو گھنٹوں کے بعد واپس حیفا تشریف لائے۔ 13 / اگست کو حضور پورٹ سعید سے برنڈزی کیلئے پلنا نامی جہاز سے روانہ ہوئے۔ 16 / اگست 1924ء کو ساڑھے نو بجے صبح آپ کا جہاز اٹلی کی بندرگاہ برنڈزی پر پہنچا۔ حضورؓ مع خدام برنڈزی سے ساڑھے چھ بجے شام کی گاڑی سے سوار ہو کر 17 / اگست 1924ء کو ساڑھے نو بجے روما میں داخل ہوئے جو عیسائیت کے پوپ کا مرکز ہے۔ روما میں حضور کا قیام چار روز رہا۔ اس عرصہ میں حضورؓ برابر اشاعت سلسلہ کے کام میں مصروف رہے۔ اخبارات کے نمائندوں اور فوٹوگرافروں نے آپ سے انٹرویو کئے۔ حضورؓ نے اٹلی کے وزیر اعظم مسولینی سے بھی ملاقات کی اور اسے سلسلہ احمدیہ کے اغراض و مقاصد بتائے۔ مسولینی نہایت اکرام سے پیش آیا۔

اٹلی میں پوپ کو اسلام کا پیغام

حضورؓ کا ارادہ پوپ سے ملنے اور ان کو تبلیغ اسلام کرنے کا بھی تھا۔ مگر پوپ نے آپ کی آمد پر ملاقاتوں کا سلسلہ بند کر دیا۔ تاہم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ان تک جو پیغام حق پہنچانا چاہتے تھے وہ خدا تعالیٰ نے دوسرے طریق پر پہنچا دیا۔ یعنی روما کے سب سے مشہور اور کثیر الاشاعت اخبار ''لاٹربیونا'' نے حضورؓ کا ایک مفصل انٹرویو شائع کیا۔ حضورؓ سے سوال کیا گیا کہ آپ پوپ کو ملتے تو کیا کہتے؟ حضورؓ نے جواب دیا۔

''میں جب پوپ سے ملتا تو سب سے بہترین تحفہ جو میرے پاس ہے میں اسے پیش کرتا اور وہ یہ ہے کہ میں اسے دعوت اسلام دیتا اور اس نور کی طرف بلاتا جو انسانوں کو خدا تک پہنچا دیتا ہے اور یہ لفظاً نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے قرب کے نشانات اس میں پائے جاتے ہیں ...... بڑے بڑے آدمی عیسائیوں میں پائے جاتے ہیں جن کو بڑا نیک اور متقی کہا جاتا ہے۔ مگر وہ کوئی نشان اپنی صداقت میں نہیں دکھا سکتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کا قرب حاصل کرنے کا یہ راہ نہیں۔ اور یہ سچ ہے خدا تعالیٰ نے مسیح موعودؑ کو اسی لئے دنیا میں بھیجا ہے کہ وہ دنیا پر ثابت کر دے کہ یہ قوت اور طاقت اب اسلام میں ہے...... پس میں پوپ کو اس اسلام کی بشارت دیتا اور اس کو سناتا کہ ہم کو وہ نشان دیئے گئے ہیں جو خدا کے برگزیدہ کو ملتے ہیں۔'' (الفضل 23 ستمبر 1924ء صفحہ 3 تا 4)

روما میں حضورؓ نے اصحاب کہف کی غاریں بھی دیکھیں جس کی تفصیل حضورؓ نے سورۃ کہف کی تفسیر میں بیان فرمائی ہے۔ حضورؓ فرماتے ہیں۔ ''یہ تہہ خانے تین منزل میں بنے ہوئے ہیں۔ اور 1924ء میں انگلستان جاتے ہوئے روم میں مَیں نے خود اپنی آنکھ سے دیکھا ہے۔''

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 485، ایڈیشن 2023ء)

لندن میں ورودِ مسعود

روما سے 20 / اگست 1924ء کو شام کو روانہ ہو کر دوسرے دن صبح (21 اگست کو) 9 بجے کے قریب پیرس فرانس پہنچے۔ بذریعہ جہاز رود بار انگلستان عبور کر کے ڈوور آئے اور ڈوور سے گاڑی لے کر 22 / اگست 1924 کو 6 بجے کے قریب لندن کے مشہور وکٹوریہ سٹیشن پہنچے۔ جہاں مبلغ اسلام اور دوسرے اصحاب استقبال کے لئے حاضر تھے۔

حضور نے پلیٹ فارم پر قدم رکھتے ہی اپنے قافلہ سمیت دعا کی۔ اس نظارہ کا فوٹو

لنڈن کے اخبارات میں بھی شائع ہوا۔ اسٹیشن سے حضور لڈگیٹ پہنچے اور سینٹ پال کے گرجا کے دروازہ کے پاس صحن میں آپ نے اسلام کی کامیابی اور کسر صلیب کے لئے دعا کی۔ یہ نظارہ لنڈن نے کبھی نہیں دیکھا تھا اس لئے چاروں طرف خلقت کا ازدہام ہو گیا۔ حضورؓ ایک لمبی دعا کرنے کے بعد اپنے خدام سمیت سوار ہو کر اپنی قیام گاہ چیشم پیلس نمبر ٦ میں پہنچے اور مکان میں داخلہ سے پہلے دُعا کی۔

اخبارات کے ذریعہ انگلستان میں آپ کی آمد کی تشہیر ہوئی۔ حضورؓ نے یہاں پہنچ کر سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اپنے رفقاء کو مختلف فرائض سپرد کر کے ایک انتظامیہ کمیٹی قائم کر دی جس کے پریذیڈنٹ چوہدری فتح محمد صاحب سیال اور سیکرٹری مولوی محمد الدین صاحب کو تجویز فرمایا۔ اس کے علاوہ حضور نے قیام لندن کے پہلے ہفتہ میں ''ایوننگ سٹینڈرڈ'' اور اخبار ''سٹار'' کے نمائندوں کو انٹرویو دیا۔ حضرت حافظ روشن علی صاحب کے ''تصوف'' کے مضمون پر نظر ثانی فرمائی اور ضروری ہدایات کے ساتھ مولوی محمد دین صاحب کو ترجمہ کے لئے دیا۔ یہ مضمون 25/ستمبر 1924ء کو مولوی محمد دین صاحب ہی نے پانچ بجے شام سر پیٹرک نگن کی صدارت میں سنایا اور بہت مقبول ہوا۔ اس ہفتہ حضور چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کے ہمراہ ویمبلے اور انڈیا آفس میں تشریف لے گئے۔ حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب نیر مبلغ انگلستان نے اخبارات کے نمائندوں کو دعوت دی۔ جس میں مذاہب کانفرنس کی انتظامیہ کے بعض ممبر بھی شریک ہوئے۔ اس دعوت میں حضورؓ نے اہل انگلستان کے نام ایک مفصل پیغام دیا۔ جس کا فصیح و بلیغ انگریزی زبان میں فی البدیہہ انگریزی ترجمہ مکرم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے سنایا۔ اس پیغام کا ایک حصہ یوں ہے۔

''میں اس محبت اور اس اخلاص کی وجہ سے جو بنی نوع انسان سے رکھتا ہوں اور جو میں سمجھتا ہوں کہ بانی سلسلہ احمدیہ کی صحبت اور اسلام کی تعلیم کا نتیجہ ہے انگلستان آیا ہوں۔ میں ان پیشگوئیوں کی وجہ سے جو بانی سلسلہ احمدیہ نے کیں اس امر پر یقین رکھتا ہوں کہ مغرب جلد ان صداقتوں کو قبول کرے گا جو بانی سلسلہ احمدیہ جن کا دعویٰ مسیح موعود اور مہدی اور کل مذاہب کے موعود ہونے کا تھا لائے تھے...... مسیح موعود کا دعویٰ تھا کہ وہ صلح کے شہزادے ہیں اور یہ کہ ان کے ہاتھ پر دنیا اکٹھی کی جائے گی اور امن قائم ہوگا پس ہر اک امن پسند کا فرض ہے کہ وہ ان کے دعویٰ پر غور کرے تا اس کی سستی اس مقصد کو پیچھے نہ ڈال دے جس کے حصول کے لئے وہ کوشاں ہے۔ کوئی سچی اخوت قائم نہیں ہو سکتی جس کی بنیاد خدا کے ساتھ تعلق پر نہ ہو کیونکہ بھائیوں کا رشتہ باپ کے ذریعہ سے ہوتا ہے جو باپ کو پہچانتا ہے وہ باپ کے حق کو پہچان سکتا ہے اور اس زمانہ میں صرف مسیح موعود ہی ایک ایسا شخص ہے جو دعویٰ کرتا ہے کہ وہ باپ سے اسی دنیا میں انسان کو ملا دیتا ہے اور نہ صرف دعویٰ کرتا ہے بلکہ ہزاروں جنہوں نے اس کی تعلیم پر عمل کیا انہوں نے خدا تعالیٰ کے کلام کو اسی طرح سنا جس طرح کہ پہلے نبیوں کے حواری سنتے تھے چنانچہ راقم مضمون بھی ان میں سے ایک ہے...... چونکہ ہمارا مقصد خدا اور بندوں کے درمیان اور بندوں اور بندوں کے درمیان نیک تعلق قائم کرنا ہے......سو آؤ ہم سب مل کر بہتری کیلئے کوشش کریں اور بجائے اجاڑنے والوں کے آباد کرنے والے بنیں۔''

(تاریخِ احمدیت جلد 4 صفحہ 447)

قیام لنڈن کے دوسرے ہفتہ ٢٩/اگست سے ۴/ستمبر ١٩٢۴ء میں حضورؓ برائٹن کے قصبہ میں تشریف لے گئے اور جنگ عظیم میں جان دینے والے سپاہیوں کی یادگار میں چھتری میں دعا کی کہ جس طرح یہ ایک نشان ہے ان لوگوں کا جو ایک دنیاوی غرض کے لئے متحد ہوئے، اسی طرح اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعودؑ کی عظیم الشان چھتری کے نیچے مشرق و مغرب کو جمع کر دے۔ حضورؓ نے دعا سے پہلے ایک تقریر بھی فرمائی۔ یہ نظارے فلموں میں بھر کر سینما میں بھیج دیئے گئے۔ جو عراق، عرب، مصر، شام، امریکہ و افریقہ میں غرض تمام دنیا میں چکر لگا رہی ہیں۔

7/ستمبر 1924ء کو بہت سے انگریز مردوں، عورتوں ہندوستانی طالب علموں اور سفارت ترکیہ اور دوسرے معزز مسلمانوں کو دعوت پر بلایا گیا، جس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک اور پیغام محبت حسب سابق مکرم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے نہایت قابلیت سے پڑھ کر سنایا۔ 9/ستمبر 1924ء کی شام کو حضور نے ''ایسٹ اینڈ ویسٹ یونین'' کے اجلاس (منعقدہ گلڈ ہاؤس) میں پہلا انگریزی لیکچر دیا جو بہت پسند کیا گیا۔ پھر 11/ستمبر 1924ء کو قیام امن کے مسئلہ پر لیگ آف نیشنز کے شعبہ مذہب و اخلاق کے سیکرٹری مسٹر ایل سن اور مسٹر رین سے تفصیلی گفتگو فرمائی اور حکیمانہ انداز میں بتایا کہ جب تک اسلامی اصولوں پر لیگ آف نیشنز کی بنیاد قائم نہیں ہوگی یہ اپنے مقاصد میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتی۔

(الفضل 14/اکتوبر 1924ء صفحہ 3 تا 4)

12 ستمبر 1924ء کو حضور نے جمعہ کی نماز پڑھائی اور جماعت کو توجہ دلائی کہ اسے شہید افغانستان مولوی نعمت اللہ خان صاحب کی طرح ہر وقت شہادت کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ 13/ستمبر 1924ء کو حضورؓ نے پورٹ سمتھ میں دو لیکچر دیئے ایک ''مسیح کی آمد ثانی'' پر اور دوسرا ''پیغام آسمانی'' پر۔ 15/ستمبر کو حضورؓ نے ہندوستانی طلبہ سے خطاب فرمایا۔ 16/ستمبر 1924ء کو آپؓ نے کانفرنس کے لئے مجوزہ مضمون کا خلاصہ لکھا۔ 17/ستمبر 1924ء کو آپؓ نے مولوی نعمت اللہ خان صاحب شہید کابل کی شہادت سے متعلق ایک احتجاجی جلسہ میں تقریر فرمائی۔

19/ستمبر کو حضورؓ نے جمعہ کے بعد ویمبلے کانفرنس کے پریذیڈنٹ سر ای۔ ڈی راس سے ملاقات کی۔ آپ کا شمار انگلستان کے نامور مستشرقین میں ہوتا ہے۔ مزاج پرسی کے بعد انہوں نے کہا کہ آپ کی تشریف آوری پر انگلستان کا پریس بہت دلچسپی لے رہا ہے۔ اسی شام آپ نے سینٹ لوکس ہال میں ''حیات بعد الموت'' پر شاندار لیکچر دیا۔ 20/ستمبر کو لیگوس (نائجیریا) کے دو حاجی صاحبان (جن میں سے ایک احمدی تھے) حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

کرنل ڈگلس سے ملاقات

21/ستمبر ١٩٢۴ء کی شام کو حضور کی کرنل ڈگلس سے ملاقات ہوئی۔ یہ وہی ڈگلس تھے جنہوں نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداس پور (پنجاب، بھارت) کے طور پر ڈیوٹی کے دوران حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف ہنری مارٹن کلارک کا مقدمہ بے بنیاد پا کر خارج کر دیا تھا اور عدل و انصاف کا بہترین نمونہ دکھایا تھا۔

یورپ میں اسلام کی روحانی فتح کی بنیاد

22/ستمبر 1924ء کو ویمبلے کانفرنس کا افتتاح ہوا اور حضور معہ رفقاء اس میں شمولیت کے لئے تشریف لے گئے۔ 23/ستمبر 1924ء کا دن دورہ یورپ کا تاریخ ساز عظیم الشان دن ہے کیونکہ اس دن ویمبلے کانفرنس میں حضورؓ کا بے نظیر مضمون پڑھا گیا جس نے سلسلہ احمدیہ کی شہرت کو چار چاند لگا دیئے۔ یورپ میں اسلام کی روحانی فتح کی بنیادیں رکھ دیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لندن میں تقریر کرنے کی رؤیا پوری ہوئی۔

26/ستمبر کو حضورؓ نے کنز رویٹو کی درخواست پر ڈچ ہال لنڈن میں ہندوستان کے حالات حاضرہ اور اتحاد پیدا کرنے کے ذرائع پر ایک معلومات افزا لیکچر دیا۔ 28/ستمبر کو آپ کا ایک اہم مضمون ''رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی اور تعلیم سے نوجوان بچے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں'' کے موضوع پر لنڈن فیلڈ میں پڑھا گیا۔ اسی ہفتہ آپؓ نے فیصلہ فرمایا کہ ''ریویو آف ریلیجنز'' کا انگریزی ایڈیشن آئندہ لنڈن سے شائع ہوا کرے۔

فاتح جرنیل

2/اکتوبر کو حضورؓ ''ولیم دی کنکرر'' والی خواب کو پورا کرنے کے لئے خلیج میونسی پر پہنچے اور ایک کشتی لے کر اس مقام کی طرف تشریف لے گئے جہاں ''ولیم دی کنکرر'' اترا تھا۔ حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانیؓ کا بیان ہے کہ اس وقت آپ کے چہرہ پر جلال اور شوکت تھی اور اس کے ساتھ ایک ربودگی بھی تھی۔ اس کے بعد خاموشی کے ساتھ آپ نے دعا کروائی۔ حضورؓ نے نماز قصر کر کے پڑھی اور اس میں بھی لمبی دعا کی اور زمین پر اکڑوں بیٹھ کر پتھر کے سنگریزوں کی مٹھیاں بھریں اور فرمایا کسریٰ کے دربار میں ایک صحابی کو مٹی دی گئی تو صحابی نے مبارک فال لیا کہ کسریٰ کا ملک مل گیا اور لے کر رخصت ہوا۔ شہنشاہ ایران نے آدمی بھیجے کہ وہ مٹی لے آئیں مگر صحابی نے واپس نہ کی اور خدا نے بھی اس مبارک فال پر وہ سرزمین صحابہ کو دے دی۔ بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی اور درد صاحب نے ان سنگریزوں کی دو دو مٹھیاں بھر کر اپنی جیبوں میں ڈال لیں۔ یہاں سے فارغ ہوتے ہی بھائی جی کے دل میں ایک پُرزور تحریک ہوئی اور آپ نے باآواز بلند مبارک باد دی اور بہت جوش سے حضرت مسیح موعودؑ کا یہ مصرعہ پڑھا۔

تو سچے وعدوں والا منکر کہاں کدھر ہیں

(الفضل 20 نومبر 1924ء صفحہ 5)

3؍اکتوبر 1924ء کو حضور نے کانفرنس مذاہب عالم کے آخری اجلاس سے اردو میں خطاب فرمایا۔ جس پر نہایت ہی مسرت کا اظہار کیا گیا۔ لیکچر ہال بالکل پُر تھا۔ (الفضل 6،15 نومبر 1924ء)

4؍اکتوبر 1924ء کو حضورؓ مع رفقاء انگلستان کے نئے مبلغ مولوی عبدالرحیم صاحب دردؓ کو لے کر پٹنی کے اس مکان کے دروازہ پر تشریف لے گئے جو مجوزہ مسجد میں کھلنے والا تھا۔ اس مقام پر کھڑے ہو کر حضورؓ نے تعمیر مسجد کی سکیم کا مختصر ذکر فرمایا۔ پھر مکان کے اس کمرہ میں تشریف لے گئے جہاں ان دنوں نمازیں ہوتی تھیں اور بہت لمبی دعا کروائی اور اس کے بعد اپنے دست مبارک سے مولوی عبدالرحیم صاحب دردؓ کو اس مکان کی چابی عطا فرمائی اور پھر مولوی عبدالرحیم صاحب درد اور انکے نائب ملک غلام فرید صاحب ایم اے کو مفصل ہدایات دیں۔ 7؍اکتوبر کو حضورؓ نے دارالامراء (House of Lords) کا اجلاس دیکھا اور 8 اور 9؍اکتوبر کو دارالعوام (House of commons) کا اجلاس دیکھنے تشریف لے گئے۔

12؍اکتوبر کو نومسلموں کو پانچ گھنٹہ تک تبلیغ و ہدایت فرمانے میں مصروف رہے نیز انگریز مردوں اور عورتوں سے مختلف مسائل سے متعلق دلچسپ مذہبی گفتگو فرمائی۔ 15؍اکتوبر کو حضورؓ نے ''اورینٹل سکول آف سٹڈیز'' دیکھا۔ (الفضل 11 نومبر 1924ء)

19؍اکتوبر 1924ء: ایک یادگار دن

19؍اکتوبر 1924ء کا دن ایک یادگار دن ثابت ہوا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 4 بجے شام ایک بہت بڑے مجمع میں ''مسجد فضل'' کا اپنے دست مبارک سے سنگ بنیاد رکھا۔ (الفضل 25؍اکتوبر 1924ء)

لندن میں سب سے پہلی مسجد کی بنیاد رکھی جا چکی تو مولوی عبدالرحیم صاحب دردؓ نے بلند آواز سے حضرت مولوی شیر علی صاحب کا ایک تار پڑھ کر سنایا جو انہوں نے جماعت احمدیہ ہندوستان کی طرف سے اس تقریب پر مبارک باد کا بھیجا تھا۔ اسکے بعد حضورؓ نے لمبی دعا کی۔ پھر عصر کی نماز اسی مقام پر پڑھی اور حضورؓ نے اعلان فرمایا کہ میں اعلان کرتا ہوں کہ اس مسجد کا باقاعدہ سنگ بنیاد رکھا گیا۔ نماز کے بعد مبارکباد کی آواز ہر طرف بلند ہوئی اور مسجد کے محراب پر ایک جھنڈا لہرایا گیا جو حیدر آباد کے ہوم سیکرٹری نواب اکبر نواز جنگ صاحب نے دیا تھا۔ (الفضل 20 نومبر 1924ء)

حرفِ آخر:

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے بہت دعاؤں اور احباب جماعت سے مشورہ کے بعد خود یورپ کے حالات کا جائزہ لینے کیلئے اس سفر پر روانہ ہونے کا فیصلہ فرمایا تھا۔ لندن میں ہی ایک ریورنڈ کی سیکرٹری نے حضرت اقدس سے سوال کیا کہ آپ کو اس سفر سے کیا بڑا فائدہ پہنچا؟ حضور نے فرمایا کہ'' انسان کے سامنے دن رات ہزاروں قسم کے حالات اور خیالات آتے رہتے ہیں مگر سب کے متعلق اسکے دل میں تحقیقات کا خیال پیدا نہیں ہوتا۔ تحقیقات کا خیال انسان کے دل میں جب ہی پیدا ہوتا ہے جب وہ کسی چیز کو خصوصیت اور اہمیت کے درجہ تک پہنچا ہوا پاتا ہے۔ آج سے پہلے ہمارے سلسلہ کو یہ اہمیت نہ تھی کہ لوگ اس کی طرف توجہ کریں بلکہ سوائے شاذ کے کوئی نام سے بھی واقف نہ تھا مگر اب ہمارے آنے سے خدا نے اس قدر اشاعت کر دی ہے اور شہرت اور اہمیت کے ایسے سامان پیدا کر دیئے ہیں کہ اب وہ روک ہمارے راستہ سے اُٹھ گئی ہے اور لوگ عام طور پر ہمیں جاننے لگے ہیں اور توجہ دنیا کی ہماری طرف پھرنے لگی ہے وغیرہ۔''

اس جواب کو سنکر پرنسپل اور اسکی سیکرٹری نے کہا:

''Very great achievement''

خدا کے فضل سے اس جلسہ کے بہت بڑے فوائد نکلیں گے۔ (سفر یورپ: صفحہ 393)

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آج سو سال کے بعد جب ہم یورپ میں اسلام احمدیت کی تبلیغی سرگرمیوں کو طائرانہ نظر سے بھی دیکھتے ہیں تو ہم یقین محکم سے گواہی دیتے ہیں کہ اس دورہ کے اغراض ومقاصد سو فیصد پورے ہو رہے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی نہایت شان شوکت سے پوری ہو رہی ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اسلام احمدیت کی تعلیمات پر حقیقی رنگ میں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆

صبح مسرت

(از سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے قادیان ورودِ مسعود کی خوشی میں

آج ہر ذرہ سر طُور نظر آتا ہے
جس طرف دیکھو وہی نور نظر آتا ہے
ہم نے ہر فضل کے پردے میں اسی کو پایا
وہی جلوہ ہمیں مستور نظر آتا ہے
کس کے محبوب کی آمد ہے کہ ہر خورد و کلاں
نشہ عشق میں مخمور نظر آتا ہے
شکر کرنے کی بھی طاقت نہیں پاتا جسدم
کیا ہی نادم دل مجبور نظر آتا ہے
اللہ الحمد شنیدیم کہ آں مے آید
سوئے گلشن چہ عجب سرو رواں مے آید
آج ہر ایک ہے مشتاق لقائے شہ دیں
گھر میں بیٹھا کوئی رہ جائے یہ ممکن ہی نہیں
ایک پر ایک گرا پڑتا ہے اللہ رے شوق
خوف ہے اوروں سے پیچھے نہ میں رہ جاؤں کہیں
سر اٹھانے کی نہ بستر سے جو ہمت پائے
کیا کرے آہ! وہ مجبور وہ زار و غمگیں
رکھ تسلی دل بیمار ابھی آتے ہیں
درد مزمن کی دوا باعث روح تسکیں
مرہم زخم دل مادر مہجور و حزیں
زینت پہلوئے ما جان جہاں مے آید
گلشن حضرت احمد میں چلی باد بہار
ابر رحمت سے برسنے لگے پیہم انوار
بچے ہنستے ہیں خوشی سے تو بڑے ہیں دلشاد
جذبۂ شوق کے ظاہر ہیں جبیں پر آثار
تازگی آگئی چہروں پہ کھلے جاتے ہیں
دل کی حالت کا زباں کر نہیں سکتی اظہار
مژدۂ وصل لئے صبح مسرت آئی
فضل مولا سے ہوئی دور اداسی یکبار
نور مے بارد و شاداں در و سقف و دیوار
اے خوشا وقت مکیں سوئے مکاں مے آید

(الفضل قادیان دارالامان 25 نومبر 1924 صفحہ اوّل)

ارشاد نبوی ﷺ

سچائی نیکی کی طرف اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور جو انسان ہمیشہ سچ بولے اللہ کے نزدیک وہ صدیق لکھا جاتا ہے۔

(مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب قبح الکذب وحسن الصدق وفضلہ)

طالبِ دعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2024

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خطاب "احمدیت یعنی حقیقی اسلام"

پس منظر و دیرپا اثرات

(مکرم منیر احمد خادم صاحب، ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد جنوبی ہند قادیان)

قابل احترام صدر جلسہ اور معزز حاضرین

جیسا کہ آپ نے سن لیا ہے خاکسار کو آج سے ٹھیک سو سال قبل سیدنا حضرت اقدس المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے اس جلیل القدر خطاب کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے جو اسلام کی حقانیت وصداقت کے اظہار کے لئے آپ نے لندن کے امپیریل انسٹیٹیوٹ میں ہزاروں دانشوروں کے روبرو ارشاد فرمایا تھا۔

اس خطاب کے متعلق کچھ عرض کرنے سے قبل خاکسار سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک کشف اس موقع پر پیش کرنا چاہتا ہے۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ایسا ہی طلوع شمس کا جو مغرب کی طرف سے ہوگا ہم اس پر بہر حال ایمان لاتے ہیں لیکن اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا ہے وہ یہ ہے جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر وضلالت میں ہیں آفتاب صداقت سے منور کئے جائیں گے اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا اور میں نے دیکھا کہ میں شہر لندن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق ان کا جسم ہوگا۔ سو میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے۔"

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 376-377 بحوالہ تذکرہ صفحہ 48)

اس رؤیا کی صداقت اس طرح ظاہر ہوئی کہ شروع 1924 میں انگلستان کے شہر ویمبلے نمائش کے سلسلہ میں سوشلسٹ لیڈر سر ولیم لافنس ہیرے نے یہ تجویز کی کہ اس عالمی نمائش کے ساتھ ساتھ ایک مذاہب کانفرنس بھی رکھی جائے جن میں برطانوی مملکت کے مختلف مذاہب کے نمائندوں کو دعوت دی جائے کہ وہ اس کانفرنس میں شریک ہو کر اپنے اپنے مذاہب کے اصولوں پر روشنی ڈالیں۔ کانفرنس کا مقام امپیریل انسٹی ٹیوٹ لندن مقرر کیا گیا اور 22 ستمبر 1924 سے 3 اکتوبر 1924 تک کی تاریخیں اس کے لئے تجویز کی گئیں۔ مقررین میں ہندومت۔ اسلام۔ بدھ ازم۔ پارسی مذہب۔ چینی مذہب۔ سکھ ازم۔ تصوف۔ برھمو سماج۔ آریہ سماج۔ کنفیوشس ازم کو دعوت دی گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو جب کانفرنس کے منتظمین کی طرف سے دعوت نامہ ملا تو آپ نے اس کو تبلیغ اسلام کے لئے ایک موقع غنیمت جانتے ہوئے دعاؤں اور مشوروں کے ساتھ لندن جانے کا فیصلہ فرمایا۔ حضور کے اس دورہ کے نتیجہ میں اور لیکچر کے ذریعہ جہاں اسلام کی وسیع تبلیغ کا آغاز ہوا وہیں حضور اقدس رضی اللہ عنہ نے یورپ میں موجود احمدیوں مشنوں اور یورپ میں دعوت اسلام کے منصوبوں کے حوالہ سے ایک وسیع منصوبہ بھی تشکیل دیا۔

حضور اقدس رضی اللہ عنہ نے اس کانفرنس کے حوالہ سے بعض خوابیں بھی دیکھیں جن کا اس موقع پر تذکرہ ضروری ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے رویا میں دیکھا کہ آپ لندن میں ہیں اور ایک جلسہ میں شامل ہیں مسٹر لائڈ جارج (سابق برطانوی وزیر اعظم) اس جلسہ میں تقریر کر رہے ہیں کہ یکدم ان کی حالت بدل گئی اور انہوں نے دہشت زدہ ہو کر کہا کہ مجھے ابھی خبر آئی ہے کہ "مرزا محمود" امام جماعت احمدیہ کی فوجیں عیسائی لشکر کو دباتی چلی آرہی ہیں اور مسیحی لشکر شکست کھا رہا ہے۔

دوسری رؤیا میں (جو کانفرنس کی تحریک سے دو تین ماہ پہلے کی تھی) آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا "میں انگلستان کے ساحل سمندر پر کھڑا ہوں جس طرح کہ کوئی شخص تازہ وارد ہوتا ہے اور میرا لباس جنگی ہے۔ میں ایک جرنیل کی حیثیت میں ہوں......اسوقت میں یہ خیال کرتا ہوں کہ کوئی جنگ ہوئی ہے اور اس میں مجھے فتح ہوئی ہے اور میں اسکے بعد میدان کو ایک مدبر جرنیل کی طرح اس نظر سے دیکھ رہا ہوں کہ اب مجھے اس فتح سے زیادہ سے زیادہ فائدہ کس طرح حاصل کرنا چاہئے اتنے میں ایک آواز آئی:

William the conqueror

(یعنی ولیم اولوالعزم فاتح) ان خوابوں سے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی رویا سے صاف واضح ہوتا ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا یہ دورہ انگلستان اور آپ کا لیکچر نہ صرف کامیابی سے ہمکنار ہوگا بلکہ دیگر مذاہب کے مقابلہ پر اس کو عظیم الشان فتح بھی حاصل ہوگی۔ بالکل اسی طرح جس طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا لیکچر اسلامی اصول کی فلاسفی جو 1896 میں پڑھا گیا تھا اور اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اس کے غالب رہنے اور بالا رہنے کے متعلق پہلے سے بتا دیا تھا۔ چنانچہ اس کے لئے حضور اقدس رضی اللہ عنہ نے اپنا لیکچر "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" لکھنا شروع کیا یہ مضمون حضور اقدس رضی اللہ عنہ نے 24 مئی 1924 کو لکھنا شروع کیا اور صرف 13 دن میں 6 جون 1924 کو مکمل کیا۔ اور پھر کانفرنس میں اس کا خلاصہ جو خود حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی ترتیب دیا تھا 23 دسمبر کو پڑھا گیا جو حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب صحابی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے انگریزی میں پڑھ کر سنایا۔ اس عظیم الشان مضمون کے متعلق بین الاقوامی دانشوروں نے کیا آراء پیش کیں انشاء اللہ اس حوالہ سے تقریر کے آخر میں عرض کروں گا۔ سر دست یہ عرض کرتا ہوں کہ انگلستان کا سفر نہایت دعاؤں اور گریہ زاری کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ نے 12 جولائی 1924 کو شروع فرمایا سفر سے قبل آپ رضی اللہ عنہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک پر تشریف لے گئے اور پھر 12 جولائی کو صبح 8 بجے بیت الدعا میں ایک لمبی دعا کرائی اور اپنی والدہ محترمہ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا سے دیر تک معانقہ فرمایا اور پھر موجود الوقت احباب سے جو کہ آپ رضی اللہ عنہ کے الوداع کے لئے دورویہ۔۔ قطار میں کھڑے تھے مصافحہ فرمایا۔ بعد ملاقات آپ رضی اللہ عنہ اس مبارک سفر کے لئے تشریف لے گئے۔

اس سفر میں حضور رضی اللہ عنہ ریل سے بمبئی پہنچے اور بمبئی سے بذریعہ بحری جہاز عدن کے لئے روانہ ہوئے عدن سے پورٹ سعید اور پھر قاہرہ سے بیت المقدس۔ بیت المقدس سے شام اور پھر لندن پہنچے۔

آپ رضی اللہ عنہ کے اس سفر کے ذریعہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ایک اور رؤیا بھی پوری ہوئی۔ لندن میں حضور رضی اللہ عنہ نے کئی ہفتے قیام فرمایا اور اس اثناء میں وہاں تبلیغ اسلام کے حوالہ سے بہت سے منصوبے پیش فرمائے برطانوی پریس میں حضور رضی اللہ عنہ کی آمد آپ کی شخصیت کا اور آپ رضی اللہ عنہ کے اسلام کو یورپ میں پھیلانے کے عزم کا ایک وسیع چرچا ہوا۔ اور بعض متعصب کیتھولک اخبارات نے لکھا کہ یہ عیسائیت کے خلاف ایک سازش ہے اور بعض نے لکھا کہ برطانیہ میں آنے والے کسی لارڈ کو بھی اتنی کوریج نہیں دی جاتی جتنی امام جماعت احمدیہ کو دی گئی اور اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اسی اثناء میں افغانستان میں جماعت احمدیہ کے ایک نوجوان مبلغ حضرت نعمت اللہ خان صاحب کو احمدی مبلغ ہونے کے جرم میں دھوکہ سے گرفتار کر کے سنگسار کر دیا گیا۔ اس شہادت کے نتیجہ میں بھی اخبارات اور ریڈیو میں حضور اقدس کی آمد اور جماعت احمدیہ کا وسیع چرچا ہوا اور ایک وسیع تبلیغ کا آغاز ہو گیا۔ اسی دوران حضور رضی اللہ عنہ نے برطانیہ کی پہلی مسجد "مسجد فضل

" کا سنگ بنیاد 19 اکتوبر 1924ء کو رکھا۔ اس کے بنیادی پتھر پر یہ عبارت درج کرائی:

"میں مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی امام جماعت احمدیہ جس کا مرکز قادیان پنجاب ہندوستان ہے خدا کی رضا کے حصول کے لئے اور اس غرض کے لئے خدا تعالیٰ کا ذکر انگلستان میں بلند ہو اور انگلستان کے لوگ اس برکت سے حصہ پائیں جو ہمیں ملی ہے آج 20 ربیع الاول 1343ھ بمطابق 19 اکتوبر 1924 کو اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھتا ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ......اس مسجد کو نیکی تقویٰ انصاف اور محبت کے پھیلانے کا مرکز بنادے اور یہ جگہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین اور حضرت مسیح موعود نبی اللہ بروز ونائب محمد علیہما السلام کی نورانی کرنوں کو اس ملک اور دوسرے ملکوں میں پھیلانے کے لئے روحانی سورج کا کام دے۔''

اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی یہ دعا اور یہ خواہش من وعن پوری ہوئی اور مسجد فضل جہاں سے ایم ٹی اے کی نشریات کا آغاز ہوا اور اس کے ذریعہ اسلام کی نورانی کرنیں آج پوری دنیا میں پھیل رہی ہیں۔

جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے ویمبلے کانفرنس میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا مضمون بعنوان احمدیت یعنی حقیقی اسلام انگریزی میں پڑھا گیا جو حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ نے نہایت فصیح انداز میں پڑھ کر سنایا جس کی دلجمعی سامعین میں شروع سے آخر تک رہی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ کے کان میں فرمایا آپ مضمون پڑھیں میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں۔

اب خاکسار اس مضمون کا خلاصہ کسی قدر اپنے الفاظ میں بیان کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا:۔

آخری زمانہ میں ہر ایک مذہب کے پیشوا نے ایک آنے والے نبی کی بشارت دی ہے اور فرمایا کہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام جو مسلمانوں کے لئے امام مہدی اور عیسائیوں کے لئے مسیح ہیں آپ دراصل وہی موعود نبی ہیں جن کی پوری دنیا منتظر ہے اور آپ نے ہی قرآن مجید کی صحیح تعلیم کو اور اسلام کی حقانیت کو دنیا کے سامنے پیش فرمایا ہے۔ پھر فرمایا مذہب کی بڑی غرضیں چار ہیں:۔

اول یہ کہ وہ انسان کو اس کے مبدا کے متعلق علم دے یعنی اس کے پیدا کرنے اور اس کے وجود میں لانے والے کے متعلق ان کو صحیح عقائد بتائے تا کہ وہ اس خزانۂ قوت وطاقت سے فائدہ حاصل کرنے سے محروم نہ رہ جائے

(1)۔ خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات کے متعلق اصل حقیقت کو بیان کرنا۔

(2)۔ یہ بتانا کہ بندے کو خدا سے کیا تعلق ہونا چاہیے۔

(3)۔ یہ بتانا کہ کن اعمال سے بندہ اس تعلق کا اظہار کرے یا یہ کہ بندہ پر خدا تعالیٰ کی طرف سے کیا ذمہ داریاں ہیں۔

(4)۔ خدا تعالیٰ سے ملنے کا راستہ بتائے اور اس غرض کو اسی دنیا میں پورا کر کے دکھائے تا کہ انسان خدا تعالیٰ کے متعلق ظنی علم سے گزر کر یقین کے درجے تک پہنچ سکے۔

دوسرا مقصد مذہب کا یہ ہے کہ وہ انسان کو کامل اخلاق تعلیم دے اس مقصد کے پورا کرنے کے لیے بھی مندرجہ ذیل سات امور کا بیان کرنا ضروری ہے۔

(1)۔ اخلاق حسنہ کیا ہے۔ (2)۔ اخلاق سیئہ کیا ہے۔ (3)۔ یہ کہ اخلاق حسنہ کے مختلف مدارج کیا ہیں۔

(4)۔ اخلاق سیئہ کے مختلف مدارج کیا ہیں۔ (5)۔ کسی امر کو بدی اور کسی کو نیکی کیوں قرار دیا گیا ہے (6)۔ وہ ذرائع کیا ہیں جن کی مدد سے انسان اخلاق حسنہ کو اختیار کر سکتا ہے۔ (7)۔ وہ ذرائع کیا ہیں جن کی مدد سے انسان اخلاق سیئہ سے بچ سکتا ہے۔

اخلاق حسنہ کے بیان میں ان سات امور کا بیان کرنا نہایت ضروری ہے بغیر اس کے یہ مقصد ہرگز پورا نہیں ہوسکتا۔

تیسرا مقصد مذہب کا بنی نوع انسان کی تمدنی ضروریات کا حل ہے کیونکہ جب خدا تعالیٰ نے انسان کو مدنی پیدا کیا ہے تو یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اس کے لیے ایسے اصولی قواعد تجویز فرمائے جن کے ذریعے سے دنیا میں امن اور امان قائم ہو اور ہر ایک طبقہ اور فرقہ کے لوگ اپنے حقوق کے اندر رہیں اور کوئی کسی کے حق کو دانستہ یا نادانستہ نہ دبا سکے۔

اگر غور کیا جائے تو سوائے اللہ تعالیٰ کے سوسائٹی کے حقوق کو دوسری کوئی ہستی بیان نہیں کر سکتی کیونکہ دوسرے تمام لوگ اپنے ذاتی فوائد کی وجہ سے اس وسعت نظر سے محروم ہوتے ہیں جو اس کام کے لیے ضروری ہے پس ان قواعد کا بیان کرنا جو تمدن انسانی کے لیے بمنزلہ اساس کے ہوں مذہب کے اہم فرائض میں سے ہے اور جو مذہب اس مقصد کو پورا نہیں کرتا وہ ہرگز مذہب کہلانے کا مستحق نہیں ہے اس مقصد کے پورا کرنے کے لیے مندرجہ ذیل امور پر روشنی ڈالنا مذہب کا فرض ہے۔

1۔ امور خانہ داری یعنی رشتہ داروں سے رشتہ داروں کے تعلقات اور ان کے باہمی حقوق پر روشنی ڈالنا یہ تمدن انسانی کا پہلا ٹکڑا ہے۔

2۔ ملکی اور سیاسی حقوق پر کہ کس احسن طریق پر ان کو ادا کیا جا سکتا ہے۔

3۔ آقا اور ملازم یا مالداروں اور غریبوں کے تعلقات پر۔

4۔ اس سلوک پر جو ایک مذہب کے لوگوں کو دوسرے مذہب کے لوگوں سے یا ایک بادشاہت کے لوگوں کو دوسری بادشاہت کے لوگوں سے کرنا چاہیئے۔

چوتھا مقصد مذہب کا انسان کے انجام کا بیان کرنا ہے۔ یعنی یہ بتانا کہ انسان مرنے کے بعد کہاں جائے گا اس سے کیا سلوک ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ اس مقصد کی تکمیل کے لئے مندرجہ ذیل امور کا بیان کرنا ضروری ہے۔

1۔ کیا موت کے بعد انسان کے لئے کوئی بقاء ہے؟ اگر ہے تو کس رنگ میں؟

2۔ اگر کوئی بقاء ہے تو کیا اس بقاء کے ساتھ تکلیف یا خوشی کا کوئی سلسلہ وابستہ ہے؟

3۔ آیا مرنے کے بعد بھی انسان کے لئے بدی سے نیکی کی طرف جانے کا کوئی راستہ کھلا ہے؟ اگر ہے تو کس طرح؟

مذکورہ بالا چار مقاصد کے متعلق کسی مذہب کی تعلیم معلوم کر کے ہی اس کے دعویٰ کے متعلق صحیح نتیجہ نکالا جا سکتا ہے اور میں ان مقاصد کے متعلق احمدیت کی تعلیم کو اس امید اور یقین کے ساتھ پیش کرتا ہوں کہ جب آپ لوگ انصاف سے اس پر غور فرمائیں گے تو آپ پر ثابت ہو جائے گا کہ اگر ان چاروں مقاصد کو کوئی مذہب پورا کرتا ہے تو وہ صرف اسلام ہی ہے۔

ان چاروں مقاصد کے ذکر کرنے کے بعد آپ نے اس عظیم الشان تاثیر کا ذکر فرمایا ہے جو اس تعلیم پر عمل کرنے والوں کے دل و دماغ اور اخلاق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیدا فرمادی۔ آپ نے فرمایا کہ یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خیالات موجودہ کا آئینہ نہ تھے بلکہ زمانہ کی رو اور اس کے میلان کے بالکل خلاف تعلیم لیکر آئے تھے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو اس زمانہ میں خیالات کی رو دو جہات کی طرف مائل ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اور بندہ کے درمیان کوئی گہرا تعلق نہیں ہونا چاہیئے بلکہ انسان کو آزادی ملنی چاہیئے۔ چنانچہ تمام جدید اور قدیم مذاہب اپنے آپ کو اس رو کے مطابق بنا رہے ہیں اور عبادات کی حقیقت کو بدل کر یا اس میں کمی کر کے لوگوں کو اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

دوسری رو اس زمانہ میں یہ چل رہی ہے کہ لوگ فیصلہ کر بیٹھے ہیں کہ تمدنی بنیاد جو پچھلے کئی سو سال میں دنیا میں قائم ہوئی ہے اس میں کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیئے۔ نہ اس لئے کہ تمدن اعلیٰ اور اکمل ہے بلکہ اس لئے کہ لوگ اس کے عادی ہو چکے ہیں اور اب وہ اس کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔ نئے اور پرانے سب مذاہب اپنی تعلیمات کو اس تمدن کے مطابق کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کیونکہ جانتے ہیں کہ وہ اس کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ چنانچہ سود، پردہ، کثرت ازدواج ایسے تمام امور کے متعلق تمام مذاہب اپنی پوزیشن کو صاف کرنے کی فکر میں ہیں اور اپنی تعلیم کو رائج الوقت تمدنی خیالات کے مطابق بنا رہے ہیں۔ مگر برخلاف تمام لوگوں کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تعلیم کی بنیاد خالص مذہب پر رکھی ہے اور رائج الوقت خیالات پر ان کی بنیاد نہیں رکھی۔ پس آپ حقیقی معنوں میں مصلح تھے نہ کہ زمانہ کے منہ میں نے کی مانند۔ کہ جو کچھ وہ بجانا چاہتا تھا آپ علیہ السلام نے اس کو بلند آواز سے کہہ دیا۔ آپ علیہ السلام نے زمانہ کی دونوں موجوں کا مقابلہ کیا۔ مذہبی آزادی کا بھی اور تمدنی غلامی کا بھی۔ آپ علیہ السلام نے نہ تو عبادات میں کمی کی نہ ان کو اڑایا بلکہ آپ علیہ السلام نے اسلام کے قدیم حکم کی طرف دنیا کو توجہ دلائی اور عبادات کی حقیقت کو لوگوں پر ظاہر کیا اور ان کے دلوں میں عبادت کا سچا جوش پیدا کر کے خدا تعالیٰ سے ان کے تعلق کو مضبوط کیا۔

تمدنی غلامی سے بھی آپ علیہ السلام نے

لوگوں کو چھڑایا اور اس بھیڑ چال کی غلطی ان پر ظاہر کی جس میں وہ مبتلاء تھے اور اسلامی تمدنی تعلیم کی خوبی کو ظاہر کیا، سود کی برائی کو ظاہر کیا، پردہ کی خوبیوں کو واضح کیا، کثرت ازدواج کی ضرورت کو ثابت کیا، طلاق کی اہمیت کو بیان کیا، غرض وہ مسائل جن کے متعلق لوگ زمانہ کی رو کو دیکھ کر بول نہیں سکتے تھے ان کے متعلق علی الاعلان اسلامی تعلیم کو پیش کیا اور زمانہ کے خیالات کی پروا نہیں کی۔

اس موقع پر حضور رضی اللہ عنہ نے حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے شاگرد حضرت عبدالرحمٰن صاحب شہید کی المناک شہادتوں کا اور دنیا بھر کے احمدیوں کی قربانیوں کا ایمان افروز ذکر فرمایا۔ اور فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مذہبی دیوانگی پیدا نہیں کی اور نہ مذہب کو اپنی ذات کی محبت کے گرد لپیٹ کر لوگوں کی توجہ کو ایک ہی نقطہ پر جمع کر دیا ہے جیسا کہ ان لوگوں کا قاعدہ ہے جو باقی نیک خصلتوں کو نظر انداز کر کے صرف قربانی اور ایثار کا مادہ پیدا کرنا چاہتے ہیں بلکہ آپ نے ہر اک چیز کو اس کے مرتبہ کے مطابق پیش کیا ہے اور انسانی عقل کو ہر ممکن طریق سے زندہ رکھنے کی بلکہ ترقی دینے کی کوشش کی ہے۔ مگر باوجود اس کے آپ کی جماعت میں یہ مادہ نظر آتا ہے کہ وہ اپنی جان اور اپنا مال خدا تعالیٰ کے راستہ میں قربان کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ ان کی مثال صحابہ رسول کریم ﷺ کی ہے جن کی نسبت قرآن کریم فرماتا ہے فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ (سورۃ الاحزاب آیت 23) ان میں سے بعض نے اپنے ارادہ کو پورا کر دیا اور خدا کی راہ میں جان دے دی ہے اور بعض اس وقت کے منتظر ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ احمدیوں میں پیدا ہونے والے نیک اثرات کا ذکر کرتے ہوئے حضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ احمدی افراد اپنے لباس واطوار میں دوسرے لوگوں سے جدا نہیں ہیں مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم نے ان پر کچھ ایسا اثر کیا ہے کہ باوجود لباس وغیرہ میں تغیر نہ ہونے کے عام طور پر لوگ ان کو پہچان لیتے ہیں اور اس کی وجہ ان کے وہ اعلیٰ اخلاق ہیں جن کے ذریعہ سے وہ دوسروں سے ممتاز نظر آتے ہیں۔ ان کی زبانوں کا گالیوں اور فحش باتوں سے پاک ہونا ان کا دوسروں کی خاطر تکلیف اٹھانا اور ایثار سے کام لینا، ان کا دھوکے اور فریب سے بچنا یہ ان کو ہر مجلس میں ممتاز کر کے دکھا دیتا ہے اور وہ آدمی بھی جو احمدی کیریکٹر سے واقف ہو لیکن ایک احمدی کا ذاتی واقف نہ ہو اسے ریل یا جلسہ یا دوسری اجتماع کی جگہوں میں پہچان لیتا ہے۔

جاہل سے جاہل احمدی بھی کہیں نظر آئے تو اس کی عقل تیز اور اس کی بحث کی قابلیت غیر معمولی نظر آئے گی۔

احمدیوں میں عورتوں کے حقوق کی ادائیگی اور ان کو جائز قیود سے آزاد کرنے کا بھی خاص خیال پایا جاتا ہے مگر باوجود اس کے وہ مذہب کے خلاف کوئی بات نہیں کرتے۔ ان میں مذہبی رواداری تمام اقوام سے زیادہ ہے۔ ایک عظیم الشان تبدیلی جو احمدی جماعت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیدا کر دی وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا احساس ہے جو لوگ تربیت کے نیچے آ چکے ہیں وہ ماہوار سولہواں حصہ دینی کاموں کے لئے بطور چندہ کے دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ خاص خاص چندوں میں بھی ان کو حصہ لینا پڑتا ہے اور بعض تو اپنی آمدنیوں اور جائیداد کے 10 / 1 سے 3 / 1 حصے تک کی بھی قربانی دے رہے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم الشان روحانی معجزہ اور تاثیر کا اثر غیروں پر بلکہ دشمنان احمدیت پر بھی ہے وہ بھی یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ

اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اگر کہیں دیکھنا ہے تو وہ قادیان کی بستی ہے۔

سامعین کرام! یہ عظیم الشان لیکچر جس نے سامعین کو ایک گھنٹہ تک ورطۂ حیرت میں مبتلا کر دیا اور سب نے نہایت غور اور توجہ سے جسے سنا اس کے متعلق بیسیوں دانشوروں نے اپنی آراء پیش کیں جن میں سے صرف ایک اس وقت کے اخبار مانچسٹر گارڈین سے پیش کرتا ہوں اخبار لکھتا ہے۔

"اس کانفرنس میں ایک ہلچل ڈالنے والا واقعہ جو اس وقت ظاہر ہوا وہ آج سہ پہر کو اسلام کے ایک نئے فرقہ کا ذکر تھا۔ نئے فرقہ کا لفظ ہم نے آسانی کے لئے اختیار کیا ہے ورنہ یہ لوگ اس کو درست نہیں سمجھتے۔ اس فرقہ کی بنا ان کے قول کے بموجب آج سے چونتیس سال پہلے اس مسیح نے ڈالی جس کی پیشگوئی بائبل اور دوسری کتابوں میں ہے اس سلسلہ کا یہ دعویٰ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے صریح الہام کے ماتحت اس سلسلہ کی بنیاد اس لئے رکھی ہے کہ وہ نوع انسان کو اسلام کے ذریعہ خدا تعالیٰ تک پہنچائے۔ ایک ہندوستان کے باشندے نے جو سفید دستار باندھے ہوئے ہے اور جس کا چہرہ نورانی اور خوش کن ہے اور سیاہ داڑھی رکھتا ہے اور جس کا لقب ہز ہولینس خلیفۃ المسیح الحاج میرزا بشیر الدین محمود احمد یا اختصاراً خلیفۃ المسیح ہے مندرجہ بالا تحدی اپنے مضمون میں پیش کی۔ جس کا عنوان ہے "اسلام میں احمدیہ تحریک"...... آپ کے ایک اور شاگرد نے جو سرخ رومی ٹوپی پہنے ہوئے تھا۔ آپ کا پرچہ کمال خوبی کے ساتھ پڑھا...... آپ نے اپنے مضمون کو جس میں زیادہ تر اسلام کی حمایت اور تائید تھی ایک پر جوش اپیل کے ساتھ ختم کیا۔ جس میں انہوں نے حاضرین کو اس نئے مسیح اور اس نئی تعلیم کے قبول کرنے کے لئے مدعو کیا۔ اس بات کا بیان کر دینا بھی ضروری ہے کہ اس پرچہ کے بعد جس قدر تحسین وخوشنودی کا چیئرز کے ذریعہ اظہار کیا گیا اس سے پہلے کسی پرچہ پر ایسا نہیں کیا گیا تھا"

اب آخر میں خاکسار حضرت اقدس مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے درج ذیل ارشاد پر اپنی تقریر کو ختم کرتا ہے جو حضور نے اپنے اس معرکۃ الآراء لیکچر کے آخر میں ارشاد فرمایا

فرماتے ہیں ...... میں اپنے خطاب کو کسی خاص قوم تک محدود نہیں رکھتا نہ کسی خاص ملک تک بلکہ میں سب دنیا کے لوگوں کو اس خدا کے پیغام کی طرف بلاتا ہوں جس نے اپنی تقسیم میں کسی قوم سے بخل نہیں کیا۔ جس نے اپنی رحمت کے دروازے ہر ایک ملک کے لوگوں کیلئے یکساں طور پر کھلے رکھے ہیں اور کہتا ہوں کہ اے امریکہ اور یورپ کے لوگو! اے آسٹریلیا اور افریقہ کے لوگو! اے ایشیا کے باشندو! خواب غفلت کو ترک کرو اور آنکھیں کھولو۔ خدا کی محبت کا سورج قادیان کی گمنام سرزمین سے چڑھا ہے تا ہر اک کو اس ازلی بادشاہ کے پیار کی یاد دلائے جو اسے اپنے بندوں سے ہے تا شکوک وشبہات کی تاریکیاں مٹ جائیں۔ تا غفلت اور بے پرواہی کی سردیاں دور ہو جائیں تا فسق وفجور اور ظلم اور خونریزی اور فساد اور ہر قسم کی بدیوں کے راہزن جو انسان کے متاع ایمان اور دولت امن کو ہر وقت لوٹنے کی فکر میں رہتے تھے بھاگ جائیں اور تاریک غاروں میں جا چھپیں جو ان کی اصل جگہ ہے، تا پاک دل اور پاک نفس بندے جو دنیا میں بمنزلہ فرشتوں کے ہیں اسکی روشنی کی مدد سے اس سانپ کا سر کچلیں جسنے حوا اور آدم کی ایڑی کو ڈسا تھا اور شیطان کی زہریلی کچلیوں کو توڑیں اور اسکے شر سے دنیا کو ہمیشہ کیلئے بچا لیں۔

ہاں اے مشرق ومغرب کی سرزمین کے بسنے والو! سب خوش ہو جاؤ اور افسردگی کو دلوں سے نکال دو کہ آخر وہ دولھا جس کی تم کو انتظار تھی آ گیا ہے۔ آج تمہارے لئے غم اور فکر جائز نہیں، آج تمہارے لئے حسرت واندوہ کا موقع نہیں بلکہ خرمی وشادمانی کا زمانہ ہے۔ مایوسی کا وقت نہیں بلکہ امیدوں اور آرزوؤں کی گھڑیاں ہیں۔ پس تقدیس کے سنگھار سے اپنے آپ کو زینت دو اور پاکیزگی کے زیوروں سے اپنے آپ کو سجاؤ کہ تمہاری دیرینہ آرزوئیں بر آئیں اور تمہاری صدیوں کی خواہشیں پوری ہوئیں۔ تمہارا رب خود چل کر تمہارے گھروں میں آ گیا اور تمہارا مالک آپ تمہاری رضامندی کا طالب ہوا۔ آؤ آؤ! کہ ہم سب اپنے بچوں والے تنازعات کو بھول کر اسکے فرستادہ کے ہاتھ پر جمع ہو جائیں اور اسکی حمد کے ترانے گائیں اور ثناء کے قصیدے پڑھیں اور اسکے دامن کو ایسی مضبوطی سے پکڑ لیں کہ پھر وہ یار یگانہ بھی ہم سے جدا نہ ہو۔ آمین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔ ......☆......☆...........☆......☆......

ارشاد نبوی ﷺ

اگر کسی کو علم کی بات معلوم ہو تو بتا دینی چاہئے
اور جسے علم کی کوئی بات معلوم نہ ہو تو سوال ہونے پر وہ جواب دے کہ
اَللّٰهُ اَعْلَمُ (بخاری، کتاب التفسیر)

طالب دعا : خورشید احمد گنائی صاحب واہل خانہ (امیر جماعت احمدیہ رشی نگر، صوبہ جموں کشمیر)

ویمبلے کانفرنس کے واقعات کی جلسہ مذاہب اعظم کے واقعات سے مشابہت

(مکرم سیّد طفیل احمد شہباز صاحب، مبلغ سلسلہ نظارت نشر واشاعت قادیان)

کسی بھی مذاہب کے ماننے والے مرور زمانہ کی وجہ سے اپنے منبع سے دور ہٹنے کے باعث اپنے ہی مذہب کی پیش کردہ صداقتوں سے منحرف ہو جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے قبل اکثر و بیشتر تمام مذاہب وحی والہام کے منکر ہو چکے تھے۔ حقیقی مذہب کی صحیح روشنی سے منور ہونے اور استفادہ کرنے کی بجائے فرقہ پرستی کو فروغ ہو رہا تھا۔ نئی سے نئی بدعت وجود میں آ رہی تھی۔ اپنی الہامی کتب سے فیض یاب ہونے کی بجائے پادریوں، پنڈتوں اور مولویوں کی بے نور کتب کو اہمیت دی جا رہی تھی۔ اہل مشرق، اہل مغرب کی شاندار دنیاوی ترقیات سے سحر زدہ تھے جو مذہب کو ذاتی معاملہ سمجھ کر مادی برتری اور مادیت کی دوڑ میں بہت آگے نکل گئے تھے۔ دونوں معاشروں کے اس فرق سے مذہب سے ایک عمومی دوری، نفرت اور بغاوت کی کیفیت پیدا ہونے لگی۔ زندگی کے حقائق کو قوانین قدرت اور عقلی معیاروں پر پرکھا جانے لگا۔

ایسی بودی اور کمزور بنیاد پر تعمیر ہونے والے نظریات نے مذاہب پر بڑے زور آور حملے کئے۔ مذاہب میں بگاڑ کی وجہ سے اہل مذاہب کے پاس ان حملوں کا کوئی توڑ نہ تھا۔ اس لئے راہ فرار کے طور پر رہبانیت، تصوف، چلہ کشی، الٹے سیدھے وظائف، پیر پرستی، قبر پرستی جیسی تحریکات اور بدعات نے جنم لیا۔

مسلمانوں نے بھی تیزی سے اس گمراہی میں قدم بڑھانا شروع کر دیا۔ جب حالات مزید دگرگوں ہوئے تو قریباً ہر مذہب میں ایک موعود مصلح کی تلاش شروع ہوئی۔ اس کے ظہور کے وقت کا بار بار تعین کیا جاتا۔ مسجدوں، مندروں، گرجاؤں اور عبادت گاہوں میں دھواں دھار تقاریر سے اس خیالی موعود کے تصور کو سنہری رنگ دیا جاتا کہ ہماری تمام مشکلات کا حل اس کے ظہور پر ہوگا۔ اس کے آنے میں تاخیر پر مرثیے لکھے گئے، شکوے تحریر کئے گئے جو فی الواقعہ بہت دردناک ہیں۔

ان مساعی نے اہل مذہب کو سکون بخشنے کی بجائے خدا سے دوری بلکہ خدا کی ہستی کے متعلق شبہات پیدا کئے۔ اس صورت حال کا یہ حل ڈھونڈا گیا کہ مذاہب آپس میں دست وگریبان ہو جائیں۔ جو مذہب جتنا حق سے دور اور کمزور تھا اتنا ہی زوردار حملہ آور بننے کی کوشش کرنے لگا۔ اپنی خوبیاں بیان کرنے کی بجائے دوسرے مذاہب کی برائیاں بیان کی جاتیں۔ پھر ہر ایک مذہب میں فرقہ واریت کے ناسور ابھرنے لگے۔ آخر کار تمام پرانے مذاہب "اَلْكُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَہ" بن کر اسلام پر حملہ آور ہوئے۔ مسلمانوں کی بدقسمتی کہ ایسے شدید حملوں کو برداشت کرنے کی ان میں سکت نہ تھی اور عقائد و اعمال میں ان کی اپنی پیدا کردہ بد صورتی نے دفاع کی قوت کو مزید کمزور کر دیا۔

۱۸۲۰ء میں برہمو سماج، ۱۸۷۵ء میں سوامی دیانند نے 'آریہ سماج' جیسی قومی اور نسلی تحریک کی بنیاد رکھی۔ ہندوستان میں برطانوی حکومت کی آمد کے ساتھ عیسائی پادریوں نے اسلام پر یلغار کر دی۔ چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے لاکھوں مسلمان مرتد ہو کر عیسائی ہو گئے۔ قادیان کے قریب بٹالہ میں ۲۱ نومبر ۱۸۸۷ء کو مشن چرچ کی بنیاد رکھی گئی۔

دسمبر 1896ء میں لاہور میں جلسہ مذاہب اعظم منعقد کیا گیا، جس کا انتظام سناتن دھرم کے راہنماؤں کی طرف سے کیا گیا۔ 1896ء میں سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ادیانِ عالَم پر اسلام کی برتری اور دنیا بھر کی الہامی کتب پر قرآن کریم کی عظمت ثابت کرنے کے لئے ایک مضمون رقم فرمایا تھا جو 1896ء میں لاہور میں منعقد ہونے والے جلسہ اعظم مذاہب میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ نے پڑھ کر سنایا تھا۔ بعدازاں یہی مضمون ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کے نام سے شائع ہوا اور اپنوں اور غیروں نے اس عظیم الشان مضمون کو شاندار خراج تحسین پیش کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سے قبل ایک اعلان کیا جو کہ ''سچائی کے طالبوں کے لئے ایک عظیم الشان خوشخبری'' کے موضوع سے کثیر تعداد میں شائع ہوا۔ آپؑ نے بیان کیا کہ جو مضمون آپؑ نے اس جلسہ کے لئے لکھا ہے وہ ''انسانی طاقتوں سے برتر اور خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان اور خاص اس کی تائید سے لکھا گیا ہے...... مجھے خدائے علیم نے الہام سے مطلع فرمایا ہے کہ یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئے گا......اور مجھے یہ الہام ہوا اِنَّ اللّٰہَ مَعَكَ اِنَّ اللّٰہَ يَقُوْمُ اَيْنَ مَا قُمْتَ یعنی خدا تیرے ساتھ ہے۔ اور خدا وہیں کھڑا ہوتا ہے جہاں تو کھڑا ہو''۔

(مجموعہ اشتہارات جلد 02 صفحہ 294,293)

امر واقعہ یہ ہے کہ الٰہی تائید یافتہ اس مضمون نے دنیا بھر کے دانشکدوں میں ایسا زلزلہ بپا کیا کہ نہ صرف عظیم مفکّرین اس کی تعریف و توصیف میں رطب اللّساں ہو گئے بلکہ اُس زمانے کے اخبارات نے بھی جلسہ اعظم مذاہب سے متعلق اپنی رپورٹس اور ریویوز میں واضح طور پر اس مضمون کی عظمت کا اقرار کرتے ہوئے اسے جلسہ میں پڑھے جانے والے تمام مضامین میں اعلیٰ ترین قرار دیا۔ اور دنیا بھر سے تعلق رکھنے والے عظیم دانشوروں کا اس مضمون کے لئے اظہار عقیدت یقینا سلطان القلم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات گرامی کے لئے بھی شاندار خراج تحسین ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے پہلے ہی سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہاماً بتا دیا تھا کہ

''مضمون بالا رہا''

''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کا مضمون بلاشبہ قرآن کریم کے حقائق و معارف کی بے نظیر تفسیر اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بے پایاں عشقِ قرآن کا مظہر ہے۔ جس طرح سو سال پہلے یہ مضمون دنیا بھر کے مذاہب کے مقابل پر اسلام کی ایک شاندار فتح کا اعلان تھا اور دیگر الہامی کتب کے مقابل پر قرآن کریم کی برتری کا بے مثال اظہار تھا، اسی طرح آج بھی یہ اسلامی تعلیمات کی حقیقی روح کو دنیا کے سامنے ایک نمایاں شان کے ساتھ پیش کرنے کے قابل ہے کیونکہ یہ وہ اعجازی مضمون ہے جس کے غلبہ کی بشارت دیتے ہوئے جلسہ سے قبل ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ اس میں سچائی اور حکمت اور معرفت کا وہ نُور ہے جو دوسری قوموں کو شرمندہ کر دے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور خدائی وعدوں کے مطابق اس جلسہ میں

''اَللّٰہُ اَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَر''

کے روحانی نظارہ کا وہ سماں پیدا ہوا جس نے مذاہبِ باطلہ کے محلّات ایک بار پھر زمیں بوس کر دیئے۔ جو مضمون اس جلسہ میں خدائی نصرت کے ساتھ پڑھا گیا وہ کتابی صورت میں دنیا بھر کی بڑی بڑی پچاس سے زائد زبانوں میں شائع ہو کر ہر خاص و عام سے مقبولیت کی سند حاصل کر چکا ہے۔

جلسے سے قبل ہی حضور علیہ السلام کو الہام ہوا کہ ''یہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئے گا'' چنانچہ حضورؑ نے 21 دسمبر 1896ء کو ایک اشتہار شائع کر کے تاکید فرمائی کہ اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی جائے۔ اس اشتہار میں دیگر تمام مضامین پر اس مضمون کے غالب رہنے کی الہامی خبر بیان کی گئی تھی۔ چنانچہ لاہور میں مخالفین کی طرف سے اس اشتہار کو اُتارنے اور پھاڑ کر ضائع کر دینے کی کوششوں کے باوجود احمدیوں نے اس اشتہار کی بھرپور اشاعت کی اور کئی راتیں شہر کی نمایاں جگہوں پر اسے آویزاں کرنے کے لیے غیر معمولی مشقّت برداشت کی۔ جب جلسے کے دوران حضور علیہ السلام کے رقم فرمودہ مضمون کو پڑھے جانے کا وقت ہوا تو اتنی مخلوق وہاں پہنچی کہ گنجائش نکالنے کے لیے سمٹنا اور سکڑنا پڑا۔ لیکچر اسلامی اصول کی فلاسفی کا پس منظر اور تبصرہ بیان کرتے ہوئے محترم مولانا جلال الدین شمس مرحوم فرماتے ہیں کہ:

''ایک صاحب سوامی سادھو شوگن چندر نامی جو تین چار سال تک ہندوؤں کی کائستھ قوم کی اصلاح و خدمت کا کام کرتے رہے تھے ۱۸۹۲ء میں انہیں یہ خیال آیا کہ جب تک سب لوگ اکٹھے نہ ہوں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ آخر انہیں ایک مذہبی کانفرنس کے انعقاد کی تجویز سوجھی۔ چنانچہ اس نوعیت کا پہلا جلسہ اجمیر میں ہوا۔ اس کے بعد وہ ۱۸۹۶ء میں دوسری کانفرنس کے لئے لاہور کی فضا کو موزوں سمجھ کر اس کی تیاری میں لگ گئے۔

سوامی صاحب نے اس مذہبی کانفرنس کے انتظامات کے لئے ایک کمیٹی بنائی جس کے پریذیڈنٹ ماسٹر درگا پرشاد اور چیف سیکرٹری چیف کورٹ لاہور کے ایک ہندو پلیڈر لالہ دھنپت رائے بی.اے، ایل ایل بی تھے۔

کانفرنس کے لئے 26/ 27/ 28/ دسمبر 1896ء کی تاریخیں قرار پائیں اور جلسہ کی کارروائی کے لئے چھ موڈریٹر صاحبان نامزد کئے گئے۔

(رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب صفحہ ''ب'' مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور 1897ء)

سوامی شوگن چندر صاحب نے کمیٹی کی طرف سے جلسہ کا اشتہار دیتے ہوئے مسلمانوں، عیسائیوں اور آریہ صاحبان کو قسم دی کہ اُن کے نامی علماء ضرور اس جلسہ میں اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان فرمائیں۔ اور لکھا کہ جو جلسۂ اعظم مذاہب کا بمقام لاہور ٹاؤن ہال قرار پایا ہے اس کی اغراض یہی ہیں کہ سچے مذہب کے کمالات اور خوبیاں ایک عام مجمع مہذبین میں ظاہر ہو کر اُس کی محبت دلوں میں بیٹھ جائے اور اُس کے دلائل اور براہین کو لوگ بخوبی سمجھ لیں۔ اور اس طرح ہر ایک مذہب کے بزرگ واعظ کو موقع ملے کہ وہ اپنے مذہب کی سچائیاں دوسرے کے دلوں میں بٹھا دے اور سننے والوں کو بھی یہ موقع حاصل ہو کہ وہ ان سب بزرگوں کے مجمع میں ہر ایک تقریر کا دوسرے کی تقریر کے ساتھ موازنہ کریں اور جہاں حق کی چمک پاویں اُس کو قبول کرلیں......

پھر انہیں ترغیب دیتے ہوئے لکھا:

''کیا میں قبول کرسکتا ہوں کہ جو شخص دوسروں کو ایک مہلک بیماری میں خیال کرتا ہے اور یقین رکھتا ہے کہ اُس کی سلامتی میری دوا میں ہے اور بنی نوع کی ہمدردی کا دعویٰ بھی کرتا ہے وہ ایسے موقعہ میں جو غریب بیمار اس کو علاج کے لئے بلاتے ہیں وہ دانستہ پہلوتہی کرے؟ میرا دل اِس بات کے لئے تڑپ رہا ہے کہ یہ فیصلہ ہو جائے کہ کونسا مذہب درحقیقت سچائیوں اور صداقتوں سے بھرا ہوا ہے۔ اور میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن کے ذریعہ میں اپنے اس سچّے جوش کو بیان کرسکوں۔''

(روحانی خزائن جلد 10 پیش لفظ صفحہ 9)

اِس مذہبی کانفرنس یا جلسہ اعظم مذاہب لاہور میں شمولیت کے لئے مختلف مذاہب کے نمائندوں نے سوامی صاحب کی دعوت قبول کی اور دسمبر 1896ء کے بڑے دن کی تعطیلات میں بمقام لاہور ایک جلسۂ اعظم مذاہب منعقد ہوا جس میں مختلف مذاہب کے نمائندوں نے کمیٹی جلسہ کی طرف سے اعلان کردہ پانچ سوالوں پر تقریریں کیں......اِس جلسہ میں جو 26/دسمبر سے 29/دسمبر تک ہوا۔ سناتن دھرم، ہندوازم، آریہ سماج، فری تھنکر، برہمو سماج، تھیوسوفیکل سوسائٹی، ریلیجن آف ہارمنی، عیسائیت، اسلام اور سکھ ازم کے نمائندوں نے تقریریں کیں لیکن ان تمام تقاریر میں سے صرف ایک ہی تقریر ان سوالات کا حقیقی اور مکمل جواب تھی۔ جس وقت یہ تقریر حضرت مولوی عبدالکریمؓ سیالکوٹی نہایت خوش الحانی کے ساتھ پڑھ رہے تھے۔ اُس وقت کا سماں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ کسی مذہب کا کوئی شخص نہیں تھا جو بے اختیار تحسین و آفرین کا نعرہ بلند نہ کر رہا ہو۔ کوئی شخص نہ تھا جس پر وجد اور محویّت کا عالم طاری نہ ہو۔ طرزِ بیان نہایت دلچسپ اور ہر دلعزیز تھا۔ اس سے بڑھ کر اس مضمون کی خوبی کی اور کیا دلیل ہوگی کہ مخالفین تک عش عش کر رہے تھے۔ مشہور و معروف انگریزی اخبار سول ملٹری گزٹ لاہور نے باوجود عیسائی ہونے کے صرف اِسی مضمون کی اعلیٰ درجہ کی تعریف لکھی اور اِسی کو قابلِ تذکرہ بیان کیا۔

یہ مضمون حضرت مرزا غلام احمدؑ صاحب قادیانی بانیٔ جماعت احمدیہ کا لکھا ہوا تھا۔ اس مضمون کے مقررہ وقت میں جو دو گھنٹہ تھا ختم نہ ہونے کی وجہ سے ۲۹/دسمبر کا دن بڑھایا گیا۔ ''پنجاب آبزرور'' نے اس مضمون کی توصیف میں کالموں کے کالم بھر دیئے۔ پیسہ اخبار، چودھویں صدی، صادق الاخبار، مخبر دکن و اخبار ''جنرل و گوہر آصفی'' کلکتہ وغیرہ تمام اخبارات بالاتفاق اِس مضمون کی تعریف و توصیف میں رطبُ اللِّسان ہوئے۔ غیر اقوام اور غیر مذاہب والوں نے اس مضمون کو سب سے بالاتر مانا۔

(رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب صفحہ ۷۹، ۸۰ مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور ۱۸۹۷ء)

یہ مضمون پہلے ''رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب'' لاہور میں من وعن شائع ہوا۔ اور جماعت احمدیہ کی طرف سے ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کے عنوان کے ماتحت کتابی صورت میں اس کے کئی ایڈیشن اردو اور انگریزی میں شائع ہو چکے ہیں۔ علاوہ ازیں اس کا ترجمہ فرانسیسی۔ ڈچ۔ سپینش۔ عربی۔ جرمن وغیرہ زبانوں میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ اور اِس پر بڑے بڑے فلاسفروں اور غیر ملکی اخبارات و رسائل کے ایڈیٹروں نے بھی نہایت عمدہ ریویو لکھے اور مغربی مفکّرین نے اس لیکچر کو بے حد سراہا۔ مثلاً

1۔ ''برسٹل ٹائمز اینڈ مرر'' نے لکھا: ''یقینا وہ شخص جو اس رنگ میں یورپ و امریکہ کو مخاطب کرتا ہے کوئی معمولی آدمی نہیں ہوسکتا۔''

2۔ ''سپر یچوال جرنل'' بوسٹن نے لکھا: ''یہ کتاب بنی نوع انسان کے لئے ایک خالص بشارت ہے۔''

3۔ ''تھیاسوفیکل بُک نوٹس'' نے لکھا: ''یہ کتاب محمد (صلعم) کے مذہب کی بہترین اور سب سے زیادہ دلکش تصویر ہے۔''

4۔ ''انڈین ریویو'' نے لکھا: ''اِس کتاب کے خیالات روشن، جامع اور حکمت سے پُر ہیں اور پڑھنے والے کے منہ سے بے اختیار اس کی تعریف نکلتی ہے۔''

5۔ ''مسلم ریویو'' نے لکھا: ''اس کتاب کا مطالعہ کرنے والا اس میں بہت سے سچّے اور عمیق اور اصلی اور رُوح افزا خیالات پائے گا۔''

(دیباچہ روحانی خزائن جلد 10)

اس مضمون کی یہ خوبی ہے کہ اِس میں کسی دوسرے مذہب پر حملہ نہیں کیا گیا بلکہ محض اسلام کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں اور سوالات کے جوابات قرآن مجید ہی سے دیئے گئے ہیں اور ایسے طور پر دیئے گئے ہیں کہ جن سے اسلام کا تمام مذاہب سے اکمل اور احسن اور اتم ہونا ثابت ہوتا ہے۔

(سلسلہ احمدیہ مؤلفہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب صفحہ 69)

خدائی وعدوں کے مطابق اس جلسے میں نصرتِ الٰہی کے روحانی نظارے کا وہ سماں پیدا ہوا جس نے مذاہبِ باطلہ کے محلّات سینکڑوں سال بعد ایک بار پھر زمیں بوس کر دیے۔

''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کے نام سے شائع ہونے والے اس مضمون میں سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پانچ اہم سوالات کا قرآن کریم کی روشنی میں جواب دیا ہے اور ایسے دلنشیں پیرائے میں تشریح فرمائی ہے جو روحوں پر وجد طاری کر دینے والی اور اسلام کی عظمت کو دلوں میں قائم کرنے والی ہے۔

اس کتاب نے مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے اذہان اور مختلف زبانیں بولنے والے دانشمندوں کے خیالات میں جو مثبت انقلاب برپا کیا ہے اُس کی ایک مثال عرض ہے کہ ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' میں بیان شدہ مضمون کو خراجِ عقیدت پیش کرنے والوں میں بہت سے عرب علماء بھی شامل ہیں۔

حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال رضی اللہ عنہ ایک بار دلّی میں مسز سروجنی نائیڈو سے ملنے گئے جو کانگریس کی صف اوّل کی لیڈر تھیں۔ وہ ہندوستان کی آزادی کے وقت ایک صوبے کی گورنر بھی رہیں، انگریزی کی بہت اچھی شاعرہ تھیں اور ''بلبل ہند'' کے لقب سے معروف تھیں۔ حضرت چوہدری صاحبؓ تبلیغ کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔ آپؓ بیان فرماتے ہیں کہ موصوفہ سے میں نے کہا کہ آپ کرشن اوّل کو تو مانتی ہیں کرشن ثانی کو کیوں نہیں مانتیں؟ مسز نائیڈو نے اپنے نوکر کو آواز دے کر کہا میرے سرہانے کے نیچے جو کتاب ہے وہ اٹھا لاؤ۔ نوکر کتاب لے کر آیا اور مسز نائیڈو کی طرف بڑھائی۔ انہوں نے کہا یہ چوہدری صاحب کو دو۔ چودھری صاحبؓ نے اسے کھولا تو معلوم ہوا کہ وہ ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کا انگریزی ترجمہ ہے۔ آپؓ کے چہرے پر حیرت اور خوشی کی لہر دیکھ کر مسز نائیڈو نے کہا: کیا آپ اب بھی کہتے ہیں کہ مَیں کرشن ثانی کو نہیں مانتی؟

قارئین محترم! اس شاندار کتاب کے تعارفی کلمات کے علاوہ چند مثالیں پیش کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص تائید کے ساتھ سلطان القلم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلم سے جو مضمون رقم کروایا تھا اور جس نے گزشتہ سوا سو سال میں ہر قوم کے نیک طبع قلوب اور پاکیزہ اذہان میں اسلام کی حقّانیت کا بیج بویا ہے اور اہلِ ایمان میں تعلق باللہ کے پودے کی آبیاری کی ہے، یہ وہ الٰہی تائید یافتہ کلام ہے جو سوا سو سال پہلے بھی غالب تھا، آج بھی ہے اور قیامت تک ادیانِ عالَم پر دین اسلام کی صداقت اور قرآن کریم کی برتری کی مُہر ثبت کرتا چلا جائے گا۔ اور بلاشبہ اِس زمانہ میں یہ بھی اُن تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جسے مسیح محمدیؑ نے اپنے غلاموں کے ہاتھوں میں دے کر یہ اعلان فرمایا تھا:

''اَللّٰہُ اَکْبَر۔ خَرِبَتْ خَیْبَر''

اب مَیں اس مضمون اسلام کے بطل جلیل حضرت مسیح موعودؑ کے موعود بیٹے کی جانب کو لے جانا چاہتا ہوں جنہوں نے نہ صرف برصغیر میں بلکہ انگلستان جا کر 1924 میں ویمبلے کانفرنس میں اسلام کی حسین تعلیم کو ایسے پیرائے میں پیش

کیا کہ غیر بھی اس مضمون سے متاثر ہوئے بغیر رہ نہ سکے اور برملا کہہ اُٹھے کہ اس کانفرنس کا سب سے زیادہ بہترین اور اعلیٰ مضمون یہی ہے جو اسلام کی جانب سے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کی طرف سے پیش کیا گیا ہے۔

۲۳/ستمبر ۱۹۲۴ء کا دن سرزمین انگلستان کا وہ سنہری دن ہے جب امپیریل انسٹی ٹیوٹ لندن میں منعقدہ کانفرنس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے رقم فرمودہ مضمون کا انگریزی ترجمہ حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ نے پڑھ کر سُنایا۔ اجلاس سر تھیو ڈور ماریسن (Sir Theodore Morison) کی صدارت میں ہوا۔ اگرچہ حضورؓ کے مقالہ کا وقت پانچ بجے شام مقرر کیا گیا تھا اور سامعین اس سے قبل اڑھائی گھنٹے تک اسلام کے بارہ میں چند لیکچرز سن بھی چکے تھے لیکن حضورؓ کا وقت شروع ہونے پر نہ صرف یہ کہ موجود سامعین اپنی جگہ سے نہ ہلے بلکہ بہت سے نئے لوگ ہال میں آگئے اور ہال کھچا کھچ بھر گیا۔ حضور مع خدام سٹیج پر تشریف فرما تھے۔ صاحبِ صدر کی طرف سے دعوتِ خطاب پر حضور نے کھڑے ہو کر اعلان فرمایا کہ حضور کا مضمون حضورؓ کے مرید چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب بارایٹ لاء پڑھ کر سنائیں گے اور ازراہ شفقت حضورؓ نے محترم چودھری صاحب کے کان میں فرمایا:

’’گھبرانا نہیں۔ مَیں دُعا کروں گا۔‘‘

حضرت چودھری صاحبؓ نے نہایت عمدہ لہجہ میں اور بہت روانی کے ساتھ مضمون پڑھا جس سے حاضرین پر وجد کی سی کیفیت طاری ہوگئی مضمون میں مختلف پہلوؤں سے اسلامی تعلیمات، غلامی، سود، تعدد ازدواج وغیرہ امور پر نہایت مؤثر رنگ میں روشنی ڈالی گئی تھی، تمام مردوں اور خواتین نے نہایت محویت کے عالم میں مضمون سنا اور مضمون ختم ہونے پر ہر ایک نے لمبے وقت تک داد و تحسین کا اظہار کیا حتیٰ کہ صاحب صدر کو اپنی صدارتی تقریر شروع کرنے میں دیر لگ گئی۔ مسٹر تھیوڈور ماریسن صدر اجلاس نے شاندار الفاظ میں حضورؓ کو مضمون کی نہایت اعلیٰ کامیابی پر مبارک باد دی اور اقرار کیا کہ حضور کا مضمون بہترین مضمون تھا۔

(تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 452)

اجلاس ختم ہونے پر سر تھیوڈر ماریسن دیر تک سٹیج پر کھڑے کھڑے مختلف باتیں کرتے رہے۔ اور بار بار مضمون کی تعریف کرتے رہے۔ مضمون کے پڑھنے پر لوگوں نے مکرم چودھری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کو بھی بہت مبارکباد دی۔

چنانچہ (فری چرچ کے ہیڈ) ڈاکٹر والٹر واش نے جو خود فصیح البیان لیکچرار تھے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا۔

’’میں نہایت خوش قسمت ہوں کہ مجھے یہ لیکچر سننے کا موقعہ ملا۔ قانون کے ایک پروفیسر نے بیان کیا کہ جب وہ مضمون سن رہا تھا تو یہ محسوس کر رہا تھا کہ یہ دن گویا ایک نئے دور کا آغاز کرنے والا ہے پھر کہا اگر آپ لوگ کسی اور طریق سے ہزاروں ہزار روپیہ بھی خرچ کرتے تو اتنی زبردست کامیابی حاصل نہیں کر سکتے تھے۔‘‘

ایک پادری منش نے کہا تین سال ہوئے مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ ’’حضرت مسیح تیرہ حواریوں کے ساتھ یہاں تشریف لائے ہیں اور اب میں دیکھتا ہوں کہ یہ خواب پورا ہو گیا ہے‘‘

(بحوالہ الفضل 30/ستمبر 1924ء صفحہ 6 الف)

مس شارپلز (کانفرنس کی سیکرٹری) نے کہا کہ ’’لوگ اس مضمون کی بہت تعریف کرتے ہیں اور خود ہی بتایا کہ ایک صاحب نے ہز ہولی نیس (خلیفۃ المسیح الثانی) کے متعلق کہا یہ اس زمانہ کا لوتھر معلوم ہوتا ہے بعض نے کہا ان کے سینہ میں ایک آگ ہے۔ ایک نے کہا یہ تمام پرچوں سے بہتر پرچہ تھا۔‘‘

ایک جرمن پروفیسر نے جلسہ کے بعد سڑک پر چلتے ہوئے آگے بڑھ کر حضور کی خدمت میں مبارکباد عرض کی اور کہا ’’میرے پاس بعض بڑے بڑے انگریز بیٹھے کہہ رہے تھے یہ نادر خیالات ہیں جو ہر روز سننے میں نہیں آتے۔‘‘

مسٹر لین نے جو انڈیا آفس میں ایک بڑے عہدیدار تھے تسلیم کیا کہ خلیفۃ المسیح کا پرچہ سب سے اعلیٰ اور بہترین پرچہ تھا

(الفضل 13 اکتوبر 1924ء صفحہ 4،5)۔

پریس نے بھی اس عظیم الشان لیکچر کی نمایاں خبریں شائع کیں اور اس کی عظمت کا اقرار کیا۔ چنانچہ ’’مانچسٹر گارڈین‘‘ نے (24 ستمبر 1924ء کی اشاعت میں) لکھا۔

’’اس کانفرنس میں ایک ہلچل ڈالنے والا واقعہ جو اس وقت ظاہر ہوا وہ آج سہ پہر کو اسلام کے ایک نئے فرقہ کا ذکر تھا۔ نئے فرقہ کا لفظ ہم نے آسانی کے لئے اختیار کیا ہے ورنہ یہ لوگ اس کو درست نہیں سمجھتے تھے۔ اس فرقہ کی بنا ان کے قول کے بموجب آج سے چونتیس سال پہلے اس مسیح نے ڈالی جس کی پیشگوئی بائبل اور دوسری کتابوں میں ہے اس سلسلہ کا یہ دعویٰ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے صریح الہام کے ماتحت اس سلسلہ کی بنیاد اس لئے رکھی ہے کہ وہ نوع انسان کو اسلام کے ذریعہ خدا تعالیٰ تک پہنچائے۔ ایک ہندوستان کے باشندے نے جو سفید دستار باندھے ہوئے ہے اور جس کا چہرہ نورانی اور خوش کن ہے اور سیاہ داڑھی رکھتا ہے اور جس کا لقب ہز ہولی نس خلیفۃ المسیح الحاج میرزا بشیر الدین محمود احمد یا اختصاراً خلیفۃ المسیح ہے مندرجہ بالا تحدی اپنے مضمون میں پیش کی۔ جس کا عنوان ہے ’’اسلام میں احمدیہ تحریک‘‘...... آپ کے ایک اور شاگرد نے جو سرخ رومی ٹوپی پہنے ہوئے تھا۔ آپ کا پرچہ کمال خوبی کے ساتھ پڑھا...... آپ نے اپنے مضمون کو جس میں زیادہ تر اسلام کی حمایت اور تائید تھی۔ ایک پرجوش اپیل کے ساتھ ختم کیا۔ جس میں انہوں نے حاضرین کو اس نئے مسیح اور اس نئی تعلیم کے قبول کرنے کے لئے مدعو کیا۔ اس بات کا بیان کر دینا بھی ضروری ہے کہ اس پرچہ کے بعد جس قدر تحسین و خوشنودی کا چیئرز کے ذریعہ اظہار کیا گیا اس سے پہلے کسی پرچہ پر ایسا نہیں کیا گیا تھا‘‘۔

(الفضل 18 نومبر 1924ء صفحہ 2)

برطانوی پریس میں چرچا

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ جس دن سفر یورپ کے لئے روانہ ہوئے تھے۔ برطانوی پریس میں آپ کی آمد کی خبریں شائع ہونا شروع ہو گئی تھیں۔ مگر لندن میں ورود کے بعد تو مصور اور غیر مصور اخبارات نے اتنی کثرت سے آپ کے فوٹو اور حالات وغیرہ شائع کئے کہ ایک متعصب رومن کیتھولک اخبار کو لکھنا پڑا کہ تمام برطانوی پریس سازش کا شکار ہو گیا ہے۔

(الفضل 28 دسمبر 1939ء صفحہ 66)

اور کئی لوگوں نے برملا اظہار کیا کہ پریس نے اتنی اہمیت اور شہرت لنڈن میں آنے والے کسی بڑے سے بڑے لارڈ کو بھی نہیں دی۔

(الفضل 2/اکتوبر 1924ء صفحہ 2)

جتنی آپؓ کی تشریف آوری پر پریس کے علاوہ فلموں میں آپ کے اور آپؓ کے رفقاء کے مناظر دکھائے گئے اس طرح خدا نے انگلستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک آپؓ کی شہرت کا خود ہی سامان فرما دیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 446)

واقعاتی وعلمی مشابہت مابین دونوں کانفرنس

اب میں قارئین کی توجہ ہر دو کانفرنس کے درمیان ہونے والے واقعات کی مشابہت کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ حیرت انگیز طور پر دونوں کانفرنس میں جو واقعات رونما ہوئے ان میں کافی مشابہت پائی جاتی ہے۔

مشابہت اول:

حضرت اقدسؑ کی کتاب ’اسلامی اصول کی فلاسفی‘ اور حضرت مصلح موعودؓ کی کتاب ’احمدیت یعنی حقیقی اسلام‘ کا مطالعہ کیا جائے تو ان دونوں میں بھی کافی مشابہت نظر آتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا:

’ہم چاہتے ہیں کہ یورپ امریکہ کے لوگوں پر تبلیغ کا حق ادا کرنے کے واسطے ایک کتاب انگریزی زبان میں لکھی جاوے اور یہ آپ کا کام ہے۔ آجکل جو ان ملکوں میں اسلام نہیں پھیلتا اور اگر کوئی مسلمان ہوتا بھی ہے تو وہ بہت کمزوری کی حالت میں رہتا ہے۔ اس کا سبب یہی ہے کہ وہ لوگ اسلام کی اصل حقیقت سے واقف نہیں ہیں اور نہ ان کے سامنے اصل حقیقت کو پیش کیا گیا ہے۔ ان لوگوں کا حق ہے کہ ان کو حقیقی اسلام دکھلایا جاوے جو خدا تعالیٰ نے ہم پر ظاہر کیا ہے۔ وہ امتیازی باتیں جو کہ خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ میں رکھی ہیں۔ وہ ان پر ظاہر کرنی چاہئیں اور خدا تعالیٰ کے مکالمات اور مخاطبات کا سلسلہ ان کے سامنے پیش کرنا چاہیے اور ان سب باتوں کو جمع کیا جاوے جن کے ساتھ اسلام کی عزت اس زمانہ میں وابستہ ہے۔ ان تمام دلائل کو ایک جگہ جمع کیا جاوے جو اسلام کی صداقت کے واسطے خدا تعالیٰ نے ہم کو سمجھائے ہیں۔ اس طرح ایک جامع کتاب تیار ہو جاوے تو امید ہے کہ اس سے ان لوگوں کو بہت فائدہ حاصل ہو۔

(بدر جلد ۶ نمبر ۸ مورخہ ۲۱/فروری ۱۹۰۷ء صفحہ ۴)

ایک اور جگہ فرمایا کہ

میں چاہتا ہوں کہ ایک کتاب تعلیم کی لکھوں اور مولوی محمد علی صاحب اس کا ترجمہ کریں۔ اس کتاب کے تین حصے ہوں گے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں ہمارے کیا فرائض ہیں اور دوسرے یہ کہ اپنے نفس کے کیا کیا حقوق ہم پر ہیں اور تیسرے یہ کہ بنی نوع

کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں۔

(ملفوظات جلد نہم صفحہ 155)

دوسری جانب کتاب ’احمدیت یعنی حقیقی اسلام‘ کا انگریزی ملخص ترجمہ ’احمدیہ موومنٹ‘ کے نام سے جلسہ میں پڑھا گیا۔اس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ خواہش پوری ہوئی کہ یورپ اور امریکہ کے لوگوں میں تبلیغ ہو اور انہیں اسلام کی تعلیم سے آگاہی ہو۔

مشابہت دوم:

ہر دو جلسوں کے انعقاد کی بنیاد غیر مسلموں کی جانب سے ہوئی۔مشرق میں سوامی شوگن چندر نے لاہور میں جلسہ مذاہب عالم کے انعقاد کی تجویز پیش کی اور تمام مذاہب کے پیشوایان کو مدعو کیا تو مغرب میں سوشلسٹ لیڈر مسٹر ولیم لوفٹس ہیر Mr .William Loftus Hare نے یہ تجویز پیش کی اور تمام مذاہب کے پیشوایان کو مدعو کیا۔

مشابہت سوم:

دونوں کتابوں کا پس منظر مذاہب عالم کانفرنس تھا۔ایک کانفرنس مشرقی دُنیا کے لئے اردو زبان میں ہوئی تھی جبکہ دوسری کانفرنس مغربی دُنیا میں انگریزی زبان میں ہوئی تھی۔ چنانچہ ’اسلامی اصول کی فلاسفی‘ کے تعلق سے خالد احمدیت حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب فرماتے ہیں کہ:

’’سوامی شوگن چندر صاحب نے کمیٹی کی طرف سے جلسہ کا اشتہار دیتے ہوئے مسلمانوں، عیسائیوں اور آریہ صاحبان کو قسم دی کہ اُن کے نامی علماء ضرور اس جلسہ میں اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان فرمائیں اور لکھا کہ جو جلسۂ اعظم مذاہب کا بمقام لاہور ٹاؤن ہال قرار پایا ہے اس کی اغراض یہی ہیں کہ سچے مذہب کے کمالات اور خوبیاں ایک عام مجمع مہذبین میں ظاہر ہو کر اُس کی محبت دلوں میں بیٹھ جائے اور اُس کے دلائل اور براہین کو لوگ بخوبی سمجھ لیں۔ اور اس طرح ہر ایک مذہب کے بزرگ واعظ کو موقع ملے کہ وہ اپنے مذہب کی سچائیاں دوسرے کے دلوں میں بٹھا دے اور سننے والوں کو بھی یہ موقع حاصل ہو کہ وہ ان سب بزرگوں کے مجمع میں ہر ایک تقریر کا دوسرے کی تقریر کے ساتھ موازنہ کریں اور جہاں حق کی چمک پاویں اُس کو قبول کر لیں۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 10 پیش لفظ صفحہ 9)

ٹھیک اسی طرح کتاب ’احمدیت یعنی حقیقی اسلام‘ کے پس منظر میں ہونے والے مذہبی کانفرنس کے تعلق سے مورخ احمدیت مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے فرمایا کہ

’’شروع ۱۹۲۴ء میں انگلستان کی مشہور ویمبلے نمائش کے سلسلہ میں سوشلسٹ لیڈر مسٹر ولیم لوفٹس ہیر Mr.William Loftus Hare نے یہ تجویز کی کہ اس عالمی نمائش کے ساتھ ساتھ ایک مذاہب کانفرنس بھی منعقد کی جائے جس میں برطانوی مملکت کے مختلف مذاہب کے نمائندوں کو دعوت دی جائے کہ وہ اس کانفرنس میں شریک ہو کر اپنے اپنے مذہب کے اصولوں پر روشنی ڈالیں۔نمائش سے منتظمین جن میں مستشرقین بھی شامل تھے نے اس خیال سے اتفاق کیا اور لندن یونیورسٹی کے مدرسہ علوم شرقیہ (The School of Oriental Studies) کے زیر انتظام کانفرنس کے وسیع پیمانہ پر انعقاد کے لئے ایک کمیٹی قائم کر دی گئی۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد 4 ص 422 مطبوعہ قادیان 2007)

چنانچہ مقصد بعثت مسیح موعود کے لئے احرار یورپ کے مزاج کو سازگار کیا جا رہا تھا۔

مشابہت چہارم:

عنداللہ مقبولیت کے اظہار کے لحاظ سے بھی دونوں کتابوں میں مشابہت ثابت ہے۔ چنانچہ کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح بشارتیں مل چکی تھیں اور اس مضمون کے دیگر مذاہب کے مضمون پر بالا رہنے کی بھی خبر دی گئی تھی ، نہ صرف یہ بلکہ حضرت اقدسؑ نے اس بارہ میں فرمایا تھا کہ

میں نے اس مضمون کے سطر سطر پر دعا کی ہے (بروایت حضرت منشی جلال الدین صاحب بلانویؓ تتمہ سیرۃ المہدی صفحہ 361)

ٹھیک اسی طرح کتاب ’احمدیت یعنی حقیقی اسلام‘ کا بھی روحانی پس منظر حضرت مصلح موعودؓ خود فرماتے ہیں کہ

’’اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل سے بہت اچھا بولنے کی توفیق دی ہوئی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں بہت سے آدمیوں کی نسبت میں اچھا اور بعض سے بہت اچھا بول سکتا ہوں ۔مگر بعض باتیں اپنے اندر ایسی روحانی لہر رکھتی ہیں جو عام باتوں سے ممتاز ہوتی ہیں۔بعض تحریرات اور تصنیفات میں میرے ساتھ ایسا ہی معاملہ ہوا ہے۔ چنانچہ احمدیت (احمدیت یعنی حقیقی اسلام ۔ناقل) اور دعوۃ الامیر کے بعض حصے ایسے ہیں جنکے پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ساتھ خدائی تائید شامل ہے اور وہ انسانی الفاظ نہیں رہے بلکہ خدا تعالیٰ کے القاء کردہ الفاظ ہو گئے ہیں۔‘‘

(انوار العلوم جلد 14 صفحہ 143 مطبوعہ قادیان)

نیز یہ بھی فرمایا کہ

’’۱۹۲۴ء میں امنِ عامہ کے قیام کے متعلق خدا تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے کتاب ”احمدیت“ (احمدیت یعنی حقیقی اسلام) میں ایک ایسا عظیم الشان انکشاف کیا کہ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ایسا عظیم الشان اظہار گزشتہ تیرہ سو سال میں پہلے مفسرین میں سے کسی نے نہیں کیا اور یقیناً وہ ایسی تعلیم ہے کہ گو اس قسم کا دعوی کرنا میری عادت کے خلاف ہے مگر میں یقینی طور پر کہہ سکتا ہوں کہ اس قسم کا انکشاف سوائے نبیوں اور ان کے خلیفوں کے آج تک کبھی کسی نے نہیں کیا اگر کیا ہو تو لاؤ مجھے اُس کی نظیر دکھاؤ۔

(نظام نو صفحہ 121)

مشابہت پنجم:

دونوں کتابوں کے پڑھنے کے بعد تمام حاضرین نے برملا اعتراف کیا کہ یہ مضمون تمام مضمون پر بالا ہے۔

مشابہت ششم:

کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی اور کتاب ’احمدیت یعنی حقیقی اسلام‘ کے پڑھے جانے کے وقت لوگوں کا جم غفیر اس قدر غیر معمولی طور پر موجود تھا جو دوسرے مذاہب کے مضمون پڑھے جانے پر نہیں تھا۔

مشابہت ہفتم:

کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی اور کتاب ’احمدیت یعنی حقیقی اسلام‘ کے پڑھے جانے کے وقت دونوں جلسوں میں لوگوں کی محویت کا عجیب عالم تھا۔لیکچر اسلامی اصول کی فلاسفی پر تبصرہ بیان کرتے ہوئے محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس مرحوم فرماتے ہیں کہ:

’’جس وقت یہ تقریر حضرت مولوی عبدالکریمؓ سیالکوٹی نہایت خوش الحانی کے ساتھ پڑھ رہے تھے۔اُس وقت کا سماں بیان نہیں کیا جا سکتا۔کسی مذہب کا کوئی شخص نہیں تھا جو بے اختیار تحسین و آفرین کا نعرہ بلند نہ کر رہا ہو۔ کوئی شخص نہ تھا جس پر وجد اور محویّت کا عالم طاری نہ ہو۔طرزِ بیان نہایت دلچسپ اور ہر دلعزیز تھا۔اس سے بڑھ کر اس مضمون کی خوبی کی اور کیا دلیل ہو گی کہ مخالفین تک عش عش کر رہے تھے۔مشہور و معروف انگریزی اخبار سول ملٹری گزٹ لاہور نے باوجود عیسائی ہونے کے صرف اِسی مضمون کی اعلیٰ درجہ کی تعریف لکھی اور اِسی کو قابلِ تذکرہ بیان کیا۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔پیش لفظ صفحہ ج مطبوعہ قادیان 2001)

مورخ احمدیت مولانا دوست محمد صاحب شاہد ’احمدیت یعنی حقیقی اسلام‘ کے پڑھے جانے کے وقت کی کیفیت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

’’حضرت چودھری صاحبؓ نے نہایت عمدہ لہجہ میں اور بہت روانی کے ساتھ مضمون پڑھا جس سے حاضرین پر وجد کی سی کیفیت طاری ہو گئی ۔ مضمون میں مختلف پہلوؤں سے اسلامی تعلیمات، غلامی، سود، تعدد ازدواج وغیرہ امور پر نہایت مؤثر رنگ میں روشنی ڈالی گئی تھی، تمام مردوں اور خواتین نے نہایت محویت کے عالم میں مضمون سنا۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 452)

مشابہت ہشتم:

دونوں جلسوں میں تمام مذہب کے مقررین کو پابند کیا گیا تھا کہ صرف اپنے مذہب کی خوبیوں کو حاضرین کے سامنے پیش کرنا ہے کسی دوسرے مذاہب پر حملہ نہیں کرنا ہے۔

مشابہت نہم:

دونوں جلسوں میں جو مضمون پیش کیا گیا تھا وہ اسلامی تعلیمات کا شاہکار تھا۔ لاہور میں حضرت مسیح موعودؑ کا جو مضمون پڑھا گیا وہ لاثانی تھا اور اسلامی تعلیمات کا مجموعہ معلوم ہوتا ہے تو دوسری جانب حضرت مسیح موعودؑ کے موعود بیٹے حضرت مصلح موعودؓ کا جو مضمون پیش کیا گیا وہ حضرت مسیح موعودؑ کی جانب سے پیش کئے گئے مضمون کی گویا تفسیر تھی۔

مشابہت دہم:

ہر دو جلسوں میں ہر دو مصنفوں نے مضمون کو خود نہیں پڑھا بلکہ ان کے مریدوں نے یہ مضمون نہایت لطیف پیرائے میں پیش کیا۔

لیکچر اسلامی اصول کی فلاسفی پر تبصرہ کرتے ہوئے محترم مولانا جلال الدین شمس صاحب مرحوم فرماتے ہیں کہ

(حضرت اقدس علیہ السلام نے) بیماری کے باوجود ایک مضمون قلمبند کرنا شروع کیا جسے

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ نے جلسے میں پڑھ کر سنانا تھا۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی پیش لفظ مطبوعہ قادیان 2001)

مضمون احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو حضرت سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ نے نہایت اعلیٰ پیرایہ میں پیش کیا۔ (تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 452)

مشابہت یازدہم:

دونوں مقررین تقریر کرنے سے قبل بیمار تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے عین موقع پر وہ اس قدر صحت یاب ہوئے کہ تقریر میں ایک سماں باندھ دیا۔ حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ بیماری کے باوجود لاہور تشریف لے آئے اور حضورؑ کی خواہش کے مطابق مضمون پڑھنے کے لیے تیار ہو گئے۔

تاریخ احمدیت میں مذکور ہے کہ چوہدری صاحب ایک دن پہلے حلق کی خراش کی وجہ سے بیمار تھے مگر اللہ تعالیٰ نے روح القدس سے ان کی تائید فرمائی۔ (تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 452)

مشابہت دوازدہم:

دونوں جلسوں کی رپورٹنگ ایک ہی شخص محترم حضرت بھائی عبد الرحمٰن قادیانیؓ نے کی تھی۔ (بحوالہ تتمہ سیرت المہدی جلد دوم ص 345، اور بحوالہ کتاب سفر یورپ) دونوں خطاب، کتابی صورت میں 'اسلامی اصول کی فلاسفی' اور 'احمدیت یعنی حقیقی اسلام' کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔

مشابہت سیزدہم:

دونوں جلسوں میں نہایت اعلیٰ طبقہ کے لوگ موجود تھے جو ان دونوں مضمون کو سننے کے لئے نہایت بے قراری سے حاضر ہوئے تھے۔ کانفرنس کے سیکرٹری دھنپت رائے بی۔اے، ایل ایل بی پلیڈر چیف کورٹ پنجاب کتاب ''رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب'' (دھرم مہوتسو) میں اِس تقریر سے متعلق لکھتے ہیں:

''پنڈت گوردھن داس صاحب کی تقریر کے بعد نصف گھنٹہ کا وقفہ تھا۔ لیکن چونکہ بعد از وقفہ ایک نامی وکیلِ اسلام کی طرف سے تقریر کا پیش ہونا تھا اس لئے اکثر شائقین نے اپنی اپنی جگہ کو نہ چھوڑا۔ ڈیڑھ بجنے میں ابھی بہت سا وقت رہتا تھا کہ اسلامیہ کالج کا وسیع مکان جلد جلد بھرنے لگا اور چند ہی منٹوں میں تمام مکان پُر ہو گیا۔ اس وقت کوئی سات اور آٹھ ہزار کے درمیان مجمع تھا۔ مختلف مذاہب ومِلل اور مختلف سوسائیٹیوں کے معتدبہ اور ذی علم آدمی موجود تھے اگرچہ کُرسیاں اور میزیں اور فرش نہایت ہی وسعت کے ساتھ مہیّا کیا گیا لیکن صدہا آدمیوں کو کھڑا ہونے کے سوا اور کچھ نہ بن پڑا۔ اور ان کھڑے ہوئے شائقینوں میں بڑے بڑے رؤساء، عمائد پنجاب، علماء، فضلاء، بیرسٹر، وکیل، پروفیسر، اکسٹرا اسسٹنٹ، ڈاکٹر، غرض کہ اعلیٰ طبقہ کے مختلف برانچوں کے ہر قسم کے آدمی موجود تھے۔ (رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب صفحہ ۷۹، ۸۰ مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور ۱۸۹۷ء)

اسی طرح ویمبلے کانفرنس میں بھی مختلف مذاہب ومِلل اور مختلف سوسائیٹیوں کے معتدبہ اور ذی علم آدمی موجود تھے۔

مشابہت چہاردہم:

دونوں جلسوں میں پیش کئے گئے مضامین کا ترجمہ حضرت سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ نے کیا تھا۔ اسلامی اصول کی فلاسفی کا شروع میں انگریزی ترجمہ خواجہ کمال الدین صاحب نے کیا تھا جو کہ تشنہ تھا۔ مکرم منیر الدین شمس صاحب ایڈیشنل وکیل التصنیف لنڈن، کتاب 'اسلامی اصول کی فلاسفی' کے Foreword to the Revised Edition 2010 میں لکھتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے مکرم چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کو حکم دیا کہ کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی کا از سرِ نو انگریزی ترجمہ کریں۔ لہٰذا یہ ترجمہ 1979 میں پہلی بار شائع ہوا۔ آج جو انگریزی نسخہ ہمارے ہاتھوں میں ہے، وہ حضرت سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کا ترجمہ کردہ ہے۔

اسی طرح کتاب 'احمدیت یعنی حقیقی اسلام' کا انگریزی ترجمہ مکرم چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ نے کیا تھا جو احمدیہ موومنٹ کے نام سے موسوم تھا اور جلسہ میں پڑھا گیا تھا۔

مشابہت پانزدہم:

دونوں جلسوں کی کاروائی کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کے اور آپؑ کے موعود بیٹے حضرت مصلح موعودؓ کے مضمون کو ملکی اخبارات نے خوب خراج تحسین پیش کی۔

لیکچر اسلامی اصول کی فلاسفی پر تبصرہ بیان کرتے ہوئے محترم مولانا جلال الدین شمس مرحوم فرماتے ہیں کہ:

''پنجاب آبزرور'' نے اس مضمون کی توصیف میں کالموں کے کالم بھر دیئے۔ پیسہ اخبار، چودھویں صدی، صادق الاخبار، مخبر دکن و اخبار ''جنرل وگوہر آصفی'' کلکتہ وغیرہ تمام اخبارات بالاتفاق اِس مضمون کی تعریف وتوصیف میں رطبُ اللِّسان ہوئے۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی۔ پیش لفظ صفحہ 'ذ' مطبوعہ قادیان 2001)

پریس نے بھی اس عظیم الشان لیکچر (احمدیت یعنی حقیقی اسلام) کی نمایاں خبریں شائع کیں اور اسکی عظمت کا اقرار کیا جس میں سے صرف ایک اخبار کا تبصرہ پیش کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ''مانچسٹر گارڈین'' نے 24 ستمبر 1924ء کی اشاعت میں لکھا:

'' ایک ہندوستان کے باشندے نے جو سفید دستار باندھے ہوئے ہے اور جسکا چہرہ نورانی اور خوش کن ہے اور سیاہ داڑھی رکھتا ہے اور جس کا لقب ہز ہولی نیس خلیفۃ المسیح الحاج میرزا بشیر الدین محمود احمد یا اختصاراً خلیفۃ المسیح ہے مندرجہ بالا تحدی اپنے مضمون میں پیش کی جسکا عنوان ہے ''اسلام میں احمدیہ تحریک''...... آپ نے اپنے مضمون کو جس میں زیادہ تر اسلام کی حمایت اور تائید تھی، ایک پُر جوش اپیل کے ساتھ ختم کیا، جس میں انہوں نے حاضرین کو اس نئے مسیح اور اس نئی تعلیم کے قبول کرنے کیلئے مدعو کیا۔ اس بات کا بیان کر دینا بھی ضروری ہے کہ اس پرچہ کے بعد جس قدر تحسین وخوشنودی کا چیئرز کے ذریعہ اظہار کیا گیا اس سے پہلے کسی پرچہ پر ایسا نہیں کیا گیا تھا'' (الفضل 18 نومبر 1924ء صفحہ 2)

محمد کی امت کا ہو فخر یہ گھر
مسیحا کی یاں پر کرامت دکھانا

(مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم.اے مبلغ لنڈن)

یہ نظم مسجد فضل کی بنیاد رکھنے کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے حضور پڑھی گئی

مبارک ہو محمود لنڈن میں آنا — مبارک ہو یوروپ میں مسجد بنانا
تیرا سنگ بنیاد رکھنا مبارک — مبارک مسیحا کا دنیا میں آنا
مبارک ہو محمود لنڈن میں آکر — پرستار باطل کو مذہب سکھانا
خدائی کا دعویٰ جنہیں ہے جہاں میں — انہیں آکر باتیں خدا کی بتانا
ہے لنڈن کو زیبا یہ مسجد عمر کی — کہ فاروق کا آگیا پھر زمانہ
مزے لوٹ لو حسن یوسف کے پیارو — نہیں ایسا جلوہ نظر تم کو آنا
تمہیں یاد آئے گی حسرت سے اسکی — گئے وقت نے پھر نہیں ہاتھ آنا
یہ بیٹھا نبیوں کا شیر خدا ہے — ہے باطل کو دنیا سے اس نے مٹانا
جو ترچھی نظر سے اسے تم نے دیکھا — خدا کے غضب نے ہے بجلی گرانا
نہاں اس میں طاقت ہے کچھ اور ہاں ہاں — ذرا ہوش سے تیر اس پر چلانا
کرو کوششیں اپنی بے شک زیادہ — لگا لو جو ہو زور تم کو لگانا
کسر کوئی باقی نہ رہ جائے ہرگز — ستالو ہمیں تم ہے جتنا ستانا
مگر یاد رکھنا خبر لیں گے ایسی — تمہیں بھول جائے گا باتیں بنانا
کہو حاسدو تم خوشی سے جو چاہو — تمہیں دن بدن ہے خدا نے جلانا
نئی نت خوشی ہو ہمیں اے خدایا — ہماری ظفر کے تُو پرچم اڑانا
رہے گھر میں دشمن کے ماتم ہمیشہ — ہمیں روز خوشیوں کے دن تم دکھانا
رہے گھر خدایا یہ آباد تیرا — محبت سے اپنی تو اس کو بسانا
محمد کی امت کا ہو فخر یہ گھر — مسیحا کی یاں پر کرامت دکھانا
سعادت سے تقویٰ سے بھر جائے دنیا — ہمیں تم نہ پیارے کبھی آزمانا
رسول خدا کی ہوئی بات پوری — مبارک ہو مغرب میں سورج چڑھانا
کرے سارے یورپ کو روشن یہ سورج — دیا گھر کا اپنے نہ یا رب بجھانا
جدائی میں دامن بھگویا کریں گے — پسند آگیا ہے انہیں چھوڑ جانا
گزر جائے خدمت میں دن یہ ہجر کے — دعاؤں میں اپنی نہ مجھ کو بھلانا
نکل کر بھلا دل سے اس کے بتا تُو — ترا درد ہے پھر کہاں پر ٹھکانا

(الفضل قادیان دارالامان 25 نومبر 1924 صفحہ 10)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دورۂ یوروپ 1924 میں آپ کے ہمرکاب اصحاب کا مختصر تعارف

(تنویر احمد ناصر صاحب، نائب ناظر نظارت نشر و اشاعت قادیان)

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے 1924ء میں اپنے بعض رفقا کے ساتھ یوروپ کا نہایت ہی کامیاب سفر اختیار فرمایا جو 12 جولائی 1924 کو شروع ہوا تھا اور 24 نومبر 1924 کو بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ (تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 463)۔ اس سفر میں حسب ذیل اصحاب آپؓ کے ہمرکاب تھے۔

(1) حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب (2) حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحب (3) حضرت مولوی عبدالرحیم درد صاحب (4) حضرت ذوالفقار علی خان صاحب صاحب (5) حضرت حافظ روشن علی صاحب (6) حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی (7) حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب (8) حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی (9) شیخ عبدالرحمن صاحب مصری (10) چوہدری علی محمد صاحب (11) میاں رحم دین صاحب۔

ان کے علاوہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب جو حضور کے ترجمان خصوصی کی حیثیت سے جارہے تھے پہلے ہی انگلستان روانہ ہو چکے تھے۔ اسی طرح چوہدری محمد شریف صاحب وکیل بھی اپنے خرچ پر حضور کے ہمراہ گئے۔

(تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 434)

(1)

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ

حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر اولاد اور ان پانچ تن میں سے تھے جنہیں حضورؑ نے اپنے خاندان کی بنیاد قرار دیا ہے۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کی پیدائش سے قبل حضور علیہ السلام کو یہ بشارت دی گئی تھی کہ ''آپ کو ایک فرزند عطا کیا جائے گا''۔ اس پیشگوئی کے مطابق ۲۴ مئی ۱۸۹۵ء کو آپؓ کی ولادت ہوئی۔ اس موقع پر حضورؑ نے عالم کشف میں یہ دو نظارے دیکھے۔ فرمایا:

(1) جب یہ پیدا ہوا تھا تو اس وقت عالم کشف میں آسمان پر ایک ستارہ دیکھا جس پر لکھا تھا: ''مُعَمَّرُ اللّٰہ''

(2) اس وقت عالم کشف میں میں نے دیکھا کہ آسمان پر سے ایک روپیہ اُترا اور میرے ہاتھ پر رکھا گیا۔ اِس پر لکھا تھا

''مُعَمَّرُ اللّٰہ''

(تذکرہ صفحہ 227 ایڈیشن پنجم)

خدا تعالیٰ نے آپؓ کے متعلق کئی بشارات بھی دیں۔ مثلاً فرمایا: **عمرہ اللہ علی خلاف التوقع** اس کو یعنی شریف احمد کو خدا تعالیٰ امید سے بڑھ کر عمر دے گا۔

(تذکرہ صفحہ 609)

چنانچہ آپؓ کی زندگی میں کئی خطرناک مراحل آئے مگر اللہ تعالیٰ نے آپؓ کی حفاظت فرمائی۔ مثلاً طاعون جب زوروں پر تھی تو آپؓ کو شدید بخار ہو گیا اور بے ہوشی شروع ہو گئی اور بظاہر مایوس کن علامات ظاہر ہونی شروع ہو گئیں۔ حضورؑ فرماتے ہیں کہ مجھے خیال آیا کہ اگرچہ انسان کو موت سے گریز نہیں مگر اگر لڑکا ان دنوں میں فوت ہو گیا تو دشمن اس تپ کو طاعون ٹھہرائیں گے اور خدا تعالیٰ کی اس پاک وحی کی تکذیب کریں گے جو اس نے فرمایا ہے ''اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ یعنی مَیں ہر ایک کو جو تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہے طاعون سے بچاؤں گا۔''

(روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 87)

چنانچہ حضورؑ دعا کے لیے کھڑے ہو گئے تو معاً وہ حالت میسر آ گئی جو استجابت دعا کی کھلی کھلی نشانی ہے۔ ابھی حضورؑ نے تین رکعت ہی پڑھی تھی کہ کشفاً دکھایا گیا کہ آپؓ بالکل تندرست ہیں۔ جب کشفی حالت ختم ہوئی تو دیکھا کہ آپؓ چارپائی پر بیٹھے ہیں اور پانی مانگتے ہیں۔ نماز ختم کر کے حضورؑ نے بدن پر ہاتھ لگا کے دیکھا تو تپ کا نام ونشان نہیں تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ:

''چند سال ہوئے ایک دفعہ عالم کشف میں اسی لڑکے شریف احمد کے متعلق کہا تھا کہ اب تُو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں۔''

(تذکرہ صفحہ ۴۰۶)

اس کشف میں دراصل اشارہ تھا کہ آپؓ کی زندگی حضور علیہ السلام کے جاری فرمودہ کاموں کے سرانجام دینے میں گزرے گی۔ چنانچہ آپؓ کی عمر کا اکثر حصہ نظارت تعلیم و تربیت اور نظارت اصلاح و ارشاد کے ناظر کے اور قاضی سلسلہ کے طور پر کام کرتے ہوئے بسر ہوا۔

ابتدائی تعلیم مدرسہ احمدیہ قادیان سے حاصل کی۔ جامعہ الازہر مصر میں چھ ماہ تک عربی میں تعلیم حاصل کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ سے دینی علوم کے علاوہ بخاری شریف پڑھی۔ حضورؓ کے درسوں میں شامل ہو کر بھی فیض حاصل کیا۔ حضورؓ کی خاص توجہ آپؓ کو حاصل تھی۔ قادیان سے مربیان کی جو پہلی کلاس جاری ہوئی اُس میں بھی آپؓ شامل تھے۔ قرآن مجید، حدیث اور علم الکلام سے آپؓ کو خاص لگاؤ تھا۔ کئی دفعہ رمضان المبارک کے دوران مسجد مبارک میں بخاری شریف کا درس دیا۔ آپؓ کو تاریخ سے بھی دلچسپی تھی فوج اور صنعت و حرفت کے علوم پر بھی دسترس حاصل تھی۔ انگریزی اور عربی زبانوں میں خاص قابلیت رکھتے تھے۔

گیارہ سال کی عمر میں آپؓ کا رشتہ حضرت اقدسؑ نے حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کی بیٹی حضرت بوزینب صاحبہؓ سے تجویز فرمایا۔ ۱۵ نومبر ۱۹۰۶ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے نکاح پڑھایا۔ ۹ مئی ۱۹۰۹ء کو رخصتانہ ہوا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ آپؓ کو حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ بعض لحاظ سے خاص مشابہت تھی۔ یہ مشابہت جسمانی نوعیت کے لحاظ سے بھی تھی اور حضرت مسیح موعودؑ کی طرح مزاج میں ایک لطیف قسم کا توازن پایا جاتا تھا۔ اور طبیعت میں انتہائی سادگی اور غریب نوازی تھی۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ فرماتی ہیں کہ میری اور آپؓ کی عمر میں بہت کم فرق تھا۔ ہر وقت کا ساتھ، اکٹھے کھیلنا کودنا۔ بچپن میں بہت شوخ و شنگ بھی تھے مگر کبھی نہیں لڑے۔ مجھے کبھی انہوں نے نہیں ستایا، بلکہ ہمیشہ میرا ہی کہنا مان لیتے۔

علم تعبیر اللہ تعالیٰ نے ان کو خاص ودیعت فرمایا تھا۔ علمی پہلو کے علاوہ ایک نہایت شریف، اسم بامسمّٰی، نہایت صاف دل، غریب طبیعت، دل کے بادشاہ، عالی حوصلہ، صابر اور متحمل مزاج وجود تھے۔ وہ ایک ہیرا تھا، نایاب، وہ سراپا شرافت تھا۔ ایک چاند تھا جو چھپا رہا اکثر۔

آپؓ کی گفتگو میں مزاح کا پہلو بھی پایا جاتا تھا۔ لطیف ادب سے لگاؤ تھا۔ شعر و سخن سے دلچسپی تھی، خود بھی شعر کہتے تھے۔ آپؓ اسیر راہ مولیٰ بھی رہے۔ ۱۹۵۳ء میں آپؓ نے دو ماہ کی قید سخت کاٹی۔ آپؓ کچھ عرصہ فوج میں بھی رہے اور احمدیہ ٹیریٹوریل فورس کا انتظام بھی آپؓ کے سپرد رہا۔ آپؓ بلند آواز میں سفر میں بھی تلاوت کرتے تھے۔ صحابہؓ بتاتے تھے کہ آپؓ کی آواز حضرت مسیح موعودؑ کی آواز سے ملتی تھی۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر ''ذکرِ حبیبؑ'' کے موضوع پر کئی تقاریر بھی فرمائیں۔ حضرت مولانا ابوالعطا صاحب فرماتے تھے کہ جب کوئی نئی دکان کھلتی تو جا کر زیادہ سے زیادہ چیزیں خریدتے تا کہ ان کی حوصلہ افزائی ہو۔ اور اگر کبھی کوئی آندھی یا طوفان آتا تو گھر سے نکلتے کہ کسی گھر کا نقصان ہو گیا ہو تو اُسے پورا کروں۔ آپؓ کی ہمدردی اور سلسلہ کے لیے غیرت ایک نمونہ تھی۔ اپنے ماتحتوں کی تکلیف کا بہت احساس ہوتا تھا اور تب تک چین نہیں آتا تھا جب تک اس تکلیف کا ازالہ نہ کر لیں۔ مردانہ شجاعت آپؓ کی طبیعت کا نمایاں وصف تھا۔ قادیان میں حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت اور شعائر اللہ کی حفاظت کے لیے نظارتِ خاص قائم فرمائی جس کا ناظر آپؓ کو مقرر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے آپؓ کی بیدار مغزی اور حُسن تدبیر سے احرار کی چالیں ناکام ہونے لگیں تو دشمن نے آپؓ پر ایک شخص حنیفا کے ذریعے لاٹھی سے حملہ کروایا لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے آپؓ محفوظ رہے۔ آپؓ بہت دلیر تھے۔ آپؓ نے اپنی بیماری کے ایام صبر و شکر سے گزارے اور ۲۶ دسمبر ۱۹۶۱ء کو جلسہ سالانہ کے افتتاح سے دو گھنٹے قبل ساڑھے ۶۶ سال کی عمر میں آپؓ نے وفات پائی۔ اُسی دن حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے

جنازہ پڑھایا اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔

(2)

حضرت چودھری فتح محمد سیال صاحب رضی اللہ عنہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص صحابی اور یورپ کے پہلے مبلغ احمدیت حضرت چودھری فتح محمد سیال صاحبؓ 1887ء میں جوڑا کلاں ضلع قصور کے ایک بڑے زمیندار حضرت چودھری نظام الدین صاحبؓ کے ہاں پیدا ہوئے۔ دونوں کو 1899ء میں قادیان جا کر قبول احمدیت کی سعادت عطا ہوئی۔

حضرت چودھری صاحبؓ نے ابتدائی تعلیم اپنے آبائی گاؤں جوڑا ضلع قصور میں حاصل کی۔ 1900ء میں جب آپ پانچویں جماعت میں پڑھتے تھے، آپ کے والد ماجد نے آپ کو تعلیم کے لئے قادیان بھیج دیا۔ اس کے بعد آپ نے دسویں جماعت تک وہیں تعلیم پائی۔ پھر گورنمنٹ کالج لاہور سے B.A اور علیگڑھ یونیورسٹی سے M.A کی ڈگری حاصل کی۔ 1906ء میں آپؓ انجمن تشحیذ الاذہان کے اعزازی ممبر بنے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چشمۂ معرفت میں آپؓ کا نام اُن احباب کی فہرست میں درج فرمایا ہے جنہوں نے ''گورو ہر سہائے کے قرآن کریم'' کی زیارت کی تھی۔

ابھی آپؓ F.A میں زیر تعلیم تھے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے زندگی وقف کرنے کی تحریک پر لبیک کہنے کی توفیق پائی۔ آپؓ کی شادی حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی ایک نواسی محترمہ ہاجرہ بیگم صاحبہ سے ہوئی۔

حضرت چودھری صاحبؓ جب ایم۔ اے کرنے کے بعد قادیان آئے تو آپؓ کو جون 1913ء میں انگلستان جا کر بیرونی دنیا میں پہلا احمدیہ مشن قائم کرنے کی سعادت عطا ہوئی۔ اپریل 1918ء میں آپؓ واپس ہندوستان تشریف لائے۔ 1919ء میں دوبارہ لندن تشریف لے گئے اور مئی 1921ء تک وہاں مقیم رہے اور اس دوران حضرت مصلح موعودؓ کی ہدایت کے مطابق آپؓ نے 1920ء میں مسجد فضل لندن کے لئے ایک قطعہ زمین بھی خریدا۔

حضرت چودھری صاحبؓ نے انگلستان سے واپس آنے کے بعد شدھی تحریک کے دوران ملکانہ کے علاقہ میں امیر المجاہدین کی حیثیت سے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ آپؓ میں دعوت الی اللہ کا خاص جوش پایا جاتا تھا۔ 1923ء کے جلسہ سالانہ پر حضرت مصلح موعودؓ نے چوہدری صاحب کی تعریف کرکے ''کمانڈر انچیف'' کے خطاب سے نوازا جو آپ کے لئے باعثِ فخر تھا۔

حضرت چودھری صاحبؓ مجلس انصار اللہ کے دو سال تک صدر اور چار سال تک قائد تبلیغ بھی رہے۔

اعلیٰ تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ 1913ء تا 1916ء لندن مشن کے انچارج رہے۔ پھر قادیان جا کر 1917ء تا 1919ء افسر صیغہ اشاعت اسلام رہے۔ 1919ء میں دوبارہ لندن بھجوائے گئے اور جولائی 1921ء تک لندن مشن کے امیر کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ قادیان واپس آنے کے بعد 1922ء میں آپ ناظر تالیف و اشاعت مقرر ہوئے۔ 1923ء تا 1924ء تک امیر وفد المجاہدین قادیان برائے کارزار شدھی مقرر ہوئے۔ دسمبر 1924ء سے 1950ء تک ناظر دعوت و تبلیغ رہے۔ اسی دوران فروری 1937ء میں چوہدری صاحب نے نظارت اعلیٰ کا چارج لیا۔ 1931-32ء میں ناظر تعلیم و تربیت کے طور پر کام کیا۔ اکتوبر 1950ء میں ریٹائر ہوئے اور پھر 1954ء سے 28/ فروری 1960ء تک ناظر اصلاح وارشاد کے عہدہ پر فائز رہے یہاں تک کہ آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ حضرت چودھری صاحبؓ 28/فروری 1960ء کو دفتر نظارت اصلاح وارشاد میں ہی خدمت بجالاتے ہوئے حرکت قلب بند ہونے سے وفات پاگئے۔

اُسی روز حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بعد ازاں بہشتی مقبرہ میں قطعہ صحابہ میں دفن ہوئے۔

(مطبوعہ رسالہ انصار الدین نومبر دسمبر 2014ء)

(3)

حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب رضی اللہ عنہ

حضرت ماسٹر قادر بخش صاحبؓ والد حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے 313/اصحاب میں شامل تھے اور 1891ء میں حضرت اقدسؑ کے مولوی محمد حسین بٹالوی کے ساتھ ہونے والے مباحثہ کے دوران آپؓ بھی موقع پر موجود تھے جس کا ذکر حضورؑ نے اپنی کتاب ''ازالہ اوہام'' میں بھی فرمایا ہے۔

1894ء میں حضرت ماسٹر قادر بخش صاحبؓ کے ہاں لدھیانہ میں پہلا بیٹا پیدا ہوا جس کا نام رحیم بخش رکھا گیا۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے مزید تین بیٹیاں اور ایک بیٹا بھی عطا فرمایا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے مذکورہ بیٹے کا نام رحیم بخش سے بدل کر عبدالرحیم کردیا اور ''درد'' تخلص عطا کیا۔

حضرت مولوی عبدالرحیم درد صاحبؓ نے ابتدائی تعلیم لدھیانہ میں حاصل کی۔ بچپن میں آپؓ کی صحت کمزور تھی مگر حضرت اقدسؑ کی دعاؤں سے آپؓ تندرست ہوگئے۔ 1914ء میں آپؓ نے لاہور سے B.A کا امتحان پاس کیا۔ لاہور میں آپؓ کا قیام احمدیہ ہاسٹل میں بھی رہا۔ پھر آپؓ مشن سکول ہوشیار پور میں ملازم ہوگئے۔ 1916ء میں اسلامیہ کالج لاہور سے عربی میں M.A کیا اور 1919ء میں مقابلہ کے امتحان میں شامل ہوکر کامیاب قرار پائے۔ اسی سال آپؓ نے اپنی زندگی خدمتِ دین کے لئے پیش کردی۔ پہلے آپؓ اس کمیٹی کے ممبر مقرر ہوئے جس نے مدرسہ احمدیہ کی ترقی کیلئے سکیم تیار کرنی تھی۔

1920ء میں آپؓ کو افسر ڈاک مقرر کیا گیا اور بعد ازاں آپؓ ہی کے دور میں یہ عہدہ پرائیویٹ سیکرٹری کہلایا۔ 19/ اکتوبر 1924ء کو مسجد فضل لندن کے سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب میں شریک معززین سے آپؓ نے مختصر خطاب کیا۔ نومبر 1924ء میں حضورؓ نے ہندوستان واپس تشریف لانے سے پہلے حضرت درد صاحبؓ کو حضرت مولوی عبدالرحیم نیر صاحبؓ کی جگہ لندن مشن کا انچارج مقرر فرمایا۔

حضرت درد صاحبؓ کے لندن مشن کا انچارج بننے کے بعد آپؓ کی زیرنگرانی ہی مسجد فضل لندن کی تعمیر مکمل ہوئی۔ آپؓ ہی مسجد فضل لندن کے پہلے امام مقرر ہوئے۔ بعض یورپی ممالک کا بھی آپؓ نے تبلیغی دورہ فرمایا اور 22/اکتوبر 1928ء کو جب آپؓ واپس قادیان تشریف لائے تو حضرت مصلح موعودؓ نے قادیان سے تین میل باہر جاکر آپؓ کا استقبال فرمایا۔

1947ء میں قادیان سے مسلمانوں کے باحفاظت انخلاء میں حضرت درد صاحبؓ نے دونوں مملکتوں کے حکام سے روابط رکھنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔

حضرت درد صاحبؓ کی وفات 7/دسمبر 1955ء کو ہوئی۔ اگلے روز حضرت مصلح موعودؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور تدفین عمل میں آئی۔ حضورؓ نے آپؓ کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے فرمایا ''درد صاحبؓ جب سلسلہ کی خدمت کیلئے آئے تو ان کی عمر زیادہ نہ تھی لیکن اس عمر میں بھی ان کے وقار کا یہ حال تھا کہ ہم انہیں بڑے سے بڑے افسر سے بھی ملنے کیلئے بھیج دیتے تو وہ نہایت کامیابی کے ساتھ جماعت کی نمائندگی کرکے آجاتے تھے''۔

حضرت درد صاحبؓ کی تبلیغی و انتظامی خدمات کے ساتھ ساتھ علمی تحقیق و تصنیف کا سلسلہ بھی آخر دم تک جاری رہا۔ آپؓ نے متعدد کتب اردو اور انگریزی میں تحریر فرمائیں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے
وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے
(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 12)

طالبِ دعا: صبیحہ کوثر و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بھونیشور، صوبہ اڈیشہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں

اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ اے آوارگانِ دشتِ خار
اِک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

طالبِ دعا: زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دار جلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

آپؓ کو اللہ تعالیٰ نے دو بیویوں سے چھ بیٹے اور آٹھ بیٹیاں عطا کیں۔

(تلخیص از ماہنامہ ’’انصار اللہ‘‘ ربوہ جون 1997ء)

(4)
حضرت ذوالفقار علی خان گوہر رامپوری رضی اللہ عنہ

حضرت ذوالفقار علی خان گوہر صاحب رضی اللہ عنہ ولد مکرم عبدالعلی خان صاحب اگست 1869ء میں رامپور ضلع مراد آباد (یو پی۔ انڈیا) میں پیدا ہوئے، آپ کا خاندان ریاست رامپور میں اعلیٰ عہدوں پر فائز تھا، نواب کلب علی خان صاحب کے زمانہ میں ریاست کے اکثر کام اسی خاندان کے ہی سپرد تھے۔ آپ کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں، آپ برصغیر ہندو پاک کے مشہور سیاسی لیڈر مولانا شوکت علی اور مولانا محمد علی جوہر (المعروف بہ علی برادران) کے بڑے بھائی تھے۔

1888ء میں ’ریاض الاخبار‘ میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خط بنام الیگزنڈر رسل ویب سفیر امریکہ مقیم فلپائن پڑھا جس کے مطالعہ کے بارے میں آپ کہتے ہیں کہ ’’اس کے تسخیر کرنے والے، دل پر چوٹ لگانے والے مضامین نے مبہوت ومحو کر لیا۔‘‘

اس سے قبل آپ زمانہ ظہور امام مہدی کے متعلق سن چکے تھے چنانچہ آپ بیان کرتے ہیں کہ 1884ء میں جب کہ میں سکول میں پڑھتا تھا، ایک رات کو تاروں کے ٹوٹنے کا غیر معمولی نظارہ دیکھنے میں آیا۔ اپنے پیرو مرشد قبلہ علامہ مولوی ارشاد حسین صاحب سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام ہو گیا ہے، یہ اسی کی علامت ہے۔

(سیرت المہدی جلد دوم حصہ چہارم روایت نمبر 1001)

بعد ازاں جب آپ نے ملازمت شروع کی تو ملازمت کے دوران سلسلہ احمدیہ کے ایک مخلص بزرگ حضرت مولوی تفضّل حسین صاحب رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی جن کی پاکیزہ صحبت نے آپ پر بہت اثر کیا، انھوں نے ہی آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف لطیف ازالہ اوہام دی جس کے مطالعہ سے تسکین ہوئی اور بالآخر 1900ء میں بیعت کا خط لکھ دیا اور 1904ء میں پہلی مرتبہ بمقام گورداسپور حضرت اقدس علیہ السلام کی زیارت کی۔

آپ اپنی ملازمت کے سلسلے میں تقریباً 1902ء میں تبادلہ ہو کر میرٹھ آئے اور کچھ سال میرٹھ میں گزارے۔ 1904ء میں آپ اپنی دسمبر کی تعطیلات میں میرٹھ سے قادیان حاضر ہوئے۔

خلافت کے متعلق ایمان میں بھی وہی مضبوطی اور اخلاص تھا اسی وجہ سے خلافت ثانیہ کے قیام کے موقع پر آپ نے کسی تردّد کے بغیر فوراً بیعت کر لی اور اپنا بیعت نامہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھجواتے ہوئے لکھا:

’’اس غم جان فرسا میں اگر کچھ تسکین ہے تو یہ ہے کہ آپ کے دست مقدس ومبارک پر بیعت کرتا ہوں۔ اگر ساری جماعت آپ کو چھوڑ دیتی تو تب بھی الحمد للہ یہ عاجز بیعت کرتا۔‘‘

(الفضل 21 مارچ 1914ء صفحہ 5)

پھر تادمِ حیات آپ خلافت کے ساتھ نہایت اخلاص و وفا اور اطاعت وفرمانبرداری کے ساتھ وابستہ رہے۔ جماعت احمدیہ کی ترقی میں ہمیشہ کوشاں رہتے تھے۔ 1918ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ انفلوئنزا کے شدید حملہ کی وجہ سے تشویشناک حالت تک علیل ہو گئے تو اکتوبر 1918ء میں اپنی وصیت بھی لکھ دی جس میں اپنے بعد انتخاب خلافت کے لیے گیارہ افراد پر مشتمل ایک کمیٹی نامزد فرما دی جس میں حضرت ذوالفقار علی خان صاحبؓ بھی شامل تھے۔

(تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 211)

یہی وہ سال تھا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے جماعت کو وقف زندگی کی تحریک فرمائی تو حضرت خان صاحبؓ نے بھی زندگی وقف کر کے قادیان ہجرت کرنے کا ارادہ کر لیا۔ آپ 1920ء کے اواخر میں مستقل طور پر ہجرت کر کے قادیان آ گئے۔ قادیان میں آپ نے ایڈیشنل سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ، ناظر امور عامہ اور ناظر اعلیٰ اور سیکرٹری بیرونی تبلیغی مشن تحریک جدید وغیرہ جیسے اہم عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو کئی اہم مواقع پر اعلیٰ سطح کے جماعتی وفود میں شمولیت کا اعزاز حاصل ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی کتاب ’’تحفہ شہزادہ ویلز‘‘ جب پرنس آف ویلز کو تحفۃً دی گئی تو اس کے جواب میں پرنس آف ویلز کے چیف سیکرٹری G FD Montmorency نے حضرت خان صاحبؓ ایڈیشنل سیکرٹری جماعت احمدیہ کے نام شکریہ کا خط لکھا۔

(الفضل 6 مارچ 1922ء صفحہ 1،2)

حضرت گوہر صاحبؓ شعائر اسلام کا نہایت احترام رکھتے تھے اور ان کی پابندی کا بھی ہر دم خیال رکھتے تھے۔ دینی شعائر کے استہزاء کے موقع پر عدم برداشت کا اظہار بھی آپ جرأت کے ساتھ کیا کرتے تھے اور اپنی غیرت ایمانی اور جوش دینی کا ثبوت دیتے۔ آپؓ نظم ونثر میں نہایت عمدہ لکھنے والے تھے۔ سلسلہ کے لٹریچر میں آپ کے لکھے گئے مضامین موجود ہیں۔ شعر بھی بہت خوبصورت کہتے تھے۔ شاعری میں داغ دہلوی کی شاگردی بھی پائی۔ جماعتی اخبارات کے علاوہ برصغیر کے دیگر اخبارات و رسائل میں بھی آپ کا کلام شائع ہوتا۔

حضرت خان ذوالفقار علی خان صاحب گوہر رضی اللہ عنہ نے 26 فروری 1954ء بمقام لاہور وفات پائی اور بوجہ موصی ہونے کے بہشتی مقبرہ ربوہ کے قطعۂ صحابہ میں دفن ہوئے۔ آپ نے چار شادیاں کیں۔

(الفضل 10 جون 2021)

(5)
حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ نہ صرف قرآن وحدیث اور اسلامی اصولوں میں تبحر علمی رکھتے تھے بلکہ یہودیت، عیسائیت اور دیگر مذاہب پر بھی آپؓ کو کمال دسترس حاصل تھی۔ آپؓ مجلس انصار اللہ کے ابتدائی نو (9) اراکین میں شامل تھے اور مجلس کے پہلے منتخب جنرل سیکرٹری بھی۔

حضرت حافظ صاحبؓ نے 1914ء میں درس قرآن دینا شروع کیا جو 1927ء تک جاری رہا اور سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے بھی بعض اوقات آپؓ کو اپنی جگہ درس القرآن کے لئے مقرر فرمایا۔ 1919ء میں آپ کو قاضی القضاۃ کے فرائض تفویض ہوئے اور 1920ء میں مبلغین کی کلاس کا باقاعدہ اجراء ہوا تو اسکی نگرانی حضرت حافظ صاحبؓ کے سپرد ہوئی۔ آپؓ نے مناظروں میں بھی اپنی علمی قابلیت کا سکّہ منوایا۔ جون 1929ء میں آپؓ کی وفات پر حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا ’’(وہ) اس بات کے مستحق تھے کہ ہر ایک احمدی انہیں نہایت عزت وتوقیر سے دیکھے‘‘۔

حضرت حافظ صاحبؓ کی وفات کے موقع پر حضرت مصلح موعودؓ نے قادیان میں موجود نہ ہونے کی وجہ سے آپؓ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی اور تمام احمدیہ جماعتوں کو غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کی ہدایت فرمائی نیز آپؓ کے بارہ میں فرمایا کہ آپ حضرت مولانا عبدالکریمؓ ثانی تھے۔ ایک موقعہ پر حضورؓ نے فرمایا کہ حافظ صاحبؓ پوری لائبریری ہیں۔ یہ بات حقیقت تھی کیونکہ آپؓ قرآن مجید کا ترجمہ بھی ایسی ہی روانی سے پڑھا کرتے تھے گویا حفظ

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

نوع انسان کیلئے رُوئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفی ﷺ

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13)

طالب دعا: میر موسیٰ حسین ولد مکرم جے میر عطاء الرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ شموگہ (کرناٹک)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

سچی توبہ کرو اور خدا تعالیٰ کو سچائی اور وفاداری سے راضی کرو

(ماخوذ از ملفوظات، جلد 3، صفحہ 191)

طالب دُعا: جے عظیم احمد ولد مکرم جے وسیم احمد صاحب
امیر ضلع محبوب نگر (صوبہ تلنگانہ)

ہے۔ (الفضل ڈائجسٹ 11 دسمبر 2017)

(6)

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب رضی اللہ عنہ

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ ایک بلند پایہ عالم، اخبار ''الحکم'' کے بانی اور اس کے پہلے ایڈیٹر تھے۔ 29 نومبر 1875ء کو جالندھر میں آپؓ کی ولادت ہوئی۔ آپؓ 1889ء میں پہلی بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بیعت 1892ء میں لاہور میں کی۔ 1893ء میں انٹرنس کرنے کے بعد تعلیم کو خیر باد کہہ دیا اور کچھ عرصہ سرکاری ملازمت کرنے کے بعد اخبار نویسی کا آغاز کیا اور 1894ء سے 1897ء تک بحیثیت ایڈیٹر کئی جرائد سے وابستہ رہے۔ 1897ء میں مارٹن کلارک کے مقدمہ کے حالات آپؓ نے ''جنگ مقدس'' کے نام سے لکھے۔ 1897ء میں امرتسر سے جماعت احمدیہ کا پہلا ہفت روزہ اخبار ''الحکم'' جاری کیا۔ اخبار کا ماٹو تھا ''لکھنا ہے تو مت ڈر۔ ڈرنا ہے تو مت لکھ''۔ 1898ء میں یہ اخبار قادیان منتقل ہوگیا اور چند برسوں کے وقفہ کے ساتھ 1943ء تک جاری رہا۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے ''الحکم'' اور ''البدر'' کو جماعت کے دو بازو قرار دیا تھا۔ حضرت عرفانیؓ مدرسہ تعلیم الاسلام کے پہلے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے۔ صدر انجمن احمدیہ کے اسسٹنٹ سیکرٹری بھی رہے۔ آپؓ کی تصانیف 20 کے قریب ہیں۔

قرآن کریم سے آپؓ کو عشق تھا۔ 1937ء میں آپؓ نے ایک وصیت تحریر فرمائی جس کا عنوان تھا ''تمام سعادتوں اور برکتوں کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ خلافت کے دامن سے وابستہ رہو''

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ نے 5 دسمبر 1957ء کو 82 سال کی عمر میں سکندر آباد میں وفات پائی اور حیدر آباد دکن میں امانتاً تدفین عمل میں آئی۔

(الفضل ڈائجسٹ 17 نومبر 2019)

(7)

حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خانصاحب رضی اللہ عنہ پٹیالوی

ولادت: ۱۸۸۷ء (غالباً) بیعت: جون ۱۹۰۲ء وفات: ۱۳/اپریل ۱۹۶۷ء

اس خاندان میں احمدیت کی نعمت حضرت ڈاکٹر صاحب کے دادا حضرت مولا بخش صاحب اور والد ماجد حضرت رحیم بخش صاحب کے ذریعے پہنچی جنہوں نے ۱۸۹۹ء میں مولوی عبدالقادر صاحب جمالپوری کے ہاتھ پر بیعت کی۔ (آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بیعت لینے کے مجاز تھے)۔ اس بیعت کے وقت حضرت ڈاکٹر صاحب بھی موجود تھے۔ اسوقت آپکی عمر بارہ سال کی تھی۔

حضرت ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ دوسری بار ۱۹۰۷ء میں سالانہ جلسہ پر قادیان آنے کی توفیق ملی۔ گو اس زمانے میں بھی میں طالب علم تھا۔ مگر جماعت کا سیکرٹری بھی تھا۔ صدر انجمن نے جماعت کے نمائندوں کو مشاورت کے لئے بلایا تھا۔ مشاورت کا وقت مغرب عشاء کے بعد تھا۔ میں نے صبح آٹھ بجے کھانا کھایا تھا اور میں نے خیال کیا تھا کہ جلدی ہی اجلاس ہوجائے گا تو واپس آکر کھانا کھالوں گا۔ میں بھی اس اجلاس میں جا کر بیٹھ گیا۔ اس اجلاس میں خواجہ کمال الدین صاحب، برکت علی خان صاحب اور ذوالفقار علی خان صاحب بھی شامل تھے یہ مشاورت رات کے گیارہ بجے ختم ہوئی۔ اس عرصہ میں لنگر خانہ بند ہوگیا تھا۔ میں اپنے کمرے میں جا کر لیٹ گیا۔ ایک خشک ٹکڑا میرے ہاتھ لگ گیا اور میں نے اسے چبانا شروع کیا۔ مگر بھوک بند نہ ہوئی۔ میں ابھی سویا نہیں تھا کہ دروازہ پر دستک ہوئی کہ جو یہاں بھوکا ہو کھانا کھالے۔ دوسرے دن صبح کو دیکھا کہ حضرت صاحب مسجد مبارک پر کھڑے ہیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول بھی ہیں۔ حضور بڑے جوش سے فرما رہے تھے۔ رات کو مہمان بھوکے رہے اور مجھے الہام ہوا۔

یَآاَیُّهَا النَّبِیُّ اَطْعِمُوا الْجَآئِعَ وَالْمُعْتَرَّ

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آخری تقریر بھی سنی تھی۔ وہ تقریر آخری تقریر تھی اور ایک قسم کی وصیت تھی۔ اس میں فرمایا تھا۔ ''دیکھو ہمارے لئے بڑا خوف کا مقام ہے۔ کروڑوں آدمی ہمارے خلاف ہیں۔ اگر ہم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا نہ کیا تو ہم دین سے بھی گئے۔ اور دنیا سے بھی گئے۔''

۲۵ مئی ۱۹۰۸ء کی شام کو ہم نے تو حضور کو سیر کے لئے رخصت کیا۔ مگر صبح دس بجے آپ کی وفات ہوگئی۔ ایک مرتبہ لاہور میں حضور کا جنازہ پڑھا گیا۔ پھر جنازہ گاڑی میں رکھکر بٹالہ لایا گیا۔ بٹالہ سے چارپائی پر رکھ کر قادیان لایا گیا۔ میرا چونکہ قد چھوٹا تھا اس لئے میں نے چارپائی کے پچھلی طرف اپنا سر دے دیا اور اس طرح کئی میل تک چلا آیا۔

حضرت ڈاکٹر صاحب کو ۲۰/اپریل ۱۹۰۸ء کو میڈیکل کالج میں داخلہ مل گیا۔ اور آپ آخری امتحان میں کامیاب ہوکر ۱۲ جون ۱۹۱۲ء سے ریاست پٹیالہ کے سب سے بڑے ہسپتال راجندر ہسپتال میں ملازم ہوگئے۔ آپ کی شب وروز دُعاؤں کے مزید اثرات رفتہ رفتہ نمایاں سے نمایاں تر ہونے لگے اور آپ کی شہرت دو ایک سال کے عرصہ میں ریاست کے طول وعرض میں پھیل گئی۔ یہانتک کہ آپ کو مہاراجہ پٹیالہ کے خاص طبّی عملہ میں لیا جانے لگا مگر یہ مرحلہ آپ کی متضرعانہ دعاؤں کی برکت سے رُک گیا کیونکہ اس سے آپ کو دین کے برباد ہوجانے کا خطرہ تھا۔

حضرت ڈاکٹر صاحب سرکاری فرائض بجالانے کے ساتھ ساتھ پٹیالہ کی جماعت کے سرگرم رُکن تھے اور جماعت کی مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے تھے۔

حضرت مصلح موعود کے طبّی معالج ومشیر کے اہم منصب پر فائز ہونے کے علاوہ آپ ۲ فروری ۱۹۱۹ء کو افسر نور ہسپتال بھی مقرر ہوئے۔ آپ کے دور میں ہسپتال کو صُوبہ بھر میں غیر معمولی قبولیت حاصل ہوئی اور اس کے ذریعہ سے بہت سے مریضوں کو خدا کے فضل سے شفا حاصل ہوئی۔ حضرت ڈاکٹر صاحب جیسے دعا گو، خلیق، ہردلعزیز اور ایثار پیشہ ڈاکٹر کی زیر نگرانی یہ ہسپتال فسادات ۱۹۴۷ء تک برابر ترقی کرتا رہا اور اپنوں اور بیگانوں نے اس ہسپتال کی دِل کھول کر تعریف کی۔

سیدنا حضرت مصلح موعود نے ۱۹۵۵ء میں دوسرا سفر یورپ اختیار فرمایا اس مبارک اور تاریخی سفر میں بھی آپ کو ہمرکابی کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت ڈاکٹر صاحب کو پینتیس سال تک حضرت مصلحِ موعود کے طبّی مشیر اور معالجِ خصوصی کی حیثیت سے نہایت درجہ ذوق وشوق اور جذبۂ محبت ووارفتگی کے ساتھ حضرت مصلحِ موعود کی خدمت سرانجام دینے کی سعادت ملی آپ یکم اکتوبر ۱۹۵۴ء تک اس خدمت پر مامور رہے۔

حضرت ڈاکٹر صاحب سلسلہ کے منکسر المزاج، صاحب رویاء بزرگوں اور اہل اللہ میں سے تھے اور بجا طور پر ایاز محمود کہلانے کے مستحق تھے۔ آپ نے آنے والی نسلوں کے لئے مثالی خدمت وایثار کا قابل تقلید نمونہ چھوڑا۔ آپ کی بہت سی بصیرت افروز تقاریر اور پُراز معلومات مضامین جماعت کے اخبارات میں ریکارڈ ہیں اور آپ کی بہترین علمی یادگار ہیں۔

(8)

حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ

یکم جنوری 1879ء کو سیالکوٹ کی تحصیل شکر گڑھ کے قصبہ کنجروڑ میں مہتہ گوراند

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

اپنے بھائیوں سے کسی قسم کا بھی بغض، حسد اور کینہ نہیں رکھنا چاہئے

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 407)

Courtesy:Alladin Builders
e-mail: khalid@alladinbuilders.com

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

جو شخص اپنے بھائیوں سے صاف صاف معاملہ نہیں کرتا
وہ خدا تعالیٰ کے حقوق بھی ادا نہیں کرسکتا

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 407)

طالب دعا : سید جہانگیر علی صاحب مرحوم اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ فلک نما، حیدر آباد، صوبہ تلنگانہ)

تامل اور محترمہ پاربتی دیوی کے ہاں ایک بچہ نے جنم لیا جس کا نام ہریش چندر رکھا گیا۔ شدید ہندوآنہ ماحول میں پرورش ہوئی۔ 1894ء میں جب یہ بچہ چونیاں میں زیر تعلیم تھا تو سورج اور چاند کا گرہن دیکھ کر سکول کے مسلمان ہیڈ ماسٹر نے کہا کہ اب امام آخرالزمان کی تلاش کرنی چاہیئے۔ آہستہ آہستہ یہ بچہ ہندو خیالات سے متنفر ہوتے ہوئے پروان چڑھنے لگا۔ جب ذرا بڑا ہوا اور حصول معاش کے لئے سیالکوٹ پہنچا تو ایک کتاب ''نشان آسمانی'' نے اس کی توجہ اپنی طرف کھینچ لی اور حضرت مسیح موعودؑ سے متعارف ہوئے۔ پھر حضورؑ کی ایک اور کتاب ''انوار الاسلام'' پڑھی تو ستمبر 1895ء میں قادیان پہنچے۔ پہلے حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں عرض کیا۔ جب شام کو آپ حضورؑ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو حضورؑ نے فرمایا کہ یہ لڑکا تو ابھی بچہ معلوم ہوتا ہے اور نابالغ نظر آتا ہے، ایسا نہ ہو کہ ہندو کوئی فتنہ کھڑا کردیں۔ اس پر نوجوان نے اپنے گزرے ایام کی داستان سنائی اور انشراح کا ذکر کیا تو حضورؑ نے کلمہ پڑھا کر انہیں اسلام قبول کروایا اور عبدالرحمن نام رکھا، نیز قیام وطعام کے علاوہ تعلیم وتربیت کا بھی انتظام فرمادیا۔ اپنے ساتھیوں میں آپ ''بھائی جی'' کے نام سے مشہور ہوگئے اور پھر بھائی کا لفظ آپ کے نام کا حصہ بن گیا۔

جب حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب کو قادیان میں کچھ عرصہ ہوگیا تو آپؓ کے والد آپ کو تلاش کرتے کرتے قادیان پہنچ گئے اور بڑی لجاجت سے آپؓ کے سامنے والدہ اور بھائی بہنوں کی پریشانی کا ذکر کیا اور کہا کہ اُن کے ساتھ چلے چلو تو وہ دو ہفتے بعد خود چھوڑ جائیں گے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے پہلے تو والد کے ساتھ بھیجنے سے انکار کردیا لیکن پھر اجازت دیدی۔ حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحبؓ نے تجویز دی کہ بھائی عبدالرحیم صاحبؓ کو ساتھ بھیج دیا جائے۔ اس پر حضور علیہ السلام نے ایک جلال اور شوکت کے ساتھ فرمایا کہ ''نہیں مولوی صاحب! ہمیں نام کے مسلمانوں کی ضرورت نہیں، ہمارا ہے تو آجائے گا، ورنہ کوڑا کرکٹ جمع کرنے سے کیا حاصل؟'' چنانچہ آپؓ اپنے والد کے ہمراہ چلے گئے۔

راستہ میں تو والد صاحب کا رویہ آپؓ کے ساتھ نرم ہی رہا لیکن اپنے علاقہ میں پہنچتے ہی فضا یکسر بدل گئی۔ عزیز واقارب زبانی طعن وتشنیع تک محدود نہ رہے بلکہ چھڑیوں اور لاٹھیوں کے استعمال تک بات جا پہنچی۔ کئی بار چھریوں اور کلہاڑیوں سے زخمی بھی کئے گئے۔ کئی رشتہ دار اکٹھے چھاتی پر بیٹھ جاتے۔ یہ صورتحال کئی ماہ تک جاری رہی۔ آخر لمبا عرصہ گزرنے کے ساتھ ساتھ والد نے آپؓ کو بھی اپنے ساتھ کام پر لگالیا۔ پھر والد کا تبالہ لدھر نزد بہلول پور ہوگیا لیکن آپ پر سختی میں کوئی کمی نہ آئی۔ ایک روز کسی ضرورت کے تحت آپ کو ایک خادم کے ہمراہ بھیجا گیا۔ آپؓ کو سانگلہ ہل سے ٹرین میں سوار ہونا تھا۔ آپؓ نے راستہ میں خادم کو واپس کردیا اور خود ٹکٹ لے کر عازم سیالکوٹ ہوئے اور وہاں سے قادیان پہنچے اور نو ماہ کی طویل جدائی کے بعد امان پائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپؓ کو دیکھ کر فرمایا: ''آپ آگئے، بہت اچھا ہوا۔ آپ کے والد صاحب نے وعدہ کا پاس نہ کیا اور آپ کو روک کر تکلیف میں ڈالا۔ ہمیں بہت فکر تھی مگر شکر ہے کہ آپ کو اللہ نے ثابت قدم رکھا اور کامیاب فرمایا۔ مومن قول کا پکا اور وفادار ہوتا ہے''۔

اس کے بعد آپؓ کو اغوا کرنے کی چار پانچ بار کوشش کی گئی لیکن خدا تعالیٰ نے آپؓ کو ثابت قدم رکھا۔ پھر آپؓ نے اپنی والدہ کے نام ایک تفصیلی خط میں لکھا کہ اگر بالفرض آپؓ کو پکڑ کر ٹکڑے ٹکڑے بھی کردیا جائے تو بھی آپؓ کے جسم کے ہر ایک ٹکڑے سے صدائے حق ہی بلند ہوگی۔ یہ خط نتیجہ خیز ثابت ہوا اور پھر آپؓ کے خاندان نے بھی ان حالات سے سمجھوتہ کرلیا۔

1900ء میں آپؓ تپ دق کے مرض میں مبتلا ہوگئے۔ ہر علاج بے اثر معلوم ہونے لگا۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ نے خاص دعا شروع کی اور دوا بھی بتلائی تو مُردہ جسم میں زندگی کے آثار پیدا ہونے لگے۔ اسی دوران علالت کی خبریں سن کر والدہ قادیان آگئیں۔ وہ حضورؑ اور دیگر احباب وخواتین کے حسن سلوک سے بہت متأثر ہوئیں اور آخر حضورؑ کی اجازت سے اپنے بیٹے کو اپنے ہمراہ لے گئیں، کسی کے اعتراض کی پرواہ کئے بغیر اپنے پاس رکھا اور نمازیں پڑھنے کی کھلی اجازت دیدی۔ ڈیڑھ ماہ بعد آپؓ والدہ سے اجازت لے کر قادیان آگئے۔

آپؓ کی پہلی شادی ہندوآنہ رسوم کے مطابق ہوئی تھی۔ اس بیوی سے ایک بچی ہوئی جو زندہ نہ رہی۔ قادیان آپؓ کی دوسری شادی حضرت زینب بی بی صاحبہ بنت حضرت شیخ محمد علی صاحبؓ آف ڈنگہ ضلع گجرات کے ساتھ 1902ء میں ہوئی۔

حضرت بھائی جی 1895ء سے قادیان میں مقیم تھے۔ کبھی ملازمت اور کبھی دوکان ذریعہ معاش کیا۔ اخبار ''الحکم'' میں بھی کام کیا۔ 1929ء میں تحریک شدھی کے سلسلہ میں ملکانہ گئے اور ساری پونجی وہاں قربان کردی۔ بعد میں خدا تعالیٰ نے ہر لحاظ سے آپؓ کو بہت نوازا اور ایک مثالی لمبی زندگی عطا فرمائی۔

6 جنوری 1961ء کو آپکی وفات ہوئی۔ نماز جنازہ ربوہ اور لاہور میں ادا کرنے کے بعد نعش مبارک قادیان بھجوادیا گیا جہاں بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ 313 خاص صحابہؓ میں آپؓ کا نمبر 101 تھا اور وصیت نمبر 149 تھا۔ آپؓ کو حضرت مسیح موعودؑ کی ابتدائی تحریک وقف پر لبیک کہنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ حضورؑ کے دَور میں پہرہ دینے، بٹالہ سے ڈاک لانے اور لے جانے، نیز لنگر کے لئے آٹا وغیرہ مہیا کرنے کی ذمہ داری بھی آپؓ کے سپرد رہی۔ جلسہ اعظم مذاہب سے قبل آپؓ ہی اشتہارات لے کر قادیان سے لاہور گئے۔ حضورؑ نے وصال سے قبل آپؓ کو یاد فرمایا۔ آخری زیارت کروانے کی ذمہ داری بھی آپؓ نے سرانجام دی۔ مختلف بابرکت مجالس کی رپورٹس لکھیں اور بے شمار علمی نوٹس تحریر فرمائے۔ ہر مالی خدمت میں نمایاں حصہ لیا۔ حضرت اقدسؑ کے عاشق صادق تھے۔

صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ممبر بھی رہے اور کئی دفعہ امیر مقامی اور قائم مقام ناظر اعلیٰ بنے۔

(روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 19 نومبر 2001ء)

(9)

شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

شیخ عبدالرحمٰن صاحب (سابق لالہ شنکر داس) 1905ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کرکے داخل احمدیت ہوئے۔ 26 جولائی 1913ء کو شیخ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی ذاتی کوشش اور آپؓ کی تحریک (انصار اللہ) کے خرچ پر حصول تعلیم کے لیے مصر بھیجے گئے۔ 1915ء میں جب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصر سے پڑھ کر واپس آئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو بذریعہ رؤیا خبر دی گئی کہ شیخ صاحب کا خیال رکھنا یہ مرتد ہو جائیں گے۔ اس آسمانی انکشاف کی بنا پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ، شیخ صاحب کو سلسلہ سے وابستہ رکھنے کے لیے انہیں مختلف خدمات پر مامور رکھا اور 1924ء کے سفرِ یورپ میں بھی اپنے ہمراہ لے کر گئے۔ ایک لمبے عرصہ تک مدرسہ احمدیہ کی ہیڈ ماسٹری بھی ان کے سپرد رہی۔ لیکن بالآخر وہی ہوا جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے دی تھی۔ مصری صاحب اخراج کی سزا کے بعد قادیان سے نکل کر پیغامیوں میں شامل ہوگئے۔ خلافت سے تو پہلے ہی ہاتھ دھو بیٹھے تھے، بعد میں

ارشاد باری تعالیٰ

وَالَّذِیۡنَ جَاهَدُوۡا فِیۡنَا لَنَهۡدِیَنَّهُمۡ سُبُلَنَا ؕ (العنکبوت:70)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو ہمارے بارہ میں کوشش کرتے ہیں
ہم ضرور انہیں اپنی راہوں کی طرف ہدایت دیں گے۔

طالب دعا: محمد منیر احمد ولد مکرم غلام محمد سنوری صاحب مرحوم وافراد خاندان (صدر جماعت احمدیہ کاماریڈی)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جو شخص علم کی تلاش میں نکلے
اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت کا راستہ آسان کردیتا ہے
(ترمذی، کتاب العلم، باب فضل الفقہ)

طالب دعا: سید وسیم احمد وافراد خاندان (جماعت احمدیہ سورو ضلع بالاسور، صوبہ اڈیشہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا بھی انکار کر دیا۔

(10)
حضرت چوہدری علی محمد صاحب رضی اللہ عنہ

حضرت چوہدری علی محمد صاحب رضی اللہ عنہ ولد حضرت چوہدری غلام دین صاحبؓ کا اصل وطن گوکھووال ضلع فیصل آباد تھا۔ اندازاً 1895ء میں پیدا ہوئے، بچپن میں اپنے والد صاحب کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔

آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے مختار عام کی حیثیت سے خدمات بجا لاتے رہے۔ بطور امیر حلقہ ریتی چھلہ قادیان بھی خدمت کی توفیق پائی۔

ہجرت کے بعد چک ڈی بی 39 ضلع سرگودھا میں آباد ہوئے۔ آپ نے 14؍اکتوبر 1969ء کو وفات پائی۔

(تاریخ احمدیت جلد 25 صفحہ 223)

(11)
حضرت میاں رحم دین صاحب رضی اللہ عنہ آف مالیر کوٹلہ

آپ حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ رئیس مالیر کوٹلہ کے ہاں باورچی کا کام کرتے تھے اور انہی کی وجہ سے قادیان آئے اور 1902ء یا 1903ء میں بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ اس سے قبل آپ حضرت مولوی محمد اکرم صاحبؓ آف کملہ ضلع گجرات ابن حضرت مولوی محمد افضل صاحبؓ (یکے از 313 صحابہ) جو حضرت نواب صاحبؓ کے بچوں کے اتالیق تھے، کے زیر تبلیغ بھی رہے۔ حضورؓ کے سفر یورپ 1955ء میں بھی آپ کو قافلہ میں جانے کا اعزاز حاصل ہوا۔ آپ نے 14؍جولائی 1966ء کو وفات پائی۔

(تاریخ احمدیت جلد 23 صفحہ 658)

(12)
حضرت چوہدری محمد شریف باجوہ صاحب رضی اللہ عنہ

آپ حضرت نواب محمد دین صاحبؓ (جنھوں نے ربوہ کی زمین کے لیے قابل قدر خدمات سر انجام دیں) کے بیٹے تھے ۔ 1895ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کو اپنے والد محترم سے پہلے قبول احمدیت کی توفیق ملی، آپ نے 1907ء میں اپنے چچا حضرت چوہدری محمد حسین باجوہ صاحب رضی اللہ عنہ کی معیت میں قادیان آکر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کا شرف پایا۔ آپ ایک کامیاب وکیل تھے۔ آپ جماعت احمدیہ ساہیوال (سابقہ منٹگمری) کے امیر تھے اور چالیس سال کا لمبا عرصہ آپ نے اس خدمت پر کام کیا۔ نہایت ہی مخلص وجود تھے۔ مورخہ 7؍نومبر 1966ء کو بعمر 71 سال وفات پائی اور بوجہ موصی ہونے کے بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔

(13)
حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ

حضرت سر محمد ظفر اللہ خانؓ کا آبائی گاؤں ڈسکہ تھا۔ ان کے والد نصر اللہ خانؓ ساہی جاٹ قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے اور پیشہ کے لحاظ سے وکیل تھے۔ ان کی والدہ باجوہ جاٹ خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ حضرت چوہدری ظفر اللہ خانؓ اپنی والدہ سے بہت متاثر تھے اور ان کے متعلق ایک کتاب ''میری والدہ'' کے نام سے لکھی۔ ان کی پیدائش 6؍فروری 1893ء کو ہوئی۔

ابتدائی تعلیم کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور سے مزید تعلیم اور پھر کنگز کالج لندن سے وکالت کی ڈگری 1914ء میں حاصل کی۔ وطن واپسی پر سیالکوٹ میں وکالت کا پیشہ اختیار کیا اور پھر 1926ء میں پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے رکن بن گئے۔

حضرت چوہدری سر ظفر اللہ خانؓ 1926ء میں پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے رکن بنے۔ انہوں نے آل انڈیا مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی اور اس کے ایک اہم اور فعال رکن رہے۔ مسلم لیگ کے 1931ء کے اجلاس منعقدہ دہلی کی صدارت کے فرائض بھی سرانجام دیئے۔ انہوں نے 1930ء سے 1932ء تک لندن میں گول میز کانفرنسوں میں شرکت کی۔ 1935ء میں برطانوی ہندوستان کے وزیر ریلوے بنے۔ 1939ء میں انہوں نے لیگ آف نیشنز میں برطانوی ہندوستان کی نمائندگی کی۔ 1942ء میں چین میں برطانوی ہندوستان کے جنرل ایجنٹ رہے اور 1945ء میں دولت مشترکہ کی کانفرنس میں برطانوی ہندوستان کی نمائندگی کی۔

1935ء سے 1941ء تک وائسرائے ہند کی ایگزیکیوٹو کونسل کے رکن رہے۔

ستمبر 1941ء میں حضرت چوہدری ظفر اللہ خانؓ کو متحدہ ہندوستان کی عدالت عظمیٰ کا منصف مقرر کیا گیا۔ وہ آزادی ہند تک اس عہدہ پر فائز رہے۔

1947ء میں ان کو پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ مقرر کیا گیا۔ آپ سات سال تک مسلسل اس عہدہ پر برقرار رہے۔

آپ اقوام متحدہ کی سکیورٹی کونسل کے رکن بھی رہے۔ 1961ء سے 1964ء تک دوبارہ اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل مندوب مقرر ہوئے اور اسی دورانیہ میں 1962ء سے 1964ء تک اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے صدر بھی رہے۔

آپؓ نے اقوام متحدہ میں فلسطین، لیبیا، شمالی آئرلینڈ، ایریٹریا، صومالیہ، سوڈان، تیونس اردن مصر مراکش اور انڈونیشیا کی آزادی کے لیے کام کیا۔

1954ء میں حضرت چوہدری ظفر اللہ خانؓ عالمی عدالت انصاف کے منصف مقرر ہوئے اور 1961ء تک اس عہدہ پر فائز رہے۔ 1958ء تا 1961ء آپؓ اس عدالت کے نائب صدر بھی رہے۔ 1964ء سے 1969ء تک دوبارہ عالمی عدالت انصاف میں منصف رہے اور 1970ء سے 1973ء تک اسی عالمی عدالت انصاف کے صدر منتخب کئے گئے۔

1958ء میں سعودی بادشاہ کے شاہی مہمان کے طور پر عمرہ ادا کیا اور پھر 1967ء میں حج کا فریضہ بھی سرانجام دیا۔

ایک لمبا عرصہ ہالینڈ یعنی نیدرلینڈ اور برطانیہ میں رہائش پذیر رہنے کے بعد واپس وطن چلے آئے۔ جہاں یکم ستمبر 1985ء کو وفات پائی۔ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔

(روزنامہ الفضل 9 دسمبر 2022)

......☆......☆......☆......

ارشاد باری تعالیٰ

وَمَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ

(حٰم السجدة:34)

ترجمہ: اور بات کہنے میں اس سے بہتر کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک اعمال بجالائے اور کہے کہ میں یقیناً کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

طالب دعا : بی۔ایم۔خلیل احمد ولد مکرم بی۔ایم۔بشیر احمد صاحب و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جتنی زیادہ کوئی تواضع اور خاکساری اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی اسے بلند مرتبہ عطا کرتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب استحباب العفو والتواضع)

طالب دُعا : نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (صوبہ کرناٹک)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کا بندہ جتنا کسی کو معاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی زیادہ اسے عزت میں بڑھاتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب استحباب العفو والتواضع)

طالب دُعا : نور الہدیٰ اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ سملیہ، صوبہ جھارکھنڈ)

اَے میری جماعت کے لوگو! اللہ تمہیں برکت دے اس پر مضبوط ایمان رکھو

اس سے سچی محبت کرو اور اس کے حضور میں فدا ہو جاؤ، اس کے رسولوں کی عزت اور فرمانبرداری کرو
سوچو کہ اگر خدا تعالیٰ بھی تم کو چھوڑ دے تو تمہارا انجام کیسا تلخ ہوگا، پس جہاں تک ہوسکے خدا کے قریب ہونے کی کوشش کرو
اور یہ مقصد سچا احمدی بننے سے ہی حاصل ہوسکتا ہے، اپنی دعاؤں میں استقامت اختیار کرو، اللہ کیلئے ہر ایک چیز قربان کرنے کیلئے تیار رہو
اور اپنے تمام کاروبار میں اعلیٰ درجہ کی دیانتداری اختیار کرو، اللہ سے ڈرو اور اپنے بھائیوں سے پیار کرو اور اسلام کی اشاعت دنیا کے دُور دُور کونوں تک کرو
میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ تم اس مشن کی کامیابی کے واسطے دعا کرو جس پر میں جا رہا ہوں☆

عرشہ جہاز سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا پیغام جماعت احمدیہ کے نام

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حسب ذیل تار 16 جولائی کو جناب مولانا شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ کو موصول ہوا۔

تمام احمدی بھائیوں اور بہنوں کو میری طرف سے اطلاع کر دیں کہ میں آج جہاز پر سوار ہوگیا ہوں۔ میرے دل پر جدائی کے سبب سے بڑا بوجھ ہے۔ جب سے یہ سفر شروع ہوا ہے میں پہلے سے زیادہ آپ سب کے واسطے دعائیں کرتا ہوں۔ میں نے سب بہنوں اور بھائیوں میں ایسی مخلصانہ محبت اور جذبہ فداکاری پایا ہے جسکی خود خاکسار کو بھی اس سے پہلے خبر نہ تھی۔ اے میری جماعت کے لوگو! اللہ تمہیں برکت دے اس پر مضبوط ایمان رکھو اس سے سچی محبت کرو اور اس کے حضور میں فدا ہو جاؤ۔ اس کے رسولوں کی عزت اور فرمانبرداری کرو۔

برادران! تم چاروں طرف سے دشمن سے گھرے ہوئے ہو تم کبھی اس بات کو نہ بھولو۔ سوچو کہ اگر خدا تعالیٰ بھی تم کو چھوڑ دے تو تمہارا انجام کیسا تلخ ہوگا۔ پس جہاں تک ہو سکے خدا کے قریب ہونے کی کوشش کرو اور یہ مقصد سچا احمدی بننے سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ اپنی دعاؤں میں استقامت اختیار کرو۔ اللہ کیلئے ہر ایک چیز قربان کرنے کیلئے تیار رہو اور اپنے تمام کاروبار میں اعلیٰ درجہ کی دیانت داری اختیار کرو۔ اللہ سے ڈرو اور اپنے بھائیوں سے پیار کرو اور اسلام کی اشاعت دنیا کے دور دور کونوں تک کرو۔ میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ تم اس مشن کی کامیابی کے واسطے دعا کرو جس پر میں جا رہا ہوں۔

تم نہیں جانتے بلکہ تم اندازہ بھی نہیں کر سکتے کہ مجھے کس قدر محبت تم سے ہے۔ آپ لوگوں سے جدا ہونا میرے لئے کس قدر دردناک تھا اور آپ لوگوں کو پیچھے چھوڑنا میرے لئے کس قدر صدمہ پہنچانے والا ہوا لیکن یہ جدائی صرف جسمانی ہے۔ میری روح ہمیشہ تمہارے ساتھ تھی اور ہے اور رہے گی۔ میں زندگی میں یا موت میں تمہارا ہی ہوں تمہاری بہبودی میرے دل کی عین خواہش ہے اور تمہارا دنیوی اور روحانی منزل مقصود تک پہنچنا میری واحد تمنا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تم میں سے بہت سے اب افسوس کرتے ہیں کہ انہوں نے کیوں مجھے خود یورپ جانے کا مشورہ دیا کیونکہ جدائی ان کو شاق گذر رہی ہے۔ لیکن اس موجودہ غم کو بھول کر بڑے فوائد کے حاصل کرنے کیلئے تیاری کرنی چاہیئے۔ آؤ ہم خدا سے دعا کریں کہ ہمیں کامیابی کی راہ پر چلائے۔ پس اے میرے بھائیو اور بہنو! خدا کی برکتیں تم پر ہوں جہاں کہیں تم ہو اور جس حالت میں تم ہو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔

اُمید ہے یہ پیغام دکھے اور بے تاب دلوں کیلئے کسی قدر تسکین کا باعث ہوگا اور احباب کو معلوم ہو جائیگا کہ ہم ہی حضور کی جدائی سے بے قرار نہیں ہیں بلکہ حضور پر ہم سے بھی زیادہ اس جدائی کا بار ہے۔ لیکن چونکہ یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کیلئے ہے اس لئے اس تکلیف میں بھی ایک مزہ ہے اور اس جدائی میں بھی ایک راحت ہے۔

(الفضل قادیان دارالامان 18 جولائی 1924)

اول بہ آخر نسبتے دارد

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ میں مشابہت

(مولوی محمد احمد صاحب بی.اے.ایل.ایل.بی وکیل کپورتھلہ)

ایک دن کا ذکر ہے حضرت فضل عمرؓ ... تھے سوارِ اُشتر صحرا گذر
اتفاقاً تازیانہ جو گرا ... خود اٹھایا ہاتھ سے نیچے اتر
بسکہ ہے اسلام میں منع سوال ... پاس خودداری یہ تھا پیش نظر
سطوت و جبروت کا عالم یہ تھا ... سلطنت خاور سے تھی تا باختر
افسر شاہی تھا گو زیب جبیں ... سادگی تھی طرۂ زی بندہ تر
تھی امیری اور فقیری ایک جا ... ہوتی تھی گنج قناعت پر بسر
''اَیُّ عَبْدٍ اَعْبُدُ مِنِّیْ'' یہ تھا ... قول پاک سیّد والا گہر
''خود فرود آز اشتر مثل عمرؓ'' ..☆.. ''الحذر از منت غیر الحذر''

عازم یورپ ہوئے فضل عمر ... باندھا اپنے ہات سے رخت سفر
سر و قد موجود تھے صد ہا غلام ... جان و دل حاضر اگر اٹھتی نظر
خادموں کو خاکساری کا سبق ... تھا زبان حال سے دینا مگر
خاکساری جوہر اہل کمال ... خاکساری اسوۂ خیر البشرؐ
یہ فقیری اور امیر المومنین ... پانی پانی ہے مرا قلب و جگر
مال و جان و دل ہوں جسکے دست بیع ... قرض لیکر ہو مہیائے سفر
منہمک مضموں نگاری میں ہوئے ... تھے رواں دست و قلم شام و سحر
بے خودی کا بن گئے مضمون خود ... اپنی ہستی کی نہ تھی کوئی خبر
''کون ہے مجھ سے نکما آدمی'' ... ہے یہ فرمان شہ عالی نظر
کہتے ہیں مسند خلافت کی جسے ... آسماں کی جھک پڑے اس سے کمر
داعیٔ اسلام اس کا نام ہے ... طے کرے جو کوہ و صحرا بحر و بر
رخت خودمی بند چوں فضل عمر ..☆.. پے سپَر کن خاور و ہم باختر

(الفضل قادیان دارالامان 9 اگست 1924)

اَے عزیزو! میں آپ سے دُور ہوں، جسم دُور ہے مگر روح نہیں

میرا جسم کا ذرّہ ذرّہ اور میری روح کی ہر طاقت تمہارے لئے دعا میں مشغول ہے اور سوتے جاگتے میرا دل تمہاری بھلائی کی فکر میں ہے

یادرکھو! تمہاری سلامتی سے ہی آج دین کی سلامتی ہے اور تمہاری ہلاکت سے ہی دین کی ہلاکت

دنیا تم کو تباہ کرنے کی کوشش کرتی ہے مگر مجھے اس کا فکر نہیں، اگر تم خدا کو ناراض کر کے خود اپنے آپ کو ہلاک نہ کرلو تو دنیا تم کو ہلاک نہیں کرسکتی

کیونکہ خدا نے تم کو بڑھنے کے لئے پیدا کیا ہے نہ ہلاک ہونے کے لئے

تم ہی وہ خدا کا عرش ہو جس پر سے خدا تعالیٰ حکومت کررہا ہے، تم کو خدا نے نور دیا ہے جبکہ دنیا اندھیروں میں ہے

تم کو خدا نے ہمت دی ہے جبکہ دنیا مایوسیوں کا شکار ہورہی ہے، تم کو خدا تعالیٰ نے برکت دی ہے جبکہ دنیا اُسکے غضب کو اپنے پر نازل کررہی ہے

اور کیوں نہ ہو تم خدا کی پاک جماعت ہو تمہارے دل اس کے عرش ہیں

آہ! اندھی دنیا کو کیا معلوم ہے کہ جب ایک احمدی اُنکے محلّہ میں پھرتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کا سورج ہے جو اُسکے ظلمت کدہ کو منور کررہا ہے

عدن کے قریب جہاز سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا پہلا مکتوب جماعت احمدیہ کے نام

برادرانِ جماعت! السلام علیکم آج جہاز عدن کے قریب ہو رہا ہے۔ صبح چار بجے خشکی پر جہاز لگے گا۔ طوفان کے علاقہ سے جہاز خدا کے فضل سے نکل آیا ہے اور اب ہموار پانیوں میں چل رہا ہے۔ مسافر جو کئی دنوں سے کمروں میں بند تھے اب باہر نکل کر سیر کررہے ہیں اور خوشگوار ہوا اور عمدہ موسم کے لطف اٹھا رہے ہیں۔ کچھ تو تاش میں مشغول ہیں جس کے ساتھ جوئے کا شغل بھی ہے، کچھ شراب کے گلاس اُڑا رہے ہیں، کچھ صحن میں بنچوں پر لاتیں پھیلا کر ہوا کھا رہے ہیں، کئی سو بھی گئے ہیں، رات کا وقت ہے اور رات بھی خاصی گذر گئی ہے۔ مجھے لوگ کہتے ہیں کل رات آپ کم سوئے تھے اب سو جائیے۔ مگر عدن قریب آرہا ہے اور جہاز وہاں تھوڑی دیر ٹھہرے گا۔ اگر میں اس وقت قلم رکھ دیتا ہوں تو مجھے عدن کے بعد ہی کچھ لکھنے کا موقع ملے گا۔ اس لئے میں ان دوستوں کی نصیحت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے اور ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے یہی کہتا ہوں کہ خط نصف ملاقات ہوتی ہے۔ میں خدا کی مشیّت کے ماتحت اپنے دوستوں کی پوری ملاقات سے تو ایک وقت تک محروم ہوں پس مجھے آدھی ملاقات کا تو لطف اُٹھانے دو۔ مجھے چھوڑو کہ میں خیالات وافکار کے پَر لگا کر کاغذ کی ناؤ پر سوار ہو کر اس مقدس سرزمین میں پہنچوں جس سے میرا جسم بنا ہے اور جس میں میرا ہادی اور رہنما مدفون ہے اور جہاں میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت دوستوں کی جماعت رہتی ہے۔ ہاں پیشتر اس کے کہ ہندوستان کی ڈاک کا وقت نکل جائے، مجھے اپنے دستوں کے نام ایک خط لکھنے دو تا میری آدھی ملاقات سے وہ مسرور ہوں اور میرے خیالات تھوڑی دیر کے لئے خالص اسی سرزمین کی طرف پرواز کر کے مجھے دیارِ محبوب سے قریب کردیں۔ لوگوں کو آرام کرنے دو، کھیلنے دو، شراب پینے دو، میری کھیل اپنے آقا کی خدمت ہے اور میری شراب اپنے مالک کی محبت ہے اور میرا آرام اپنے دوستوں کا قرب ہے، خواہ خیال سے ہی کیوں نہ ہو۔

کہتے ہیں کہ کسی چیز کی قدر اس کے کھوئے جانے سے ہی ہوتی ہے میں نے اس سفر میں یہ نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ وہ دوست جو پہلے اس خیال کے اثر کے نیچے کہ اِدھر میں ولایت گیا اور اُدھر یورپ فتح ہوا، اصرار کررہے تھے کہ ضرور میں خود ولایت جاؤں اور اس فتح کے دن کو ان کے قریب کردوں۔ جس دن کہ میں روانہ ہو رہا تھا، ماہی بے آب کی طرح بے تاب ہورہے تھے اور کئی افسوس کررہے تھے کہ ہم نے جانے کا مشورہ کیوں دیا۔ میں بھی جس نے باوجود اس امر کے علم کے کہ موسم سخت ہے اور طوفان کے دن ہیں ارادہ کرلیا تھا کہ اس موقع پر ضرور مغرب کا سفر کروں اور اسلام کی اشاعت کی سکیم تجویز کروں، دل میں محسوس کرتا تھا کہ جدائی کا ارادہ کرلینا تو آسان ہے مگر جدا ہونا خواہ چند دن کے لئے ہی ہو سخت مشکل ہے۔ آہ! وہ اپنے دوستوں سے رخصت ہونا، ان دوستوں سے جن سے مل کر میں نے عہد کیا تھا کہ اسلام کی عظمت کو دنیا میں قائم کروں گا اور خدا تعالیٰ کے نام کو روشن کروں گا۔ ہاں ان دوستوں سے جن کے دل میرے دل سے اور جن کی روحیں میری روح سے اور جن کی خواہشات میری خواہشات سے اور جن کے ارادے میرے ارادوں سے بالکل متحد ہو گئے تھے حتّٰی کہ اس شعر کا مضمون ہم پر صادق آتا تھا کہ

من تُو شدم تُو من شدی من تن شدم تُو جاں شدی ☆ تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تُو دیگری

کیسا اندوہناک تھا، کیسا حیرت خیز تھا وہ دل جو اس محبت سے ناآشنا ہے جو مجھے احمدی جماعت سے ہے اور وہ دل جو اس محبت سے ناآشنا ہے جو احمدی جماعت کو مجھ سے ہے وہ اس حالت کا اندازہ نہیں کرسکتا۔ اور کون ہے جو اس درد سے آشنا ہو جس میں ہم شریک ہیں کہ وہ اس کی کیفیت کو سمجھ سکے۔ لوگ کہیں گے کہ جدائی روز ہوتی ہے اور علیحدگی زمانے کے خواص میں سے ہے۔ مگر کون اندھے کو سورج دکھائے اور بہرے کو آواز کی دلکشی سے آگاہ کرے۔ اس نے کب لِلّٰہ اور فی اللہ محبت کا مزہ چکھا کہ وہ اس لطف اور درد کو محسوس کرے۔ اس نے کب اس پیالہ کو پیا کہ وہ اس کی مست کردینے والی کیفیت سے آگاہ ہو۔ دُنیا میں لیڈر بھی ہیں اور ان کے پیرو بھی، عاشق بھی ہیں اور ان کے معشوق بھی، محب بھی ہیں اور ان کے محبوب بھی مگر : ہر گلے را رنگ و بُوئے دیگر است

کب ان کو اُس ہاتھ نے تاگے میں پرویا جس میں ہمیں پرویا۔ آہ! نادان کیا جانیں کہ خدا کے پروئے ہوؤں اور بندوں کے پروئے ہوؤں میں فرق ہوتے ہیں۔ بندہ لاکھ پروئے پھر بھی سب موتی جدا کے جدا رہتے ہیں مگر خدا کے پروئے ہوئے موتی کبھی جدا نہیں ہوتے۔ وہ اس دنیا میں بھی اکٹھے رہتے ہیں اور اگلے جہان میں بھی اکٹھے ہی رکھے جاتے ہیں۔ پھر ان کے دلوں کے اتصال اور ان کے قلوب کی یگانگت پر کسی اور جماعت یا اور تعلق کا قیاس کرنا نادانی نہیں تو اور کیا ہے۔

غرض کہ اس سفر نے اس پوشیدہ محبت کو جو احمدی جماعت کو مجھ سے تھی اور جو مجھے ان

سے تھی نکال کر باہر کر دیا اور ہمارے چھُپے ہوئے راز ظاہر ہو گئے۔ اور ان کا ظاہر ہونے کا حق بھی تھا۔ نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

اے عزیزو! میں آپ سے دور ہوں، جسم دور ہے مگر روح نہیں۔ میرا جسم کا ذرّہ ذرّہ اور میری روح کی ہر طاقت تمہارے لئے دعا میں مشغول ہے اور سوتے جاگتے میرا دل تمہاری بھلائی کی فکر میں ہے۔ میں اپنے مقصد کے متعلق جہاز میں ہی ایک حصہ کا فیصلہ کر چکا ہوں اور اپنے وقت پر اس کو ظاہر کروں گا۔ مگر میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ مجھے جس قدر ہندوستان میں یقین تھا کہ اگر اسلام پھیل سکتا ہے تو آپ لوگوں کے ذریعہ سے، اب اس سے بہت زیادہ یقین ہے۔ آہ! تم ہی وہ خدا کا عرش ہو جس پر سے خدا تعالیٰ حکومت کر رہا ہے۔ تم کو خدا نے نور دیا ہے جبکہ دنیا اندھیروں میں ہے، تم کو خدا نے ہمت دی ہے جبکہ دنیا مایوسیوں کا شکار ہو رہی ہے، تم کو خدا تعالیٰ نے برکت دی ہے جبکہ دنیا اس کے غضب کو اپنے پر نازل کر رہی ہے۔ اور کیوں نہ ہو تم خدا کی پاک جماعت ہو تمہارے دل اس کے عرش ہیں۔ آہ! اندھی دنیا کو کیا معلوم ہے کہ جب ایک احمدی ان کے محلّہ میں پھرتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کا سورج ہے جو اس کے ظلمت کدہ کو منور کر رہا ہے مگر اندھے کو روشنی کون دکھائے خوبصورت چہرہ بدصورت کے مقابلہ پر ہی زیادہ بھلا معلوم ہوتا ہے اور میں دنیا کو دیکھ کر اس جماعت کی خوبصورتی کو دیکھتا ہوں۔ کاش! لوگ میری آنکھیں لیتے اور پھر دیکھتے۔ کاش! لوگوں کو میرے کان ملتے اور پھر وہ سنتے۔ تب وہ تم میں وہ کچھ دیکھتے جس کے دیکھنے اور سننے کی انہیں امید نہ تھی۔ مگر ہر امر کے لئے ایک وقت ہوتا ہے۔ وہ دن آتے ہیں کہ جب مسیح موعود کی قوت قدسیہ کو لوگ دیکھیں گے۔ کاش! ہم بھی اس دن کو جو خدا کے پہلوان کی فتح کا دن ہوگا دیکھیں۔

اے عزیزو! اب میں اپنے خط کو ختم کرتا ہوں مگر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ صاف کپڑے کی نگہداشت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ میلے پر اور میل بھی لگ جائے تو اس کا پتہ نہیں لگتا۔ پس اپنے آپ کو صاف رکھو تا قدوس خدا تمہارے ذریعہ سے اپنے قدس کو ظاہر کرے اور اپنے چہرہ کو بے نقاب کرے۔ اتحاد، محبت، ایثار، قربانی، اطاعت، ہمدردی بنی نوع انسان، عفو، شکر، احسان اور تقویٰ کے ذریعہ سے اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ خدا تعالیٰ کا ہتھیار بننے کے قابل بناؤ۔

یاد رکھو! تمہاری سلامتی سے ہی آج دین کی سلامتی ہے اور تمہاری ہلاکت سے ہی دین کی ہلاکت۔ دنیا تم کو تباہ کرنیکی کوشش کرتی ہے مگر مجھے اسکا فکر نہیں۔ اگر تم خدا کو ناراض کر کے خود اپنے آپ کو ہلاک نہ کرلو تو دنیا تم کو ہلاک نہیں کر سکتی کیونکہ خدا نے تم کو بڑھنے کیلئے پیدا کیا ہے نہ ہلاک ہونے کیلئے۔ لکھنے کو تو بہت کچھ جی چاہتا تھا مگر اب دو بجنے کو ہیں، پس میں اس خط کو ختم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کیساتھ بھی ہو اور ہمارے ساتھ بھی۔ آمین۔

خاکسار مرزا محمود احمد

22 جولائی 1924ء

(الفضل قادیان دارالامان 9/ اگست 1924ء)

ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

’’نماز کیا ہے؟ ایک قسم کی دعا ہے جو انسان کو تمام برائیوں اور فواحش سے محفوظ رکھ کر حسنات کا مستحق اور انعام الٰہیہ کا مورد بنا دیتی ہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد 3، صفحہ 37)

جلسہ سالانہ قادیان 2024 مبارک ہو!

طالب دُعا: قریشی عبدالحکیم محقق اینڈ فیملی (نمائندہ اخبار بدر) بنگلور، صوبہ کرناٹک

مسجد فضل کے سَو سال

(نصر الحق نصر، نیپالی، معلم وقف جدید ارشاد)

مسجد فضل کو ہو گئے امسال سو برس
فضل خدا سے خوب تھے خوشحال سو برس
یوں روز ہشدہ اکتبُر تاسیس کا ہے دن
برسا ہے نور روز و شب ہر سال سو برس
لندن کی سر زمین پر پہلا خدا کا گھر
بنوا کے احمدی ہیں مالامال سو برس
معطی نے پھر ہزاروں مساجد عطا کئے
دشمن کی عزتیں ہوئیں پامال سو برس
اب کون سا ہے شہر کہ مسجد نہیں جہاں
جرمن یا ہند و پاک کہ نیپال سو برس
برطانیہ کو شرف خلافت نصیب ہے
جسکی وجہ ہے چار سو زِلزال سو برس
روحانی مائدہ کا بھی شاھد ہے یہ مقام
لاکھوں ہوئے ہیں اس طرح افضال سو برس
جسکی نظیر کوئی کبھی لا نہ پائیگا
قائم کئے ہیں ہم نے وہ امثال سو برس
آغاز جو ہوا تھا مسیح الزماں کے ہاتھ
اسکا ہے یہ حسین تر مآل سو برس
نصرت ہے کس کے ساتھ خدائے قدیر کی
دیکھے کوئی جو دل سے تو ہے دال سو برس
توحید کی ہے گونج اب تثلیث کدہ میں
غیروں نے بس کیا ہے قیل و قال سو برس
ہم عہد یہ کرتے ہیں کہ توفیق خدا سے
آئندہ بھی منائیں گے خوشحال سو برس
صلوات بر رسول امین و کریم ما
پھولے پھلیں تمام اھل و آل سو برس
سنکر امیر کارواں کا حکم ہم نصرؔ
کرتے رہے ہیں کچھ بھی بہر حال سو برس

......☆......☆......☆......

HOTEL

HOTEL FIRDOUS

SALANDI BY PASS (BHADRAK)
Nearest to Bus Stand & Railway Station
A/C & Non A/C Rooms, Marriage & Confrence Hall, Laundry Facility
Landline : 06784-240620 Mobile : 9078517843, 7852974737

طالب دعا : شیخ طاہر احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

یورپ سب سے بڑا دشمن اسلام کا ہے، تم کو اسے نہیں چھوڑنا چاہئے
اگر تم دشمن پر فتح نہیں پا سکتے تو تمہارا یہ فرض ضرور ہے کہ اسکی نقل وحرکت کو دیکھتے رہو تا وہ تمہاری غفلت سے فائدہ اٹھا کر تم پر فتح نہ پالے

خدا تعالیٰ رحم کر کے ہماری زندگیوں میں یہ نظارہ ہمیں دکھا دے کہ مغرب میں اسلام پھیلے اور اسلام اس طرح پھیلے کہ وہ لوگ اسلام کو اپنے مطابق نہ بنائیں بلکہ اسلام کے مطابق خود بن جاویں

میں کہتا ہونکہ یہ کسی کو کس طرح معلوم ہوا کہ یورپ آخر اسلام کو قبول نہیں کریگا، یورپ کیلئے تو اسلام کا قبول کرنا مقدر ہو چکا ہے

اَے میری عزیز قوم اور اَے خدا کے فرستادہ کی مقدس جماعت! تمہاری بہبودی اور بہتری کا خیال میرے دل کو ہر وقت فکر مند رکھتا ہے اَے کاش میں اپنی آنکھوں سے تم کو وہ کچھ دیکھ لوں جو میں دیکھنا چاہتا ہوں، اے کاش تمہارا ایمان اور تمہارا یقین اور تمہارا ایثار اور تمہارے اخلاق اور تمہارا تمدن اور تمہارا علم اور تمہارے عمل اور تمہاری قربانیاں ایسی ہوں بلکہ اس سے بڑھ کر جو میں دیکھنی چاہتا ہوں

اَے کاش تم زمانہ کی دست بُرد سے محفوظ رہو، اَے کاش تم ہر قسم کے فتنوں سے بچے رہو، خدا تعالیٰ تم میں ہمیشہ وہ لوگ پیدا کرتا رہے جن کے دل تمہاری خیر خواہی اور محبت کے جذبات سے پُر ہوں اور جن کے افکار تمہاری بہتری کی تجاویز میں مشغول، تم یتیموں کی طرح کبھی نہ چھوڑے جاؤ، اور سورج تم پر لاوارثی کی حالت میں کبھی نہ چڑھے، تم خدا کے پیارے ہو اور خدا تمہارا پیارا ہو، اَے خدا! تُو ایسا ہی کر اور زندگی اور موت میں مجھے ایسا ہی رکھ *

خلیفۂ وقت کا اپنی جماعت سے بے پناہ عشق ومحبت

پورٹ سعید کے قریب جہاز سے حضرت خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا دوسرا مکتوب گرامی

برادرانِ جماعت احمدیہ! اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ ۔ حَفِظَکُمُ اللهُ عَنۡ کُلِّ شَرٍّ وَ نَصَرَکُمُ اللهُ فِیۡ کُلِّ مَوۡطِنٍ وَزَادَکُمۡ مَجۡدًا وَ کَثَّرَکُمۡ عَدَدًا۔ مَا زِلۡتُمۡ تَحۡتَ ظِلِّ حَمَایَتِہٖ وَشَمۡسِ عَنَایَتِہٖ۔

افراتفری میں سفر کی تیاری

آج ہمیں قادیان سے چلے چودہ دن ہو گئے ہیں یعنی پورے دو ہفتے گزر چکے ہیں۔ مگر ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا کہ ہم کس حال میں ہیں۔ جس افراتفری میں اس سفر کی تیاری ہوئی ہے شاید اس کی مثال پہلے دنیا میں نہ ملتی ہو۔ چھ ہزار میل کا سفر اور صدیوں کی تبلیغ کے لئے سکیم بنانے کی تجویز اور حالت یہ ہے کہ سفر کے شروع ہونے تک کسی بات کے سوچنے کا موقع نہیں ملا۔ مذاہب کانفرنس کے متعلق مئی میں علم ہوا ہے۔ اسکے بعد میں نے مشورہ کیا اور فیصلہ کیا کہ اس میں مضمون بھیجنا چاہئے اطلاع نامکمل تھی اس لئے سیکرٹری کو تار دی گئی اور اس کا جواب 12 مئی کے قریب ملا۔ پھر مشورہ کیا گیا اور بعض لوگوں کی اس تجویز پر بھی غور کیا گیا کہ مجھے خود جانا چاہئے۔ اس مشورہ کے نتیجہ کے بعد میں نے باہر کے دوستوں سے بھی مشورہ پوچھا اور چونکہ مسلم لیگ کا اجلاس تھا اور اس میں مسلمانوں اور ہندوؤں کے تعلقات کا سوال پیش تھا جس کا اثر خود ہماری جماعت پر اور اسلام کی ترقی پر بھی پڑتا تھا اس لئے میں اس کام میں مشغول ہو گیا۔ 23 تاریخ تک میں اس کام سے فارغ ہوا۔

مذہبی کانفرنس کے لئے مضمون لکھنا

اور چوبیس کو میں نے مضمون لکھنا شروع کیا۔ جو اس قدر وسیع ہو گیا کہ اس کا وہم وگمان بھی نہ تھا۔ یعنی ساڑھے چار سَو کالم تک پہنچ گیا۔ دو دن میں بیمار رہا۔ کُل بارہ دن میں چھ جون تک یہ مضمون ختم ہوا۔ چونکہ میں مضمون اردو میں لکھتا ہوں اور دوسرے دوست اسے انگریزی میں ترجمہ کرتے ہیں۔ اس لئے میرے لئے ایسے مضامین کے متعلق کئی کام ہوتے ہیں۔ اول مضمون کا لکھنا دوسرے اس کی نظر ثانی کرنا اور غلطیوں کا درست کرنا حوالوں کا لگانا وغیرہ۔ تیسرے جو ترجمہ انگریزی میں ہوا ہو اس کو سننا اور اس کا اُردو کے مضمون سے مقابلہ کر کے دیکھنا کہ آیا ترجمہ صحیح بھی ہو گیا ہے یا نہیں اور مطلب کو واضح کرتا ہے یا نہیں۔ ساتھ ساتھ دوسرے ساتھی جو انگریزی کے واقف ہوتے ہیں مضمون کی انگریزی زبان میں بھی مناسب اصلاح کرتے چلے جاتے ہیں بالعموم یہ اصلاح اور مقابلہ بھی اتنا ہی وقت لیتا ہے جتنا کہ اصل مضمون کی تصنیف۔ نظر ثانی بھی بہت سا وقت لیتی ہے۔ اس قدر لمبے مضمون کے متعلق جو دقّت ہو سکتی تھی وہ سمجھ میں آ سکتی ہے۔ مضمون لکھنے کے دنوں میں بھی بسا اوقات رات کے بارہ بارہ بجے تک اور بعض دفعہ تو دو دو بجے تک بیٹھنا پڑتا تھا۔ اس شدید گرمی کے موسم میں جبکہ دن کو کام بھی مشکل ہوتا ہے۔ رات کے وقت لیمپ کی روشنی میں بارہ بارہ بجے تک کام کرنا سخت مشکل کام ہے اور میرے جیسے کمزور صحت کے آدمی کے لئے تو ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے ہمت بخش دی اور کام ہو گیا۔ اس کے بعد نظر ثانی کا کام شروع ہوا اور پھر ترجمہ کے مقابلہ اور اصلاح کا۔ چونکہ مضمون کے لکھنے کے دنوں میں ملاقاتوں اور ڈاک کے کام کو ہلکا کر دیا تھا اس لئے اب وہ کام بھی جمع ہو گیا۔ پس نصف دن اس کے لئے لگانا پڑتا اور نصف مضمون کے لئے۔ اور اسوجہ سے یہ نظر ثانی کا کام لمبا ہو گیا اور میرے لئے آرام کا کوئی موقع باقی نہ رہا۔ مجھے ان دنوں میں بالکل معلوم نہ ہوتا تھا کہ دن کب ہوتا ہے اور رات کب کیونکہ میرے لئے یہ دونوں چیزیں برابر تھیں اور اس وجہ سے مجھے سفر کے لئے پروگرام بنانے کا موقع نہیں ملتا تھا۔ نظر ثانی اور ترجمہ اور اس کی اصلاح کا کام جس میں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب، مولوی شیر علی صاحب اور عزیزم مرزا بشیر احمد صاحب نے رات اور دن کو ایک کر دیا۔ فَجَزَاهُمُ اللهُ اَحۡسَنَ الۡجَزَاءِ۔ 2 جولائی کو جا کر ختم ہوا۔

دوسرا مضمون لکھنے کی تجویز

اور اس عرصہ میں یہ فیصلہ ہوا کہ جو

مضمون لکھا گیا ہے وہ اس طرز کا ہے کہ اس کا کوئی حصہ پڑھ کر سنانا مناسب نہیں اور سارا مضمون کسی صورت میں بھی پڑھا نہیں جا سکتا۔اس لئے ایک نیا مضمون لکھا جائے جو مختصر ہو اور پہلے مضمون کو بطور کتاب شائع کر دیا جائے۔اس فیصلہ کا یہ نتیجہ ہوا کہ دو تاریخ کو فارغ ہوتے ہی مجھے نئے مضمون کی تصنیف میں مشغول ہونا پڑا۔2 سے 9 جولائی تک یہ مضمون لکھا گیا۔اس کی نظر ثانی ہوئی اور اس کا ترجمہ ہوا اس کی صحت ہوئی۔یہ مضمون بھی سَو کالم کا تھا اور اس سے دوست اندازہ کر سکتے ہیں کہ ان سات دنوں میں ہمیں ہرگز ایک منٹ کی بھی فرصت نہیں مل سکتی تھی۔

دودن

نو اور دس کی درمیانی رات کے گیارہ بجے یہ مضمون ختم ہوا اور 12 تاریخ کو ہم نے جانا تھا۔پس دس اور گیارہ دو تاریخیں تھیں جو مجھے فراغت کی ملیں۔ان تاریخوں میں بھی مجھے کسی سکیم پر غور کرنے یا گھر کے کاموں کے لئے فرصت نہیں مل سکتی تھی۔اپنے بعد قادیان میں انتظام کا فیصلہ کرنا لائبریری میں سے بعض کتب کا نکالنا جو سفر کے لئے ضروری تھیں دوسرے لوگوں کی کتب کا واپس کرنا، اس کام پر یہ دو دن خرچ ہو گئے۔

مزار مسیح موعودؑ اور تڑپا دینے والے خیالات

جس دن صبح کے وقت چلنا تھا اس دن رات کے ایک بجے میں اپنے بعد کام کے چلانے کے متعلق ہدایات لکھنے سے فارغ ہوا اور صبح عزیزم عبد السلام ولد حضرت خلیفہ اول کو جو بیمار تھے دیکھ کر اس آخری خوشی کو پورا کرنے چلا گیا جو اس سفر سے پہلے میں قادیان میں حاصل کرنی چاہتا تھا۔یعنی اٰقَائِیْ وَ سَیِّدِیْ وَرَاحَتِیْ وَسُرُوْرِیْ وِحَبِیْبِیْ وَمُرَادِیْ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار مبارک پر دعا کرنے کے لئے۔ایک بے بس عاشق اپنے محبوب کے مزار پر عقیدت کے دو پھول چڑھانے اور اپنی ٹوٹی پھوٹی زبان میں دعا کر دینے کے سوا اور کیا کر سکتا ہے۔سو اس فرض کو ادا کرنے کے لئے میں وہاں گیا۔مگر آہ! وہ زیارت میرے لئے کیسی افسردہ کن تھی۔اس میں کوئی شک نہیں کہ مُردے اس مٹی کی قبر میں نہیں ہوتے بلکہ ایک اَور قبر میں رہتے ہیں۔مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اس مٹی کی قبر سے بھی ان کو ایک تعلق رہتا ہے اور پھر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ انسانی دل اُس قُرب سے بھی جو اپنے پیارے کی قبر سے ہو ایک گہری لذت محسوس کرتا ہے۔پس یہ جدائی میرے لئے ایک تلخ پیالہ تھا اور ایسا تلخ کہ اسکی تلخی کو میرے سوا کوئی نہیں سمجھ سکتا۔میری زندگی کی بہت بڑی خواہشات میں سے ہاں ان خواہشات میں سے جن کا خیال کر کے بھی میرے دل میں سرور پیدا ہو جاتا تھا، ایک یہ خواہش تھی کہ جب میں مرجاؤں تو میرے بھائی جن کی محبت میں مَیں نے عمر بسر کی ہے اور جن کی خدمت میرا واحد شغل رہا ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عین قدموں کے نیچے میرے جسم کو دفن کر دیں تا کہ اس مبارک وجود کے قرب کی برکت سے میرا مولا مجھ پر رحم فرماوے۔ہاں شاید اس قرب کی وجہ سے وہ عقیدت کیش احمدی جو جذبہ محبت سے لبریز دل کو لے کر اس مزار پر حاضر ہو میری قبر بھی اس کو زبان حال سے یہ کہے کہ

؎ اَے خانہ برانداز چمن کچھ تو اِدھر بھی

اور وہ کوئی کلمہ خیر میرے حق میں بھی کہہ دے جس سے میرے ربّ کا فضل جوش میں آ کر میری کوتاہیوں پر سے چشم پوشی کرے اور مجھے بھی اپنے دامن رحمت میں چھپا لے۔

آہ! اس کی غنا میرے دل کو کھائے جاتی ہے اور اس کی شان احدیت میرے جسم کے ہر ذرہ پر لرزہ طاری کر دیتی ہے۔پس میں سمجھتا تھا کہ شاید یہ جسمانی قرب رُوحانی قرب کا موجب بن جائے۔اللہ تعالیٰ کا فضل تو سب ہی کچھ کر سکتا ہے۔مگر اپنی شامت اعمال اور صحت کی کمزوری دل کو شِکارِ اوہام بنا دیتے ہیں۔پس میری جدائی حسرت کی جدائی تھی کیونکہ میں دیکھ رہا تھا کہ میری صحت جو پہلے ہی کمزور تھی، پچھلے دنوں کے کام کی وجہ سے بالکل ٹوٹ گئی ہے۔میرے اندر اب وہ طاقت نہیں جو بیماریوں کا مقابلہ کر سکے۔وہ ہمت نہیں جو مرض کی تکلیف سے مستغنی کر دے۔ادھر ایک تکلیف دہ سفر درپیش تھا جو سفر بھی کام ہی کام کا پیش خیمہ تھا اور ان تمام باتوں کو دیکھ کر دل ڈرتا تھا اور کہتا تھا کہ شاید کہ یہ زیارت آخری ہو۔شاید وہ امید حسرت میں تبدیل ہونے والی ہو۔سمندر پار کے مُردوں کو کون لا سکتا ہے۔انکی قبر یا سمندر کی تہہ اور مچھلیوں کا پیٹ ہے یا دیارِ بعیدہ کی وہ سرزمین جہاں مزارِ محبوب پر سے ہو کر آنے والی ہوا بھی تو نہیں پہنچ سکتی۔اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایک وہم تھا۔کون کہہ سکتا ہے کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے ہم اللہ تعالیٰ کے فضل کے ہی امیدوار ہیں اور میں تو کبھی اس سے مایوس نہیں ہوا کیونکہ میں اس کا بندہ ہوں اور میرا یہ حق ہے کہ میں اس سے مانگوں اور وہ میرا رب ہے اور اس کی شان ہے کہ وہ مجھے دے۔مگر ’’عشق است و ہزار بدگمانی‘‘ عشق اور محبت وہم پیدا کیا ہی کرتے ہیں۔اور خصوصاً اس قدر لمبا سفر اور ایسی تکلیف کا سفر اور صحت کی خرابی، ایسے قوی موجبات ہیں کہ جن کے سبب سے ایسے وہم بالکل طبعی ہیں۔

روانگی کی گھڑی

غرض حسرت و اندوہ سے میں اس مقام سے جدا ہوا اور گھر پہنچا۔صرف ایک ایک دو دو منٹ اپنی بیویوں سے ملنے کے لئے ملے۔اور اتنا ہی وقت حضرت والدہ مکرمہ اور ہمشیرگان سے ملاقات کے لئے۔چلتے ہوئے اپنے بعض بچوں کی شکل بھی نہیں دیکھ سکا۔میں یہ بھی نہیں دیکھا سکا کہ میرے ساتھ کیا اسباب ہے۔آیا کوئی ضروری چیز رہ تو نہیں گئی۔خود فرصت نہ دیکھ کر اپنے دو عزیزوں کو اس کام کے لئے مقرر کیا تھا کہ وہ ایک نظر ڈال لیں اور فہرست بنا لیں مگر کام کی کثرت کی وجہ سے ان سے فہرست لینا بھی بھول گیا۔راستہ میں دو دن دوستوں کی ملاقاتوں میں صرف ہوئے اور ان دنوں میں بھی آرام کا موقع نہیں ملا۔بمبئی پہنچے تو معلوم ہوا کہ جہاز دوسرے دن صبح ہی چلنا ہے اس رات بھی دو بجے تک کام کیا اور صبح سوار ہو گئے۔

سمندر کا شدید طوفان

جہاز بندر سے نکلا ہی تھا کہ ایسا شدید طوفان آیا کہ الامان! ہمارے سب ساتھی سوائے بھائی جی اور چوہدری فتح محمد صاحب کے بیمار ہو گئے۔اور کسی قدر طاقت چوہدری علی محمد میں رہی۔باقی ہم سب صاحب فراش تھے۔مجھے قَے نہیں آئی، باقی اکثر کو قیئیں بھی بہت سی آئیں اور بعض کو کم۔اکثر ساتھی تین دن تک پاخانہ، پیشاب کے لئے بھی اُٹھ کر نہیں جا سکے۔سر بستر پر سے اٹھانا مشکل تھا۔

کھانے کی مشکلات

اور ادھر یہ مصیبت کہ بہت سے ٹکٹ بے خوراک کے تھے۔اور بمبئی میں شام کو پہنچنے کی وجہ سے کھانے کا سامان نہیں خریدا جا سکا تھا۔پس بیماری پر مزید تکلیف کھانے کا سامان نہ ہونے کی تھی۔جن کے ٹکٹ کھانے کے بھی تھے وہ بھی معذور تھے یا تو کھایا نہ جاتا تھا اور اگر کھانے لگتے تو خوراک مناسب نہ تھی۔گوشت عام طور پر یا سَور کا یا گردن مروڑے ہوئے مرغ کا ہوتا تھا یا ایک تھالی گائے کے گوشت کی جو وہ بھی ہندوستانی طریق خوراک کے خلاف۔یہ گوشت چونکہ بمبئی کا خریدا ہوا تھا اس کا کھانا تو جائز تھا مگر وہ عام طور پر کھٹا س

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں

اِک زمانہ تھا کہ میرا نام بھی مستور تھا
قادیاں بھی تھی نہاں ایسی کہ گویا زیرِ غار

کوئی بھی واقف نہ تھا مجھ سے نہ میرا مُعتقد
لیکن اب دیکھو کہ چرچا کِس قدر ہے ہر کنار

طالب دُعا : سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی ، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جوانی میں عبادت خدا تعالیٰ کے ہاں خاص مقبولیت رکھتی ہے

(پیغام بر موقع سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ فن لینڈ 2019)

طالب دعا : افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

میں پکایا ہوا ہوتا تھا جس کی وجہ سے ہمارے لئے کھانا اس کا بہت مشکل تھا۔ باقی اُبلے ہوئے آلو اور اُبلی ہوئی پھلیاں تھیں جن کو بِلا اعتراض کے کھایا جا سکتا تھا۔ ان حالات میں جو تکلیف تمام قافلہ کو پہنچی اس کا اندازہ ہمارے دوست نہیں کر سکتے۔

دوستوں کی حالت اور دل توڑ دینے والا نظارہ

بعض کمزور طبیعت دوست تو رو پڑے اور بعض کو میں دیکھتا تھا کہ ان کے چہروں پر جھریاں پڑ گئیں اور بوڑھے معلوم ہونے لگے۔ میں کسی وقت ہمت کر کے دوستوں کی ہمت بڑھانے کے لئے کمرے سے نفس پر زور کر کے باہر چلا جاتا تو سب دوست خوشی سے میرے گرد اکٹھے ہو جاتے۔ مگر جس طریق سے وہ اکٹھے ہوتے تھے وہ خود دل کو توڑ دینے والا تھا۔ وہ دوست جو میرے ساتھ تین چار دن پہلے اچھے بھلے اور تندرست سوار ہوئے تھے جب میں دیکھتا کہ وہ گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے جس طرح اپاہج چلتا ہے میری طرف آتے تھے اور آکر میرے پاس اس طرح لیٹ جاتے جس طرح زخمی پڑے ہوئے ہوتے ہیں تو میرا خدا ہی جانتا ہے کہ میرے دل پر اس نظارہ کا کیا اثر ہوتا تھا۔ یہ حالت چار دن تک تو بہت شدت سے رہی اور پانچویں دن بھی کافی سخت تھی گو زور کم ہونا شروع ہو گیا تھا۔ طوفان ان پانچ دنوں میں ایسا سخت رہا کہ جہاز کے عادی ملاح بھی نصف کے قریب بیمار ہو گئے اور افسر اس قدر گھبرا گئے کہ جب کپتان جہاز سے پوچھا گیا کہ عدن کب پہنچیں گے۔ تو اس نے ہاتھ جوڑ کر آسمان کی طرف اٹھا دیئے اور آنکھیں آسمان کی طرف اٹھا دیں جس کا مطلب یہ تھا کہ خدا ہی پہنچائے گا۔ لہر اتنی اونچی تھی کہ میں جہاز کی اوپر کی چھت پر لیٹا ہوا تھا اور کمرے کے اندر تھا کہ ایک لہر بارہ گز اونچی اُٹھ کر چھت پر آ گری اور کمرہ کے اندر مجھ پر آکر گری جس سے میں تر بہ تر ہو گیا' کئی تختے ٹوٹ گئے۔

میری طبیعت پر پہلی سخت اور بعد کی تکلیف کا یہ اثر ہوا کہ میرا حلق بالکل بیٹھ گیا۔ دن میں تین دفعہ دوائی لگائی جاتی ہے اور کئی دفعہ پلائی جاتی ہے مگر کوئی اثر نہیں۔ گلے میں شدید درد ہے اور ساتھ ہی بخار بھی شروع ہو گیا ہے۔ ہلکا ہلکا بخار دن بھر رہتا ہے۔ سر میں بھی درد رہتا ہے اور طبیعت روز بروز گھلتی جاتی ہے اور آگے کام کا پہاڑ نظر آتا ہے اور سفر کی شدائد ابھی باقی ہیں۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

؎ جو صبر کی تھی طاقت اب مجھ میں وہ نہیں ہے

اور میں دیکھتا ہوں کہ:۔

؎ جو کام کی تھی طاقت اب مجھ میں وہ نہیں ہے

اغراض سفر

جس کام کے لئے میں جا رہا ہوں وہ اپنی نوعیت میں بالکل نرالا ہے۔ ایسا نرالا کہ اب تک ہمارے بعض دوست بھی اس کو نہیں سمجھے۔ میں نے سنا کہ ایک دوست ریل میں ایک غیر احمدی کو سمجھا رہے تھے کہ ان کے ولایت جانے کی غرض تبلیغ اسلام ہے۔ حالانکہ گو تبلیغ اسلام ہر اک کا فرض ہے اور میرا بھی مگر جیسا کہ میں نے بوضاحت لکھا ہے تبلیغ کے لئے باہر جانا خلیفہ کے لئے درست نہیں۔ اس کا اصل کام تبلیغ کی نگرانی ہے۔ اس کا مبلغ کے طور پر باہر جانا سلسلہ کے لئے ایسی خطرناک مشکلات پیدا کر سکتا ہے جن سے باہر نکلنا مشکل ہو جائے۔ پس یہ سفر تبلیغ کی مشکلات کو معلوم کرنے اور ایسا مقامی علم حاصل کرنے کے لئے ہے جو آئندہ مغربی ممالک میں تبلیغ کرنے کے لئے مُمِدّ ہو۔ اور ان خطرناک آفات کو معلوم کرنے اور ان کا علاج دریافت کرنے کے لئے ہے جو مغربی ممالک میں اسلام کے پھیلنے کے ساتھ ہی پیدا ہونے والی ہیں۔ اور جن کو اگر پہلے سے مدنظر نہ رکھا گیا تو اسلام کا مغرب میں پھیلنا ہی اسلام کی تباہی کا موجب ہوگا۔

کام کی مشکلات

ان مشکلات کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ وہ ممالک جو اسلامی کہلاتے ہیں وہ بھی یورپ کی تہذیب کے اثر کے نیچے پردہ کو چھوڑ بیٹھے ہیں، عورت اور مرد کے اکٹھے ناچ کا ان میں رواج پایا جاتا ہے، سود عام ہو چکا ہے۔ جب یہ اثر یورپ کے لوگوں نے صرف ملاقات سے ان مسلمان قوموں پر ڈال دیا ہے جو نسلاً بعد نسلٍ مسلمان چلی آتی ہیں اور جو اس سے پہلے اسلامی احکام کی عادی ہو چکی تھیں تو کس طرح امید کی جاسکتی ہے کہ یہ قومیں مسلمان ہو کر ان عادات کو چھوڑ دیں گی۔ لیکن اگر یہ مسلمان ہو کر ان عادات کو قائم رکھیں تو یقیناً دوسری اسلامی دنیا جو اس وقت تک اسلامی احکام پر قائم ہے ان کو مسلمان بھائی خیال کر کے اپنی پہلی حالت کو بدل دے گی کیونکہ یورپ کو دنیا کے خیالات پر ایسی حکومت ہے کہ وہ مسمریزم سے مشابہ معلوم ہوتی ہے۔ جب یورپ مسلمان ہو اتو مسلمانوں پر اس کے خیالات کا اثر اور بھی بڑھ جائے گا اور جس بات کو یورپ معمولی کہے گا وہ بھی معمولی سمجھنے لگیں گے۔

وجاہت کا اثر

وجاہت کا دنیا میں بڑا اثر ہوتا ہے اپنے اندر ہی دیکھ لو خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کو وجاہت حاصل تھی۔ جماعت کے ایک حصہ کو انہوں نے کس طرح تباہ کر دیا۔ بعض لوگ واقعہ میں مخلص تھے اور حضرت مسیح موعود کے دعوں پر ایمان رکھتے تھے مگر ان کی وجاہت کے اثر کے نیچے جن باتوں کو انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہیں انہوں نے بھی کہہ دیا ٹھیک ہے۔ اگر یورپ کے مالدار اور فلاسفر مسلمان ہو گئے اور دنیا کی شان وشوکت نے مسلمانوں کی آنکھوں کو چُندھیا دیا تو اس وقت اگر یورپ کے نو مسلموں نے کہا کہ پردہ سے مراد خدا تعالیٰ کی یہ پردہ نہیں ہو سکتا تھا بلکہ اس سے مراد صرف اس وقت کی ضرورتوں کا پورا کرنا اور بعض فسادوں سے بچنا تھا تو تمام عالم اسلام کہے گا کہ سبحان اللہ کیا نکتہ نکالا ہے۔ اور اگر اس نے یہ کہا کہ سود سے مراد بھی صرف وہ قرض ہے جو مصیبت زدہ لیتا ہے اس کو بے شک سود کہہ دینا چاہئے۔ لیکن جو روپیہ لوگ تجارتوں اور جائدادوں کے بڑھانے کے لئے لیتے ہیں اس پر کیوں روپیہ قرض دینے والا نفع نہ لے یہ سود نہیں۔ تو سب لوگ کہیں گے کہ واہ واہ نہایت پُرحکمت بات نکالی ہے۔ پس ہم دو آگوں میں ہیں۔ اگر ہم یورپ کو مسلمان نہیں کرتے تب اسلام خطرہ میں ہے۔ اور اگر ہم اسے مسلمان کرتے ہیں تب بھی اسلام خطرہ میں ہے پس ہمارا فرض ہے کہ اس مسئلہ پر جس قدر بھی غور کیا جائے عقل حیران ہوتی جاتی ہے۔ ہر ممکن پہلو سے غور کریں اور کوئی ایسی تدبیر نکالیں جس سے یہ دقتیں دور ہوں اور مغربی ممالک اسلام کو قبول بھی کر لیں اور اسلام کی اصلی شکل کو بھی نقصان نہ پہنچے۔

کام کے نظام اور کام میں فرق

چونکہ مسلمانوں میں سے عموماً اور ہندوستان سے خصوصاً حکومت جاتی رہی ہے۔ اور اس وجہ سے ہی حکومت کی روح بھی نہیں رہی اس لئے لوگ ان باتوں کے سمجھنے کے قابل ہی نہیں رہے۔ وہ اس امر کو تو سمجھ سکتے ہیں کہ کوئی کام عارضی طور پر کر کے ہم اس سے فائدہ اٹھا لیں لیکن وہ اس امر کو نہیں سمجھ سکتے کہ ایک کام یہ بھی ہوتا ہے کہ کام کے کرنے کے طریق کا فیصلہ کیا جائے۔ ان کے نزدیک یہ بات ہر شخص فوراً سمجھ سکتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ایشیائی لوگ ہمیشہ اپنی کوششوں میں ناکام رہتے ہیں۔ مغربی لوگ جو کام شروع کرتے ہیں پہلے اس کام کے سب پہلوؤں پر نظر ڈالتے ہیں اور اس کی مشکلات کو حل کرنے کی تدبیریں سوچتے ہیں پھر اس کام کو کرتے ہیں اور اس وجہ سے اکثر

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے — کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلاوے — یہ ثمر باغ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان ومرحومین،
ننگل باغبانہ، قادیان

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں

نشاں کو دیکھ کر انکار کب تک پیش جائے گا
ارے اک اور جھوٹوں پر قیامت آنیوالی ہے
یہ کیا عادت ہے کیوں سچی گواہی کو چھپاتا ہے
تری اک روز اے گستاخ! شامت آنیوالی ہے

طالب دعا: ضیاء الدین خان صاحب مع فیملی (حلقہ محمود آباد، جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اڈیشہ)

کامیاب بھی ہوتے ہیں جب تک یہ مرض ایشائیوں کے دل سے دُور نہ ہوگی کہ ایک منٹ کے فکر کے بعد جو خیال ان کے دل میں آجائے وہ سکیم نہیں کہلاتی۔ بہت وسیع باریک باتیں ہوتی ہیں جو لمبے غور اور بڑے تجربہ سے معلوم ہوتی ہیں اس وقت تک وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

ایک عام بیماری

ہمارے ملک میں یہ عام بیماری ہے کہ ایک شخص جو عمر بھر کسی کام میں صرف کر دیتا ہے، اس کی رائے کے مقابلہ میں ایک ناتجربہ کار آدمی جھٹ اپنی رائے کو پیش کر دے گا اور سمجھ لے گا کہ دو منٹ بات سن کر میں نے سب باتیں معلوم کر لی ہیں۔ اور یہ بیماری اسی خیال کا نتیجہ ہے کہ وہ کام کے نظام اور کام میں فرق نہیں سمجھ سکتے۔ کام معمولی آدمی بھی کر سکتے ہیں مگر کاموں کا نظام صرف بہت بڑے ماہر بہت غور کے بعد تجویز کر سکتے ہیں۔ ایک عمارت کا نقشہ ایک ماہر فن تجویز کرتا ہے اور بنا ایک مستری بھی لیتا ہے۔

سفر کی غرض پر انگریزوں کو تعجب

خلاصہ یہ کہ ہمارے کام کی مشکلات میں سے ایک یہ مشکل ہے کہ اس کی اہمیت کو لوگ نہیں سمجھ سکتے۔ حتّٰی کہ ابھی اپنی جماعت کے بعض لوگ بھی اس کو نہیں سمجھ سکتے۔ مگر یورپ کے لوگ فوراً سمجھ جاتے ہیں کیونکہ وہ ان کاموں کے عادی ہیں۔ اس قدر عرصہ سے ہم یورپ میں تبلیغ کر رہے ہیں کبھی اس پر انگریزوں نے تعجب نہیں کیا۔ لیکن میرے سفر کی غرض معلوم کر کے تمام تعجب کر رہے ہیں۔ مکرمی ذوالفقار علی خاں صاحب ایک کام کے لئے پچھلے دنوں شملہ گئے تھے وہاں گورنمنٹ کے مختلف انگریز وزراء سے ان کی گفتگو ہوئی، وہ شوق سے اس سفر کی غرض دریافت کرتے اور جب غرض کو معلوم کرتے تو سخت حیرت کا اظہار کرتے اور میری نسبت پوچھتے کہ کیا وہ اس کام کو ممکن خیال کرتے ہیں بلکہ ایک وزیر نے تعجب سے کہا کہ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ یورپ مسلمان ہو کر پردہ کو بھی تسلیم کر لے گا یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ جہاز پر جو انگریز اس کو سنتا ہے، سخت تعجب کرتا ہے۔ ایک انگریز سے بعض دوستوں کی گفتگو ہوئی جب اس نے سفر کی وجہ سنی تو حیران ہو کر پوچھنے لگا کہ کیا آپ کو ''کے نیوٹ'' کا قصہ معلوم ہے؟ انہوں نے کہا۔ ہاں! تو کہنے لگا یہ ویسی ہی بات ہے۔

ایک بادشاہ کا قصہ

کے نیوٹ ایک انگریز بادشاہ تھا۔ اس کو خدا تعالیٰ نے بہت اقبال دیا تھا۔ ایک دن سمندر کے کنارے بیٹھا تھا اس کے درباریوں نے خوشامد کے طور پر کہنا شروع کیا کہ تمہاری حکومت تو زمین اور سمندر بھی مانتے ہیں۔ وہ دانا بادشاہ تھا اس نے اپنی کُرسی سمندر کے کنارے پر بچھائی اور وہاں بیٹھ گیا۔ وہ وقت مد کا تھا جس وقت سمندر جوش میں آتا ہے اور وہ میل میل خشکی پر چڑھ جاتا ہے۔ لہریں اٹھنے لگیں اور پانی کُرسی کے گرد اونچا ہونے لگا۔ کے نیوٹ ظاہر میں غصہ کی شکل بنا کر لہروں کو حکم دیتا کہ پیچھے ہٹ جاؤ مگر پانی بڑھتا چلا گیا یہاں تک کہ بادشاہ کے ساتھیوں کو جان کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ اس وقت بادشاہ اٹھ کر خشکی کی طرف آیا اور درباریوں سے کہا کہ دیکھا تم کس قدر جھوٹ کہتے تھے۔

قصہ کا مطلب

اس کا یہ مطلب تھا کہ جس طرح ''کے نیوٹ'' بادشاہ کے حکم سے باوجود اس کے اقتدار کے سمندر پیچھے نہیں ہٹتا تھا اسی طرح یورپ کو ایشیائی طریق کا مسلمان بنانا ناممکن ہے۔ وہ کسی تدبیر سے اس کو قبول نہیں کر سکتا۔ مگر ادھر تو اس سفر پر انگریزوں کو اس قدر تعجب ہے ادھر ہم دیکھتے ہیں کہ محض تبلیغ پر انہوں نے کبھی تعجب نہیں کیا۔ وجہ یہی ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ منہ سے اسلام کا اقرار کرا کے اسلام سے ایک ظاہری تعلق تو یورپ کا پیدا کرایا جا سکتا ہے مگر اسلام کے تمدن کا ان کو عادی بنا دینا ناممکن ہے۔

یورپ کے اسلامی تمدن کو قبول نہ کرنے کا خطرہ

مگر جیسا کہ میں بتا چکا ہوں اگر یہی بات ہو کہ یورپ اسلام کو قبول کر لے مگر اس کے تمدن کو قبول نہ کرے تو یہ کیسی خطرناک بات ہوگی۔ اسلام جو تیرہ سو سال سے بالکل محفوظ چلا آیا ہے اس کی شکل کس طرح بدل جائے گی۔ اور مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی غرض کس طرح باطل ہو جائے گی۔ تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ پھر یورپ میں تبلیغ کے کام کو چھوڑ دو کیونکہ یورپ کسی غیر معروف بے کس آدمی کا نام نہیں جو اپنے گھر میں بیٹھا رہتا ہے۔ اس کو اگر ہم اکیلا چھوڑ دیں تو اس میں کوئی حرج نہیں، یورپ ایک زندہ طاقت کا نام ہے جس کی مثال اس ریچھ کی ہے جسے چھوڑنے کے لئے مسافر تو تیار تھا مگر وہ مسافر کو چھوڑنے کے لئے تیار نہ تھا۔ یورپ کا مذہب، یورپ کا تمدن، یورپ کا علم دنیا کو کھا رہا ہے اور کھاتا چلا جا رہا ہے۔ ہمارا اسکو چھوڑ دینا یہ مطلب رکھتا ہے کہ ہم اسے چھوڑ دیں کہ وہ اسلام کا جو کچھ باقی رہ گیا ہے اسکو بھی کھا جائے اور ہماری ترقی کا میدان بالکل تنگ ہو جائے۔ ہم جس قدر آدمیوں کو ایک سال میں احمدی بناتے ہیں اس سے کئی گُنا لوگوں کو یورپ اپنا شکار بنا لیتا ہے اور پھر یورپ کی تصنیف کردہ کُتب ہمارے بچے بھی پڑھتے ہیں اور ان سے متاثر ہونے کے خطرہ میں ہیں پس یہ بالکل ناممکن ہے کہ ہم یورپ کو چھوڑ دیں۔

یوروپین تمدن چھوڑنے میں مشکلات

اب دوسری صورت یہ ہے کہ ہم یورپ میں سرنگ لگانی شروع کر دیں اور اس کے بغیر ہمارے پاس کوئی چارہ نہیں۔ مگر یہ تو ہو نہیں سکتا کہ ایک دن میں چار پانچ کروڑ لوگ مسلمان ہو جائیں۔ اور ان کا الگ انتظام قائم ہو جائے وہ الگ اپنی سوسائٹی قائم کر لیں۔ لیکن اگر ایک ایک دو دو کر کے لوگ مسلمان ہوں تو وہ یورپ میں رہ کر یورپ کے تمدن کو چھوڑنا چاہیں بھی تو نہیں چھوڑ سکتے۔ مثلاً پردہ ہے۔ اول تو وہاں برادری اور دوستوں کے طنز کی برداشت ہی نَو مسلم کے لئے ناممکن ہے اور اگر وہ تیار ہو تو پھر وہاں کے حالات روک ہیں۔ پردہ کرنے والے ملکوں میں مکان ایسے بنائے جاتے ہیں کہ عورتیں گھر میں رہ کر بھی ہوا کھا سکیں، صحن ضرور ساتھ ہوتے ہیں مگر یورپ میں الگ صحن کا رواج نہیں، صرف کمروں میں لوگ رہتے ہیں اب یہ خیال کرنا کہ ایک نَو مسلمہ رات اور دن ایک کمرہ میں بیٹھی رہے بالکل عقل کے خلاف ہے۔ پھر ایک اور سوال یہ ہے کہ وہاں گذارہ اس قدر گراں ہے کہ مرد کو سارا دن محنت کرنی پڑتی ہے اور وہ گھر کے کام میں عورت کی مدد نہیں کر سکتا۔ عورت اگر سودا نہ لائے تو گھر کا کام چل نہیں سکتا۔ وہ پردہ کرے تو گھر کا سودا کس طرح لائے۔ بے شک وہ نقاب سے کام لے سکتی ہے اور عورت کو سودا خریدنا منع نہیں ہے مگر پھر ایک اور دقّت ہے اور وہ یہ کہ یورپ ہندوستان کی طرح نہیں۔ وہاں گلیوں میں اس قدر موٹر چلتا رہتا ہے کہ جب تک آنکھیں پھاڑ کر اور ہوشیار ہو کر آدمی نہ چلے، اس کی جان ہر وقت خطرہ میں ہے۔ ایک ایک شہر میں سینکڑوں آدمی ہر سال موٹروں کے نیچے آ کر مر جاتے ہیں۔ پس نقابیں پہن کر عورتوں کا پھرنا نہایت خطرناک اور موجب ہلاکت ہے۔ چند مسلمان ہونے والی عورتوں اور مردوں کے لئے حکومتیں اپنے قانون نہیں بدلیں گی، مکانوں والے اپنے مکان نہیں توڑ ڈالیں گے، پھر وہ لوگ کریں تو کیا کریں۔ یہ تو ایک چھوٹی سی مثال ہے ورنہ سینکڑوں دقتیں ہیں جو مغرب کی تبلیغ کے راستہ میں ہیں اور جن میں سے بہت سی ایسی ہی کہ ان میں مغربی نَو

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں

پاکوں کو پاک فطرت دیتے نہیں ہیں گالی
پر اِن سِیہ دِلوں کا شیوہ سدا یہی ہے
افسوس سبّ و توہیں سب کا ہوا ہے پیشہ
کس کو کہوں کہ اُن میں ہرزہ درا یہی ہے

طالب دعا: محمد نور اللہ شریف صاحب مرحوم وافراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

ہر پہلو سے جائزہ لے کر اپنی کمیوں کو دُور کرنے کی کوشش کریں

(پیغام حضور انور برموقع سالانہ اجتماع انصاراللہ جرمنی 2019)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

مسلم مجبور ہوتا ہے۔ پس یہی ہوگا کہ وہ اسلام کو قبول کر کے بھی اپنی رسموں کو نہیں چھوڑے گا اور مسلمان ہونے کے بعد جب وہ وہی کرتا رہے گا جو وہ پہلے کرتا تھا تو آہستہ آہستہ اس میں یہ خیال پیدا ہو جائے گا کہ اس میں کوئی حرج نہیں' اور نتیجہ یہ ہوگا کہ اسلام ایک بدلی ہوئی صورت میں یورپ میں قائم ہو جائے گا اور ان سے آگے وہ اسلام ساری دنیا میں پھیل جائے گا۔ جس طرح یورپ نے مسیحیت کو تباہ کیا تھا' اَلعِیَاذُ بِاللہِ ' وہ اسلام کو بھی دوستی کے جامہ میں تباہ کر دے گا۔

پس ہم دو آگوں میں ہیں۔ اور ہماری مثال وہی ہے کہ ''نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن''۔ اس مشکل کا علاج سوچنے کے لئے یا وہاں کے مقامی حالات معلوم کرنے کے لئے تا کہ مبلغوں کی سختی سے نگرانی ہو سکے اور جہاز کو چٹانوں میں سے بہ حفاظت گزارا جا سکے اس سفر کی ضرورت پیش آئی ہے۔ غالباً اب آپ لوگ سمجھ گئے ہوں گے کہ کیسی مشکل غرض ہے۔ سوائے خدا تعالیٰ کی مدد کے ہم اس مشکل کو حل نہیں کر سکتے۔ مسلمان بنانا آسان ہے مگر اسلام کو ان سے بچانا مشکل ہے اور اس وقت میرے سفر کی یہی غرض ہے۔

یورپ میں اشاعت اسلام کے متعلق خطرہ

یورپ کے واقف کہتے ہیں کہ یہ ناممکن ہے یورپ ضرور اسلام لائے گا مگر وہ ساتھ ہی اسلام کو بگاڑ دیگا اور اس کی شکل کو بالکل مسخ کر دے گا۔ بالکل ممکن ہے کہ یورپ میں چاروں طرف سے اللہ اکبر کی آوازیں آنے لگیں اور سب جگہ گرجوں کی جگہ مساجد بن جائیں لیکن یہ فرق ظاہر کا ہوگا۔ لوگ تثلیث کی جگہ توحید کا دعویٰ کریں گے' مسیح کی جگہ رسول کریم ﷺ کی عزت زیادہ کریں گے' مسیح موعود پر ایمان لائیں گے' گرجوں کی جگہ مسجدیں بنائیں گے' مگر ان میں وہی ناچ گھر وہی عورت اور مرد کا تعلق' وہی شراب' وہی سامانِ عیش نظر آئیں گے۔ یورپ یہی رہے گا' گو وہ بجائے عیسائی کہلانے کے مسلمان کہلائے گا۔ میری عقل یہی کہتی ہے کہ حالات ایسے ہی ہیں مگر میرا ایمان کہتا ہے کہ تیرا فرض ہے کہ تُو اس مصیبت کو جو اگر اسلام پر نازل ہوئی تو اس کو کچل دے گی' دور کرنے کی کوشش کر۔ غور کر اور فکر کر اور دعا کر۔ پھر غور کر اور فکر کر اور دعا کر۔ اور پھر غور کر اور فکر کر اور دعا کر۔ کیونکہ تیرا خدا بڑی طاقتوں والا ہے۔ شاید وہ کوئی درمیانی راہ نکال دے اور اس تباہی کو جو اسلام کے سامنے ایک نئے رنگ میں کھڑی ہے دور کر دے۔ غیر احمدیوں کے لئے یہ دِقّت ہے کہ یورپ اپنی مخالفت سے ان کو تباہ کر دے گا۔ ہمارے لئے یہ مشکل ہے کہ یورپ اپنی دوستی سے ہمارے دین کو برباد کر دے گا۔ وہ تو اپنی حالت پر خوش ہیں' ہم لوگ خوش نہیں ہو سکتے۔ ان کو حکومتوں کی فکر ہے اور ہمیں اسلام کی۔ پس ہمارا فرض ہے کہ اس مصیبت کے آنے سے پہلے اس کا علاج سوچیں اور یورپ کی تبلیغ کے لئے ہر قدم جو اٹھائیں اس کے متعلق پہلے غور کر لیں۔ اور یہ ہو نہیں سکتا جب تک کہ وہاں کے حالات کا عینی علم حاصل نہ ہو۔ پس اسی وجہ سے باوجود صحت کی کمزوری کے میں نے اس سفر کو اختیار کیا ہے۔

جماعت کے لئے انذار

اگر میں زندہ رہا تو میں انشاءاللہ اس علم سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کروں گا۔ اگر میں اس جدوجہد میں مر گیا تو اے قوم! میں ایک نذیر عُریان کی طرح تجھے متنبہ کرتا ہوں کہ اس مصیبت کو کبھی نہ بھولنا۔ اسلام کی شکل کو کبھی نہ بدلنے دینا۔ جس خدا نے مسیح موعود کو بھیجا ہے وہ ضرور کوئی راستہ نجات کا نکال دے گا۔ پس کوشش نہ چھوڑنا' نہ چھوڑنا' نہ چھوڑنا' آہ نہ چھوڑنا۔ میں کس طرح تم کو یقین دلاؤں کہ اسلام کا ہر اک حکم ناقابل تبدیل ہے' خواہ چھوٹا ہو' خواہ بڑا۔ جو چیز سنت سے ثابت ہے وہ ہرگز نہیں بدلی جا سکتی۔ جو اس کو بدلتا ہے وہ اسلام کا دشمن ہے وہ اسلام کی تباہی کی پہلی بنیاد رکھتا ہے کاش وہ پیدا نہ ہوتا۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ تم دنیا کے حالات سے آنکھیں بند کر لو اور بعض نادانوں کی طرح کہہ دو کہ پھر یورپ کی تبلیغ پر لاکھوں روپیہ صرف کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ یورپ سب سے بڑا دشمن اسلام کا ہے۔ وہ مانے نہ مانے تمہاری کوشش کا کوئی اثر ہو یا نہ ہو تم کو اسے نہیں چھوڑنا چاہئے۔ اگر تم دشمن پر فتح نہیں پا سکتے تو تمہارا یہ فرض ضرور ہے کہ اس کی نقل وحرکت کو دیکھتے رہو تا وہ تمہاری غفلت سے فائدہ اٹھا کر تم پر فتح نہ پالے۔ اور پھر میں کہتا ہوں کہ یہ کسی کو کس طرح معلوم ہوا کہ یورپ آخر اسلام کو قبول نہیں کرے گا۔ یورپ کے لئے تو اسلام کا قبول کرنا مقدر ہو چکا ہے۔

ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم دیکھیں کہ وہ ایسی صورت سے اسلام کو قبول کرے کہ اسلام ہی کو نہ بدل دے۔ پس ہم اگر یورپ کو چھوڑ دیتے ہیں تو ہماری مثال اس کبوتر کی ہوگی جو بلی کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اب میں محفوظ ہو گیا ہوں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ہم کو جب تک صحیح راستہ معلوم نہ ہو ان لوگوں کے مسلمان بنانے پر زیادہ زور نہ دیں۔ مگر یورپ میں ایسے مشن رکھنے جو ہر وقت حالات کو تاڑتے رہیں اور موقع کے منتظر رہیں نہایت ضروری ہے۔ قرآن کریم حکم دیتا ہے وَرَابِطُوْا ہمیشہ دشمن کی سرحد پر اپنے آدمی رکھو جو اسکی نقل وحرکت کو دیکھتے رہیں۔ جس دن مسلمانوں نے اس حکم سے غفلت کی اسی دن سے وہ تباہ ہونے لگے اور اگر تم بھی روپیہ کے خرچ سے ڈر کر یا کسی اور سبب سے ایسا کرو گے تو تم بھی تباہ ہو گے۔ خدا تم کو بچائے اور تمہارا حافظ و ناصر ہو۔

مسیح موعود کے قائم مقام کے سفر یورپ کا ذکر قرآن میں

میں آخر میں اس امر کے بیان کرنے سے بھی نہیں رک سکتا کہ یورپ کی طرف مسیح موعود یا آپ کے کسی جانشین کا اس غرض سے سفر کرنا جس غرض سے میں نے سفر کیا ہے' قرآن کریم میں بھی مذکور ہے۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے سفر کے بغیر اسلام کی حفاظت کامل نہیں ہو سکتی۔ یہ ذکر سورۃ کہف میں ہے جس میں اللہ تعالیٰ ذوالقرنین کی نسبت فرماتا ہے۔

فَاَتْبَعَ سَبَبًا○ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِیْ عَیْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ؕ قُلْنَا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِمَّاۤ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّاۤ اَنْ تَتَّخِذَ فِیْهِمْ حُسْنًا○ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ یُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَیُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا○ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ِۨالْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا یُسْرًا○

پس ذوالقرنین ایک راستہ کی طرف چلا یہاں تک کہ وہ مغرب کے ملکوں میں پہنچ گیا۔ اور دیکھا کہ یہ ممالک جہاں سورج ڈوبتا ہے ایک گدلے چشمے کی طرح ہیں جس میں پانی تو ہے مگر بُودار اور گندہ جو استعمال کے قابل نہیں رہا۔ اور اس نے اس چشمہ کے پاس ایک قوم دیکھی جس کی نسبت ہم نے ذوالقرنین سے کہا کہ تُو ان کے متعلق کوئی فیصلہ کر۔ یا تو یہ فیصلہ کر کہ یہ تباہ کر دیئے جائیں اور یا تو ان سے ایسا سلوک کر کہ ان کی حالت اچھی ہو جائے۔ ذوالقرنین نے جواب میں کہا کہ جو ظلم کرنے والا ہوگا اس کو تو میں عذاب دوں گا اور پھر وہ خدا کی طرف لوٹایا جائے گا یعنی مر جائے گا۔ اور اس کو ایسا سخت عذاب ملے گا جو کسی کو کم ہی ملا ہوگا۔ اور جو شخص ایمان لائے اور نیک عمل کرے گا' پس اس کو نیک جزا ملے گی اور ہم اسے اپنے احکام سہولت کے ساتھ آسانی کے ساتھ سمجھائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام لکھتے ہیں کہ ذوالقرنین آپ کا نام ہے۔ اور گدلے چشمہ سے مراد مسیحی تعلیم ہے۔ جو ہے تو خدا تعالیٰ کی

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

خلافت احمدیہ سے کامل وفا اور تعلق
ہمارے ایمان میں ترقی کیلئے نہایت اہمیت کا حامل ہے
(پیغام برموقع سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ بنگلہ دیش 2022ء)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کی حقیقت
تبھی ظاہر ہوگی جب دین کو سمجھنے کی کوشش کریں گے
(پیغام برموقع سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی 2023ء)

طالب دعا: بی.ایس.عبدالرحیم ولد مکرم شیخ علی صاحب مرحوم (صدر جماعت احمدیہ منگلور، کرناٹک)

طرف سے مگر اب وہ خراب ہوگئی ہے اور استعمال کے قابل نہیں مغرب کے لوگ اس چشمہ کے پاس ہیں یعنی اس گندی تعلیم کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور قرآن کریم کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

پس جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کے مطابق ذوالقرنین آپ ہیں اور مغربی ممالک سے مراد یورپ وامریکہ کے لوگ ہیں جو مسیحیت کے چشمہ پر ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں۔ تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعودؑ یا ان کے کسی جانشین کو مغربی ممالک کا سفر کرنا ہوگا۔ کیونکہ قرآن کریم میں لکھا ہے کہ فَاَتْبَعَ سَبَبًا حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ ۔ ذوالقرنین ایک ملک کی طرف گیا جو مغرب میں تھا۔ پس یہ سفر قرآن کریم کی اس پیشگوئی کے مطابق ہے۔ نبیوں کے جانشین چونکہ نبیوں کے قائم مقام ہوتے ہیں ان کا کام نبیوں کا کام ہی کہلاتا ہے۔ پس خلیفۂ مسیح موعود کا جانا ایسا ہی ہے جیسے کہ خود مسیح موعود کا جانا۔

پس یہ سفر درحقیقت ایک پیشگوئی کے ماتحت ہے جو ایسی اہم ہے کہ قرآن کریم میں اس کو بیان فرمایا گیا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ سفر تبلیغ کے لئے نہیں بلکہ تبلیغ کے متعلق اصول طے کرنے اور علم حاصل کرنے کے لئے کیا جائیگا۔ کیونکہ اگر تبلیغ کے لئے سفر ہوتا تو یہ نہ کہا جاتا کہ اب خواہ ان کو ہلاک کر' خواہ ان کی بھلائی کی تدبیر کر کیونکہ جو شخص تبلیغ کے لئے جاتا ہے یہ سمجھ کر جاتا ہے کہ یہ لوگ بچائے جانے کے قابل ہیں نہ کہ وہ جاتا تو تبلیغ کے لئے ہے اور سوچنے لگ جاتا ہے کہ میں ان کو ہلاک کردوں۔ پس صاف ظاہر ہے کہ مسیح موعودؑ آپکا جانشین خالی الذہن ہوکر جائے گا اور وہی جا کر فیصلہ کرے گا کہ ان لوگوں سے کیا کیا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ اسکو اختیار دے گا کہ وہ کامل غور اور فکر اور کے بعد جو چاہے کرے۔ خواہ تو ان کو اپنے کفر میں چھوڑ دے تا کہ اس دنیا میں کفر کے عذاب میں مبتلا رہیں اور اگلے جہان میں دوزخ اور خدا تعالیٰ سے بعد کے عذاب میں مبتلا ہوں اور یا پھران میں تبلیغ کو جاری کرنے کا فیصلہ کرے اور ان کی بہتری کی تجویز کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نتیجہ پر وہ پہنچے گا' وہ بین بین ہوگا۔ اور اس میں مختلف حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے مختلف تدابیر کو اختیار کیا جائے گا۔ وہ فیصلہ کیا ہوگا' اسے اللہ تعالیٰ نے مخفی رکھا ہے۔ اور چونکہ ابھی وقت نہیں آیا' وہ مجھ پر ظاہر نہیں ہے' اس لئے میں اس کا اعلان نہیں کر سکتا۔ ہاں اصول اللہ تعالیٰ نے بتادیئے ہیں اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھ سے یہ کام لے اور اس پیشگوئی کا ظِلّی طور پر مجھے مصداق بننے کا موقع دے۔

غرض اے بھائیو! مسیح موعود یا ان کے کسی جانشین کا مغربی ممالک میں جانے اور وہاں جا کر ان کے متعلق آئندہ تبلیغ کے متعلق رائے قائم کرنے کی خبر قرآن کریم میں دی گئی ہے۔ اور گویا تمام سفر کا نقشہ کھینچ دیا گیا ہے جو اس وقت پیش آیا ہے۔

سفر یورپ
مسیح موعودؑ کی صداقت کا نشان

اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک عظیم الشان ثبوت ہے کیونکہ یہ سفر بالکل خدا تعالیٰ کی مشیت کے ماتحت ہوا ہے۔ کسے چند ماہ پہلے اس سفر کا خیال بھی تھا اور پھر کس کو معلوم تھا کہ اس تحریک کے ہونے کے بعد باوجود سخت طبیعت میں بیزاری ہونے کے میں اس سفر پر جانے پر راضی ہو جاؤں گا۔ اور جماعت کی نوے فیصدی رائے یعنی ہر دس انجمنوں میں سے 9 انجمنیں اس امر کی رائے دیں گی کہ مجھے ولایت جانا چاہئے۔ اور پھر کس کو یہ خیال ہوسکتا تھا کہ اس قدر جلد سامان بھی جمع ہو جائے گا۔ پس احباب کو چاہئے کہ سفر کی جو غرض ہے اور جسے قرآن کریم نے بیان کیا ہے' اس کو یاد رکھیں کیونکہ اس کے یاد رکھنے میں ہی اسلام کی نجات ہے اور اس کے بُھلا دینے میں اسلام کی تباہی۔ اگر آپ لوگ اس کام کی اہمیت کو جو میں نے اوپر بیان کی ہے یاد رکھیں گے تو اس کے خطرات کے ازالہ کی طرف بھی آپ کو توجہ رہے گی۔ اور اگر آپ صرف زید اور بکر کے مسلمان کرنے کی خوشی میں رہیں گے تو سخت خطرہ ہے کہ ایمان برباد ہوجائے اور اسلام مٹ جائے اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ۔

سفر کی غرض کو پورا کرنا خدا ہی کا کام ہے

اے بھائیو! اصل غرض سفر کی تفصیل سے بیان کردینے کے بعد میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا اس غرض کو پورا کرنا انسان کا کام ہے؟

اس انگریز نے سچ کہا جس نے اس سفر کو سمندروں کی لہروں پر حکومت کرنے کے خیال کے مترادف بتایا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ کام ایسا ہی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ مشکل ہے۔ اور اس کے کئی نتائج بظاہر کم سے کم ایک صدی کا وقت چاہتے ہیں، سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ رحم کرکے ہماری زندگیوں میں یہ نظارہ ہمیں دکھادے کہ مغرب میں اسلام پھیلے اور اسلام اس طرح پھیلے کہ وہ لوگ اسلام کو اپنے مطابق نہ بنائیں بلکہ اسلام کے مطابق خود بن جاویں۔ اور ایسی سکیم تیار ہو جائے کہ جس کے بعد اس بات کا خطرہ نہ رہے کہ مغربی تمدن اسلام کے اندر تغیّر کر سکے گا۔ پس اس کام کے لئے آپ لوگ جس قدر دعائیں کریں تھوڑی ہیں۔ بے شک آپ لوگ یہ دعا کریں کہ اس سفر میں تبلیغ کا بھی کوئی پہلو پورا ہو جائے تو کچھ حرج نہیں۔ مگر اصل زور دعا میں اس امر پر ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ وہ تدبیریں سمجھادے کہ جن کی مدد سے یورپ کو حقیقی طور پر اسلام میں داخل کیا جاسکے اور اسلام یورپ کے تمدن کے ایسے اثر سے جو اسلام کی حقیقت کے خلاف ہو محفوظ رہے۔

دعا کی تحریک

پھر میں کہتا ہوں کہ اپنی دعاؤں میں ہم 13 آدمیوں کو جو سفر پر جارہے ہیں یاد رکھیں جن میں سے 9 تو وہ ہیں جو جماعت کے خرچ پر وفد کے طور پر جارہے ہیں اور ہم چار آدمی اپنے خرچ پر سفر کر رہے ہیں۔ غرض سب کی ایک ہی ہے کہ خدا تعالیٰ کوئی کام لے لے اور عاقبت بخیر ہو جائے اور وہ یار یگانہ خوش ہو جائے۔ طبیعت میری بہت کمزور ہے اور سفر سخت ہے۔ کام اس سے بھی زیادہ مشکل ہے۔

اس وقت بھی بخار کی حالت میں مضمون لکھ رہا ہوں۔ ہڈیاں کھوکھلی ہوگئی ہیں' دماغ میں طاقت نہیں رہی' ہاتھ رہے جاتے ہیں' خدا ہی ہے جو اس کام سے فارغ فرما کر خیریت سے دیار محبوب میں پہنچائے۔ بس اب خط کو ختم کرتا ہوں کہ اس وقت میری یہ حالت ہے

دل میں اک درد اٹھا آنکھوں میں آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے مجھے کیا جانئے کیا یاد آیا

جماعت کے لئے دعا

اے میری عزیز قوم اور اے خدا کے فرستادہ کی مقدس جماعت! تمہاری بہبودی اور بہتری کا خیال میرے دل کو ہر وقت فکر مندر رکھتا ہے۔ اور تمہاری محبت ہمیشہ مجھے بدگمانیوں میں مبتلا رکھتی ہے کہ ''عشق است وہزار بدگمانی۔'' اے کاش میں اپنی آنکھوں سے تم کو وہ کچھ دیکھ لوں جو میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ اے کاش تمہارا ایمان اور تمہارا یقین اور تمہارا ایثار اور تمہارے اخلاق اور تمہارا تمدن اور تمہارا علم اور تمہارے عمل اور تمہاری قربانیاں ایسی ہوں بلکہ اس سے بڑھ کر جو میں دیکھنی چاہتا ہوں۔

اے کاش تم زمانہ کی دست بُرد سے محفوظ رہو۔ اے کاش تم ہر قسم کے فتنوں سے بچے رہو۔ خدا تعالیٰ تم میں ہمیشہ وہ لوگ پیدا کرتا رہے جن کے دل تمہاری خیرخواہی اور محبت کے جذبات سے پُر ہوں۔ اور جن کے افکار تمہاری بہتری کی تجاویز میں مشغول۔ تم یتیموں کی طرح کبھی نہ چھوڑے جاؤ اور سورج تم پر لاوارثی کی حالت میں کبھی نہ چڑھے۔ تم خدا کے پیارے ہو اور خدا تمہارا پیارا ہو۔ اے خدا! تُو ایسا ہی کر اور زندگی اور موت میں مجھے ایسا ہی رکھ۔

خاکسار مرزا محمود احمد

(الفضل ۱۶۔ اگست ۱۹۲۴ء)

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج ☆ جس کی فطرت نیک ہو وہ آئیگا انجام کار (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

V-CARE
Food Plaza
Fast Food Restaurant

!! COME HUNGRY !! LEAVE HAPPY !!

Contact : 7250780760
Ramsar Chowk, Ram Das Gupta Path, Bhagalpur - 812002 (Bihar)

طالب دعا : خالد ایوب (جماعت احمدیہ بھاگلپور، صوبہ بہار)

رات کے دو دو بجے تک مجھے جاگنا پڑتا ہے مگر دل خوش ہے اور قلب مطمئن کہ موت بھی ہوگی تو یار کی راہ میں ہوگی

اے عزیزو! اُس زندگی کا کیا فائدہ جو تن پروری میں خرچ ہو، اس دنیا میں تو کسی نے رہنا نہیں
کوئی پہلے مرگیا کوئی پیچھے مرگیا، بات تو ایک ہی ہے، پھر کیوں نہ اُسی زندگی کے آرام کی طرف خیال رکھے جو نہ ختم ہونیوالی ہے

میرے نزدیک انگلستان کی فتح کی بنیاد رکھ دی گئی ہے، آسمان پر اسکی فتح کی بنیاد رکھ دی گئی ہے اور اپنے وقت پر اسکا اعلان زمین پر بھی ہو جائیگا

اپنی پوری توجہ اُس کام کے جاری رکھنے کیلئے کرنی چاہئے جس کی خاطر مولوی نعمت اللہ صاحب نے جان دی ہے
اور ہمیں ان لوگوں کی یاد کو تازہ رکھنا چاہئے تاکہ ہمارے تمام افراد میں قربانی کا جوش پیدا ہو

میری رائے ہے کہ جس قدر سلسلہ کے شہید ہوں ان کے نام ایک کتبہ پر لکھوائے جائیں
اور اس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سرہانے کی طرف لگوایا جائے تا وہ ہر اک کی دعا میں شامل ہوتے رہیں

اسی طرح ایک کتاب تیار ہو جس میں تاریخی طور پر تمام شہداء کے حالات جمع ہوتے رہیں
تا آئندہ نسلیں ان کے کارناموں پر مطلع ہوتی رہیں اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں

لنڈن سے حضرت خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا چوتھا مکتوب گرامی

برادرانِ جماعت احمدیہ!

السلام علیکم

الحمدللہ کہ کام اچھی طرح ہو رہا ہے، تبلیغ عمدگی سے جاری ہے کیونکہ گو اصل کام ہمارا اور ہے مگر جو فارغ وقت ملے اس میں تبلیغ کی طرف بھی توجہ کی جاتی ہے۔ احباب سب اپنے کاموں میں مشغول ہیں اور بعض دفعہ ہوا خوری کے لئے باہر جانے کا بھی دوستوں کو موقع نہیں ملتا۔ یہی حال میرا ہے۔ رات کے دو دو بجے تک مجھے تو جاگنا پڑتا ہے مگر دل خوش ہے اور قلب مطمئن ہے کہ موت بھی ہوگی تو یار کی راہ میں ہوگی۔ اور اے عزیزو! اس زندگی کا کیا فائدہ جو تن پروری میں خرچ ہو۔ اس دنیا میں تو کسی نے رہنا نہیں، کوئی پہلے مرگیا کوئی پیچھے مرگیا، بات تو ایک ہی ہے۔ پھر کیوں نہ اُسی زندگی کے آرام کی طرف خیال رکھے جو نہ ختم ہونیوالی ہے۔ کاش! اس امر کی مجھے سچی توفیق مل جائے۔

طبّی مشورہ

مکرّمی و معظّمی ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھے طبی طور پر مشورہ دیا ہے کہ میں صحت کی کمزوری کو دور کرنے کے لئے کچھ عرصہ تک زیادہ سوؤں مگر ان کو کیا معلوم ہے کہ یہاں باقاعدہ دو یا تین بجے سونے کا موقع ملتا ہے اور غالباً آنیوالے دنوں میں کام اور زیادہ بڑھ جائیگا کیونکہ اب انشاء اللہ مختلف لیکچروں اور ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہونے والا ہے اور چونکہ مجھے اردو میں مضمون لکھنا پڑتا ہے تاکہ اسکا انگریزی میں ترجمہ کیا جائے اسلئے وقت بہت ہی لگتا ہے۔ انسان دو گھنٹہ میں جس قدر مضمون بیان کرسکتا ہے اس کو چھ سات دنوں میں لکھ سکتا ہے۔ پس اس مشکل کی وجہ سے کام بہت بڑھ رہا ہے۔

لیکچروں کا پروگرام

انشاء اللہ تین دن کو میرا لیکچر ’’پیام آسمانی‘‘ پر پورٹ سمتھ نامی شہر میں ہوگا۔ اس کے بعد پانچ دن کو لنڈن میں انیس تاریخ کو ’’حیات بعد الموت‘‘ پر لیکچر ہوگا۔ 23 کو اس کانفرنس میں لیکچر ہے جو یہاں آنے کا محرّک ہوئی ہے گو موجب نہیں۔ چھبیس کو ایک لیکچر ہندوستان کے موجودہ حالات پر ایک سیاسی انجمن کی درخواست پر قرار پایا ہے۔ پھر انتیس کو ایک نوجوانوں کی انجمن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی پر لیکچر ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

احباب کو مختلف مقامات پر بھیجنا

میرا یہ منشاء ہے کہ کام کو زیادہ وسیع کرنے کے لئے مختلف احباب کو انگلستان کے مختلف شہروں میں پھیلا دوں اس سے خرچ تو کچھ زیادہ ہو جائے گا مگر ان شاء اللہ کام بہت وسیع ہو جائے گا اور آواز دُور تک پھیل جائے گی۔

دشمن کی ہنسی اور تمسخر

گو دشمن ہنسے گا اور تمسخر اُڑائے گا مگر میں اس کی ہنسی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس بات کے اظہار سے نہیں رُک سکتا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے انگلستان کی روحانی فتح شروع ہو چکی ہے۔ میرا منشاء خواجہ صاحب کی طرح یہ نہیں کہ چونکہ انگلستان کے سَو اخباروں نے یا اس سے بھی زیادہ اخباروں نے سلسلہ کے متعلق تعریفی الفاظ میں نوٹ لکھے ہیں پس معلوم ہوا کہ انگلستان مسلمان ہوگیا ہے بلکہ جو کچھ میں کہتا ہوں وہ ایک روحانی امر ہے جس کو صرف وہی دیکھ سکتے ہیں جن کی روحانی آنکھیں ہوں۔

انگلستان کے متعلق رؤیا
اور اس کا پورا ہونا

آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ اس بادشاہ نے جس کے قبضہ میں تمام عالَم کی باگ ہے مجھے رؤیا میں بتایا تھا کہ میں انگلستان میں گیا ہوں اور ایک فاتح جرنیل کی طرح اس میں داخل ہوا ہوں۔ اور اس وقت میرا نام ولیم فاتح رکھا گیا۔ میں جب شام میں بیمار ہوا اور بیماری بڑھتی گئی تو مجھے سب سے زیادہ خوف یہ تھا کہ کہیں میری شامتِ اعمال کی وجہ سے ایسے سامان نہ پیدا ہو جاویں کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ کسی اور صورت میں بدل جائے اور میں انگلستان میں پہنچ ہی نہ سکوں۔ اور اس خوف کی وجہ یہ تھی کہ میں اس خواب کی بناء پر یقین رکھتا تھا کہ انگلستان کی روحانی فتح صرف میرے انگلستان جانے کے ساتھ وابستہ ہے۔ لیکن آخر اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں انگلستان پہنچ گیا ہوں اور اب میرے نزدیک انگلستان کی فتح کی بنیاد رکھ دی گئی ہے۔ آسمان پر اس کی فتح کی بنیاد رکھ دی گئی ہے اور اپنے وقت پر اس کا اعلان زمین پر بھی ہو جائے گا۔

دشمن ہنسے گا اور کہے گا یہ بے ثبوت دعویٰ تو ہر اک کرسکتا ہے مگر اس کو ہنسنے دو کیونکہ وہ اندھا ہے اور حقیقت کو نہیں دیکھ سکتا۔ آتھم کے متعلق جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیشگوئی فرمائی اور وہ مصلحت الٰہی کے ماتحت اور رنگ میں پوری ہوئی تو سب ہندوستان میں اس پر تمسخر کیا گیا۔ اس وقت کے نواب صاحب بہاولپور کے دربار میں بھی اس کا ذکر ہوا اور انہوں نے بھی اس کے غلط ہونیکی تائید میں رائے دی۔ ان کے پیر خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ چاچڑاں والے اس وقت دربار

میں موجود تھے، اس بات کو سن کر جوش میں آگئے اور فرمایا کہ جو یہ کہتا ہے کہ مرزا صاحب کی پیشگوئی جھوٹی نکلی وہ غلط کہتا ہے۔ آتھم مرچکا۔ مجھے وہ مُردہ نظر آرہا ہے۔ دنیا کے کیڑوں کو وہ زندہ نظر آتا ہے۔

انگلستان کے فتح ہونے کی شرط پوری ہوگئی

میں بھی کہتا ہوں انگلستان فتح ہو چکا، خدا کا وعدہ پورا ہوگیا۔ اس کی فتح کی شرط آسمان پر یہ مقرر تھی کہ میں انگلستان آؤں، سو میں خدا کے فضل سے انگلستان پہنچ گیا ہوں، اب اس کاروائی کی ابتداء انشاء اللہ شروع ہو جائے گی اور اپنے وقت پر دوسرے لوگ بھی انشاء اللہ دیکھ لیں گے جو کچھ میں نے لکھا تھا وہ سچ ہے۔ نادان لوگ نہیں جانتے کہ بعض امور کا تعلق بعض خاص شخصوں کی ذات سے وابستہ ہوتا ہے اور انگلستان میں ترقی اسلام کا سوال خدا تعالیٰ کی قضاء میں میرے انگلستان آنے کے ساتھ متعلق تھا۔

مسیح موعودؑ کو جو رؤیا کھائی گئی اس میں بھی یہ بتایا گیا تھا کہ آپ کے ولایت جانے پر یہ فتح شروع ہوگی اور مجھے بھی یہی دکھایا گیا اور چونکہ نبیوں کے خلیفہ ان کے ہی وجود سمجھے جاتے ہیں اس لئے دونوں خوابوں کا مطلب ایک ہی تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی رؤیا سے مراد بھی ان کے جانشین کے انگلستان جانے سے تھی اور میری رؤیا سے مراد بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ولایت جانے سے تھی۔ پس جبکہ مسیح موعودؑ اپنے روحانی جانشین کے ذریعہ سے انگلستان پہنچ گئے تو اب انشاء اللہ اس فتح کا دروازہ بھی کھول دیا جائے گا جو ہمیشہ سے مقدر ہے۔

خدا تعالیٰ کی سنت ہے کہ جب کسی پیشگوئی کے پورا ہونے کا وقت آتا ہے تو وہ پھر اس کی طرف توجہ دلا دیا کرتا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ میں نے جو خواب میں دیکھا کہ میں انگلستان میں گیا ہوں اس سے مراد یہی تھی کہ مسیح موعود کی ''ازالہ اوہام'' والی رؤیا کے پورا ہونے کا وقت آگیا ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَرَانَا مَاوَعَدَنَا عَلٰى لِسَانِ الْمَسِيْحِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کا اعتراض اور اس کا جواب

مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کو اعتراض ہے کہ اس سفر پر اس قدر خرچ کیوں کیا ہے۔ اور غالباً اسی وجہ سے اعتراض ہے کہ ان کو خیال ہے میں نے یہ سفر سیر وسیاحت کی وجہ سے اختیار کیا ہے۔ میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ درست نہیں۔ افسوس ہے کہ اب یہ امر مشکل ہے ورنہ میں ان کو کہتا کہ میرے خرچ پر میرے ساتھ چلیں اور میری زندگی کا مطالعہ کریں اور پھر مؤمنانہ طور پر تجربہ کے بعد میرے متعلق رائے دیں۔ اگر وہ ساتھ ہوتے تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ خود غیر احمدی لوگ اور انگلستان کے واقف لوگ بھی ہمیں نصیحت کرتے ہیں کہ اس قدر کام اچھا نہیں ہے۔ صحت کا خیال بھی رکھنا چاہئے۔ آج لنڈن پہنچے بیس دن ہو گئے ہیں اور ہمارے نزدیک لنڈن ابھی ویسا ہی ہے جیسا کہ ہندوستان میں تھا۔ نہ ہمیں اس کی عمارتوں کا پتہ ہے اور نہ اس کے عجائبات کا۔ جو کچھ ہمیں معلوم ہے وہ یہاں کے آدمی ہیں جو ملنے کے لئے آجاتے ہیں۔ یا وہ نظارہ ہے جو ہواخوری کے لئے جاتے ہوئے راستہ میں نظر آجاتا ہے اور مَیں اُمید کرتا ہوں کہ مولوی محمد علی صاحب باوجود سخت دشمنی اور تعصّب کے یہ امید نہیں کریں گے کہ ہم لوگ اگر چوتھے پانچویں دن سیر کے لئے نکلیں یا پٹنی کے مکان کی طرف جمعہ کی نماز کے لئے جاویں تو ہمیں آنکھیں بند کر کے چلنا چاہیے کہ کہیں ہمارا سفر تفریح کا سفر نہ بن جائے۔

بہر حال میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ اگر اس سفر میں ہم کوئی بھی کام نہ کرتے اور سیریں ہی کرتے رہتے، تب بھی یہ سفر قابل اعتراض نہ تھا کیونکہ یہ دو پیشگوئیوں کو پورا کرنے کیلئے تھا۔ ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی جو دمشق کے متعلق تھی اور ایک حضرت مسیح موعودؑ کی جو انگلستان کے متعلق تھی۔ پس اگر ہم لوگ اپنے روپیہ سے بغیر اسکے کہ مولوی صاحب سے روپیہ کا مطالبہ کریں اور بغیر اسکے کہ غیر احمدیوں سے کچھ مانگیں (وہ چونکہ مولوی محمد علی صاحب کے داتا ہیں ان سے مانگنے کا اثر بھی لَوٹ کر مولوی محمد علی صاحب کے خزانہ پر پڑتا ہے) اس سفر کو بعض پیشگوئیوں کے پورا کرنے کے لئے اختیار کریں تو اس پر ان کو کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔

میں سمجھتا ہوں مولوی محمد علی صاحب جس طرح خود میرے معاملہ میں اپنی عقل کو فراموش کر دیتے ہیں اس طرح باقی لوگوں کو بھی سمجھتے ہیں۔ میں نے انگلستان آنے کا ارادہ نہیں کیا جب تک کہ سَو میں سے نوّے جماعتوں نے مجھے یہاں آنے کا مشورہ نہیں دیا۔ پس اگر یہ سفر ناجائز تھا تو اعتراض جماعتوں پر پڑتا ہے نہ مجھ پر۔ وہ یہ تو کہہ سکتے تھے کہ دیکھو کیسا نادان ہے کہ لوگوں نے ناواقفیت سے مشورہ دیا اور وہ گھر سے نکل کھڑا ہوا۔ مگر یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ اس کو کسی نے روکا کیوں نہیں۔ کیا مولوی صاحب سمجھتے ہیں کہ ان کے مضمون میں ایسا مقناطیسی اثر ہے کہ وہ مسمریزم کے اثر کی طرح سب کچھ بھلا دیتا ہے اور اپنی مرضی منوالیتا ہے۔

جن لوگوں نے مہینہ بھر پہلے مجھے مشورہ دیا تھا کہ میں ضرور انگلستان جاؤں اور کسی تکلیف کا بھی خیال نہ کروں، کیا وہ ایک مہینہ کے بعد یہ کہہ سکتے ہیں کہ میں نے قوم کا روپیہ کیوں برباد کیا اور کیوں انگلستان چلا گیا۔ اور پھر وہ قوم کا روپیہ برباد کرنے کا الزام مجھ پر دے سکتے ہیں جو جانتے ہیں کہ میں نے اپنی ذات کے لئے کوئی روپیہ نہیں لیا۔ اور جو اپنے خطوں میں اس پر اصرار کرتے رہے ہیں کہ میں اپنی ذات کے اخراجات بھی جماعت کے خزانہ سے لوں۔ میں مولوی محمد علی صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ احمدی جماعت کچھ بھی ہو وہ اس قدر عقل سے دور نہیں ہوگئی کہ اس قسم کی مجنونانہ باتیں کرنے لگ جائے۔

خدا کے سوا کسی کی پرواہ نہیں

مگر میں ان سے دریافت کرتا ہوں کہ اگر ان کے مضمون کا اثر ہو جائے تو پھر کیا ہوگا۔ یہی نا کہ لوگ میری بیعت سے منحرف ہو کر ان سے جا ملیں گے۔ سو میں اس کے متعلق پھر ایک دفعہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ میں آدمیوں کا بھوکا نہیں میں اپنے رب کی نگاہ کا بھوکا ہوں۔ اے نادان مولوی! تُو اپنی طرح مجھے مت خیال کر۔ احمدی جماعت کیا ہے ایک مٹھی بھر جماعت ہے۔ اگر ساری دنیا میرے ساتھ ہو اور مجھے چھوڑ دے تو میں اپنے خدا پر یقین رکھتا ہوں کہ وہ مجھے نہیں چھوڑے گا۔ اور جب خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے تو مجھے انسانوں کے آنے یا جانے کی کیا پرواہ ہے۔ جو انسان میری بیعت کرتا ہے وہ اپنے فائدے کے لئے ایسا کرتا ہے، مجھ پر اس کا احسان نہیں بلکہ میرے ذریعہ سے خدا تعالیٰ اس پر احسان کرتا ہے۔ جو شخص مجھے کوئی تحفہ دیتا ہے وہ مجھ پر احسان نہیں کرتا بلکہ خدا تعالیٰ اس ذریعہ سے اس پر احسان کرتا ہے۔ تم میں سے کون ہے جو کہہ سکے کہ میں نے کبھی اس سے کچھ مانگا ہو سوائے اس کے کہ بطور قرض کے کسی سے کوئی رقم لی ہو۔ کوئی ہے جو مجھ پر دنایت کا الزام لگا سکے؟ کوئی ہے جو مجھ پر خیانت ثابت کر سکے؟ کوئی ہے جو میری طرف لالچ یا حرص کو منسوب کر سکے؟ اگر کوئی شخص دنیا کے پردہ پر اس قسم کا موجود ہے تو میں اس کو قسم دیتا ہوں اس ہستی کی جس کے ہاتھ میں اس کی جان ہے کہ وہ خاموش نہ بیٹھے اور مجھے دنیا کی نظروں میں ذلیل کرے۔ اگر میں احمدیت سے عذر کرنے والا ہوں، اگر میں لوگوں کے مال کھانے والا ہوں، اگر میں لالچ اور حرص کی مرض میں مبتلا ہوں تو میری مدد کرنے والا، میرے راز پر پردہ

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
یادرکھیں کہ اسلام کا مستقبل اور عالمی امن کے قیام کا
بہت بڑا انحصار خلافت احمدیہ پر ہے
(پیغام برموقع جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ مالٹا 2022ء)
طالب دعا: افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دارالرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَانْصُرْنِيْ وَارْحَمْنِيْ (الہامی دعا حضرت مسیح موعودؑ)
ترجمہ: اے میرے ربّ! ہر ایک چیز تیری خادم ہے، اے میرے رب!
شریر کی شرارت سے مجھے پناہ میں رکھ اور میری مدد کر اور مجھ پر رحم کر
KOLKATA BAZAR MOBILE SHOP
Prop. : Minzarul Hassan
Contact No. 6239691816, 8116091155
Delhi Bazar, Qadian - 143516
Dist. Gurdaspur, PUNJAB

ڈالنے والا خدا اور اس کے دین کا دشمن ہے اور جس قدر جلد وہ اپنی اصلاح کرے اسی قدر اس کی روحانیت کے لئے یہ امر اچھا ہوگا۔

جماعت کے روپیہ کا امین

زندگی کا کوئی اعتبار نہیں' موت ہر اک کو آنیوالی ہے پس میں اس امر کا اعلان کرتا ہوں کہ خواہ مجھ میں کوئی قصور ہوں' کوئی غلطیاں ہوں' میں جماعت کے روپیہ اور اس کے سامان کا اس رنگ میں امین رہا ہوں کہ اس سے زیادہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کر سکتا ہوں۔ بعض دوست مجھے بطور ہدیہ کے روپیہ بھیجتے ہیں اور میرے نام منی آرڈر ارسال کرتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ جب ان کے نام روپیہ بھیجا ہے تو کچھ لکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں اس روپیہ کو بھی کبھی نہیں لیتا۔ میرے نام سے سب منی آرڈر دفتر محاسب میں جمع ہوتے ہیں اور وہاں رجسٹروں میں درج ہو کر میرے پاس آتے ہیں۔ پس میرے حالات پر کوئی پردہ نہیں۔ وہ رجسٹر اور وہ کوپن اس امر پر شاہد ہیں کہ ایسا روپیہ بھی خزانہ جماعت میں داخل ہوتا ہے۔ میں اس کو ہاتھ نہیں لگاتا۔ میں بے شک ضرورت کے وقت خزانہ سلسلہ سے روپیہ قرض لے لیتا ہوں اور پھر حسب توفیق ادا کر دیتا ہوں۔

اس کا میں مُقِرّ ہوں اور میں اسے جائز سمجھتا ہوں اور اس کا کئی بار اظہار کر چکا ہوں۔ اس کے سوا مجھے جماعت کے روپیہ سے کوئی تعلق نہیں۔ میں امیر آدمی نہیں' بسا اوقات مجھے بیماری میں دواؤں اور ضروری لباس یا اور ضروریات کے لئے سامان میسّر نہیں ہوتا تو میں نفس پر تکلیف برداشت کر لیتا ہوں مگر اپنی حالت کو بھی ایسا نہیں بناتا کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ مجھے کسی چیز کی ضرورت ہے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک رنگ سوال کا ہے۔ اگر باوجود ان حالات کے کوئی شخص میری طرف وہ بات منسوب کرتا ہے جن سے میں ایسا ہی دور ہوں جیسا کہ نور ظلمت سے تو میں اپنے خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور اس سے عرض کرتا ہوں کہ اے میرے خدا! اے میرے خدا میں تیرا عاجز بندہ ہوں اور اپنے گناہوں کا مُقِرّ میں اپنی خطاؤں کی معافی کی امید میں ان لوگوں کے ظلموں کو معاف کرتا ہوں۔ تو ان کی خطاؤں کو بھی معاف فرما اور میرے قصوروں سے بھی درگذر کر۔ اور میرے دل کو صبر کی طاقت دے کہ روح تو خوش ہے مگر جسم تکلیف محسوس کرتا ہے۔

مولوی نعمت اللہ صاحب کی شہادت

مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کے ان الزامات کے جواب میں جو انہوں نے میرے سفر کے متعلق اب تک کئے ہیں آخری بات کہہ کر میں اس تکلیف دہ واقعہ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جو کابل میں ہوا ہے۔ مولوی نعمت اللہ صاحب کی شہادت معمولی بات نہیں ہے کیونکہ افغانستان کے پہلے فعل اگر جہالت کے ماتحت تھے تو یہ دیدہ دانستہ ہے۔ اب افغانستان کی گورنمنٹ ہمارے اصول سے اچھی طرح واقف ہوگئی ہے اور اس کا یہ فعل نہایت قابل افسوس ہے۔ مگر مسلمان لڑنے کے لئے نہیں بلکہ دنیا کے لئے قربان ہونے کے لئے پیدا کیا گیا ہے، اس لئے ہمیں اپنے خیالات کی رَو کو صلح اور امن کی طرف پھیرنا چاہئے نہ کہ بُغض اور فساد کی طرف۔

بد پر رحم اور بدی سے نفرت

ہمیں یہی تعلیم ہے کہ ہم کو چاہئے کہ بد پر رحم کریں اور بدی سے نفرت کریں۔ بدی کو مٹائیں اور بد کو بچائیں۔ پس ہمیں افغانستان کی گورنمنٹ اور اس کے فرمانروا کے خلاف دل میں بُغض نہیں رکھنا چاہئے بلکہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اب بھی ان کو ہدایت دے۔ بے شک یہ کام مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ صبر مشکل ہے۔ ہمیں جیسا کہ میں تار لکھ میں چکا ہوں اپنی پوری توجہ اس کام کے جاری رکھنے کے لئے کرنی چاہئے جس کی خاطر مولوی نعمت اللہ صاحب نے جان دی ہے۔ اور ہمیں ان لوگوں کی یاد کو تازہ رکھنا چاہئے تا کہ ہمارے تمام افراد میں قربانی کا جوش پیدا ہو۔

شہیدوں کے کتبے

میری رائے ہے کہ جس قدر سلسلہ کے شہید ہوں ان کے نام ایک کتبہ پر لکھوائے جائیں اور اس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سرہانے کی طرف لگوایا جائے تا وہ ہر اک کی دعا میں شامل ہوتے رہیں۔ اور ہر اک کی نظر ان کے ناموں پر پڑتی رہے۔ فی الحال اس کتبہ پر مولوی شہزادہ عبداللطیف صاحب اور مولوی نعمت اللہ صاحب کا نام ہو۔ اگر آئندہ کسی کو یہ مقام عالی عطا ہو تو اس کا نام بھی اس کتبہ پر لکھا جائے۔

تذکرۃ الشہداء

اسی طرح ایک کتاب تیار ہو جس میں تاریخی طور پر تمام شہداء کے حالات جمع ہوتے رہیں تا آئندہ نسلیں انکے کارناموں پر مطلع ہوتی رہیں اور انکے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔

افغانستان میں تبلیغ کا سوال

اسی طرح ہمیں افغانستان میں تبلیغ اسلام کے سوال پر خاص غور کرنا چاہئے۔ وہاں کھلی تبلیغ کا دروازہ تو سر دست بند ہے مگر ہمیں اس ملک کو ایک دن کے لئے بھی نہیں چھوڑنا چاہئے۔ چاہئے کہ ہمارے مخلص دوست اپنے علاقوں میں جا کر وہاں سے بااثر خاندانوں کے نوجوانوں کو ہندوستان میں لاویں پھر قادیان میں ان کو کچھ عرصہ تک رکھا جائے اور ان کو سلسلہ سے واقف کر کے چھ سات ماہ کے بعد ان کے وطن واپس کر دیا جائے۔

جو شخص ایک ماہ بھی قادیان میں رہے گا اس کا بغیر احمدی ہونے کے واپس جانا بظاہر خلاف توقع ہے۔ اور ہمیں یہی امید کرنی چاہئے کہ ان میں سے سو فیصدی ہی احمدی ہو کر جائیں گے۔ یہ لوگ جب واپس جاویں گے تو اپنے اپنے علاقہ کے لئے مبلغ کا کام دیں گے۔ اور صرف اپنے رشتہ داروں میں تبلیغ کریں گے۔ اس طرح چند سال میں ہی ایک معقول تعداد نو احمدیوں کی افغانستان میں پیدا ہو جائے گی۔ یہ ضروری ہے کہ ایسے لوگ مختلف علاقوں اور شہروں سے آئیں تا ایک ہی وقت میں سب طرف احمدیت کا اثر پھیل جائے۔ اس کے لئے ہمیں تین چار آدمی مقرر کرنے چاہئیں جو ہر وقت افغانستان میں چکر لگاتے رہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ اگر افغانستان کے باشندوں میں سے جو اس کام کے پہلے حقدار ہیں' اس بات کے لئے آدمی نہ ملیں تو پنجابیوں کو اور خصوصاً سرحدیوں کو اس کام کے لئے تیار ہو جانا چاہئے۔

چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لاء کی کابل جانے پر آمادگی

میں نہایت خوشی سے اعلان کرتا ہوں کہ بغیر اس تجویز کے علم کے چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے اپنے نام کو اس لئے پیش کیا ہے اور لکھا ہے کہ صرف نام دینے کے لئے ایسا نہیں کرتا بلکہ پورا غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مجھے اس کام کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا چاہیے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی دلی تڑپ

افسوس کہ میری ذمہ داریاں مجھے اجازت نہیں دیتیں اور نہ میری کوئی بالغ اولاد ہی ہے کہ وہ میری دلی تڑپ کو پورا کرے۔ اس لئے میں خون دل پی کر خاموش ہوں اور چونکہ کسی کو دل کھول کر دکھایا نہیں جا سکتا اس لئے اپنی حالت کا اظہار بھی نہیں کر سکتا ورنہ

خدا شاہد ہے اسکی راہ میں مرنے کی خواہش میں
مرا ہر ذرہ تن جھک رہا ہے التجا ہو کر

اے عزیزو! اب وقت تنگ ہے اور میں آپ سے رخصت ہوتا ہوں۔ طبیعت میری ابھی تک بیمار ہے۔ اسہال اور پیچش سے آرام نہیں۔ کھانسی بھی شروع ہے۔ مگر میں اپنے رب کے ہاتھ میں ہوں اور آپ کو بھی اسی کے سپرد کرتا ہوں۔ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ

خاکسار مرزا محمود احمد

(الفضل قادیان دارالامان 4 اکتوبر 1924)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں

کیا خدا بھولا رہا تم کو حقیقت مِل گئی
کیا رہا وہ بے خبر اور تم نے دیکھا حالِ زار
بدگمانی نے تمہیں مجنون و اندھا کر دیا
ورنہ تھے میری صداقت پر براہیں بیشمار

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 میسٹ گولین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

ارشاد باری تعالیٰ

وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۚ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (الانعام:33)

ترجمہ: اور یقیناً آخرت کا گھر ان لوگوں کیلئے بہتر ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔ پس کیا تم عقل نہیں کرتے؟

طالب دعا: سید بشیر الدین محمود احمد افضل مع فیملی وافراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

یادِ محمودؓ

(برادر بشیر احمد صاحب ابن جناب حقانی مرحوم)

کیا مزے لے لے کے تڑپاتی ہے فرقت یار کی
یار بن بیٹھا ہے زینت محفل اغیار کی
خون روتے ہیں سبھی حالت کو اپنی دیکھ دیکھ
عرش پر جا پہنچی ہے زاری در و دیوار کی
میں تو سمجھاتا ہوں ناصح پر نہیں دل مانتا
دیکھ لی جب سے جھلک چشم صنم میں پیار کی
ہوں سگِ دہلیز جاناں خوب ہوں گو جانتا
کچھ نہیں ہے قدر و قیمت میری جان زار کی
یار کے کوچہ کی ذلت پر ہو قرباں لاکھ بار
مہر جس عزت پہ ہو اغیار کے دربار کی
اس کی الفت ہی نے بتلایا ہے الفت چیز کیا
خوب ہی سمجھائیں اس نے ہم کو رسمیں پیار کی
کوثر و تسنیم کی نہریں چلا دی سر بسر
مجمع عشاق میں جب ایک گھڑی گفتار کی
تو بھی بھر لے چھاگلیں احمد اگر ہے خوش نصیب
ہو رہی ہیں آسماں سے بارشیں انوار کی
ہوش میں آ مدعی ناداں نہ بن کچھ عقل کر
کیا یہی ہوتی ہیں شان مسروف و غدار کی
یہ عداوت، یہ حسد، یہ بغض، یہ کینہ ترا
کیا یہی اسناد ہیں اللہ کے دربار کی
شعلہ افشانی وراثت ابن آدم کی نہیں
ہے تُو خاکی پر تری سب نسبتیں ہیں نار کی
آسماں پر جب تلک تاریں ہیں باقی اے خدا
جب تلک باقی ہے گردش چرخ نا ہنجار کی
سبزۂ بیگانہ جب تلک زینت صحرا رہے
چشمۂ صافی ہے رونق جب تلک کہسار کی
جب تلک شمس و قمر ہوں نور پاش و نور بار
جب تلک دنیا کو حاجت ہو تیرے انوار کی
اے خدا محمود احمد قوم کے سر پر رہے
اور دل میں قوم کے باقی ہوس دلدار کی
ہوں نصیب احمد مہجور اے مولیٰ کریم
لذتیں بے حد و غایت یار کے دیدار کی

(الفضل قادیان دارالامان 4/ اکتوبر 1924 صفحہ اوّل)

یادِ حبیبؓ

(منشی برکت علی صاحب لائقؔ لدھیانوی)

کوئی صورت ڈھونڈتا ہے دل فگارِ قادیاں
ہائے آنکھوں سے ہوا اوجھل نگار قادیاں

کاش لگ جاتے کہیں سے شہپر پرواز ہاتھ
اڑ کے لنڈن میں پہنچتا جاں نثار قادیاں

دل کے ویرانہ میں تیری یاد اب رہنے لگی
ہو گیا آباد یہ گھر افتخار قادیاں

میری آنکھوں میں سما کر میرے دل میں بیٹھ کر
چٹکیاں لیتا ہے اک الفت شعار قادیاں

ہے دل صد چاک سینے میں نشانی آپ کی
داغ الفت اس میں ہے اک یادگار قادیاں

کہہ دواب دور خزاں سے باندھ لے رخت سفر
پھول برسائیگی عالم میں بہار قادیاں

کونپلیں توحید کی پھوٹیں گی پھر تثلیث میں
گھر کے ہے آیا ہوا ابر بہار قادیاں

طائران خوشنوا منقار زیر پر ہوئے
گلشن یورپ میں چہکا جب ہزار قادیاں

کیا ہی رکھتا ہے قیامت کی کشش فتراک ناز
طائر آ آ کر لگے ہونے شکار قادیاں

مرحبا! اے ساقیٔ عرفاں تجھے صد مرحبا!
رشک صد ہشیار ہے ہر جرعہ خوار قادیاں

کھول دے وہ آنکھ یارب! لا سکے جو تاب حسن
اہل مغرب دیکھ لیں لیل و نہار قادیاں

سرکشوں کو لائیگا اسلام کے جھنڈے تلے
لشکر جرار تیرا شہسوار قادیاں

"گر نہیں ہے مائدہ احمد کا تو کس کام کی
دعوت اسلام تیری زلہ خوار قادیاں"

خاک پس پس کر ہوئے پر چشم عالم کیلئے
بن گیا ہے دیکھ لو سرمہ غبار قادیاں

آگئی کیفیت انجام مستوں کو نظر
ساقیٔ محفل بنا جب ہوشیار قادیان

سبز عامے زبان حال سے سمجھا گئے
ساری دنیا نے پڑھا سبز اشتہار قادیاں

عاقبت محمود گرداں ایں سفر را یا خدا
ثبت کن بر صفحۂ عالم وقار قادیاں

آہ کیسی خوش گھڑی ہوگی کہ دوڑے جائینگے
تیرے استقبال کو اہل دیار قادیاں

ہوں گدائے دور افتادہ خدا کے واسطے
یاد رکھنا ہر دعا میں تاجدار قادیاں

اک نظر ہاں لائق پر معصیت پر اک نظر
خاک سے اکسیر ہو جائے یہ عار قادیاں

(الفضل قادیان دارالامان 30 ستمبر 1924 صفحہ اوّل)

سفر یورپ سے حضور رضی اللہ عنہ کی واپسی پر
ہدیہ مبارکباد

ہو تجھ کو صد مبارک یورپ سے آنیوالے
خدام منتظر کو چہرہ دکھا نیوالے

ہو تجھ کو صد مبارک ! ظلمت مٹانیوالے
مغرب میں جا کے سورج حق کا چڑھانیوالے

ہو تجھ کو صد مبارک ! ہمت دکھانیوالے
پرچم صداقتوں کے ہر سو اڑانیوالے

ہو تجھ کو صد مبارک ! ابن مسیح صادق
اس سلسلہ کی شان و شوکت بڑھانیوالے

ہو تجھ کو صد مبارک ! آرام جان عالم
روتوں کو ایک دم میں آ کر ہنسا نیوالے

اسلام کی حقیقت تجھ سے ہوئی ہویدا
مغرب کی وادیوں میں سکہ بٹھانیوالے

کشف مسیح احمد پورا ہوا ہے تجھ سے
ممبر پہ چڑھ کے طائر قبضہ میں لانیوالے

بادبہار ہے تُو آنا ترا مبارک
دم بھر میں باغِ دل کو میرے کھلانیوالے

صدقے ہو جان جاناں سب کچھ ہی کردوں قرباں
بیتاب شاد کو بھی شاداں بنانیوالے

(الفضل قادیان دارالامان 25 نومبر 1924 صفحہ 2)

"بے نظیر قربانی کے ساتھ قادیان کی غریب جماعت نے بارہ ہزار کے قریب روپیہ چندہ میں لکھوایا۔"

"یہ ایک ایسا عظیم الشان کام ہے جس کے نیک ثمرات نسلاً بعد نسلٍ پیدا ہوتے رہیں گے اور تاریخیں اس کی یاد کو تازہ رکھیں گی۔"

"وہ مسجد ایک نقطہ مرکزی ہوگی جس میں سے نورانی شعائیں نکل کر تمام انگلستان کو منور کردیں گی۔"

مسجد فضل لندن - سنگ بنیاد تعمیر وافتتاح

(منصور احمد مسرور)

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے 6 جنوری 1920 بروز سوموار احباب جماعت کے نام ایک پیغام تحریر فرمایا جس میں آپؓ نے لندن میں ایک مسجد کی تعمیر کرنے کی اہمیت اور ضرورت پر روشنی ڈالتے ہوئے اس کے لئے تیس ہزار روپیہ جمع کرنے کی تحریک فرمائی۔ صرف قادیان کی جماعت نے بارہ ہزار روپے چندے میں دیئے۔ چنانچہ یہ دیکھتے ہوئے کہ اس طرح تو گورداسپور، امرتسر اور لاہور سے ہی تیس ہزار روپے اکٹھے ہوجائیں گے اور باقی جماعت اس کارخیر سے محروم ہوجائے گی، آپؓ نے تیس ہزار کی بجائے ایک لاکھ روپے جمع کرنے کی تجویز کا اعلان فرمایا۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اس نے حضور رضی اللہ عنہ کو 1924 میں یورپ بالخصوص لندن کے سفر کی توفیق عطا فرمائی، اور یہ ازل سے مقدر تھا کہ مسیح کا خلیفہ مسیح کا جانشین بنکر یورپ اور شام کا سفر کرے تاکہ بہت ساری پیشگوئیاں اس کے وجود سے پوری ہوں، اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضور ہی کے ہاتھ سے مسجد فضل کی سنگ بنیاد رکھوائی۔ 6 جنوری 1920 کا حضور رضی اللہ عنہ کا تاریخی پیغام جو مسجد فضل لندن کے چندے کیلئے تھا، اس تاریخی پیغام کو ہم من وعن ذیل میں درج کرتے ہیں۔ آپؓ نے فرمایا :

''برادران ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ولایت کی تبلیغ کا کام اللہ تعالیٰ کے فضل سے جس عمدگی اور کامیابی کے ساتھ ہورہا ہے وہ آپ لوگوں سے پوشیدہ نہیں کیونکہ ہمیشہ اس کام کے متعلق رپورٹیں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ جس وقت سے یہ کام شروع کیا گیا ہے، ہمارے ولایت کے مبلغین برابر اس امر پر زور دیتے رہتے ہیں کہ اس وقت تک یہ کام کما حقہ نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنی مسجد نہو اور اپنا مکان نہو، کیونکہ مسجد نہ ہونے سے لوگوں کی توجہ ہمارے کام کی طرف منتقل نہیں ہوتی اور وہ ہمارے کام کو ایک مذہبی تبلیغ نہیں بلکہ ایک پُراسرار تحریک خیال کرتے ہیں اور مکان اپنے کے نہ ہونے کے سبب سے جلدی جلدی نقل مکانی کرنی پڑتی ہے جس کے باعث تبلیغ کا خاص مرکز قائم نہیں ہوسکتا۔ ہمارے مبلغین کی یہ درخواست واقعی قابل توجہ ہے۔ مگر میرے نزدیک اپنی مسجد کے بنوانے کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ کچھ خاص برکات ہیں جو بغیر مسجد کے حاصل نہیں ہوتیں۔ پس ان کے حاصل کرنے کے لئے مسجد کی تعمیر نہایت ضروری ہے اور یہ موقعہ اس کام کے لئے سب سے بہتر ہے کیونکہ اس وقت پونڈ کی قیمت گری ہوئی ہے اور ہم اگر یہاں سے دس روپے بھیجیں تو ولایت میں اس کے بدلہ میں ایک پاؤنڈ مل جاتا ہے گویا اس وقت روپیہ بھیجنے سے ہمیں ڈیوڑھا روپیہ ملنے کی اُمید ہے۔ پس ان تمام امور کو مدنظر رکھ کر مَیں نے فیصلہ کیا ہے کہ اسی ماہ میں ایک معقول رقم جس کا اندازہ تیس ہزار کیا جاتا ہے، مسجد لنڈن کے لئے یہاں سے بھجوادی جائے جو اُمید ہے کہ وہاں پچاس ہزار کے قریب ہوجاویگی اور اس سے ایک گزارہ کے قابل مسجد اور مختصر مکان بن سکے گا اور مَیں اس اعلان کے ذریعہ تمام احمدی احباب کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ جلد اس رقم کو پورا کرنے کی کوشش کریں اور اپنے اپنے چندے فوراً بھجوادیں تاکہ اسی ماہ ولایت روانہ کئے جاسکیں گو اس قدر رقم کا اسقدر قلیل عرصہ میں ہماری جماعت کی حیثیت کو مدّنظر رکھتے ہوئے جمع ہونا بادی النظر میں مشکل معلوم ہوتا ہے خصوصاً جبکہ دیکھا جاتا ہے کہ ہماری جماعت کے لوگ ایک کثیر رقم ماہواری چندہ کے طور پر ادا کرتے ہیں لیکن اس جماعت کے اخلاص اور اس کام کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے مَیں یقین رکھتا ہوں کہ ہماری جماعت کے مرد اور عورتیں اس کارخیر کے پورا کرنے میں دلی جوش سے قدم بڑھائینگے اور اس امر کو ثابت کردینگے کہ خدا تعالیٰ کی برگزیدہ جماعتیں جب کسی کام کے لئے ارادہ کرلیتی ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کو کر کے چھوڑتی ہیں۔ مومن کے اخلاص اور اس کے عزم کے سامنے دنیا کی کوئی مشکل نہیں ٹھیر سکتی اور پہاڑ بھی اس کے سامنے کائی کی طرح اُڑ جاتے ہیں اور دریا پایاب ہوجاتے ہیں پس اَے جماعت احمدیہ کے احباب تم اس کام کے لئے عزم کرلو اور پختہ ارادہ کے ساتھ اس کے لئے اٹھو اور پھر خدا تعالیٰ کی قدرت کا تماشہ دیکھو کہ وہ کس طرح تمہاری مدد کرتا ہے کیونکہ یہ کام درحقیقت خدا تعالیٰ کا کام ہے اور تم صرف ایک ہتھیار ہو جسے زبردست ہستی نے اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا ہے۔

مَیں اس موقعہ پر ان احباب کو خاص طور پر توجہ دلاتا ہوں جن کو خدا تعالیٰ نے صاحبِ ثروت کیا ہے وہ اس امر کو دیکھیں کہ ان کے دوسرے بھائی جو ابھی حق کے پانے سے محروم ہیں کس طرح نام ونمود کی غرض سے دس دس بیس بیس ہزار روپیہ خرچ کر کے ایسے مقامات پر مساجد تیار کراتے ہیں جہاں مساجد کی ضرورت بھی نہیں ہوتی اور خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کے حصول اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ان سے بڑھ کر نہیں، تو ان کے برابر تو ہمت دکھائیں، مگر نہیں یہ ایک مایوسی کا کلمہ ہے اور مومن مایوس نہیں ہوتا۔ مَیں یہی کہونگا کہ بہرحال وہ ان سے بڑھ کر ہمت دکھائیں اور خدا تعالیٰ کے فضلوں اور آئندہ آنے والی نسلوں کی دعاؤں کے مستحق بنیں۔ وہ یاد رکھیں انگلستان وہ مقام ہے جو صدیوں سے تثلیث پرستی کا مرکز بن رہا ہے اور اس میں ایک ایسی مسجد کی تعمیر جس پر سے پانچ وقت لا الٰہ الا اللہ کی صدا بلند ہو کوئی معمولی کام نہیں ہے، یہ ایک ایسا عظیم الشان کام ہے جس کے نیک ثمرات نسلاً بعد نسلٍ پیدا ہوتے رہینگے اور تاریخیں اس کی یاد کو تازہ رکھیں گی۔ وہ مسجد ایک نقطہ مرکزی ہوگی جس میں سے نورانی شعائیں نکل کر تمام انگلستان کو منور کردیں گی۔ بے شک اس سے پہلے بھی وہاں ایک مسجد قائم ہے مگر وہ ایسے وقت میں بنائی گئی تھی جبکہ اس مسجد کی ضرورت نہ تھی اور صرف اسلام کا نشان قائم کرنے کے لئے اسے تیار کیا گیا تھا مگر یہ مسجد ضرورت پڑنے پر تعمیر ہوگی۔ پس یہی مسجد پہلی مسجد کہلانے کی مستحق ہے کیونکہ اس کی تعمیر کے پہلے دن سے ہی اس پر لا الٰہ الا اللہ کا نعرہ بلند ہونا شروع ہوجائے گا جبکہ پہلی مسجد سالہا سال تک مقفل اور بند رہی ہے۔ پس اَے صاحب ثروت احباب بلند حوصلگی سے اُٹھو اور ہمیشہ کے لئے ایک نیک یادگار چھوڑو تا ابدی زندگی میں اس کے نیک ثمرات پاؤ۔ وہ ثمرات جن کی لذت کا اندازہ انسانی دماغ کر ہی نہیں سکتا اور یاد رکھو کہ غرباء ہزاروں طریق سے خدمت دین کر کے ثواب کمارہے ہیں اور اس کام میں بھی وہ اپنے ذرائع کے مطابق یہی کوشش کرینگے کہ اپنے امیر بھائیوں سے آگے نکل جاویں کیونکہ وہ خدمات دین کرتے کرتے بوجھ اُٹھانے کے عادی ہوگئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام احمدی احباب کے قلوب کو کھول دے اور ان کے حوصلوں اور ذرائع کو وسیع کردے اور اس کام کے بہت جلد تکمیل کو پہنچنے کے سامان پیدا کردے۔ اللھم آمین۔ ثم آمین۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ خاکسار مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی، مورخہ 6 جنوری 1920ء۔''

''مکرر یہ کہ مَیں اس حد تک لکھ چکا تھا کہ مَیں نے قادیان کے احباب کو جمع کر کے چندہ کی تحریک کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پانچ ہزار کے قریب چندہ قادیان سے ہی ہوگیا۔ دوسرے دن پھر عورتوں اور مردوں میں تحریک کی تو چندہ کی مقدار گیارہ ہزار سے بھی بڑھ گئی اور بارہ ہزار کے قریب پہنچ گئی جس میں سے سات ہزار وصول بھی ہوچکا ہے اور باقی بھی بہت جلد وصول ہوجائیگا انشاء اللہ۔ اس غریب جماعت سے اس قدر چندہ کی وصولی خاص تائید الٰہی کے بغیر نہیں ہوسکتی تھی اور مَیں سمجھتا ہوں کہ اللہ

تعالیٰ کا خاص فضل اس چندہ کے ساتھ شامل ہے۔ان دنوں میں قادیان کے لوگوں کا جوش و خروش دیکھنے کے قابل تھا اور اس کا وہی لوگ ٹھیک اندازہ کر سکتے ہیں جنہوں نے اس کو آنکھوں سے دیکھا ہو۔اخلاص تو نیا نہیں پیدا ہوتا وہ تو دل میں پہلے سے ہوتا ہے مگر اس کے اظہار کا یہ ایک خاص موقعہ تھا اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ قادیان کے احمدیوں کا اخلاص اُبلنے کے درجہ پر پہلے سے پہنچا ہوا تھا اور صرف بہانہ ڈھونڈ رہا تھا اور مرد اور عورت اور بچے سب ایک خاص نشۂ محبت میں چور نظر آتے تھے۔ عورتوں کا ہی چندہ دو ہزار سے بڑھ گیا اور قریباً سب کا سب فوراً وصول ہوگیا۔کئی عورتوں نے اپنے زیور اُتار دیئے اور بہتوں نے ایک دفعہ چندہ دیکر پھر دوبارہ جوش آنے پر اپنے بچوں کی طرف سے چندہ دینا شروع کیا اور پھر بھی جوش کو دبتا نہ دیکھ کر اپنے وفات یافتہ رشتہ داروں کے نام سے چندہ دیا۔بچوں کے جوش کا یہ حال تھا کہ ایک بچہ نے جو ایک غریب اور محنتی آدمی کا بیٹا ہے، مجھے ساڑھے تیرہ روپے بھیجے کہ مجھے جو پیسے خرچ کرنے کے لئے ملتے تھے ان کو مَیں جمع کرتا رہتا تھا، وہ مَیں سب کے سب اس چندہ کے لئے دیتا ہوں نہ معلوم کن کن اُمنگوں کے ماتحت اس بچہ نے وہ پیسے جمع کئے ہونگے لیکن اس کے مذہبی جوش نے خدا کی راہ میں ان پیسوں کے ساتھ ان اُمنگوں کو بھی قربان کروادیا۔ اَنْۢبَتَہُ اللّٰہُ نَبَاتًا حَسَنًا۔ مدرسہ احمدیہ کے غریب طالب علموں نے جو ایک سو سے بھی کم ہیں اور اکثر ان میں سے وظیفہ خوار ہیں ساڑھے تین سو روپیہ چندہ لکھوایا اور ان کی حالت مالی کو مدنظر رکھ کر کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے کئی ماہ کے لئے اپنے اشد ضروریات کے پورا کرنے سے بھی محرومی اختیار کرلی۔اسی طرح ٹریننگ کلاس کے طلباء نے جن کی کل تعداد اٹھارہ ہے ساڑھے تین سو روپیہ چندہ لکھوایا۔مدرسہ ہائی کے بچوں نے چھ سو کے قریب چندہ لکھوایا۔غرض بچوں نے بھی اس اخلاص کا نمونہ دکھایا جو دوسری اقوام کے بڑوں میں بھی موجود نہیں ہوتا۔

یہ حال جب عورتوں اور بچوں کا تھا جو بوجہ کمی علم یا قلت تجربہ کے دینی ضروریات کا اندازہ پوری طرح نہیں کر سکتے تو مردوں کا کیا حال ہوگا اسے خود قیاس کیا جاسکتا ہے کہ ایک بڑی تعداد ایسے آدمیوں کی تھی جنہوں نے اپنی ماہوار آمدنیوں سے زیادہ چندہ لکھوایا جن میں سے ایک معقول تعداد ان لوگوں کی تھی جنہوں نے تین تین چار چار گنے چندہ لکھوایا۔ بعض لوگوں کا حال مجھے معلوم ہوا کہ جو کچھ نقد پاس تھا انہوں نے دے دیا اور قرض لیکر کھانے اور پینے کے لئے انتظام کیا۔ایک صاحب نے جو بوجہ غربت زیادہ رقم چندہ میں داخل نہیں کر سکتے تھے، نہایت حسرت سے مجھے لکھا کہ میرے پاس اور تو کچھ نہیں میری دوکان کو نیلام کر کے چندہ میں دیا جاوے، گو ان کی اس درخواست کو مَیں قبول نہیں کرسکتا تھا، مگر اس سے اس اخلاص کا پتہ لگتا ہے جو ان کے دلوں میں موجزن تھا۔بعض لوگوں نے سکنی زمینیں چندہ میں دے دیں۔غرض بے نظیر قربانی کے ساتھ قادیان کی غریب جماعت نے بارہ ہزار کے قریب روپیہ چندہ میں لکھوایا اور سب سے عجیب تربات یہ ہے کہ اس میں سے اکثر حصہ نقد وصول ہوگیا اور لوگوں نے بجائے آہستہ آہستہ چندہ ادا کرنے کے زیورات وغیرہ فروخت کر کے اپنے وعدے ادا کردیئے اور باقی بھی عنقریب انشاءاللہ وصول ہوجاوینگے۔ جزاہم اللہ خیرا۔

میرا قادیان کے حالات کے بیان کرنے سے جہاں یہ مطلب ہے کہ بیرونجات کے احباب کو تحریک پیدا ہو وہاں میرا یہ بھی منشاء ہے کہ مَیں اس غلط فہمی کو دُور کروں جو بعض بیرونی جماعتوں میں پھیلی ہوئی ہے کہ قادیان کے لوگ دینی کاموں میں حصہ نہیں لیتے چنانچہ اسی جلسہ پر مجھ سے ایک شخص نے کہا کہ آپ قادیان کے لوگوں کو باہر نکالیں کہ کچھ کام بھی کریں اور چندہ بھی دیں اور بوجھ نہ بنیں۔ حالانکہ اصل واقعہ یہ ہے کہ چند معذور آدمیوں کے سوا باقی تمام کے تمام احباب قادیان سخت محنت سے اپنی روزی کماتے ہیں اور اپنے فارغ اوقات کو دین کی اشاعت کے لئے صرف کرتے ہیں اور اپنے مالوں میں سے عموماً دوسری جماعتوں کی نسبت زیادہ حصہ خدا کی راہ میں نکالتے ہیں۔غرض ان کے اموال اور ان کی جانیں خدا کی راہ میں قربان ہورہی ہیں۔ الا ماشاءاللہ۔اور مَیں سمجھتا ہوں کہ اگر انہی کے نقش قدم پر چل کر باہر کی جماعتیں کوشش کریں تو تیس ہزار تو کیا چیز ہے ایک ماہ میں دو لاکھ روپیہ کا جمع ہوجانا بھی کچھ مشکل نہیں۔کم سے کم وہ لوگ جن کو قادیان کے احمدیوں پر شکوہ ہے ان سے مَیں امید کرتا ہوں کہ اس موقعہ پر اپنے شکوہ کو عملی طور پر سچا ثابت کر کے دکھائینگے تا کہ ان کے اس گناہ کا بھی کفارہ ہوجاوے جو اپنے بھائیوں پر بدظنی کر کے ان سے سرزد ہوا ہے۔

قادیان کے چندہ کے ساتھ ہی مَیں احباب کو یہ خوشخبری سناتا ہوں کہ امرتسر اور لاہور کی جماعتوں نے بھی (جو اس بدظنی سے جس کا مَیں نے اُوپر ذکر کیا ہے پاک ہیں اور بوجہ قرب اور کثرت تعلقات کے حقیقت سے آگاہ ہیں) خاص ایثار سے کام لیا ہے۔خصوصاً امرتسر نے کہ جہاں کی بالکل غریب اور قلیل جماعت نے دو ہزار سے اوپر چندہ لکھوایا ہے۔ لاہور کا چندہ ابھی ہورہا ہے لیکن اس وقت تک جو اطلاع ملی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دس ہزار روپیہ سے انشاءاللہ اوپر ہی چندہ ہوجاویگا **فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔**

اس رفتار سے مَیں سمجھتا ہوں کہ گورداسپور، امرتسر اور لاہور اور دوسرے مقامات کے چندے ملکر یہ تیس ہزار کی رقم جس کا مَیں نے شروع میں اعلان کیا ہے، ان تینوں ضلعوں سے ہی پوری ہوجاوے گی اور احمدیوں کے اخلاص کو دیکھتے ہوئے مَیں ڈرتا ہوں کہ اس سے دوسری جماعتوں کو سخت صدمہ ہوگا کیونکہ ایسے اعلیٰ درجہ کے ثواب کا موقعہ ان کے ہاتھوں سے نکل جاویگا۔ پس مَیں اس اعلان کی رقم کو بڑھا کر ایک لاکھ کردیتا ہوں تا کہ تمام جماعتہائے احمدیہ اپنے اخلاص کا اظہار کرسکیں اور ثواب حاصل کرنے کا موقعہ پاویں اور یہ روپیہ کچھ زیادہ نہیں ہے کیونکہ اگر گورداسپور امرتسر اور لاہور کی جماعتیں تیس ہزار روپیہ جمع کرسکتی ہیں تو بقیہ جماعتوں کے لئے ستر ہزار روپیہ جمع کرنا بہت زیادہ آسان ہے اور اگر ایک ماہ کے اندر یہ جمع ہوجاوے تو ولایت میں یہ رقم قریباً قریباً بارہ ہزار پاؤنڈ یا ایک لاکھ اسّی ہزار کے قریب ہمیں مل جاویگی جسکو اس طرح استعمال کیا جاسکتا ہے کہ علاوہ مسجد کی تیاری کے اسی رقم سے آئندہ ولایت کی تبلیغ اور امریکہ کی تبلیغ کے اخراجات بھی نکالے جاسکتے ہیں اور جماعت کی آئندہ کوششیں ایشیاء اور افریقہ کی تبلیغ کی طرف منتقل ہوسکتی ہیں۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ اس رقم کو ہر ایک احمدی اس طرح پورا کرنے کی کوشش کریگا کہ گویا اس کام کا سب بوجھ اسی پر ہے اور اس اکیلے نے اس کام کو کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو اس کام کے پورا کرنے کی توفیق دے اور آپ کی ہمتوں کو بلند اور آپ کی نیتوں کو خالص کرے اور آپ کے کاموں میں برکت دے اور اسلام کی شان کو آپ لوگوں کے ہاتھ پر ظاہر کرے۔ اللھم آمین۔ثم آمین۔ثم آمین۔ خاکسار مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی۔

(الفضل قادیان دارالامان 22 جنوری 1920ء)

چار دن بعد یعنی 9 جنوری بروز جمعہ اسی موضوع پر حضور رضی اللہ عنہ نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور احباب جماعت کو لندن میں مسجد کی تعمیر کی اہمیت اور ضرورت کے بارے میں آگاہ فرمایا اور اس کے لئے آپؓ نے چندے کی بھی تحریک فرمائی۔اس خطبہ میں سے بعض ارشادات حضور رضی اللہ عنہ کے ہم ذیل

Our Moto Your Satisfaction

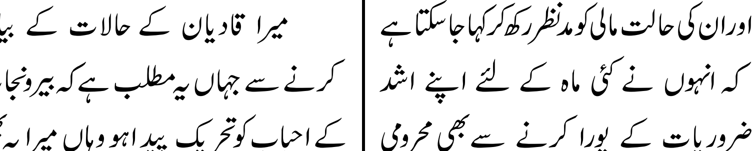

MUBARAK TAILORS

کوٹ پینٹ، شیروانی، شلوار قمیض اور vase coat کی سلائی کیلئے تشریف لائیں

Prop. : Hifazat, Sadaqat (Delhi Bazar, Shop No.33) Qadian

Contact Number : 9653456033, 9915825848, 8439659229

JYOTI SAW MILL

IDCO, Plot No.2, At-Ampore
P.O Kenduapada
Dist - Bhadrak - 756112 (Odisha)
Mobile No. 9861330620 & 7008841940

طالبِ دعا : شیخ طاہر احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

میں پیش کرتے ہیں۔ خطبہ کے شروع میں حضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا :

’’اللہ کے فضل وکرم سے اور اس کی دی ہوئی توفیق سے ہمارا ارادہ ہے ، اور جیسا کہ دوستوں کو معلوم ہے کہ خاص لنڈن میں یا لنڈن کے پاس ایک مسجد تیار کریں۔ اس کے متعلق آج سے تین دن پہلے مغرب کے بعد مَیں نے قادیان میں تحریک کی۔ پھر پرسوں دن میں تمام دوستوں کو با قاعدہ جمع کر کے تحریک کی۔ چونکہ جمعہ کے روز نواحات سے احمدی دوست جمعہ میں شمولیت کے لئے آتے ہیں اس لئے مَیں ان کی اطلاع کے لئے اور نیز ان کی بھی اطلاع کے لئے جنہوں نے پہلے نہ سنا ہو یا سنا ہو تو پوری واقفیت نہ ہوئی ہو یا پوری واقفیت تو ہوئی ہو مگر توجہ نہ کی ہو یا توجہ تو کی ہو مگر مناسب توجہ نہ کی ہو جس قدر کہ اس کام کے لئے ضروری ہے ، ان سب کے لئے آج میں خطبہ جمعہ میں بھی اسی امر کے متعلق توجہ دلاتا ہوں۔‘‘

فرمایا: ’’مَیں نے اس تحریک (یعنی مسجد کیلئے چندے کی تحریک۔ ناقل) کو اوّلاً یہاں کے (یعنی قادیان کے۔ ناقل) دوستوں کے آگے پیش کیا۔ چنانچہ اب تک گیارہ ہزار روپیہ چندہ ہو چکا ہے۔ گویا ساری دنیا کے احمدیوں کے لئے جس قدر چندہ رکھا گیا ہے اس کا تیسرا حصہ قادیان نے دے دیا ہے اور یہ خوشی کی بات ہے اور اس بات کا ثبوت ہے کہ مرکز کی جماعت اخلاص میں پیچھے نہیں آگے ہے۔ اور یہ ایک اصول ہے کہ جو جماعتیں قائم رہنے والی ہوتی ہیں ان کے مرکزوں میں اخلاص ہوتا ہے اور اخلاص مرکز سے ہی نکلا کرتا ہے۔‘‘

فرمایا : ’’اس میں شبہ نہیں کہ مجھے یقین ہے کہ یہ کام خدا کی رضا کے ماتحت ہو رہا ہے۔ مجھے آج تک تین اہم معاملات میں خدا تعالیٰ کی رؤیت ہوئی ہے .... تیسری دفعہ آج مجھے خدا تعالیٰ کی رؤیت ہوئی ہے جس سے مجھے یقین ہے کہ یہ کام مقبول ہے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے وہ یہی ہے کہ مَیں مسجد لندن کا معاملہ خدا تعالیٰ کے حضور پیش کر رہا تھا۔ مَیں اللہ تعالیٰ کے حضور دوزانو بیٹھا تھا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا جماعت کو چاہئے کہ ’’جد‘‘ سے کام لیں ’’ہزل‘‘ سے کام نہ لیں۔ ’’جد‘‘ کا لفظ مجھے اچھی طرح یاد ہے اور اس کے مقابلہ میں دوسرا لفظ ’’ہزل‘‘ اسی حالت میں معاً میرے دل میں آیا تھا۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ جماعت کو چاہئے کہ اس کام میں سنجیدگی اور نیک نیتی سے کام لے۔ ہنسی اور محض واہ واہ کے لئے کوشش نہ کرے۔ پس چاہئے کہ ہر ایک شخص نیک نیتی سے کام لے اور نمود و نمائش کے خیال کو بالکل دل سے نکال دے.......... پس تمام احباب کو چاہئے کہ اپنی اپنی نیتوں کو صاف کریں اور دعائیں کریں کہ خدا تعالیٰ اس کام کو ضائع نہ کرے بلکہ اس کے نیک ثمرات پیدا ہوں اور دعا کریں کہ خدایا یہ مسجد تیری عبادت کے لئے مقبول مقام ہو اور دنیا کا مرجع ہو اور لوگوں میں اشاعت اسلام اس کے ذریعہ ہو اور یہ ہماری کوشش ضائع نہ ہو اور محض اینٹ گارا ہی ثابت نہ ہو۔ اَے خدا ہماری نیتوں کو درست کر اور ہمیں ہمت دے کہ ہم تیرے ہی لئے اس کام کو انجام دیں اور اسلام کے لئے اس کے اعلیٰ درجہ کے ثمرات ہوں اور ہم دیکھ لیں کہ اسلام دُنیا میں پھیل رہا۔ آمین ثم آمین۔

(الفضل قادیان دارالامان 22 جنوری 1920ء)

اب ہم مسجد کی سنگ بنیاد، تعمیر وافتتاح وغیرہ کی خبریں الفضل سے ترتیب وار پیش کرینگے۔

سنگ بنیاد رکھنے کا فیصلہ

لنڈن سے حضور رضی اللہ عنہ کا تار بنام حضرت مولانا شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ موصول ہوا کہ :

’’یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ پٹنی میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھ دیا جائے۔ فی الحال برلن فنڈ سے روپیہ بطور قرض لے لیا گیا ہے۔ مَیں خیال کرتا ہوں کہ جن مقاصد کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے ان ممالک میں بھیجا ہے ان میں سے ایک لنڈن میں مسجد کی بنیاد رکھنا بھی ہے۔‘‘

(الفضل قادیان دارالامان 23/اکتوبر 24ء صفحہ 1)

19/اکتوبر
سنگ بنیاد رکھنے کی تجویز

16/اکتوبر 1924ء۔ بارہ بج کر پندرہ منٹ پر لنڈن سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا حسب ذیل تار بنام حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب روانہ ہوا جو 17/اکتوبر 24ء کو بٹالہ اور پھر اسی دن قادیان پہنچا۔ حضور رضی اللہ عنہ نے تحریر فرمایا :

’’خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے لنڈن میں پہلی مسجد کا سنگ بنیاد 19/اکتوبر بروز اتوار 4 بجے شام رکھا جائے گا۔ تمام احمدیوں سے دعا کی درخواست کی جاتی ہے۔‘‘

(الفضل قادیان دارالامان 21/اکتوبر 24ء صفحہ 2)

قادیان کی تمام مساجد میں دعا

الفضل قادیان دارالامان کے صفحہ اوّل کے مستقل کالم ’’مدینۃ المسیح‘‘ کے تحت یہ خبر شائع ہوئی۔

’’مسجد فضل لنڈن کی بنیاد رکھنے کی تقریب پر 19/اکتوبر کی رات کو ساڑھے نو بجے دارالامان کی تمام مساجد میں نہایت خشوع و خضوع سے دعا کی گئی۔‘‘

(الفضل قادیان دارالامان 23/اکتوبر 24ء صفحہ 1)

سنگ بنیاد کی تنصیب، حضورؓ کی تقریر
معززین کی شمولیت
اور اظہار خیالات

مندرجہ بالا عنوان جسے ہم نے کچھ مختصر کر دیا ہے، کے تحت الفضل قادیان دارالامان 25/اکتوبر 24ء میں درج ذیل خبر شائع ہوئی۔

’’حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے بروز اتوار بتاریخ 19/اکتوبر 1924ء 63 میلروز روڈ میں لنڈن کی پہلی مسجد کا بنیادی پتھر 4 بجے شام رکھا۔ سب سے پہلے امام مسجد نے ایک مختصر خوش آمدید کا ایڈریس پڑھا اس کے بعد مجمع بنیاد رکھنے کے موقع کی طرف گیا جہاں قرآن شریف کی مختصر تلاوت کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح نے تقریر فرمائی جس میں فرمایا مسجد خدا کا گھر ہے جہاں کسی کو حق نہیں کہ وہ اختلاف عقیدہ کی وجہ سے کسی دوسرے کو تکلیف دے یا نکالے اور یہ کہ مَیں چاہتا ہوں تمام دنیا میں اس بات کا اعلان کردوں کہ یہ مسجد خدائے واحد کی عبادت اور پرستش کیلئے بنائی گئی ہے ہم کسی شخص کو یہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے سے نہیں روکیں گے بشرطیکہ وہ ان قواعد کو نہ توڑے جو اس گھر کے انتظام کے لئے ضروری ہیں۔ اور بشرطیکہ وہ ان لوگوں کی عبادت میں دخل نہ دے جو اس کو بنانے والے ہیں۔

حضور نے فرمایا : مَیں ایمان اور یقین رکھتا ہوں کہ یہ مسجد تمام جھگڑوں اور لڑائیوں کو دُور کرنے اور لوگوں میں امن، محبت اور خیر خواہی قائم کرنے میں مدد دیگی اور احمدیہ جماعت خدا کے فضل کے ساتھ تمام قسم کی قربانیاں اس وقت تک کرنے کے لئے تیار ہے جب تک کہ تمام تمدنی اور سیاسی لڑائیاں ختم ہوکر محبت کا دَور دَورہ ہوجائے۔ اس مجمع میں مختلف قوموں کے ممتاز آدمی شامل تھے۔ مثلاً انگریز، جاپانی، جرمن، سروین، زیکوسلویا، ایستھونیا، مصر، امریکہ، اٹلی، ہنگری اور ہندوستان کے رہنے والے۔ نیز مختلف مذاہب کے لوگ عیسائی، مسلمان، پارسی اور یہودی بھی تھے۔ اگرچہ بارش کا دن تھا پھر بھی دوسو سے زیادہ معززین اس تقریب میں شامل ہوئے جن میں سے اکثر انگریز تھے۔ ان میں سے حسب ذیل آدمی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ سرالیگزنڈر ڈیک، ورڈزورتھ کا میئر، لیڈی باسوک، مسز این سی سین، ڈاکٹر لیون اور لیڈی لیون۔ ان کے علاوہ دوسرے سلطنتوں کے مندرجہ ذیل نمائندے شامل تھے۔ بیرن

IMPERIAL
GARDEN
FUNCTION
HALL
a desired destination for
royal weddings & celebrations.
2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

Love for All
Hatred for None
Fashion Quality

Sofa Works
115, Krishna Corner, Lakshmipuram Main Road,
Palani 624601 (Tamil Nadu)
Mobile : 94438 37576, 97861 47575
طالبِ دعا : ایم محمد حسین (جماعت احمدیہ پالانی، صوبہ تامل ناڈو)

حیاشی معہ اپنی معزز لڑکی کے ۔ جرمن سفیر ایسٹھونیا اور سرویا کے وزیر اور زیکوسلویا کا نمائندہ، ترکی اور البانیہ اور فن لینڈ کے وزراء نے بذریعہ خطوط ہمدری کا اظہار کیا جو کہ بیمار ہونے کی وجہ سے نہ آسکے۔ انگلینڈ کی تین سیاسی پارٹیوں کے نمائندوں نے بھی ہمدردی کا اظہار کیا جو کہ الیکشن میں مصروف ہونے کی وجہ سے نہ آسکے۔ وزیراعظم نے دعوت شمولیت پر امام مسجد اور جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے لکھا افسوس ہے کہ مَیں اس دن لنڈن نہیں ہونگا اس لئے حاضر نہیں ہوسکوں گا۔

اپنی تقریر کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح نے سنگِ بنیاد نصب کیا اس موقع کا بارہ سے زیادہ فوٹو گرافروں نے فوٹو لیا۔ بعدازاں سینما کی کمپنیوں نے پہلے جبکہ خموشی تھی اور بعد میں جبکہ دعا کی گئی فوٹو لیا۔ اسی جگہ اسی وقت حاضرین کی چائے سے دعوت کی گئی۔

جونہی کہ حضرت خلیفۃ المسیح سنگِ بنیاد رکھ چکے مَیں آپ کا تار بلند آواز سے پڑھ کر حضرت خلیفۃ المسیح کو سُنایا (یہ تار حضرت مولانا شیر علی صاحب نے جماعت کی طرف سے اس تقریب پر مبارکباد کا بھیجا تھا) مجمع میں ایسی دلچسپی پیدا ہوگئی کہ لوگ بہت دیر تک بعد میں بھی اسی جگہ ٹھہرے رہے۔ ان میں اکثر وزراء بھی شامل تھے جو کہ حضرت صاحب اور حضور کے خدام سے باتیں کرتے رہے۔ انہوں نے سلسلہ کے متعلق اپنی گہری دلچسپی ظاہر کی۔ ورڈزورتھ کے میئر نے کہا کہ کوئی مذہب جسے اس تقریر کے کسی حصہ پر بھی اعتراض ہو، مذہب کہلانے کے لائق نہیں ہوسکتا۔ اور لکھنے والا فرشتہ اس تقریر کو دوام کی سیاہی میں ڈبوئی ہوئی قلموں کے ساتھ لکھے گا۔ زیکوسلویا کے نمائندہ نے کہا کہ مجھے نہایت ہی خوشی ہے کہ مجھے ایسے عجیب خیالات کو پہلی دفعہ سننے کا موقعہ ملا ہے۔''

(الفضل قادیان دارالامان 25/اکتوبر 1924)

حضور رضی اللہ عنہ نے انگریزی میں مضمون پڑھا تھا مضمون کا مکمل اُردو ترجمہ 20 نومبر 1924 کے الفضل قادیان دارالامان صفحہ 4 پر دیکھا جاسکتا ہے۔

لندن میں مسجد احمدیہ کا سنگ بنیاد

اس عنوان سے الفضل قادیان دارالامان 15/نومبر 1924 صفحہ 6 پر یہ خبر شائع ہوئی۔

19/اکتوبر 1924ء کو 4 بجے حضرت خلیفۃ المسیح نے لنڈن میں مسجد احمدیہ کا بنیادی پتھر رکھا۔ یہ لنڈن نہیں، انگلستان نہیں بلکہ یورپ میں پہلی مسجد ہوگی۔ اس لحاظ سے کہ اگر کوئی مسجد اس سے پہلے ہے تو وہ کسی مسلمان نے نہیں بنائی۔ ووکنگ کی مسجد ڈاکٹر مائٹز نے بطور ایک عجوبہ بنائی تھی نہ کہ مسجد کی ضرورت کے لحاظ سے۔ بہرحال یہ مسجد پہلی اسلامی مسجد ہے۔ اس مسجد پر جو کتبہ لگایا گیا ہے وہ حسب ذیل ہے۔ یہ کتبہ حضرت اقدس کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا معہ انگریزی ترجمہ کے کندہ ہوگا۔ (عرفانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالناصر

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

مَیں مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی امام جماعت احمدیہ جس کا مرکز قادیان (پنجاب) ہندوستان ہے، خدا کی رضا کے حصول کے لئے اور اس غرض سے کہ خدا کا ذکر انگلستان میں بلند ہو اور انگلستان کے لوگ بھی اس برکت سے حصہ پاویں جو ہمیں ملی ہے، آج 11 ربیع الاوّل 1343 ہجری المقدس کو اس مسجد کی بنیاد رکھتا ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمام جماعت احمدیہ کے مردوں اور عورتوں کی اس ادنیٰ کوشش کو قبول فرماوے اور اس مسجد کی آبادی کے سامان پیدا کرے اور ہمیشہ کے لئے اس مسجد کو نیکی، تقویٰ، انصاف اور محبت کے خیالات پھیلانے کا مرکز بنائے اور یہ جگہ حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت احمد مسیح موعود نبی اللہ بروز محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نورانی کرنوں کو اس ملک اور دوسرے ملکوں میں پھیلانے کے لئے روحانی سورج کا کام دے اَے خدا ایسا ہی کر۔

19/اکتوبر 1924ء فقط۔''

(الفضل قادیان دارالامان 15/نومبر 24ء صفحہ 6)

مسجد کیلئے حضور رضی اللہ عنہ کی دعا

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے وینس (اٹلی) میں جہاز پر سوار ہونے سے چند گھنٹہ قبل الفضل میں اشاعت کے لئے اپنے دست مبارک سے جو تحریر لکھی تھی اس کا ایک پیراگراف جو مسجد فضل لنڈن سے متعلق ہے ہدیہ قارئین ہے۔ حضور نے تحریر فرمایا:

اَے خدا تُو اس مسجد کو جس کا سنگ بنیاد مَیں نے لنڈن میں رکھا ہے بابرکت کر اور اس کو جلد مکمل کرنے کی ہمیں توفیق عطا فرما اور اس کی عمارت کے اپنے فضل سے سامان پیدا کر وہ اعلیٰ درجہ کی برکات کی جگہ ہو اور لوگوں کو اس سے سچی نیکی اور سچی طمانیت حاصل ہو جس میں کوئی شائبہ بدی یا بے اطمینانی کا نہ ہو۔

(الفضل قادیان دارالامان 30/اپریل 25ء صفحہ 2)

تعمیر کی کارروائی

مسجد لنڈن کی تعمیر کے لئے ابتدائی کارروائی کی جارہی ہے۔

(الفضل قادیان دارالامان 13، 15/اگست 25ء صفحہ 1)

مسجد کی تعمیر شروع ہوگئی

الفضل قادیان دارالامان 3/اکتوبر 1925 صفحہ 2 پر یہ خبر شائع ہوئی۔

''خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسجد احمدیہ لنڈن کی تعمیر شروع ہوگئی ہے جس کی خبر رپورٹر نے بالفاظ ذیل اخبارات کو بھیجی۔

''لنڈن 18/ستمبر آج صبح اس پہلی مسجد کی تعمیر ساؤتھ فیلڈ لنڈن میں شروع ہوگئی جس کا سنگ بنیاد گزشتہ موسم خزاں میں حضرت خلیفۃ المسیح (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ) نے اپنے دس مبارک سے رکھا تھا۔ اس موقعہ پر امام جماعت احمدیہ لنڈن نے پیشتر اس کے کہ کام شروع ہو عربی زبان میں ایک خطبہ پڑھا جس میں بالخصوص وہ دعائیں پڑھیں جو ابوالملت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کعبہ کے وقت پڑھی تھیں۔ بعد ازاں امام جماعت احمدیہ لنڈن اور تمام دیگر احمدی افراد اپنے ہاتھوں سے نصف گھنٹہ تک بنیادیں کھودتے رہے اور ساتھ کے ساتھ ان ادعیہ ماثورہ کی بھی تلاوت کرتے گئے جو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے مسجد مدینہ کی تعمیر کے وقت تلاوت کی تھیں۔''

(الفضل قادیان دارالامان 3/اکتوبر 1925 صفحہ 2)

بنیاد کی کھدائی کا کام شروع کیا گیا

الفضل قادیان دارالامان 22، 24 اکتوبر 1925 صفحہ اوّل پر مکرم مولانا عبد الرحیم نیر صاحب کی طرف سے یہ رپورٹ شائع ہوئی:

''اللہ تعالیٰ کے فضل ورحم کے ساتھ 28 ستمبر 1925ء بروز سوموار دن کے گیارہ بجے مسجد لنڈن کی بنیادوں کی کھدائی کا کام شروع کردیا گیا۔ اس موقع پر اخبارات کے نمائندے موجود تھے۔ کام شروع کرنے سے پہلے مَیں نے اپنے ان احباب کے ساتھ جن کو اللہ تعالیٰ نے اس مبارک موقعہ میں شمولیت کی سعادت بخشی قبلہ رخ ہوکر دعا مانگی۔ مَیں دعا مانگتا جاتا تھا اور احباب آمین کہتے جاتے تھے۔ اس کے بعد ہم نے اپنے ہاتھوں کھدوائی کا کام شروع کیا۔ ہم زمین کھودتے

کام جو کرتے ہیں تیری رہ میں پاتے ہیں جزا مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف وکرم ہے بار بار

(المسیح الموعودؑ)

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

WATCH SALES & SERVICE
LCD LED SMART TV
VCD & CD PLAYER
EXPORT AND IMPORT GOODS
AND ALL KIND OF ELECTRONICS
AVAILABLE HERE

Prop. NASIR SHAH Contact.03592-226107,281920, +91-7908149128
NEAR LAAL BAZAR, AHMADIYYA MUSLIM MISSION GANGTOK SIKKIM

SAFOORA COLLECTION CENTER
LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE
Partap Nagar Qadian Pin 143516
Dist: Gurdaspur Punjab
WE ACCEPT ONLINE ORDER ALSO
INSTAGRAM
ALL KINDS OF LADIES GARMENTS AND KIDS PARTY WEAR & BURQA ALSO
Shabana Omer : +91-8699710284 / Omer Farooque: +91-7347608447

جاتے تھے اور ساتھ ساتھ بلند آواز سے وہ دعائیں پڑھتے جاتے تھے جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے بیت اللہ کی بنیادیں اٹھاتے ہوئے اور آنحضرت ﷺ نے مسجد نبوی کی تعمیر کرتے ہوئے مانگی تھیں۔ بعض دوست زمین کھودتے جاتے تھے اور بعض مٹی اٹھا کر دوسری جگہ لے جاتے تھے اور یہ پڑھتے تھے ؎

هٰذَا الْحِمَالُ لَا حِمَالَ خَيْبَرْ
هٰذَا أَبَرُّ رَبَّنَا وَ أَطْهَرْ

فیشن اور ظاہریت کے دلدادہ لندن میں اس طرح اپنے ہاتھوں میں مٹی اکھیڑنا اور اُٹھانا ایک خاص نظارہ تھا۔ خصوصاً جبکہ ایک انگریز عورت (مسز عزیز الدین) بھی اسی طرح چلا رہی تھی جس طرح ہم چلا رہے تھے۔ لنڈن کے کئی اخبارات نے کام کرتے ہوئے ہماری مختلف حالتوں کے فوٹو چھاپے اور اس تقریب کی روئداد بعض نے اختصار کے ساتھ اور بعض نے تفصیل کے ساتھ شائع کی......جن اصحاب نے مسجد کی بنیادیں کھودنے میں اپنے ہاتھ سے کام کیا ان کے اسماء حسب ذیل ہیں۔ (1) شیخ یعقوب علی صاحب (2) سیّد وزارت حسین صاحب (3) شیخ ظفر حق خان صاحب (4) ملک محمد اسماعیل صاحب (5) خان عبدالرحیم خان خالد صاحب (6) مسٹر جبرئیل مارٹن صاحب (7) مسٹر شرف الدین صاحب (8) مسز عزیز الدین صاحب (امۃ السلام صاحبہ) (9) مسٹر ہیری ہنٹن صاحب (10) عبدالعزیز پسر عبداللہ مالک ہوٹل لنڈن (11) مسٹر کندن لال صاحب جو مفتی صاحب کے وقت میں مسلمان ہوئے۔ (12) ملک غلام فرید صاحب (13) خاکسار عبدالرحیم درد۔"

(الفضل قادیان دارالامان 22،24؍اکتوبر 25ءصفحہ 1)

لنڈن کی پہلی مسجد کا ذکر
لنڈن کے معزز اخبارات میں

الفضل قادیان دارالامان 14؍نومبر 1925 صفحہ 3 پر مندرجہ بالا عنوان کے تحت تین اخبارات (1) ڈیلی گرافک (2) ٹائمز آف لنڈن (3) ڈیلی ٹیلیگراف کی خبر شائع ہوئی۔ تنگی صفحات کے باعث ہم صرف ڈیلی گرافک نے جو خبر لگائی، ذیل میں درج کرتے ہیں۔

اخبار لکھتا ہے :

"کل جبکہ اس مسجد کی بنیادیں کھودی جارہی تھیں تو اس سے مسلمانوں کی روحانیت آشکارا ہورہی تھی اور اس روحانیت کا ادنیٰ سا کرشمہ یہ ہے کہ خدا کا گھر بنانے کے لئے یہ لوگ مزدوروں کی طرح خود مٹی کھودتے، مٹی اٹھاتے اور دوسرے کام کرتے تھے۔ ہندوستان کے باشندوں کے علاوہ جو اس کام کو اپنے ہاتھوں سے کررہے تھے، ایک انگریز بھی ان کے ساتھ شامل تھا جو باوجود سفید بالوں کے جو کہ اس کی پیرانہ سالی پر دلالت کرتے تھے، بڑے شوق سے وہی کام کررہا تھا جو اس کے انڈین ہم عقیدہ بھائی کررہے تھے۔"

تعمیر جاری ہے
محراب والی دیواریں مکمل ہوچکی ہیں

"تعمیر مسجد" کی بغلی سرخی کیساتھ الفضل قادیان دارالامان 8 جنوری 1926 صفحہ 2 پر یہ خبر شائع ہوئی۔

"مسجد کی تعمیر خدا کے فضل سے جاری ہے۔ محراب والی دیواریں تقریباً مکمل ہوچکی ہیں۔ شمالی اور جنوبی دیواریں بن رہی ہیں۔ لوہے کے بڑے گارڈر جن پر گنبد بنایا جائے گا کھڑے کئے جاچکے ہیں۔ اندازہ ہے کہ 1/3 حصہ مسجد بن چکی ہے۔ اُمید ہے کہ اگر موسم اچھا رہا تو خدا کے فضل سے فروری یا مارچ میں تعمیر ختم ہوجائے گی۔"

(الفضل قادیان دارالامان 8 جنوری 1926 صفحہ 2)

تعمیر ہونے والی مسجد
آہستہ آہستہ بلند ہورہی ہے

الہ آباد کا انگریزی اخبار پائونیر اپنے 20 جنوری 1926 کے پرچہ بحوالہ سنڈے ایکسپریس لکھتا ہے :

"ساؤتھ فیلڈ (نزد ومبلڈن) کے ایک باغیچہ میں لنڈن کی سب سے پہلی تعمیر ہونے والی مسجد آہستہ آہستہ بلند ہورہی ہے جو مسلمانوں کے فرقہ احمدیہ کی طرف سے مذہبی اغراض کے لئے بنائی جارہی ہے۔ انگلینڈ میں کل مسلمانوں کی مجموعی تعداد درست ایک ہزار نفوس کے لگ بھگ ہے جن میں زیادہ حصہ انگریز مسلمین کا ہے۔ مسجد کی اس عمارت کی طرز تعمیر میں کوئی ایسا منارہ نہیں جس پر چڑھ کر نمازیوں کے جمع ہونے کے واسطے مؤذن اذان دے بلکہ اذان مسجد کی ڈیوڑھی میں دی جائے گی۔"

(الفضل قادیان دارالامان 5 فروری 1926)

مسجد کے لئے قالین کا فرش
خان بہادر احمد الہ دین زندہ باد

مندرجہ بالا عنوان کے تحت الفضل قادیان دارالامان 2 جولائی 1926 کے صفحہ اوّل پر شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ کی طرف سے درج ذیل خبر شائع ہوئی۔

"لنڈن میں سب سے پہلی اور اکیلی مسجد اب تکمیل کے قریب ہے اور بہت جلد اس کا افتتاح ہونے والا ہے۔ لنڈن اور یورپ میں اس مسجد کے متعلق دلچسپی کا یہ عالم ہے کہ بیسیوں اخبارات میں متعدد مرتبہ اس کے مختلف فوٹو اور اس کے متعلق ضروری حالات شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اخبارات کے نمائندے اور غیر ممالک کے سیاح آتے ہیں اور ان پر ایک خاص کیفیت طاری ہوتی ہے۔ کچھ شک نہیں کہ تثلیث کے بت کدہ اور دنیا کے مادی مرکز میں خدا کا یہ پہلا گھر ہے جو اسلام کی عظمت و شان اور حضرت نبی کریم ﷺ کے جلال و جمال کے اعلان کا مرکز ہوگا......

جناب سیٹھ احمد الہ دین صاحب کو مسجد کی تکمیل کی اطلاع دیتے ہوئے مَیں نے مسجد کے فرش قالین کے لئے تحریک کی۔ سیٹھ صاحب جو نیکی اور سعادت کے کاموں کے لئے اپنے دل اور ہاتھ کو ہمیشہ کھلا رکھنے کی توفیق پاتے ہیں، نے جونہی میری اس تحریک کو پڑھا بذریعہ تار اطلاع دی کہ لنڈن کی اس مسجد کے لئے وہ ایک سو پاؤنڈ فرش قالین کے لئے پیش کرتے ہیں......نہایت قیمتی قالین اور غالیچے اس کے فرش کے لئے آئیں گے مگر ان کی وہ عزت نہیں ہوسکتی جو سیٹھ احمد الہ دین کے پیش کردہ فرش کی ہے......مسجد میں روشنی کے لئے جماعت حیدر آباد نے ایک سال کے لئے اخراجات پیش کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام دوستوں کے قلوب اور ان کے گھروں کو اپنے نور سے منور کرے۔ آمین۔"

(الفضل قادیان دارالامان 2 جولائی 1926 صفحہ 1)

تعمیر مکمل ہوگئی

الفضل قادیان دارالامان 8؍اکتوبر 1926 صفحہ 2 پر یہ خبر شائع ہوئی :

"وہ مسجد جو لنڈن میں سب سے پہلی مسجد ہے، وہ مسجد جو جماعت احمدیہ کے ایثار و قربانی کی پیکر خوشنما ہے، وہ مسجد جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کے دست مبارک سے اکتوبر 1924 میں اپنا سنگ بنیاد رکھے جانے کے فخر سے ممتاز ہے، وہ مسجد جو شرفاء و نجباء کے سوادِ اعظم کو اپنی تقریب تاسیس و رسم بناء پر کھینچ لانے والی ہے، الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ اس خدائے قدوس کے فضل و رحم سے پایہ تکمیل کو پہنچ گئی ہے کہ جس کا نام بلند کرنے کیلئے اسکی تعمیر ہوئی۔"

(الفضل قادیان دارالامان 8؍اکتوبر 26ءصفحہ 2)

مسجد کا افتتاح

الفضل قادیان دارالامان 12؍اکتوبر 1926 کے صفحہ 3 پر ایڈیٹر الفضل مسجد کے افتتاح کی خوشخبری دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :

"اے احمدی جماعت کی عورتو اور اے

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

CHANDIGARH DIAGNOSTIC LABORATORY
Thane wala Chowk, Thikriwal Rd (Darul Salam Kothi Rd)
(Near Canara and Punjab & Sind Bank Qadian)
ہمارے یہاں ہر طرح کے جسمانی ٹیسٹ خون، پیشاب، بلغم، بایوپسی، وغیرہ کمپیوٹرائزڈ دستیاب ہیں
ہمارے ساتھی : SRL-Super Ranbaxy Lab,Thyrocare Mumbai
چوہدری محمد خضر باجوہ صاحب درویش قادیان   لقمان احمد باجوہ صاحب
پروپرائٹر : عمران احمد باجوہ، رضوان احمد باجوہ   فون نمبر : +91-96465-61639, +91-85579-01648

احمدی جماعت کے مردو! اَے احمدی جماعت کے بچو اور اَے احمدی جماعت کے بوڑھو! مبارک ہوتمہیں صد مبارک کہ آج وہ مسجد تمہارے ربّ العلاء کے آگے سربسجود ہونے والوں کے لئے کھل گئی اور اس کا افتتاح 3/اکتوبر 1926ء کو بڑی شان وشوکت کے ساتھ ہوگیا۔‘‘

روزنامہ ہمدم 7/اکتوبر لکھنؤ نے افتتاح کی خبر شائع کرتے ہوئے لکھا کہ :

لنڈن 3/اکتوبر مسلمانوں کی جماعت احمدیہ عرصہ دراز سے کوشاں تھی کہ لنڈن میں کوئی اپنا قابل قدر مرکز قائم کرے۔ چنانچہ خدا خدا کرکے آج وہ دیرینہ آرزو پوری ہوئی اور مقام ساؤتھ فیلڈ واقع جنوب مغربی لنڈن کی مسجد کا مسلمانوں کے مجمع کثیر، پارلیمنٹ اور دیگر ممتاز و سربرآوردہ اشخاص کے سامنے افتتاح ہوا۔

آخر وقت تک اس کی امید تھی کہ مسجد کا افتتاح امیر فیصل بن سلطان ابن سعود کے ہاتھوں عمل میں آئیگا لیکن لوگوں نے امام مسجد مولانا دردؔ کا دروازۂ مسجد پر چسپاں یہ نوٹس مایوسی کے ساتھ پڑھا کہ امیر موصوف کے والد نے آپ کو اس تقریب کی شرکت سے منع کردیا۔ یہ رسم شیخ عبدالقادر صاحب سابق وزیر صوبہ پنجاب کے ہاتھوں عمل میں آئیگی۔ مطلع صاف تو نہیں تھا مگر بادل پھٹے ہوئے تھے اور کبھی کبھی آفتاب عالمتاب کا روئے منور بے نقاب ہوجاتا تھا۔ رسم افتتاح شروع ہونے سے گھنٹوں پیشتر سفید مناروں والی مسجد کے سامنے جو اس وقت آرائش و زیبائش سے چوتھی کی دلہن بنی ہوئی تھی سڑک پر لوگوں کے ٹھٹھ لگے ہوئے تھے۔

شیخ عبدالقادر سے پہلے موقع پر مہاراجہ بردوان تشریف لائے جن کا لوگوں نے نعرہ ہائے مسرت سے خیر مقدم کیا۔ امام مسجد نے وہ طویل پیغام پڑھ کر سنایا جو بحری تار کے ذریعہ جماعت احمدیہ کے امام حضرت صاحبزادہ صاحب نے ہندوستان سے ارسال فرمایا تھا۔ علاوہ ازیں اور بھی بہت سے پیغامات تہنیت پڑھ کر سنائے جو اکناف عالم سے آئے تھے۔ امام صاحب مسجد نے ایک طویل تقریر میں اس امر کی تشریح فرمائی کہ امیر فیصل کا شریک نہ ہونا ایک غلط فہمی پر مبنی ہے۔

جس وقت شیخ عبدالقادر صاحب نے مسجد کا دروازہ کھولا ”اللہ اکبر“ کے روح پرور نعرے عرش بریں تک پہنچے۔ اس کے بعد تمام پارٹی مسجد میں داخل ہوئی جہاں تقریریں کی گئیں۔ شیخ عبدالقادر نے امیر فیصل کی عدم شرکت پر اظہار افسوس کرتے ہوئے ارشاد فرمایا اگرچہ مَیں احمدی نہیں ہوں لیکن مَیں نہایت مسرت کے ساتھ مسجد کا افتتاح کرتا ہوں۔ آپ نے اپنی طویل تقریر میں دیر تک جماعت احمدیہ کی خصوصیات احسن بیان فرمائیں اور فرمایا کہ دنیا میں کوئی مذہب نہیں ہے جس میں مختلف فرقے نہ ہوں لہٰذا اسلام بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں۔

مہاراجہ بردوان نے فرمایا کہ اگرچہ مَیں مسلمان نہیں ہوں لیکن اس تقریب میں شریک ہونا مَیں نہ صرف اپنا حق بلکہ اپنا فرض سمجھتا ہوں……تقریروں کے بعد چاء پانی ہوا اس کے بعد سب سے پہلی مرتبہ لنڈن میں نعرۂ توحید بلند ہوا یعنی بلالؓ نبویؐ کے جانشین مؤذن نے صدائے ”اللہ اکبر“ بلند کی اور مسلمان وضو کرکے

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود وایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

(الفضل قادیان دارالامان 12/اکتوبر 26ء صفحہ 12)

کلکتہ کے سنیما گھروں میں افتتاح کے مناظر دکھائے گئے

سیّد کریم بخش احمدی آف کلکتہ کی طرف سے یہ خبر شائع ہوئی کہ :

’’اِس ہفتہ کلکتے کے تمام بڑے بڑے سنیماؤں میں مسجد احمدیہ لنڈن کے افتتاح کا منظر دکھایا جارہا ہے۔ اس کا عنوان ’’لنڈن میں اسلام‘‘ ہے اس میں خان بہادر عبدالقادر صاحب کا استقبال، مسجد کا دروازہ کھولنا، لوگوں کئے ہجوم وغیرہ وغیرہ دکھائے جارہے ہیں۔ مَیں کل یہاں کے گلوب تھیٹر میں گیا تھا جہاں مسلمانوں کا ایک بڑا ہجوم تھا۔ جب مسجد کے افتتاح کا منظر دکھایا گیا تو تمام مسلمان خوشی سے تالیاں بجانے لگے۔‘‘

(الفضل قادیان دارالامان 23/نومبر 26ء صفحہ 2)

ولایت کے بیسیوں اخبارات نے افتتاح کی خبریں شائع کیں جو ہم تنگیٔ صفحات کی وجہ سے چھوڑ رہے ہیں۔ دلچسپی رکھنے والے احباب اسے الفضل میں دیکھ سکتے ہیں۔

احمدیہ مسجد لنڈن کا شاندار افتتاح

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

مفسدوں نے تو یہ کوشش بھی کی تھی کہ مسجد لنڈن ہی نہ بنے لیکن خدا نے ان کا منہ کالا کرنے کے لئے نہ صرف یہ کیا کہ مسجد بنانے کی توفیق دی بلکہ ایسے سامان بھی پیدا کردیئے کہ تکمیل کے بعد اس کا شاندار افتتاح بھی ہوگیا۔ جو ایسا شاندار تھا کہ ہر ایک نے اس بات کو تسلیم کیا کہ اس کی مثال پہلے موجود نہیں تھی۔ تقریباً دوسو سے زیادہ ولایتی اخبارات میں زبردست الفاظ کے ساتھ اس کا ذکر آیا۔ یہ اخبار انگلستان کے ہیں۔ ان کے علاوہ اور اخبارات ہیں جو دوسرے ملکوں سے نکلتے ہیں اور جن میں اس کا ذکر ہورہا ہے اور جن کے کٹنگس آرہے ہیں۔ اس طرح اس وقت تک قریبا بیس پچیس کروڑ انسان یہ بات سن چکے ہیں کہ لنڈن میں ایک مسجد بنی ہے جس کا افتتاح ہوا اور جسے اس احمدی جماعت نے بنایا جس کے امام مرزا غلام احمد صاحب ہیں جنہیں خدا نے مسیح موعود اور نبی بنا کر بھیجا اور جس کا کام اشاعت اسلام ہے۔ دنیا کے ہر تین آدمیوں میں سے ایک آدمی کو یہ بات پہنچ چکی ہے اور خود انگلستان کے اخبار نویسوں اور دیگر سربرآوردہ لوگوں کی یہ رائے ہے کہ اگر ہم دو کروڑ روپیہ بھی خرچ کرتے تو اتنی اشاعت نہ ہوتی جتنی اب ہوگئی ہے بلکہ بعض نے تو یہ بھی کہا ہے کہ دو کروڑ روپیہ نہیں دو کروڑ پاؤنڈ بھی یہ کام نہ کرتا جو اس روپیہ نے کردیا جو مسجد پر خرچ ہوا۔ پھر اس مسجد کے افتتاح میں بڑے بڑے لوگ شامل ہوئے۔ تین لارڈ۔ تیرہ ممبر پارلیمنٹ اور مختلف ممالک کے سفراء وزراء نواب اور دیگر معزز اور سربرآوردہ لوگوں نے ایک کافی تعداد میں شمولیت اختیار کی اور نہ صرف یہ کہ شمولیت ہی اختیار کی بلکہ ان اعلیٰ طبقہ کے لوگوں نے پرلے درجے کی دلچسپی بھی لی اور خوشی محسوس کی۔ بعض نے تو کام کرنے میں بھی فخر سمجھا اور بڑے شوق سے انہوں نے ہر کام میں حصہ لیا پھر ہندوستان کے بڑے بڑے لوگ بھی اس میں شامل ہوئے حتی کہ مہاراجہ بردوان بھی شامل ہوئے جنہوں نے اس موقع پر تقریر کرنے کی اجازت مانگی اور خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ گو میں ہندو ہوں مگر مَیں اس میں شامل ہونا اپنا فرض سمجھتا ہوں پھر گیارہ حکومتوں کے قائم مقام بھی اس موقعہ پر آئے۔ جرمنی، اٹلی چین وغیرہ ملکوں کے وزیر بھی تھے۔ پس یہ جواب ہے ان لوگوں کے لئے جو کہتے ہیں کہ کہاں گیا وہ روپیہ جو مسجد کے لئے جمع ہوا تھا، وہ سن لیں وہ روپیہ یہاں گیا۔

(الفضل قادیان دارالامان 9 نومبر 1926)

مسجد کے افتتاح کے موقع پر حضورؓ کا بصیرت افروز پیغام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالناصر

مَیں سب سے پہلے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے ہم کمزوروں اور ناتوانوں کو سینکڑوں سالوں کی گہری نیند کے بعد پھر

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
’الیس اللہ بکافٍ عبدہ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

جاگنے کی توفیق دی اور پھر یہ ہمت دی کہ ہم اہل مغرب کے اس عظیم الشان احسان کے بدلہ میں جو ہماری غافل نیند کے عرصہ میں شمع علم کو بلند رکھ کر انہوں نے ہم پر اور باقی بنی نوع انسان پر کیا تھا، اس مقدس گھر کو ان کے سب سے بڑے مرکز میں بنا کر ان کے احسان کے بارگراں سے سبکدوش ہونے کی سچی خواہش کا عملی ثبوت دیں۔ پھر میں صدر جلسہ کا خصوصاً اور باقی احباب کا عموماً اپنی طرف سے اور اپنی تمام جماعت کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے دور ونزدیک سے تشریف لاکر ہماری اس ناچیز سعی کی تکمیل کے موقع پر تعاون وہمدردی کا ہاتھ بٹایا۔

اس کے بعد میں اس نادر موقع کو غنیمت جانتا ہوں۔ تمام حاضرین اور پھر پریس کے ذریعے سے تمام دنیا کے لوگوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی پیدائش کی غرض کو سمجھیں اور اپنی مجموعی کوشش سے اس مقصد کے حصول کی طرف توجہ کریں جس کیلئے دنیا کی بہترین ہستیوں نے اپنی جانیں قربان کی ہیں۔ میرے مخاطب خصوصیت کے ساتھ انگلستان کے لوگ اور پھر دوسرے اہل مغرب ہیں جنہوں نے اپنے ملک کے روشن گوہروں کی یادگاروں سے اپنی سرزمین کو بھر دیا ہے۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ وہ خیرخواہان ملک جن کی یاد کو وہ تازہ رکھتے ہیں، ان خدا کے مقدس نبیوں کے مقابلہ میں جنہوں نے دنیا کی بہتری کے لئے اپنے دل اور اپنی روح کو اس طرح پگھلا دیا جس طرح آگ سے سیسہ پگھل جاتا ہے، کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتے۔ پھر کیا افسوس کی بات نہیں کہ اس وقت لوگ ان بزرگوں کی یادگار قائم رکھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ یہ لوگ توحید، خدا کی محبت، روحانی پاکیزگی، اخلاق کی درستی، غرباء کی سچی ہمدردی، بنی نوع انسان کے حقوق کی نگہداشت، اتحاد اور حقیقی مساوات کو دنیا میں قائم رکھنے کے لئے آئے تھے اور یہی وہ خوبیاں ہیں جن کی طرف سے سخت غفلت برتی جارہی ہے اور یہی وہ بات ہے جس کی طرف مسجد ہمیں بلاتی ہے۔ مسجد کیا ہے؟ ایک اینٹوں یا پتھروں کی عمارت ہے جس میں اور دوسری عمارتوں میں کوئی فرق نہیں اور یہی وجہ ہے کہ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا۔ یعنی کسی خاص مقام کی خصوصیت نہیں سب دنیا ہی میرے لئے مسجد ہے پس باوجود اس کے کہ سب دنیا ہی مسجد ہے ایک خاص مقام کو منتخب کرنا درحقیقت انسان کے سوئے ہوئے جذبات کو جگانے کے لئے ہے۔ یہ خاموش مگر باوقار گنبد انسانی زبان سے زیادہ فصاحت کے ساتھ ان باریک رشتوں کو جو انسان خواہ کیسی ہی ادنیٰ درجہ کی بے دینی کی حالت کو پہنچ گیا ہو، اس کے اندر زندہ رہتے ہیں، ہلا دیتا ہے اور اپنے پیدا کرنے والے کی محبت کا روگ پیدا کر دیتا ہے۔ یہ عمارت زبان حال سے ان تمام پاکیزہ تعلیموں کو جو خدا تعالیٰ کے نبی دنیا میں لائے تھے بیان کرتی ہے۔ یہ ان حقیقتوں کی جو نبیوں اور ان کے سچے پیروؤں سے زندہ ہوتی چلی آئی ہیں، ایک مادی یادگار ہے۔ یہ خدائے واحد کی پرستش کی طرف بلاتی ہے۔ اس خدا کی طرف جس نے ہمیں اور ہمارے باپ دادوں کو پیدا کیا جو ہماری اور ہمارے باپ دادوں کی پرورش کررہا ہے۔ اور جس کی طرف ہم اور ہمارے باپ دادے لوٹ کر جائیں گے۔ وہ اکیلا خدا ہے آسمان میں بھی اور زمین میں بھی۔ اوپر بلندیوں میں بھی اور نیچے پاتال میں بھی اس کی بادشاہت ہے۔ سب محبت کرنے والوں سے زیادہ محبت کرنے والا، سب محسنوں سے زیادہ محسن، جس کا رحم تو رحم ہے ہی لیکن جس کی سزا بھی محبت سے پُر اور شفقت سے لبریز ہوتی ہے۔ ہماری رُوح اس کے فضلوں کو دیکھ کر اس کے آستانہ پر گرتی ہے اور کہتی ہے کہ اَے قدوس تیری بڑائی ہو، تیرا نام انسانوں کے دلوں میں بھی اسی طرح بلند ہو جس طرح تیری وسیع قدرت کے مناظر میں بلند ہے۔

پھر مسجد خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے وقف ہونے کے سبب سے رُوحانی اور اخلاقی ترقیات کی طرف بلاتی ہے۔ جماعت اتحاد کی طرف، صفیں مساوات کی تعلیم کی طرف، امام نظام کے فوائد کی طرف اور نماز کے آخر میں دائیں بائیں سلام پھیرنا دائیں بائیں سلامتی کی تعلیم پھیلانے کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

غرض مسجد ان اعلیٰ تعلیمات کا ایک ظاہری نشان ہے جو انبیاء دنیا میں لائے ورنہ جیسا کہ میں اوپر بیان کر چکا ہوں مسلمانوں کو ان کے رسول نے یہی تعلیم دی ہے کہ وہ سب دنیا کو ہی مسجد سمجھیں۔ یعنی ان اعلیٰ تعلیمات کو جو انبیاء کی طرف سے انہیں ملی ہیں ایک خاص مکان کی چار دیواری میں ہی محدود نہ رکھیں بلکہ اپنے تمام معاملات میں ان کو ظاہر کریں اور زندگی کے تمام شعبوں میں ان کو مدنظر رکھیں اور خدائے واحد کی محبت ان کے دلوں میں ہو۔ اس کے نام کی عظمت کے قائم کرنے کی فکر انہیں لگی رہے۔ اخلاق درستی، حریت ضمیر، اتحاد، غریبوں کی خبرگیری، مساوات کے جذبات کو وہ اپنے دل میں بھی پیدا کریں اور لوگوں کو بھی اس طرف بلائیں۔

انہی امور کے قیام کے لئے اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا تھا اور آپؑ کے اس مشن کو پورا کرنے کے لئے ہی احمدی جماعت کی طرف سے مغرب میں مبلغ بھیجے گئے ہیں اور اس مشن کی یاد کو تازہ رکھنے کے لئے ہی یہ مسجد بنائی گئی ہے۔

اس خدا کے گھر کی بنیاد اکتوبر 1924 میں مَیں نے صرف ان مذکورہ بالا اعلیٰ تعلیمات کو رائج کرنے کے لئے رکھی تھی جو نبیوں کے سردار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ فداہ نفسی وروحی دنیا میں لائے تھے۔ ہمیں مسیحیت سے کوئی دشمنی نہیں۔ ہم حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا راستباز نبی اور ایک اولوالعزم نبی مانتے ہیں لیکن ہم یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ آپؑ ہی کی پیشگوئیوں کے مطابق عرب میں بانی اسلام اس آخری ہدایت نامہ کو لیکر مبعوث ہوئے جو اب دنیا کے خاتمہ تک کے لئے ہدایت نامہ ہے۔ حتی کہ اس زمانہ کے مصلح حضرت مسیح موعودؑ بھی جو خود حضرت مسیح کی پیشگوئیوں کے مطابق ظاہر ہوئے ہیں اسی ہدایت نامہ کی حقیقت کو دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔

ہم لوگوں کا مقصد اس مرکز توحید میں بیٹھ کر محبت اور اخلاص کے ساتھ واحد خدا کی پرستش کا رائج کرنا اور اس کی محبت کو قائم کرنا ہوگا۔ ہم مذاہب سے منافرت اور تباغض کو دُور کرنے کے تحقیق کی سچی رُوح کو پیدا کرنے کی کوشش کرینگے اور اخلاق کی درستی اور ظلم کے مٹانے کی سعی کرینگے۔ آقا اور نوکر، گورے اور کالے، مشرقی اور مغربی کے درمیان تعلقات، اخلاص اور حقیقی مساوات جس میں جائز فوقیتوں کا تسلیم کرنا شامل ہوگا ہمارا مقصد ہوگا اور ہم اس موقع پر مسیحی دنیا سے بھی التجا کرتے ہیں کہ وہ اسلام کو تعصب کی نگاہ سے نہ دیکھے بلکہ اس کے عیب نکالنے کی بجائے اس کی خوبیوں کی جستجو کرے کیونکہ سچائی دوسرے کے عیوب نکالنے سے ظاہر نہیں ہوتی بلکہ اپنی فوقیت ثابت کرنے سے ظاہر ہوتی ہے۔

اَے بھائیو! دنیا شرک، بے دینی، خدا سے بے توجہی، ملکی تباغض، قومی تنافر اور جماعتی کشمکشوں کی جولان گاہ ہورہی ہے۔ پس ہر ایک جو خدا تعالیٰ سے محبت رکھتا ہے اس کا فرض ہے کہ وہ اپنی غفلت سے بیدار ہو اور خدا کے نام پر بنائے ہوئے گھروں کو بے دینی اور شقاق کا مرکز بنانے کی بجائے توحید اور اتحاد کا مرکز بنائے۔ آؤ ہم سب ملکر توحید کو جس پر سب کا اتفاق ہے قائم کریں۔ ہم لوگوں کے اندر یہ رُوح پیدا کریں کہ وہ تعصب سے آزاد ہوکر جو سب سے بڑا بت ہے، خدائے واحد کی دیانت داری سے جستجو کریں اور خواہ وہ کسی مذہب میں ہو اسے قبول کرلیں۔ ہم اس خدا کی طرف نہ جھکیں جو ہمارے دماغوں نے پیدا کیا ہے کیونکہ خواہ ہم اس کا نام کچھ رکھیں وہ ایک بُت ہے بلکہ اس خدا کی طرف جھکیں کہ جو سب دنیا کا خالق ہے جس کے جلوے دُنیا کے ہر ذرّے میں نظر آتے ہیں جو اپنی زندہ طاقتیں ہمیشہ اپنے مقدسوں کے ذریعہ سے ظاہر کرتا رہتا ہے اور پھر اس مشرق ومغرب کے خدا پر ایمان لاتے ہوئے یہ کوشش کریں کہ دنیا میں امن وامان قائم ہو۔ ایک ملک کے اندرونی نظام میں بھی اور مختلف ممالک کے درمیان بھی ہماری بڑائی اس میں نہ ہو کہ ہم اپنے مال اور طاقت کے ذریعہ سے لوگوں کو زیر کریں، نہ اس میں کہ ہم اپنے جتھے کے ذریعہ سے لوگوں کو ان کے حقوق سے محروم کرنے کی کوشش کریں بلکہ ہماری بڑائی کمزور پر رحم کرنے اور حقدار کو اس کا حق دینے میں ہی ہو۔

اَے خدا! تیرا جلال دنیا میں ظاہر ہو اور یہ مسجد تیرے نام کو پیدا کرنیکا ایک بڑا مرکز ہو آمین۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

میرزا محمود احمد، امام جماعت احمدیہ‘‘

(الفضل قادیان دارالامان 26 اکتوبر 26ء صفحہ 3)

مسلمانوں کی ناکام کوششیں

حضور رضی اللہ عنہ نے انگلستان کے اخبارات کی شان اور وسعت اشاعت کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا :

’’اسی قسم کے بڑے طبقے کے ایک نہیں کئی اخبارات میں شائع ہوا ہے کہ پندرہ سال سے مسلمان کوشش کر رہے تھے ، مسلمان حکومتیں ان کی تائید میں تھیں، دولتمند لوگ اس کے لئے تیار تھے مگر باوجود ان سب باتوں کے وہ کچھ نہ کرسکے اور کوئی مسجد وہاں کھڑی نہ کرسکے۔لیکن احمدی قوم نے جب اس کا کام بیڑا اُٹھایا تو کام کرلیا اور ایک مسجد وہاں کھڑی کردی۔ سلطان عبدالحمید ٹرکی کے سابق بادشاہ، ہندوستان کے رؤسا اور دوسری مسلمان سلطنتیں اور مسلمان امراء سب ہی اس کی تائید میں تھے کہ ضرور لنڈن میں ایک مسجد بنانی چاہئے مگر وہ باوجود ہر قسم کے سامان ہونے کے نہ بناسکے لیکن احمدیوں نے جب اس مسجد کا ارادہ کیا تو اسے کوئی دیر نہ لگی۔‘‘

(الفضل قادیان دارالامان 9 نومبر 1926)

آخر پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اِن الفاظ کیساتھ خاکسار مضمون کا اختتام کرتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں :

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے کہ اس مسجد کے حق کو پورا کرنے والے ہوں اور ہر مسجد کے حق کو پورا کرنے والے ہوں...... اور اپنی عبادتوں کے حق کو پورا کرنیوالے ہوں۔اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہنچانے کے حق کو پورا کرنے والے ہوں اور تبلیغ اسلام کا حق ادا کرنے والے ہوں اور حقیقی معنوں میں وہ مسلمان بن جائیں جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور اس زمانے میں آپ کے غلام صادق کو بھیجا تا کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا دور دوبارہ شروع ہو اور دنیا میں اسلام اور خدائے واحد کی حکومت قائم ہو اور آنحضرت ﷺ کا جھنڈا دنیا میں لہرائے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 18 اکتوبر 2024)

......☆......☆......☆......

فاتح ومنصور یورپ سے تجھے لائے خدا
شاد ہوں دیدار سے پھر دیدہ ہائے قادیاں

(بابو احمد علی صاحب احمدی)

روح ملت روشنئ چشمہائے قادیاں
پیشوائے قادیاں اور رہنمائے قادیاں

صدق دل سے ہے دعا یہ اس دل مہجور کی
نا خدا کشتی کا تیرے ہو خدائے قادیاں

جس طرف سے ہو گذر تیرے قدوم پاک کا
مست کرتی جائے لوگوں کو ہوائے قادیاں

امتیاز حق و باطل ساری دنیا دیکھ لے
سب صداؤں پر رہے غالب صدائے قادیاں

دیکھ لیں منکر بھی ہوتا شمس مغرب سے طلوع
مغربی مطلع پہ چھا جائے ضیائے قادیاں

فتنۂ دجال کی آتش کے شعلوں کو فرو
فضل ایزد سے کرے آب بقائے قادیاں

فاتح ومنصور یورپ سے تجھے لائے خدا
شاد ہوں دیدار سے پھر دیدہ ہائے قادیاں

پھر وہی تو ہے وہی اہل وفائے قادیاں
قادیاں تیرے لئے ہو تُو برائے قادیاں

(الفضل قادیان دارالامان 27 ستمبر 1924ء صفحہ اوّل)

ارشاد نبوی ﷺ

جو شخص ہدایت کی طرف بلائے اس کو ہدایت پر چلنے والوں کا بھی ثواب ملے گا اور چلنے والوں کا ثواب کچھ کم نہ ہوگا۔

(صحیح مسلم، کتاب العلم)

طالب دعا : شیخ صادق علی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ تالبر کوٹ، صوبہ اڈیشہ)

ہو فیصلے کی جنگ یہ شہ کا خیال ہے
میدان معرکہ کی سبھی دیکھ بھال ہے

(حکیم مرزا اللہ یار صاحب، جوگی، قومی شاعر)

دنیا میں جا چکے ہیں سپاہی حضور کے
جانیں لڑا چکے ہیں سپاہی حضور کے
ہیبت بٹھا چکے ہیں سپاہی حضور کے
لشکر بھگا چکے ہیں سپاہی حضور کے
ہو فیصلے کی جنگ یہ شہ کا خیال ہے
میدان معرکہ کی سبھی دیکھ بھال ہے

کتنے ہی ہم رکاب ہیں جرنیل دین کے
اصحاب یہ محلکے ہیں فتح مبین کے
چونکہ یہ مست ہیں مئے حق الیقین کے
کر کے دکھا دیں ایک خداوند تین کے
تثلیث تین تیرہ ہے یاروں کے سامنے
بالکل صلیب کھوکھلی کر دی امام نے

جس رن میں جا گھسیں تو یہ نکلیں ظفر کیساتھ
کسر صلیب کر دیں یہ ترچھی نظر کے ساتھ
مسجد بنا دیں جارج و قیصر کے گھر کے ساتھ
سرمن سے چھید دیں یہ کلیجا جگر کے ساتھ
جلسے میں سامعیں مجمیں نظر پڑیں
سب اہل دل خطیب کے بس میں نظر پڑیں

لنڈن میں آفتاب رسالت اب آتا ہے
بارش سے پہلے قاعدہ ہے ابر چھاتا ہے
ہر پادری کا خوف سے دل بیٹھا جاتا ہے
روما میں سن کے پوپ خبر تھرتھراتا ہے
دانا اگر ہے عقل و دیانت سے کام لے
لنڈن میں آ کے سر پہ قدوم امام لے

ورنہ سمجھ لے خوب کہ شامت اب آگئی
تھے جسکے منتظر وہ قیامت اب آگئی
دجال دجل چھوڑ ہلاکت اب آگئی
سر پہ تباہ ہونے کی ساعت اب آگئی
یورپ! بس اب قریب ہے وحدت کا راج ہو
ختم الرسل جناب رسالت کا راج ہو

آباد شاد اور سلامت رہو ہمیش
فرمانروائے ملک ولایت رہو ہمیش
پہنے ہوئے یہ تاج امامت رہو ہمیش
زی بندۂ سر یر خلافت رہو ہمیش
ہر ایک بزم و رزم میں اللہ یار ہو
جوگی ہلال احمدیت آشکار ہو

(الفضل قادیان دارالامان 5 اگست 1924ء صفحہ 2)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

جو لوگ قرآن کو عزّت دیں گے وہ آسمان پر عزّت پائیں گے

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ اروِل (بہار)

M.F. STEELS & ALUMINIUM

Deals in All types of
Aluminium chennels,
Section & Steels, Pipes,
Tubes, ACP, Sheet etc.

Sk. Muneer Ahmed
7008220172 9437147910
ahmedmuneersk@gmail.com

طالب دعا : شیخ منیر احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

حضرت مصلح موعودؓ کے پہلے دورہ یورپ 1924ء کے برکات وثمرات

(مکرم محمد عارف ربانی صاحب مبلغ سلسلہ نشرو اشاعت قادیان)

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت پر متمکن ہوتے ہی سب سے زیادہ اسی نیک مقصد کی طرف توجہ دی اور جماعت میں تبلیغ واشاعت کی ایک نئی روح پھونک دی۔ اشاعت اسلام کے لئے دعائیں، جلسے، مناظرے، مباحثے، تقاریر، چیلنج، مقابلے اور دورے واسفار غرض آپؓ کے عہد خلافت میں ہر طریق سے یہ مہم کامیابی کے ساتھ رواں دواں تھی۔ خدا تعالیٰ کی تائید ونصرت کے عجیب کرشمے اور جلوے قدم قدم پر نظر آرہے تھے۔ اسی تسلسل میں خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل وتصرف سے مشہور ویمبلے کانفرنس کے منتظمین کے دلوں میں ڈالا کہ وہ حضور کی خدمت میں درخواست کریں کہ حضور اس کانفرنس میں بنفس نفیس شامل ہوکر خطاب فرمائیں۔ یہ ایک خدائی تصرف وانتظام تھا کہ آپ تبلیغ اسلام کی مہم کو بین الاقوامی سطح پر پھیلا کر مامور وقت کے ساتھ نازل ہونے والی برکات وانوار کو وسیع سے وسیع تر کرسکیں۔ چنانچہ 1924 کا سال سلسلہ احمدیہ کی تاریخ میں تبلیغی نقطہ نگاہ سے ایک نہایت ہی بابرکت اور انقلاب انگیز سال کہلانے کا مستحق ہے کیونکہ اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے یورپ کا پہلا سفر فرمایا۔ جس کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ ایک نئے اور بابرکت دور میں داخل ہوگئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 14 مئی 1924ء کو اس دورہ کا پس منظر، اغراض ومقاصد اور برکات بیان کرتے ہوئے، احباب جماعت کے نام اپنے مکتوب میں فرمایا:

”آپ لوگوں کو شاید معلوم ہوگا کہ ولایت میں دو سال سے ایک تجارتی نمائش کی تیاریاں ہورہی تھیں جس میں انگریزی حکومت کے تمام علاقوں کی ہر قسم کی پیداوار اور صنعت کی چیزیں رکھی جائیں گی۔ یہ نمائش اب کھل گئی ہے اور ایسے بڑے پیمانے پر ہے کہ اندازہ کیا جاتا ہے کہ تجارت کی ترقی کو مدنظر رکھ کر اور ملکوں کے باہمی تعلقات کو مضبوط کرنے کے لئے دو کروڑ آدمی کے قریب اس کو دیکھنے آئیگا۔ غرض ان دنوں میں دنیا کے ہر گوشے کے تعلیم یافتہ آدمی انگلستان میں جمع ہوں گے اور گویا تمام دنیا چھوٹے پیمانے پر اس جگہ جمع ہوجائے گی۔ چینی، جاپانی، امریکن، روسی، فرانسیسی، جرمن، ترک، عرب، مصری، ایرانی، افغانی، ہندوستانی اور دوسری چھوٹی بڑی قوموں کے تعلیم یافتہ اور سمجھدار طبقہ کے لوگ وہاں جمع ہوں گے اور چھ ماہ تک ایسا ہی جمگھٹا وہاں رہے گا۔

اس اجتماع سے فائدہ اٹھا کر انگلستان کے مذہبی مذاق کے لوگوں نے تجویز کی ہے کہ ستمبر کے آخر اور اکتوبر کے شروع میں وہاں ایک مذہبی جلسہ کیا جائے۔ جس میں ہر مذہب کے لوگ اپنے اپنے مذہب کی حقیقت کو کھول کر بیان کریں اور ساری دنیا کو ان کے اصل عقیدہ اور غرض کا علم ہوجائے۔ اس انجمن نے اپنے جلسہ میں تقریر پڑھنے کو مجھے بھی دعوت دی ہے اور درخواست کی ہے کہ میں خود وہاں جاکر اپنے سلسلہ کے متعلق ان کو علم اور واقفیت بہم پہنچاؤں۔ ایسے عظیم الشان موقع سے تبلیغ کا فائدہ اٹھانا تو ہمارا فرض ہے کیوں کہ ایسا موقع کہ اس کثرت سے ساری دنیا کے ملکوں کے اعلیٰ طبقوں کے لوگ جمع ہوں اور گویا ساری دنیا ایک ہی وقت میں اکٹھی ہوجائے، روز بروز نہیں ملتا اس نمائش کی نسبت خیال کیا جاتا ہے کہ سو سال تک ایسی بڑی نمائش پھر انگریزوں کے لئے کرنی مشکل ہوگی۔ اس وقت گویا انگلستان میں بیٹھ کر ہم ساری دنیا کو خدا کا پیغام پہنچا سکتے ہیں اور کروڑوں آدمیوں کو سلسلہ کی حقیقت سے واقف کرسکتے ہیں اور دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں رہ سکتا جو اس ذریعہ سے سلسلہ سے واقف نہ ہوجائے۔

(تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 423، 424)

حضورؓ نے دورہ یورپ کے تعلق سے احباب جماعت سے مشورہ کیا اور استخارے بھی کروائے اور مشیت الٰہی کے تحت آپؓ نے یہ بابرکت سفر اختیار فرمایا۔

(تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 427)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی طرف مزید توجہ فرمائی تو آپ پر یہ حقیقت بالکل منکشف ہوگئی کہ قرآن مجید میں ذوالقرنین (مسیح موعود) یا اس کے نائب کے سفر یورپ کی اور حدیث شریف میں سفر دمشق کی واضح پیشگوئیاں موجود ہیں۔ ذوالقرنین کے سفر سے متعلق واقعہ پر مزید غور کرتے ہوئے حضور نے معلوم کیا کہ یہ سفر (بنیادی اغراض کے اعتبار سے) تبلیغ کے لئے نہیں بلکہ مغربی ممالک میں اسلامی انقلاب کی تبلیغی سکیم تیار کرنے کے لئے کیا جائے گا۔ اسی سلسلہ میں حضرت مسیح موعود کا یہ رویا بھی آپ کے سامنے آیا کہ ”میں نے دیکھا کہ میں شہر لندن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کررہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رنگ سفید تھے۔“

(تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 427)

اس کے علاوہ خود حضور کو ایک عرصہ قبل رؤیا میں سفر یورپ کا نظارہ دکھایا جاچکا تھا۔ چنانچہ ایک رؤیا میں آپ نے دیکھا۔ آپ لنڈن میں ہیں اور ایک جلسہ میں آپ شامل ہیں۔ مسٹر لائڈ جارج (سابق برطانوی وزیر اعظم) اس جلسہ میں تقریر کررہے ہیں کہ یکدم ان کی حالت بدل گئی اور انہوں نے دہشت زدہ ہوکر کہا کہ مجھے ابھی خبر آئی ہے کہ ”مرزا محمود امام جماعت احمدیہ کی فوجیں عیسائی لشکر کو دباتی چلی آتی ہیں اور مسیحی لشکر شکست کھا رہا ہے۔“

دوسری رؤیاء میں (جو کانفرنس کی تحریک سے دو تین ماہ پہلے کی تھی) آپ نے دیکھا کہ ”میں انگلستان کے ساحل سمندر پر کھڑا ہوں جس طرح کہ کوئی شخص تازہ وارد ہوتا ہے اور میرا لباس جنگی ہے میں ایک جرنیل کی حیثیت میں ہوں ...... اس وقت میں یہ خیال کرتا ہوں کہ کوئی جنگ ہوئی ہے اور اس میں مجھے فتح ہوئی ہے اور میں اس کے بعد میدان کو ایک مدبر جرنیل کی طرح اس نظر سے دیکھ رہا ہوں کہ اب مجھے اس فتح سے زیادہ سے زیادہ فائدہ کس طرح حاصل کرنا چاہئے ...... اتنے میں ایک آواز آئی ولیم دی کنکرر (William the coqueror) یعنی ولیم (اولوالعزم) فاتح۔

ان امور پر غور وفکر اور مسلسل دعاؤں اور استخاروں کے بعد حضور نے ویمبلے کانفرنس کی دعوت کو ایک الٰہی تحریک سمجھا اور باوجود یہ کہ اتنے لمبے سفر پر جانے کے رستہ میں آپ کے لئے ذاتی طور پر بہت سے مشکلات حائل تھیں اور اس بوجھ کا اٹھانا آپ کے لئے بہت مشکل تھا، حضور نے اپنے فرائض دینی کو مقدم رکھتے ہوئے پورے انشراح صدر سے سفر یورپ پر جانے کا فیصلہ فرما لیا۔ اور روانگی کی تاریخ 12 جولائی 1924ء معین فرمادی۔

حضور نے 24 جون 1924ء کو اپنے فیصلے کی اطلاع دیتے ہوئے اعلان فرمایا کہ

”ہماری جماعت کا کام ساری دنیا میں تبلیغ اسلام کرنا ہے اور چونکہ ساری دنیا کو اسلام کے حلقہ میں لانا ہمارا فرض ہے اس لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے متعلق ہم ایک مکمل نظام تجویز کریں...... اس نظام کے مقرر کرنے کے لئے ضروری ہے کہ خلیفہ مغربی ممالک کی حالت کو وہاں جاکر دیکھے...... پس مغربی ممالک میں تبلیغ کے کام کو اگر ہم نے جاری رکھنا ہے اور اگر اس پر جو روپیہ خرچ ہوتا ہے اس کی خدا تعالیٰ کو جوابدہی سے عہدہ برآ ہونا ہے تو ضروری ہے کہ خود خلیفہ وقت ان علاقوں میں جاکر ان کی مشکلات کو دیکھے اور وہاں کے ہر طبقہ کے لوگوں سے مشورہ کرکے ایک سکیم تجویز کرے...... پس ان ضروریات کو مدنظر رکھ کر میں نے فیصلہ کیا ہے کہ مذہبی کانفرنس کی تحریک کو ایک خدا کی تحریک سمجھ کر اس وقت باوجود مشکلات کے اس سفر کو اختیار کروں۔ مذہبی کانفرنس میں شمولیت کی غرض سے نہیں بلکہ مغربی ممالک کی تبلیغ کے لئے ایک مستقل سکیم تجویز کرنے اور وہاں کے تفصیلی حالات سے واقف ہونے کیلئے کیونکہ وہ ممالک ہی اسلام کے راستہ میں ایک دیوار ہیں جس دیوار کا توڑنا ہمارا مقدم فرض ہے“

(تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 427، 428)

اس دورہ کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی

عظیم الشان برکات وثمرات میں سے چند ایک کا مختصر بیان درج ذیل ہے۔

1۔ ویمبلے کانفرنس کے لئے مضمون ’’احمدیت یعنی حقیقی اسلام‘‘ کی تصنیف

حضورؓ نے اس کانفرنس کیلئے ’’احمدیت یعنی حقیقی اسلام‘‘ کے عنوان سے مضمون لکھنا شروع فرمایا جو حضور کی شبانہ روز محنت وجدوجہد کے بعد محض روح القدس کی تائید سے مکمل ہوا۔ مگر مضمون چونکہ کافی لمبا ہو گیا تھا اس لئے حضور نے یہ فیصلہ فرمایا کہ اس مضمون کے مطالب کا خلاصہ کر کے ایک نیا مضمون لکھنا چاہئے۔ چنانچہ 9؍جولائی 1924ء کو یہ نیا مضمون جو ’’سلسلہ احمدیہ‘‘ (Ahmadiyya Movement) کے عنوان سے تھا پایہ تکمیل کو پہنچا اور پھر اسی کا خلاصہ حضور کے ارشاد پر حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے 23 ستمبر 1924 کو حضور کی طرف سے اس کانفرنس میں پڑھا۔ حضورؓ بھی اپنے تمام رفقاء کے ساتھ اسی مجلس میں موجود تھے۔ یہ مضمون انتہائی دلچسپی سے سنا گیا اور سارے مضمونوں سے زیادہ پسند کیا گیا۔ جیسا کہ ذکر کیا گیا اس کانفرنس میں تمام مذاہب کے وکلاء شریک تھے یعنی عیسائی، یہودی، بدھ، ہندو، سکھ اور غیر احمدی مسلمان سبھی نے شرکت کی تھی مگر حضرت خلیفۃ المسیح کا مضمون سب سے نمایاں رہا۔ اور یہ بات تو برملا تسلیم کی گئی کہ کانفرنس کی کامیابی میں سب سے بڑا دخل حضرت خلیفۃ المسیح اور آپ کی جماعت کا ہے۔

(تمہید رپورٹ کانفرنس مذاہب مطبوعہ لندن 1925ء بحوالہ سلسلہ احمدیہ جلد صفحہ 369)

’’احمدیت یعنی حقیقی اسلام‘‘ گو چند دنوں میں تصنیف ہوئی مگر اس میں حضور نے خدا کے فضل سے احمدیت کے نقطہ نگاہ سے اسلام کی دلکش اور جامع تصویر رکھی اور مکمل نقشہ مغربی دنیا کے سامنے کھینچ دیا اور اللہ تعالیٰ سے تعلق کے متعلق اسلامی نظریہ پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے پہلے یہ بتایا کہ اسلام ہی وہ مذہب ہے جس کے ذریعہ سے علیم خدا کی معرفت حاصل ہو سکتی ہے اور یہی وہ مذہب ہے جس کے ذریعہ سے انسان خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کر سکتا ہے۔ پھر حضور نے اسلام کے نظام اخلاق، نظام تمدن اور نظام ملکی پر قلم اٹھانے کے بعد یہ عظیم الشان انکشاف فرمایا کہ قرآن مجید نے آج سے چودہ سو سال پہلے جبکہ لیگ آف نیشنز کا کوئی خیال بھی نہیں پایا جاتا تھا، بین الاقوامی سطح پر ایک اسلامی جمعیۃ الاقوام کا خاکہ پیش کر رکھا ہے اور جب تک اس کے مطابق لیگ کی تشکیل نہیں ہو گی، دنیا میں کبھی امن قائم نہیں ہو سکتا۔ حضور کی یہ پیشگوئی کس طرح آج تک حرف بحرف پوری ہو رہی ہے اس پر کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔

(تاریخ احمدیت جلد نمبر 4 صفحہ 429، 430)

اصل مفصل مضمون جو آپ نے قادیان میں تیار کیا تھا وہ بھی ’’احمدیت یعنی حقیقی اسلام‘‘ کے نام سے کتابی صورت میں چھپ چکا ہے اور یہ ایک ایسی نادر تصنیف ہے کہ جس کی قدر وقیمت کا اندازہ صرف دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ اس میں احمدی نقطہ نگاہ سے اسلام کی ایسی دلکش اور نادر تصویر کھینچی گئی ہے کہ کوئی غیر مسلم اسے پڑھ کر اسلام کی خوبیوں کا قائل ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یقیناً یہ کتاب سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر میں ایک نہایت ممتاز درجہ رکھتی ہے اور تبلیغ اسلام اور تبلیغ احمدیت کے لئے از حد مفید ہے۔

اس مضمون کے فوری اثرات اور برکات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت بھائی عبد الرحمن قادیانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

’’حضور کے مضمون کے متعلق دلچسپی کا سلسلہ ایسا وسیع ہو گیا ہے اور خدا کے فضل نے لوگوں کے دلوں پر ایسا تصرف کیا ہے کہ میں اس کی رپورٹ مفصل کی مجمل بھی عرض نہیں کر سکتا۔ جہاں حضرت اقدس جاتے ہیں لوگ گرد جمع ہو جاتے ہیں اور تعریف وتوصیف کے پل باندھ دیتے ہیں حتّٰی کہ اب بکثرت لوگ ہمارا لٹریچر خرید کر دن رات مطالعہ کرنے لگے ہیں اور پھر حاضر ہوتے ہیں۔ کل جب کہ حضرت اقدس حافظ صاحب کے لیکچر کے لئے ہال میں تشریف لے گئے لیکچر سے فارغ ہو کر ویلز کا ایک پروفیسر حضور کی خدمت میں نہایت ادب سے بڑھا۔ مصافحہ کیا مگر حال یہ تھا کہ محبت اور رعب سے اس کے ہاتھ کانپتے تھے اور زبان سے لفظ نہ نکل سکتے تھے۔ بڑی کوشش اور محنت سے اس نے ہوش سنبھال کر باتیں کیں اور بتایا کہ میں پرسوں آپ کی کتاب ’’احمدیت‘‘ لے گیا تھا رات کو بھی اور دن میں بھی میں نے پڑھی۔ میں اس کو نہایت ہی عجیب ولطیف مضامین کا مجموعہ اور مدلّل بیان پر مشتمل پایا۔ میں نے اس سے قبل اپنی عمر میں ایسا لٹریچر کسی مذہب کے متعلق نہیں دیکھا وغیرہ۔ دیر تک اخلاص ومحبت سے باتیں کرتا رہا اور اپنے ایک ساتھی کو بھی حضرت کے حضور پیش کیا۔ اس کو حالات سنائے اور گویا ہمارا ایک مبلغ بن کر اس کو تبلیغ کی اور اس سے وعدہ لیا کہ وہ بھی سلسلہ کی کتابیں پڑھے گا ...... الغرض خدا تعالیٰ کے فضل نے ایسی صورتیں پیدا کر دی ہیں کہ حضور کا اس ملک میں آنا نہایت ہی مفید اور بابرکت ہو رہا ہے۔ خوف تھا اور سچا تھا کہ ابھی اس ملک میں ہمارے سلسلہ کی کوئی عظمت اور خصوصیت قائم نہیں ہوئی حضور کا یہاں تشریف لانا شاید قبل از وقت ہو مگر خدا نے وہ کچھ دکھایا کہ ’’کم ایسا دکھا سکتا کوئی خواب‘‘ مشہور اور بہت آگے نکلے ہوئے لوگ بھی خدا تعالیٰ نے پیچھے ڈال دیئے ہیں۔ **ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء** اور یہ وہی فضل ہے جو ہمارے آقا کے لئے ازل سے مقدر اور حضور کی ذات سے وابستہ وپیوستہ تھا۔

(دورہ یورپ صفحہ 296، 297)

2۔ سلسلہ احمدیہ کی شہرت، بین الاقوامی اشاعت وتبلیغ اور مختلف اقوام کا برکت پانا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض رؤیا وکشوف اور خاص طور پر پیشگوئی مصلح موعود میں بین الاقوامی اشاعت وتبلیغ اور قوموں کے برکت پانے کا جو ذکر تھا وہ بھی اس عظیم الشان سفر کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔ افراد جماعت اور بعض غیر از جماعت لوگوں نے بھی یہ نظارے دیکھے کہ یہ سفر کئی لحاظ سے پرانی پیش خبریوں کو پورا کرنے والا اور بابرکت ہو گا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو بھی اس سفر کے نتیجہ میں فتح وظفر کے حصول کی بشارت ملی جسے بیان کرتے ہوئے حضور ارشاد فرماتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ نے مجھے پہلے ہی بشارت دی تھی کہ میرے ولایت جانے سے اسلام کی فتوحات شروع ہونگی ...... میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ جماعت یہ خیال نہ کرے کہ میرے وہاں جاتے ہی احمدی ہونا شروع ہو جائیں گے، میں تو وہاں تبلیغ کے لئے حالات دیکھنے جاتا ہوں۔ پھر بعد کے حالات سے معلوم ہوا کہ میرے وہاں جانے میں اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت تھی کہ وہ فتوحات جو میرے وہاں جانے کے نتیجہ میں اب شروع ہوئی ہیں وہ کسی اور شخص کی طرف منسوب نہ ہوں اور اسلام پر کسی خاص شخص کا احسان نہ ہو بلکہ براہ راست حضرت مسیح موعودؑ کی طرف منسوب ہوں۔ پھر میں کہتا ہوں کہ جب نبی بھی کوئی ایسا نہیں گزرا جس نے ایک دن میں فتح حاصل کی ہو تو ایک خلیفہ کو کس طرح ایک دن میں فتوحات مل سکتی ہیں، لیکن اب تو اللہ کے فضل سے سلسلہ ایسی ترقی کر رہا ہے کہ ایک انگریز لکھتا ہے کہ اس سلسلہ کی ترقی کی نظیر پچھلی صدیوں کے کسی سلسلہ میں نظر نہیں آتی۔‘‘

(تقریر جلسہ سالانہ 27؍دسمبر 1926ء، الفضل 14 جنوری 1927ء، بحوالہ سوانح فضل عمر جلد 3 صفحہ 58)

پھر حضورؓ فرماتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ نے جس رنگ میں اس سفر کو برکت دی اور سلسلہ احمدیہ کی شہرت دوام کا موجب بنایا اور اس کے ذریعہ سے دنیا کے گوشہ گوشہ میں اس کا نام بلند کیا اور ہزاروں قلوب میں سلسلہ کی ہیبت اور عظمت کو قائم کیا وہ محتاج بیان نہیں سب احباب اس سے واقف ہیں۔ یہ شہرت قادیان بیٹھے ہوئے دس پندرہ سال میں لاکھوں روپیہ خرچ کر کے نہیں ہو سکتی تھی مگر یہ جو کچھ تھا ایک بیج تھا۔ تیرہ سو سال کی پیشگوئیاں صرف اسی قدر شہرت کا سامان پیدا کر کے ختم نہیں ہو سکتیں اس سفر کا نتیجہ موجودہ نتیجہ سے بہت زیادہ اہم انشاء اللہ نکلے گا۔‘‘

(من انصاری الی اللہ، انوار العلوم جلد 9 صفحہ 32-33)

پھر ایک اور موقع پر اس دورہ کے نتیجہ میں سلسلہ احمدیہ کی شہرت تبلیغ و اشاعت کا ذکر کرتے ہوئے حضورؓ نے فرمایا:

’’ہماری آمد کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے ایسے غیر معمولی سامان پیدا کر دیئے ہیں کہ جماعت جس کو یہاں کوئی جانتا بھی نہ تھا سوائے معدودے چند واقف کاروں کے، اس کو اب کتنی شہرت اور عظمت حاصل ہو گئی ہے کہ غیر لوگ بھی کہنے لگے ہیں کہ آجکل جہاں جائیں احمدیت ہی احمدیت کا ذکر ہوتا ہے۔ جہاں

دیکھو اور پڑھو گفتگو کا یہی ٹاپک اور مجالس میں اسی کا چرچا ہوتا ہے حتّٰی کہ لوگ اس کانفرنس کو بھی احمدیہ کانفرنس کہنے لگے ہیں۔ مولوی نعمت اللہ خان کی شہادت کا واقعہ بھی اس شہرت کا بڑا ذریعہ ہوا ہے مگر ہمارا آنا اور مولوی نعمت اللہ خان کا شہید ہونا ان دونوں واقعات کو جمع کس نے کیا؟ ان باتوں میں غور کرنے والے اور فکر کرنے والے خدائی مشیت اور الٰہی ارادہ کو سمجھ سکتے ہیں اور عرفان کا مقام ان کے قریب ہوسکتا ہے۔ اگر ہم آئے ہوتے اور یہ واقعہ نہ ہوتا اور اگر ہم نہ آئے ہوتے اور یہ واقع ہوجاتا، پس یہ بھی تو خدا ہی کا کام ہے کہ اس نے ایسے سامان جمع کر دیئے ہیں جن سے ہمارے سلسلہ کی شہرت ہوگئی۔ یہ تو سونے پر سہاگے والا کام ہو گیا۔ آخر اس سے پہلے بھی تو دو شہادتیں ہیں جو بعض حالات میں اس سے بہت زیادہ اہم تھیں مگر ان سے ہماری ترقی یا شہرت پر کیا اثر ہوا تھا؟ الغرض ہمارے اس سفر کے اغراض میں سے ایک حصہ جو ظاہر کے ساتھ تعلق رکھتا تھا خدا کے فضل سے پورا ہو چکا ہے باقی پورا ہونے کی بھی ہمیں پوری امید اور پختہ یقین ہے اور کہ خدا کی پوشیدہ تقدیر ضرور اب ظاہر ہوکر رہے گی۔''

(دورہ یورپ صفحہ 305 تا 307
خلاصہ درخلاصہ خطبہ جمعہ، از عبدالرحمن قادیانی)

3۔ تیسری بڑی برکت اہل یورپ کی توجہ کا احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی طرف پھر جانا

جہلم سے مولوی برہان الدین صاحب کے ایڈریس کے جواب میں حضورؓ نے بمقام ممبئی دورۂ یورپ کی عظیم الشان برکات، ثمرات اور کامیابیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا؛

''تعریف اور شکریہ کی مستحق درحقیقت ذات پاک باری تعالیٰ ہے کیونکہ ہر قسم کے فیوض و برکات اسی کی طرف سے آئے اور آتے ہیں اور وہی مبدأ انوار اور سرچشمۂ خیر وبرکت ہے۔ پس اصل شکریہ تو اسی ذات کا کرنا چاہئے۔ باقی جن ممالک میں ہم گئے ہیں وہاں کے لوگ حاکم قوم ہونے کی وجہ سے ایک قسم کے تکبر اور غرور میں ہیں۔ انگلستان کے علاوہ دوسری قومیں بھی ہندوستانیوں کو ذلیل و حقیر سمجھتی ہیں۔ ان حالات میں اپنی رعیت کے ایک فرد کی آواز پر توجہ کرنا واقعی حیران کن تھا مگر یہ جو کچھ ہوا محض خدا کے فضل کا نتیجہ تھا۔ دوسرے وہ اپنے علم سائنس اور تمدن کو اس قدر ترقی یافتہ اور بڑھا ہوا خیال کرتے ہیں کہ وہ تمام دنیا کو ہیچ سمجھتے ہیں۔ مذہب کے نام سے تو انہیں جو کچھ کہو وہ سن لیں گے مگر ان کے تمدن کے خلاف کوئی بات کہو تو ان کی آنکھیں چمک اٹھیں گی اور چہرے متغیر ہو جائیں گے اور وہ کہیں گے کہ سینکڑوں سال کے تجربہ اور محنت و کوشش سے ہم نے ایسی باتیں نکالی ہیں ان کے خلاف بھی بھلا کوئی کچھ کہنے کا حق رکھ سکتا ہے؟ ایسے آدمی کو پاگل اور جاہل خیال کرنے لگ جاتے ہیں مگر اسلام چونکہ وسیع علوم پر مشتمل اور کامل قانون ہے اور اس کو ہر حصہ انسانی زندگی میں دخل دینا پڑتا ہے اس وجہ سے ہمیں ایسی باتیں بھی کہنی پڑتی ہیں جو ان لوگوں کے تمدن کے خلاف ہیں مگر ان باتوں پر وہ چمک اٹھتے ہیں......غرض جو بات ان کے تمدن کے خلاف ہو اس کا سننا بھی برداشت نہیں کرسکتے مگر ہم نے خدا کے فضل سے ان باتوں کو پیش کیا اور ایسے رنگ میں پیش کیا کہ ان لوگوں نے گردنیں ڈال دیں اور اقرار کیا کہ اب ہم نے علمی رنگ میں سمجھ لیا ہے کہ جو آپ کہتے ہیں وہ ٹھیک ہے مگر ابھی ہم لوگ ملک کے رسوم کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ایک عورت لیکچر سن کر آئی کہ مجھے مومن بناؤ مگر ہم نے انکار کیا اور کہا کہ ابھی کتابیں پڑھو اور زیادہ غور کرلو۔ بعض نے اخبارات میں ذکر پڑھ کر ہی اسلام پر آمادگی کا اظہار کیا مگر ہماری طرف سے ایسے لوگوں کو یہی جواب دیا جاتا رہا کہ ابھی تحقیق کرو۔ ہم لوگ ایسے مومن چاہتے ہیں جو عملی مومن ہوں صرف نام جس کے ساتھ کوئی حقیقت نہیں ہمارے کام کا نہیں۔ اکثر لوگ ہمارے گھر آتے تھے۔ ہماری مجالس میں آتے تھے۔ ان کو کون لاتا تھا صرف خدا لاتا تھا۔ خدا نے ایک جذب پیدا کر دیا تھا......ان کے دلوں پر اثر ہوا اور اسلام کے شیدائی ہوگئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک بند تھا جس کو خدا نے ہمارے وہاں جانے پر توڑا اور اٹھا دیا اور ایک ہوا چلادی کہ لوگ کھچے چلے آتے تھے۔ پس یہ جو کچھ ہوا اللہ کے فضل سے ہوا کہ ہر طبقہ کے لوگ آئے، ملے اور غور وفکر کرنے کی طرف مائل ہوئے۔ ہمارے نوجوانوں کی بات عزت اور محبت سے سنی اور اس وقت انگلستان میں ہزاروں ایسے آدمی ہیں کہ اگرچہ ہر بات میں ہمارے خلاف ہیں مگر وہ ہماری باتیں سنتے ہیں اور سننے کے لئے تیار ہو گئے ہیں کیونکہ وہ جان گئے ہیں کہ یہ قوم بڑھنے والی ہے۔ اس بات کا پیدا ہو جانا کوئی چھوٹی بات نہیں۔ درحقیقت یہی اصل اور پہلی سیڑھی ہے ترقی کی کہ خدا نے دنیا کی توجہ کو ہماری طرف پھیر دیا اور ان کے دل میں ڈال دیا کہ وہ سوچیں اور غور کریں۔ ایک کالج کے پریذیڈنٹ اور سکریٹری آئے انہوں نے سوال کیا کہ آپ کو اس سفر میں کونسی کامیابی ہوئی؟ میں نے ان سے کہا کہ دیکھو توجہ کا پیدا کر دینا انسان کے اختیار میں نہیں بلکہ یہ خدائی فعل ہے کہ لوگ کسی امر کی طرف متوجہ ہوں اور ان کے دل اس طرف پھر جائیں کہ یہ لوگ ایسے ہیں کہ ان کی بات کو سنیں گے تو قبول کرنے کی بھی توفیق مل جائے گی۔ ہماری تصاویر اور فوٹو دیکھ کر اخبارات میں مضامین پڑھنے کی وجہ سے اب لنڈن کا بچہ بچہ ہمیں جان گیا ہے اور سلسلہ کا ایسا انٹروڈیوس ہو گیا ہے کہ اب کوئی بارہ سالہ بچہ بھی ہمارا انگلستان میں تبلیغ کو چلا جائے تو لوگ اس کی سن لیں گے اور یہ نہ کہیں گے کہ یہ کوئی پاگل آدمی ہے کیونکہ وہ جان چکے ہیں یہ سلسلہ حق وحکمت اور شوکت وعظمت والا ہے اور اس لائق ہے کہ اس کی طرف دھیان دے کر سوچا اور فکر کیا جائے اور یہ کوئی چھوٹی بات نہیں جو خدا نے ہمارے واسطے پیدا کر دی ہے۔ میری ان باتوں سے وہ دونوں بولے کہ'' واقعی یہ بینظیر کامیابی ہے''

غرض یہ خدائی فعل ہے اور اس کی پیشگوئیوں کے ماتحت ہوا۔ دس آدمی، بیس آدمی پچاس آدمی بلکہ سو آدمی بھی مان لیں تو وہ محدود ہی ہیں مگر ایک لاکھ یا کروڑ کی توجہ پیدا ہوجائے تو بات بہت بڑی کامیابی کی ہے اور ترقی کی علامت ہے۔ صرف نام کے مومن پچاس کیا پچاس کروڑ بھی پیدا ہوں تو کس کام کے ہیں؟ اب اللہ تعالیٰ نے ہمارے واسطے میدان پیدا کر دیا ہے۔ ہمارا یہ سفر بھی جہلم کے سفر کی طرح خدا کی رحمت اور فضل کے ذریعہ سے ہوا اور کامیابی بھی فضلوں سے ہوئی ہے۔ جس طرح حضرت مسیح موعودؑ کے سفر جہلم میں خدا نے خاص مصلحت سے سفر کے سامان کئے اور کامیابیاں عطا فرمائیں بعینہ اسی طرح اس سفر کے سامان ہوئے اور نتیجہ میں خدا نے ایک رَو پیدا کر دی ہے۔

(دورہ یورپ صفحہ 489 تا 491)

4۔ الٰہی پیش خبریوں کا پورا ہونا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات وکشوف مثلاً ''مَیں تجھے زمین کے کناروں تک عزّت کے ساتھ شہرت دوں گا'' یَدْعُوْنَ لَکَ اَبْدَالُ الشَّامِ وَ عِبَادُ اللّٰہِ مِنَ الْعَرَبِ اور لندن شہر میں سفید رنگ کے پرندے پکڑنا، وغیرہ خود منزل کا راستہ متعین کیے ہوئے تھے بس ان پر سفر شروع کرنے کی دیر تھی چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے آغاز خلافت میں ان منزلوں کی طرف سفر شروع کردیا۔

5۔ پانچویں برکت مقبول دعاؤں کی توفیق ملنا

حضورؓ اس سفر یورپ سے قبل اس دورہ کی کامیابی، برکات اور نیک ثمرات کے لئے دعائیں فرماتے اور احباب جماعت کو بھی بار بار اس کی تحریک فرماتے نیز آپ نے اس سفر کے لئے خود بھی اور بعض احباب جماعت سے استخارے بھی کروائے۔ اسی طرح دوران سفر بھی لحہ بہ لحہ اور قدم بقدم آپ نے اپنے رفقاء سفر اور احباب جماعت کے ساتھ حدیث نبوی ﷺ کہ تین دعائیں قبول کی جاتی ہیں، ان کی قبولیت میں کوئی شک نہیں؛ مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا اور باپ کی اپنے بچے کے لئے کی جانے والی دعا" کے مطابق مقبول دعاؤں کی توفیق پائی۔ جس کے نتیجہ میں نہ صرف اس دورہ میں اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی اور توقعات سے بڑھ کر کامیابیاں عطا فرمائیں بلکہ آئندہ کے لئے بھی وہ مقبول دعائیں سلسلہ کی عظیم الشان ترقیات کا پیش خیمہ ثابت ہوئیں۔

چنانچہ حضور رضی اللہ عنہ نے احباب جماعت کو دعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے ایک موقع پر فرمایا:

''میں نے جو انتظام کیا ہے، نہایت دیانتداری سے کیا ہے اور آپ لوگوں سے امید ہے کہ آپ اس کو کامیاب بنانے میں ہر طرح مدد دیں گے اور دعاؤں سے ہماری مدد کریں گے کہ خدا تعالیٰ ہر قسم کے شرور سے محفوظ رکھ کے اس سفر کو کامیاب بنائے، جس کام کے لئے ہم جا رہے ہیں وہ کوئی معمولی کام نہیں بلکہ عظیم الشان کام ہے اور جب خدا تعالیٰ کی نصرت نہ

ہو، کامیابی نہیں ہو سکتی......تو جو کام تجویز کیا گیا ہے وہ ایسا ہے کہ اس کے نتائج فوری نہیں نکل سکتے مگر وہ ہے اتنا ضروری کہ اس کے بغیر نتائج نکل بھی نہیں سکتے۔ پس جب تک دعائیں نہ کی جائیں، ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اس لئے میں دوستوں سے درخواست کرتا ہوں کہ اس عرصہ میں خصوصیت سے دعاؤں میں لگے رہیں کہ خدا تعالیٰ ہمیں یورپ کو اسلام میں لانے کی توفیق دے اور اسلام بھی وہ جو محمد ﷺ لائے، اس وقت دنیا یہ ماننے کے لئے تیار نہیں کہ وہ اسلام اب پھیل سکتا ہے......پس دعاؤں کی سخت ضرورت ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26 ستمبر 1924ء بمقام لنڈن، الفضل 6 نومبر 1924ء)

قادیان سے روانگی کے دن مزار مبارک حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بڑے درد و الحاح کے ساتھ دعا کی۔ بوقت روانگی احباب جماعت کے ساتھ لمبی اور رقت انگیز اجتماعی دعا ہوئی۔ جہاز جب مکہ اور جدہ شریف کے سامنے سے گذرنے والا تھا حضور نے دو رکعت نماز باجماعت پڑھائی جس میں بہت رقت انگیز دعائیں کیں۔ پھر دمشق میں آپ نے دعا کی کہ اللہ دمشق کی پیشگوئی کیسے پوری ہوگی تو اللہ نے دمشق کی پیشگوئی پوری کر دی اور بہت کامیابی عطا کی پھر وکٹوریہ اسٹیشن پر قافلہ سمیت دعا کی۔

لنڈن سے واپسی پر بھی دوران سفر حضور کی اور احباب جماعت کی دعائیں جاری رہیں حتی کہ بمبئی پہنچ کر حضور نے جماعت احمدیہ کے نام اپنے برقی پیغام میں ان دعاؤں کی قبولیت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

''میں اپنی طرف سے اور اپنے رفقاء سفر کی طرف سے تمام احباب جماعت کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمارے مشن کی کامیابی کے لئے دعائیں کیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ حیرت انگیز کامیابی جو ہمیں اس سفر کے دوران میں حاصل ہوئی محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی وجہ سے تھی۔ اس نے ہر قدم پر ہماری نصرت فرمائی اور ہمارے لئے ایسے اوقات میں دروازے کھولے جب کہ ہمیں کوئی رستہ نظر نہیں آتا تھا۔ میں تمام احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے آقا و مولیٰ کے اس خاص فضل کو یاد رکھیں اور اپنے آپ کو ان بڑی قربانیوں کے لئے تیار کریں جو ان اثمار کے حاصل کرنے کے لئے کرنی پڑیں گی جو گزشتہ چار ماہ کے کام کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والے ہیں......اللہ تعالیٰ ہم سب پر اپنی برکات نازل فرمائے۔''

(تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 462)

قادیان میں ورود پر حضور مزار مسیح موعودؑ پر اکیلے دعا کے لئے تشریف لے گئے تھوڑی دیر کے بعد حضور نے اپنے رفقاء سفر بھی پاس بلائے پھر سب نے مل کر دعا کی......مقبرہ بہشتی سے قصبہ میں داخل ہونے لگے تو حضور نے فرمایا۔ حافظ روشن علی صاحب داخلہ شہر کی دعا پڑھیں گے۔ سب دوست اسے بلند آواز سے دہراتے جائیں گے۔ اس پر حافظ صاحب دعا کا لفظ لفظ بلند آواز سے پڑھتے اور سارا مجمع اسے دہراتا۔ دعا یہ تھی۔ آیِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَ نَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ۔

احمدیہ چوک میں پہنچ کر حضور نے سارے مجمع سمیت واپسی کی دعا پڑھی اس وقت کا نظارہ نہایت ہی رقت آمیز اور مؤثر تھا خود حضور کی آواز میں رقت اور آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے اور حاضرین بھی فرط مسرت سے رو رہے تھے اور بعض کی چیخیں بھی نکل گئیں۔ اس رقت انگیز حالت میں حضور نے ڈبڈبائی آنکھوں اور دردناک لہجہ میں فرمایا:

''دیکھو رسول کریم ﷺ کی یہ دعا کیسی لطیف ہے جس کا نظارہ ہم آج دیکھ رہے ہیں۔ یہی جگہ، یہی مقام اور یہی گھر ہے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جب دعویٰ کیا تو آپ اکیلے اور تنہا تھے۔ کوئی ساتھی اور مددگار نہ تھا۔ اس وقت چاروں طرف سے آوازیں آئیں کہ نعوذ باللہ یہ فریبی ہے یہ جھوٹا ہے، دغا باز ہے اور دشمن کہتے کہ ہم اسے کیڑے کی طرح مسل دیں گے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق آپ کی تائید اور نصرت کی اور آج اسی کمند میں جکڑے ہوئے ہم اس قدر لوگ یہاں جمع ہیں۔ آپ ہی کے طفیل ہمیں خدا تعالیٰ نے ہر میدان میں فتح دی۔ اسی کے ذریعہ اسی کے وعدوں کے مطابق خدا تعالیٰ نے ہمیں وہ عزتیں دیں جو درحقیقت اس کے لئے آئیں اور خدا تعالیٰ نے ہمیں ان انعامات کا وارث بنایا جن کا وعدہ آپ سے کیا گیا اور اگر حقیقت اور سچائی کو مدنظر رکھا جائے تو سچ ہے کہ ساری بڑائیاں حضرت مسیح موعودؑ کے لئے ہیں۔ محمد ﷺ کے لئے ہیں اور خدا تعالیٰ کے لئے ہیں۔''

(تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 466،465)

6- تثلیث کے گڑھ میں خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کیلئے خانہ خدا ''مسجد فضل'' کی بنیاد

مسجد کے افتتاح اور جماعت کو اس مہتم بالشان واقعہ سے کما حقہ فائدہ اٹھانے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''اس تقریب اور اس شاندار افتتاح پر جس طرح اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ایک تہلکہ اور زلزلہ برپا کر دیا ہے اور ایک شور پیدا کر دیا ہے اور اس کی طرف تمام دنیا کی نگاہیں اٹھا دی ہیں اس سے پہلے ایسی شاندار تقریب کبھی انگلستان کی تاریخ میں نظر نہیں آتی۔ چنانچہ یورپ کے بڑے بڑے اخباروں نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ انگلستان میں اس قسم کا عظیم الشان نظارہ عیسائی مذہب کی تقریب پر بھی اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا۔ یہ ان لوگوں کی آواز ہے جو انگلستان کے عیسائی ہیں ایک تو وہ لوگ انگلستان کے رہنے والے پھر عیسائی اور عیسائی بھی پختہ اور اس کے ساتھ متعصب اور قومی تعصب میں بھی تمام دنیا کے عیسائیوں سے بڑھے ہوئے ہیں اور اس تعصب کے باعث کبھی کوئی عجیب بات کسی اور قوم کی طرف منسوب ہونا پسند نہیں کرتے۔ باوجود ان تمام باتوں کے پھر ولایت کے بڑے بڑے اخبار والوں نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ کبھی کوئی ایسا شاندار اجتماع اور اس قدر دلچسپی رکھنے والی تقریب اس سے پہلے انگلستان میں نظر نہیں آئی......پھر صرف انگلستان میں ہی اس افتتاح کا چرچا نہیں بلکہ تمام ملکوں اور تمام زبانوں میں اس واقعہ کا ذکر ہو رہا ہے......بعض اخباروں میں تین تین دن تک افتتاح کی خبروں کا تانتا لگا رہا۔ یورپ کے اخباروں کی طاقت اس قدر بڑھی ہوئی ہے کہ ایک ایک خبر کے شائع کرنے میں سبقت کرنے کے لئے ہزاروں روپیہ خرچ کر دیتے ہیں اور پھر ایک دفعہ شائع ہونے کے بعد دوسری دفعہ وہ کبھی شائع نہیں کرتے...... لیکن افتتاح مسجد کے متعلق ولایت کے ایک ایک اخبار مثلاً ٹائمز جیسے اخبار نے بھی تین دن متواتر خبریں درج کیں اور یہ نہیں خیال کیا کہ اب یہ خبر پرانی ہو گئی ہے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ انگلستان کے ہر گھر میں مسجد کے متعلق ایک شور پڑا ہوا ہے اور چرچا ہو رہا ہے۔''

(سوانح فضل عمر جلد 3 صفحہ 90،91)

حضرت مولانا شیر علی صاحب اس مسجد کی افادیت اور برکات پر لکھتے ہیں:

''خدا تعالیٰ کے فضل سے مسجد فضل لندن کا وجود بھی تبلیغ کا ایک زبردست ذریعہ ثابت ہو رہا ہے۔ جو لوگ بیرونی ممالک مثلاً ممالک یورپ، افریقہ، ایشیاء، امریکہ اور جزائر سے سیر کے لئے لندن آتے ہیں کئی ان میں سے مسجد کے دیکھنے کے لئے آجاتے ہیں اور بعض ان میں سے نہایت تعلیم یافتہ اور سمجھدار آدمی ہوتے ہیں اور بیرونی ممالک کے علاوہ خود انگلستان کے مختلف شہروں کے آدمی جب لندن آتے ہیں تو بعض ان میں سے مسجد کو دیکھنے کے لئے آجاتے ہیں۔ گویا ہماری مسجد اب لندن کے قابل دید مقامات میں سے ہو چکی ہے اور لندن کی جو گائیڈ بکس سیاحوں کی راہنمائی کے لئے بنی ہوئی ہیں ان میں ہماری مسجد کا بھی ذکر ہے۔ مسجد کی شہرت کا ایک باعث وہ جلسے ہیں جو وقتاً فوقتاً مسجد میں نہایت کامیابی کے ساتھ کئے جاتے ہیں جن میں لندن کے ہر طبقہ کے نامی آدمی شریک ہوتے ہیں اور جن کا ذکر لندن کے مختلف اخبارات میں شائع ہوتا ہے...... مسجد لندن نہ صرف لوگوں کے لئے ایک زبردست کشش کا ذریعہ ہے بلکہ اس کا وجود خود ایک تبلیغ مجسم ہے جس اسلامی تعلیم کو ہمارے مبلغ الفاظ کے ذریعہ لوگوں کے آگے پیش کرتے ہیں، مسجد تصویری زبان میں اس کا ایک نمونہ ہے۔ پس تبلیغ کے مقصد میں مسجد لندن بڑی مدد و معاون ہے۔ وہ خود ایک مستقل مبلغ ہے اور اس کا وجود نہایت مبارک ہے۔''

(الفضل 28 / اگست 1937ء بحوالہ سوانح فضل عمر جلد 3 صفحہ 92 تا 95)

اس مرکز توحید کے ذریعہ تبلیغ و اشاعت اسلام اور مسلمانوں کی تربیت کے وہ ناقابل فراموش عظیم کام سرانجام پائے جو ہمیشہ تاریخ اسلام احمدیت میں یاد رکھے جائیں گے۔ اکابرین امت نے اس مرکز کی غیر معمولی

اسلامی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے وہاں قیام اور خدمت اسلام اور ترقی احمدیت کے جو نئے افق سامنے آئے اور پھر خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں اس مرکز توحید کے ذریعہ شش جہات عالم میں جو توحید کی صدائیں بلند ہوئیں اور ہو رہی ہیں وہ ایک مستقل اور الگ تفصیل کی متقاضی ہیں۔ یہ سب کچھ اسی سعی کا نتیجہ ہے کہ جون 1924ء میں اس مسجد کی بنیاد رکھتے ہوئے خدا کے ایک مقرب بندے حضرت المصلح الموعودؓ نے خاص قبولیت کی گھڑی میں فرمایا تھا کہ :

"خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمام جماعت احمدیہ کے مردوں اور عورتوں کی اس مخلصانہ کوشش کو قبول فرمائے اور اس مسجد کی آبادی کے سامان پیدا کرے اور ہمیشہ کے لئے اس مسجد کو نیکی، تقویٰ ، انصاف اور محبت کے خیالات پھیلانے کا مرکز بنائے اور یہ جگہ حضرت محمد خاتم النّبیین ﷺ اور حضرت مسیح موعود نبی اللہ و نائب محمد علیہما الصلوٰۃ والسلام کی نورانی کرنوں کو اس ملک میں اور دوسرے ملکوں میں پھیلانے کے لئے روحانی سورج کا کام دے۔"

(دورۂ یورپ صفحہ 391، 392)

7- اہم شخصیات سے ملاقات اور ان کو دعوت اسلام

بلاد شام کے گورنر سے ملاقات

حضرت بھائی عبدالرحمن قادیانیؓ اپنی ڈائری میں لکھتے ہیں : "مسجد امویہ سے حضورؓ واپس مکان پر تشریف لائے اور موٹر کے ذریعہ پھر...... شام کے گورنر کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے......ان کا نام صبحی بیگ ہے عرب نسل کے مسلمان ہیں اور بڑے سمجھدار اور زکی آدمی ہیں سلسلہ کا بھی ذکر ان سے حضرت اقدس نے کیا، ان سے یہ بھی ذکر کیا کہ ہم لوگ یہاں مبشرین بھیجنا چاہتے ہیں آپ کو ان کے متعلق کوئی اعتراض تو نہیں یا قانوناً کوئی روک تو نہیں؟ اور اگر کوئی روک نہیں تو کیا آپ ہماری کچھ مدد کر سکیں گے صرف اخلاقی مدد...... گورنر نے حضرت سے عرض کیا کہ آپ بے شک مبلغین اور مبشرین اسلام یہاں بھیجیں ہم ان کی حتیّ المقدور مدد کریں گے اور اگر لوگ ان پر بھی حملہ کریں گے تو ہم ان کی حفاظت اور مدد کریں گے البتہ اگر لوگوں کا زور اور غلبہ وفتنہ اتنا بڑھ جائے کہ ہماری طاقت سے اس کا دبنا اور رکنا ممکن نہ ہو تو پھر ہم آپ سے کہہ دیں گے کہ آپ اپنا انتظام آپ کر لیں ورنہ ہم ہر طرح سے مدد کے لئے حاضر ہیں وغیرہ وغیرہ ......الغرض گورنر بہادر سے ملاقات اللہ کے فضل سے بہت کامیاب ملاقات ہوگئی، تبلیغ بھی ہو گئی اور آئندہ کے لئے راستہ بھی کھل گیا......چھوٹے گورنر صاحب نے حضرت صاحب سے خود ہی لٹریچر مانگا تھا مگر چونکہ لٹریچر ساتھ نہ تھا اور مصر کا بھی ابھی طبع نہ ہوا تھا صرف اسلامی اصول کی فلاسفی عربی ساتھ ہے وہ ایک کتاب اس کو بھیج دی گئی مگر اس نے تحفہ شاہزادہ ویلز کا حال سن کر بہت اشتیاق ظاہر کیا کیونکہ اس نے حضرت اقدس سے حالات تصنیف تحفہ شاہزادہ ویلز سنے تھے جس کی وجہ سے اس کو اسکے مطالعہ کا بہت شوق پیدا ہوا تھا مگر جب سیدنا حضرت اقدس نے فرمایا کہ وہ تو انگریزی میں ہے تو بہت افسوس کیا مگر ساتھ ہی کہا کہ نہیں وہ ضرور بھیج دیں میں اپنی لڑکی کو دوں گا وہ انگریزی جانتی ہے۔ چنانچہ تحفہ شاہزادہ ویلز بھی دے دیا گیا۔ "بیک کرشمہ دو کار" والی بات ہے۔ لڑکی کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایک موقع دیا ہے......چھوٹے گورنر کا نام حقی بے یا حقی بیگ ہے۔ اس نے مبشرین بھیجنے اور تبلیغ اسلام کا سلسلہ جاری کرنے کی خوشی سے اجازت دی اور مدد کا وعدہ بھی کیا تھا......اس کے سوا حضور یہاں کے اعلیٰ فرنچ آفیسر سے بھی ملے تھے اور وہ ملاقات بھی اللہ کے فضل سے بہت ہی کامیاب ملاقات تھی ......الغرض سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی کی تشریف آوری ان علاقہ جات میں نہایت ہی کامیاب ہوئی اور سلسلہ تبلیغ کے واسطے ایک بہت ہی آسان راہ کھل گئی ہے۔ سلسلہ کا تعارف ہو گیا اور اہمیت اور عظمت قائم ہوگئی ہے اگر ایک ہزار مبلغ بھی آتا تو یہ بات پیدا ہونی مشکل تھی جو حضور کی تشریف آوری سے پیدا ہوگئی ہے۔ گو اصل غرضِ سفر اس سے بہت بلند و بالا ہے مگر اس میں بھی کیا شبہ ہے کہ یہ بھی بڑے اصل ہی کی فرع وشاخ ہے۔ (دورہ یورپ صفحہ 74 تا 76)

دمشق میں ہی ایک اور مشہور شخصیت سے حضور کی ملاقات اور اس کے نتیجہ میں برکات الٰہی کا ذکر کرتے ہوئے بھائی عبدالرحمن قادیانی فرماتے ہیں

"ایک صاحب نے جو دمشق کے ادیب شہیر تھے حضور سے کہا ایک جماعت کے معزز امام ہونے کی حیثیت سے ہم آپ کا اکرام کرتے ہیں۔ مگر آپ یہ امید نہ رکھیں کہ ان علاقوں میں کوئی شخص آپ کے خیالات سے متاثر ہوگا کیونکہ ہم لوگ عرب نسل کے ہیں اور عربی ہماری مادری زبان ہے اور کوئی ہندی خواہ وہ کیسا ہی عالم ہو ہم سے زیادہ قرآن وحدیث کے معنی سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتا۔ آپ نے یہ گفتگو سن کر اس کے خیال کی تردید فرمائی اور ساتھ ہی تبسم کرتے ہوئے فرمایا کہ مبلغ تو ہم نے ساری دنیا میں بھیجنے ہیں مگر اب ہندوستان واپس جانے پر میرا پہلا کام یہ ہوگا کہ آپ کے ملک میں مبلغ روانہ کروں اور دیکھوں کہ خدائی جھنڈے کے علمبرداروں کے سامنے آپ کا کیا دم خم ہے۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا کہ ولایت سے واپسی پر دمشق میں دارالتبلیغ قائم کرنے کے لئے سید ولی اللہ شاہ صاحب اور مولانا جلال الدین صاحب شمس کو بھجوا دیا۔"

(تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 443، 444)

حضور نے اٹلی کے وزیر اعظم مسولینی سے بھی ملاقات کی اور اسے سلسلہ احمدیہ کے اغراض ومقاصد بتائے۔ مسولینی نہایت اکرام سے پیش آیا۔

پوپ سے ملاقات کے متعلق حضورؓ فرماتے ہیں:

"1924ء میں جب میں یورپ گیا تو روم میں بھی ٹھہرا وہاں میں نے پوپ کو لکھا کہ تم عیسائیت کے پہلوان ہو اور میں اسلام کا پہلوان ہوں۔ مجھے ملاقات کا موقع دو تا کہ بالمشافہ اسلام اور عیسائیت کے متعلق میں بات کر سکوں اس کے جواب میں پوپ کے سیکریٹری کی طرف سے مجھے چٹھی آئی کہ پوپ صاحب کی طبیعت خراب ہے۔ اس لئے وہ مل نہیں سکتے انہی دنوں اٹلی کے ایک اخبار کا ایڈیٹر جو سوشلسٹ تھا مجھے ملنے آیا وہ ایسا اخبار تھا جس کے دن میں بارہ ایڈیشن نکلتے تھے ......اس نے مجھے کہا کہ آپ یہاں پہلی دفعہ آئے ہیں۔ یہ بڑا اچھا موقع ہے، آپ پوپ سے ملاقات کی کوشش کریں ہمیں مسلمانوں کے لیڈر کے خیالات سننے کا موقع مل جائے گا اور بالمقابل عیسائیوں کے لیڈر کے خیالات سننے کا بھی موقع مل جائے گا۔ میں نے کہا میں نے تو خود اس سے ملاقات کی کوشش کی تھی مگر اسکے سیکریٹری کی طرف سے جواب آگیا ہے کہ پوپ صاحب کی طبیعت اچھی نہیں۔ کہنے لگا آپ ایک دفعہ پھر انہیں میری خاطر لکھیں، میں نے کہا اس کے معنے تو یہ ہیں کہ تم مجھے بے عزت کروانا چاہتے ہو کیونکہ اس نے ملاقات کا موقعہ نہیں دینا۔ کہنے لگا ہماری نظروں میں تو اس سے آپ کی عزت بڑھے گی کم نہیں ہوگی ...... میں نے اس کے کہنے پر پھر خط لکھ دیا اس کے جواب میں اس کے چیف سیکریٹری کی مجھے چٹھی آئی کہ پوپ کا محل آجکل زیر مرمت ہے اس لئے افسوس ہے کہ وہ ملاقات نہیں کر سکتے۔ دو چار دن کے بعد پھر وہی ایڈیٹر ملنے کے لئے آیا تو اس نے پوچھا کہ کیا پوپ کی طرف سے کوئی جواب آیا ہے میں نے کہا ہاں۔ اس نے یہ جواب دیا ہے تم پڑھ لو۔ اس چٹھی کو پڑھ کر اس کو بڑا غصہ آیا اور کہنے لگا کہ اب میں اپنے اخبار میں اس کی خبر لوں گا...... چنانچہ دوسرے دن اخبار چھپا تو اس میں اس نے ایک بڑا مضمون لکھا کہ یہاں آجکل مسلمانوں کا ایک بہت بڑا لیڈر آیا ہوا ہے اس نے پوپ کو خط لکھا کہ میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں مجھے ملاقات کا موقع دیا جائے تا کہ اسلام اور عیسائیت کے متعلق باہم گفتگو ہو جائے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ موقع بڑا اچھا تھا اور اگر ملاقات ہو جاتی تو پتہ لگ جاتا کہ ہمارے لیڈر اپنے مذہب سے کتنے واقف ہیں اور مسلمانوں کے لیڈر اپنے مذہب سے کتنی واقفیت رکھتے ہیں۔ مگر پوپ کے چیف سیکریٹری نے اس کا یہ جواب دیا کہ پوپ کا محل آجکل زیر مرمت ہے اس لئے وہ ملاقات نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد اس نے طنزاً لکھا کہ ہم یقین کرتے ہیں کہ اب پوپ کا محل قیامت تک زیر مرمت ہی رہے گا۔"

(خطبہ جمعہ 23 اگست 1957ء مطبوعہ الفضل 7 ستمبر 1957ء، بحوالہ سوانح فضل عمر جلد 3 صفحہ 71، 72)

8- اسلام احمدیت کی وسیع پیمانے پر تشہیر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" دورۂ یورپ کے دوران اس بابرکت وحی الٰہی کے پورا ہونے کے نظارے اللہ تعالیٰ نے اخبارات اور میڈیا کے ذریعہ بھی دکھائے۔ چنانچہ دمشق میں اخبارات کے ذریعہ تبلیغ واشاعت اسلام احمدیت کا تاریخ

احمدیت میں کچھ یوں ذکر ہے:

”دمشق میں توقع سے بہت بڑھ چڑھ کر کامیابی ہوئی......اخبارات نے لمبے لمبے تعریفی مضامین شائع کئے۔ دمشق کے تعلیم یافتہ طبقے نے نہایت دلچسپی لی۔ تمام وہ اخبارات جن میں ہمارے مشن کے متعلق خبریں اور مضامین نکلتے تھے کثرت سے فوراً فروخت ہوجاتے تھے۔“

(تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 443)

برطانوی پریس میں چرچا:

”حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ جس دن سفر یورپ کے لئے روانہ ہوئے تھے۔ برطانوی پریس میں آپ کی آمد کی خبریں شائع ہونا شروع ہوگئی تھیں۔ مگر لندن میں ورود کے بعد تو مصور اور غیر مصور اخبارات نے اتنی کثرت سے آپ کے فوٹو اور حالات وغیرہ شائع کئے کہ ایک متعصب رومن کیتھولک اخبار کو لکھنا پڑا کہ تمام برطانوی پریس سازش کا شکار ہوگیا ہے۔ اور کئی لوگوں نے برملا اظہار کیا کہ پریس نے اتنی اہمیت اور شہرت لنڈن میں آنے والے کسی بڑے سے بڑے لارڈ کو بھی نہیں دی جتنی آپ کی تشریف آوری پر۔ پریس کے علاوہ فلموں میں آپ کے اور آپ کے رفقاء کے مناظر دکھائے گئے اس طرح خدا نے انگلستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک آپ کی شہرت کا خود ہی سامان کر فرما دیا۔“

(تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 446)

حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

”واپسی پر فرانس میں جب کشتی سے اترے تو حضور کے پیچھے پیچھے ایک اور کشتی گھاٹ پر پہنچی جس میں سے دو عورتیں اور چار مرد اترے انہوں نے باتوں ہی باتوں میں بتایا کہ ”ہم نے آپ لوگوں کو سوئٹزرلینڈ میں دیکھا ہے۔“ ہم نے حیرت سے پوچھا کہ کہاں؟ ہم لوگ تو سیدھے ریل سے آرہے ہیں اُترے نہیں۔ تب انہوں نے بتایا کہ وہاں ایک سینما تھا جس میں برائٹن کا کوئی نظارہ دکھایا جاتا تھا اس میں آپ لوگوں کو دیکھا تھا۔ سبحان اللہ نہ معلوم یہ فلمیں دنیا کے کن کن حصوں میں جائیں گی اور اس طرح سیدنا حضرت احمد علیہ السلام کا نام آپ کے فرزند اور آپ کے غلاموں کے ذریعہ مشہور کر کے ثابت کریں گی کہ ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔“ حقیقتاً خدائے برتر کا قول تھا صدق اللہ وھو اصدق الصادقین۔“

(دورہ یورپ صفحہ 423،424)

اسی طرح ایک اور دن کی ڈائری میں آپ ذکر کرتے ہیں کہ:

”الحمد للہ کہ آج دس مختلف قسم کے اخبارات انگریزی، میں نے پیکٹ بنا دیئے ہیں جن میں کسی نہ کسی رنگ میں سلسلہ اور حضرت اقدس کا ذکر ہے۔ ان کو پڑھنے اور ان کو شائع کرنے کے لئے بہت سے وقت اور بہت بڑی کتاب کی ضرورت ہوگی۔ یہ خدائی تائیدات حضرت اقدس کی ذات سے وابستہ اور آپ کی تشریف آوری پر منحصر تھیں ورنہ یہ اعلان اور ایسے اشتہار و اعلان لاکھوں کے خرچ سے بھی ممکن نہ تھے۔“

(دورہ یورپ صفحہ 204)

اسی طرح ایک اور موقع پر آپ نے لکھا؛

”اخبارات بھی لکھ رہے ہیں اور بہت تعریفی کلمات استعمال کرتے ہیں۔ ان متعصب عیسائی اخبارات کے قلم سے اسلام کی تعریف میں کوئی ایک کلمہ بھی نکل جانا بہت بڑی بات ہے جس کے معنے ہیں کہ انہوں نے اپنے خیال اور اپنے مذہب کے خلاف کسی دوسرے مذہب کی تعریف یقیناً صداقت باہرہ سے مجبور ہوکر اور اس کے آگے گردن ڈال کر ہی لکھی ہے ورنہ کون اپنے مذہب کے مقابل میں کسی دوسرے کی تعریف و بڑائی بیان کرسکتا ہے۔ وَالْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَآءُ۔“

اس طرح حضور کا یہ مبارک اور تاریخی سفر جو 12/ جولائی 1924ء کو شروع ہوا تھا 24/نومبر 1924ء کو بخیر وخوبی ختم ہوا اور آپؓ یورپ کے لمبے اور طویل سفر سے کامیاب و کامران فتح مندی و کامرانی کا جھنڈا لہراتے ہوئے قادیان کی مقدس سرزمین میں رونق افروز ہوئے۔

آج جبکہ اس مبارک دورہ پر پورے سو سال مکمل ہو گئے ہیں، یورپ میں لاکھوں کی تعداد میں احمدیت کے پروانوں کا موجود ہونا، سینکڑوں فعال اور مضبوط جماعتوں کا قیام، مساجد اور مشن ہاوسز اور جامعات کا قیام، ہزاروں مبلغین و مربیان کے ذریعہ دن رات تبلیغ اسلام واحمدیت، کروڑوں کی تعداد میں اشاعت لٹریچر، ایم ٹی اے کا قیام اور پھر اس کے ذریعہ چوبیسوں گھنٹے صدائے توحید کا بلند ہونا اور پھر سب سے بڑھ کر مرکز تثلیث میں احمدیت کے مرکز کا قیام اور پھر اسی مرکز سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جماعت احمدیہ عالمگیر کی انقلاب انگیز قیادت فرمانا، یورپ کے عظیم الشان ایوانوں میں خلافت احمدیہ کے ذریعہ صدائے امن و محبت کا بلند ہونا، یورپ کے حکمرانوں کے سامنے اسلام کی حسین تعلیم کو پیش کیا جانا، اور ان کو امن و آشتی کی طرف بلانا بھی کہیں نہ کہیں اسی دورۂ یورپ کی ہی برکات وثمرات کا نتیجہ ہیں اور یہ صداقت اسلام احمدیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

☆☆☆

مشعل ہدایت، ظلمت کدۂ یورپ میں

(عبدالمجید صاحب احمدی ٹمبر مرچنٹ جہلم)

سن اَے یورپ ترے گھر آج وہ مہمان آتا ہے | جو قرآں کو سمجھتا ہے جسے قرآن آتا ہے
فرشتوں میں ہے جسکی قدر وہ انسان آتا ہے | دکھانے اہل یورپ کو خدا کی شان آتا ہے

ادب ملحوظ رکھنا اسکے حسن خیر مقدم میں
نہیں کوئی معزز اس سے بڑھ کر آجکل ہم میں

یہ مصلح صاحب ارشاد بھی ہے اور ہادی بھی | ہے اسکی وضع تعبیر سلف بھی اور سادی بھی
یہ صبر و حلم کا خوگر بھی ہے طاعت کا عادی بھی | مبلغ بھی یہی ہے قوم مسلم کا منادی بھی

کرشمیں سینکڑوں ہیں چشم ملت ساز میں اسکی
خدا خود بول اٹھتا ہے کبھی آواز میں اسکی

یہ اپنے خادموں کو چھوڑ کر بے تاب آیا ہے | بنانے اک فسردہ قوم کو شاداب آیا ہے
نہ یہ لینے خطاب اور بے تکے القاب آیا ہے | مگر کرنے کو پیدا زیست کے اسباب آیا ہے

اٹھو اور اسکے نفس عیسوی سے زندگی لیلو
یہاں وعدہ نہیں ہوتا ہے جو چاہو ابھی لیلو

بشیر الدین ہیں محمود احمد ان کو کہتے ہیں | یہ وہ ہیں اَہل دل فخرِ اَب وجداُن کو کہتے ہیں
امینِ رازِ ہائے گنجِ سرمد ان کو کہتے ہیں | امیر کاروان احمر و اسود ان کو کہتے ہیں

وہ جلوہ جسکے تھے سب منتظر موجود ان میں ہے
کہ پیدا ہر ادائے مہدیٔ موعود ان میں ہے

زہے تقدیر یورپ اک دعا لیکر یہ آئے ہیں | تمہیں دینے کو اسباب وفا لیکر یہ آئے ہیں
ہدایت کیلئے لوح ہدیٰ لیکر یہ آئے ہیں | اٹھو بندو! کہ پیغام خدا لیکر یہ آئے ہیں

سنو! جو لفظ نکلے منہ سے دل میں جذب ہوجائے
جو ہو ارشادِ عزم مستقل میں جذب ہوجائے

الٰہی طالب مضطر کو پھر دیدار ہو انکا | سفر پھر جلد سوئے خادمانِ زار ہو انکا
متاع خلد یورپ کیلئے ایثار ہو انکا | مسیحا اس سے خوش ہوجائیں جو بیمار ہوا نکا

رہے سایہ ہمارے سر پر ان کے جو دپیھم کا
رہیں محفوظ ہر شر سے کہ یہ قبلہ ہیں عالم کا

(الفضل قادیان دارالامان 7/ستمبر 1924، صفحہ اوّل)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کریں روحانیت میں ترقی کریں

(پیغام حضور انور بر موقع سالانہ اجتماع انصار اللہ جرمنی 2019)

طالب دعا: شیخ غلام احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بھدرک (اڈیشہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی سفر یورپ 1924 سے واپسی

(مکرم محمد شریف کوثر صاحب مبلغ سلسلہ نشر و اشاعت قادیان)

قادیان میں آپ کا استقبال اور جشن کا ماحول

اللہ تعالیٰ نے افراد جماعت کے دلوں میں اپنے خلفاء کے لئے بے انتہاء محبت، اخلاص اور وفا ودیعت کی ہوئی ہے۔ افراد جماعت اپنے خلیفہ سے بے پناہ محبت کرتے ہیں۔ ان کے حکم پر عمل کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ اور خلیفہ وقت کے لئے ہر وقت دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ خلیفہ وقت جہاں بھی تشریف لے جائے وہاں کے لوگوں میں ان کے ساتھ ایک خاص روحانی تعلق استوار ہو جاتا ہے۔ اور اگر کسی دینی ضرورت کے پیش نظر خلیفہ وقت کو چند دنوں کے لئے اپنے مستقر سے دور جانا پڑے تو خلیفہ وقت سے دوری کے وہ چند ایام مرکز کے افراد جماعت پر گراں گزرتے ہیں اور وہ بے تابی سے اپنے آقا کی واپسی کا انتظار کرتے ہیں۔

کچھ ایسا ہی ماحول 1924 میں قادیان کا تھا جب حضرت مصلح موعودؓ یورپ کے سفر پر تشریف لے گئے تھے۔ احباب جماعت بے تابی سے حضورؓ کی واپسی کے منتظر تھے اور ہر وقت ہی حضورؓ کے لئے دعاؤں میں مصروف تھے۔ اور آخر کار وہ مبارک دن آئے جب حضورؓ قادیان کے لئے روانہ ہوئے۔

لنڈن سے روانگی اور ممبئی میں ورود

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 24/اکتوبر 1924ء کو مسجد فضل لنڈن میں پہلا جمعہ پڑھایا، اور لنڈن سے روانگی سے پہلے حضور نے فرمایا: ”میرے نزدیک انگلستان کی فتح کی بنیاد رکھ دی گئی ہے۔ آسمان پر اس کی فتح کی بنیاد رکھ دی گئی ہے اور اپنے وقت پر اس کا اعلان زمین پر بھی ہو جائے گا۔ دشمن ہنسے گا اور کہے گا یہ بے ثبوت دعویٰ تو ہر ایک کر سکتا ہے مگر اس کو ہنسنے دو کیونکہ وہ اندھا ہے اور حقیقت کو دیکھ نہیں سکتا۔“

حضورؓ 25 اکتوبر کو لنڈن سے روانہ ہوئے

واٹرلو اسٹیشن پر (جہاں سے حضور مع خدام گاڑی پر سوار ہوئے) بہت سے یورپین مردوں اور عورتوں کے علاوہ ہندوستانی اور افریقن لوگ بھی الوداع کرنے کے لئے موجود تھے۔ نہایت محبت آمیز مصافحوں کے بعد ہر ایک نے خدا حافظ کہا اور فوٹو گرافروں نے فوٹو لئے۔ لنڈن سے گاڑی ساؤتھ پٹن پہنچی۔ جہاں سے حضورؓ معہ رفقاء نے رات کے بارہ بجے بحری جہاز سے رود بار انگلستان عبور کی اور 26 اکتوبر کو ساڑھے آٹھ بجے کی گاڑی سے سوار ہو کر پیرس پہنچے۔ پیرس میں حضور کا قیام بہت مختصر تھا جو بہت کامیاب رہا۔ روزانہ اخبارات کے نمائندے ملاقات کے لئے آئے۔ پیرس کی سرکاری نو تعمیر مسجد میں پہلی نماز حضور نے پڑھائی۔ پریس کے نمائندوں اور سینما کی کمپنیوں نے فوٹو لئے جو روزانہ اخبارات میں شائع ہوئے۔

حضور 31/اکتوبر کو پیرس سے روانہ ہوئے۔ ۲ نومبر کی رات کو وینس (اٹلی) سے بحری جہاز پر سوار ہو کر کم وبیش 16 دنوں کے بحری سفر کے بعد 18/نومبر 1924ء کو ممبئی کے ساحل پر پہنچے۔ ممبئی ساحل پر جماعت احمدیہ کے قریباً دوسو نمائندوں نے جو ہندوستان کے مختلف حصوں سے تشریف لائے تھے۔ حضورؓ کا نہایت گرم جوشی کے ساتھ استقبال کیا اور پریس کے نمائندوں نے فوٹو لئے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے تمام جماعت احمدیہ ہندوستان کی طرف سے حضور کی خدمت میں سپاس نامہ پیش کیا۔ یہاں سے حضورؓ لیاقت منزل میں پہنچے اور جناب سید محمد رضوی صاحب کے ہاں فروکش ہوئے۔ ممبئی کے تمام اخبارات کے نمائندوں نے حضورؓ سے سفر یورپ کے حالات دریافت کرنے کے لئے ملاقات اور گفتگو کی۔

ممبئی میں بخیر و عافیت پہنچنے پر حضورؓ نے جماعت کے نام برقی پیغام ارسال فرمایا کہ :

”میں اپنی طرف سے اور اپنے رفقاء سفر کی طرف سے تمام احباب جماعت کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمارے مشن کی کامیابی کے لئے دعائیں کیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ حیرت انگیز کامیابی جو ہمیں اس سفر کے دوران میں حاصل ہوئی محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کی وجہ سے تھی۔ اس نے ہر قدم پر ہماری نصرت فرمائی اور ہمارے لئے ایسے اوقات میں دروازے کھولے جب کہ ہمیں کوئی رستہ نظر نہیں آتا تھا۔ میں تمام احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے آقا و مولیٰ کے اس خاص فضل کو یاد رکھیں اور اپنے آپ کو ان بڑی قربانیوں کے لئے تیار کریں جو انہیں ان اثمار کے حاصل کرنے کے لئے کرنی پڑیں گی۔ جو گزشتہ چار ماہ کے کام کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والے ہیں ...... اللہ تعالیٰ ہم سب پر اپنی برکات نازل فرمائے۔“

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا ورود آگرہ میں

حضور 20/نومبر 1924ء کو ممبئی سے بی بی اینڈ سی آئی ریلوے کے ذریعہ روانہ ہو کر اگلے دن ۲۱/نومبر ۱۹۲۴ء کو آگرہ پہنچے۔ آگرہ آتے ہوئے آپ نے اکرن کا مشہور مقام دیکھا جو مائی جمیا کا گاؤں اور جماعت احمدیہ کے معرکہ جہاد کا اہم میدان رہا ہے۔ آگرہ اسٹیشن پر آپ کا مخلصانہ استقبال کیا گیا۔ مرزا عرفان علی بیگ صاحب نے آپ کے گلے میں پھولوں کے ہار پہنائے۔

صوفی محمد ابراہیم صاحب بی ایس سی امیر المجاہدین آگرہ کی طرف سے اخبار الفضل ۶/دسمبر ۱۹۲۴ء صفحہ ۷ پر حسب ذیل خبر شائع ہوئی۔

21 نومبر بوقت 8 بجے شام حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ مع خدام آگرہ فورٹ پر گاڑی سے اترے جہاں سلسلہ احمدیہ کے قریباً ایک سو قائم مقاموں عہدیداران نے جو یو پی کے مختلف مقامات سے جمع ہوئے تھے مع چند رؤساء قریباً چالیس غیر احمدی پنجابی تاجروں کا استقبال کیا۔ حضور کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے گئے۔ حضور نے سب لوگوں کو مصافحہ سے مشرف کیا۔ پھر مع خدام الاحمدیہ دار التبلیغ میں تشریف لائے۔ آتے ہی حضور نے نمازیں ادا کیں اور علاقہ مین پوری کے چند مہمانوں کی بیعت لی۔ پھر کھانا تناول فرمایا ورمجاہدین و جماعت احمدیہ آگرہ کی طرف سے مولوی غلام احمد صاحب مولوی فاضل نے ایڈریس پیش کیا جسکے جواب میں حضور نے اپنی کامیابی کو محض فضل الٰہی سے ثابت کرتے ہوئے جماعت کو آئندہ ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہونے کی تلقین فرمائی اور مزید قربانیوں کے لئے تیار ہونے کا حکم دیا۔ اگلی صبح حضور کا مع خدام فوٹو لیا گیا اور موٹر پر تاج محل کو دیکھتے ہوئے موضع ساندھن تشریف لے گئے۔

22 نومبر کو حضور ملکانہ تبلیغ کا بہت بڑا مرکز ساندھن دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے یہاں کل انتظام ملکانوں نے کیا تھا۔ بڑے شاندار دروازے بنائے گئے تھے جن میں سے ایک پر ”غلام احمد کی جے“ کا فقرہ لکھا ہوا تھا۔ حضور کی خدمت میں ایک ایڈریس بھی پیش کیا گیا۔ جس کا حضور نے جواب دیا۔ پھر بہت سے لوگوں نے بیعت کی۔

قارئین کرام! آپ حیران ہونگے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ یورپ کے طویل سفر کے بعد ممبئی سے سیدھے قادیان تشریف لانے کی بجائے ممبئی سے آگرہ کیوں تشریف لے گئے؟ قارئین کے ازدیاد علم کے لئے تحریر ہے کہ اُن دنوں جماعت احمدیہ اتر پردیش کے علاقہ آگرہ اور اس کے گرد ونواح میں شدھی کے خلاف تبلیغی مہم چلا رہی تھی۔ اس مہم کا آغاز حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 1923 میں فرمایا تھا۔

اُس زمانے میں ہندوؤں کا ایک فرقہ ملکانہ قوم کے مسلمانوں کو اسلام چھوڑ کر ہندوؤں مذہب میں شامل ہونے کی تحریک چلا رہا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مسلمانوں کو مرتد کروا کر ہندو مذہب میں شامل ہونے کی اسی کوشش کے مقابلہ کیلئے احمدی مبلغ اور رضا کار ملکانہ مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کیلئے بھجوائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے آگرہ تشریف لے جانے کا مقصد یہ تھا کہ آپؓ موقعہ پر پہنچ کر خود جائزہ لیں۔ اور تبلیغ و تربیت کی جاری مہم میں مزید وسعت اور تیزی پیدا کرنے کے سلسلہ میں کارروائی فرما سکیں۔

آگرہ سے دہلی کے لئے روانگی

مؤرخہ 22 نومبر 1924 کی رات کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ساندھن سے دہلی کے لئے روانہ ہوئے اور اسی رات دہلی پہنچے۔ دہلی اسٹیشن پر بہت بڑا مجمع تھا۔ یہاں تک کہ چلنا مشکل ہو گیا۔ دہلی اور شملہ کی جماعتوں نے ایڈریس پیش کیا۔ جس کا حضور نے جواب دیا۔

دہلی سے قادیان کے لئے روانگی

23 نومبر کی صبح کو دہلی سے روانہ ہو کر انبالہ پہنچے اور انبالہ سے بٹالہ روانہ ہوئے۔

تمام درمیانی اسٹیشنوں پر جہاں گاڑی کھڑی ہوئی۔ مختلف مقامات کی جماعتوں نے آ کر شرف ملاقات حاصل کیا۔ انبالہ کے اسٹیشن

پر جماعت انبالہ کی طرف سے دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا راجپورہ کے اسٹیشن پر ریاست پٹیالہ سرہند نابھہ اور بسی وغیرہ کی جماعتیں موجود تھیں۔ چاوا اور دوراہا کے اسٹیشنوں پر غوث گڑھ کی جماعت موجود تھی چاوا پر گاڑی اسٹیشن سے آگے نکل آئی تھی مگر اسٹیشن پر جماعت دکھائی دی۔ اس لئے گاڑی رکوائی گئی اور حضور نے کچھ دور پیدل چل کر اپنے خدام کو شرف مصافحہ بخشا۔

لدھیانہ اسٹیشن پر قابل دید منظر تھا۔ تمام جماعتیں جو ضلع لدھیانہ اور فیروز پور اور مالیر کوٹلہ سے آئی ہوئی تھیں۔ ایک خاص ترتیب سے صف بستہ کھڑی تھیں۔ شیخ محمد شفیع صاحب سیکرٹری جماعت لدھیانہ نے ایڈریس پڑھا۔ جس کا حضور نے جواب دیا۔ لدھیانہ کے بعد گاڑی جالندھر چھاؤنی پر ٹھہری۔ جہاں ضلع جالندھر‘ ہوشیار پور اور کپورتھلہ کی جماعت کے نمائندے کثیر تعداد میں موجود تھے۔ حضرت منشی حبیب الرحمن صاحب رئیس حاجی پورہ نے ایڈریس پڑھا پھر گاڑی جالندھر اور بیاس اسٹیشنوں پر مختصر قیام کرتی ہوئی امرتسر پہنچی جہاں پلیٹ فارم پر تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ جماعت احمدیہ کا مبارکباد اور خیر مقدم کا بلند جھنڈا لہرا رہا تھا۔ قریشی محمد حسین صاحب (موجد مفرح عنبری) قائم مقام امیر جماعت احمدیہ لاہور نے ایڈریس پڑھا اور حضورؓ نے اس کا جواب دیا۔ جماعت امرتسر کی طرف سے کھانا پیش کیا گیا گاڑی ۱۱ بجے بٹالہ پہنچی۔

جماعت قادیان کی طرف سے بٹالہ میں حضور کے استقبال و قیام کے انتظام کے لئے احباب موجود تھے۔ حضور نے رات بٹالہ میں قیام فرمایا اور ۲۴ رنومبر ۱۹۲۴ء کو بروز ’’دو شنبہ مبارک دو شنبہ‘‘ بٹالہ سے بذریعہ موٹر قادیان کے لئے روانہ ہوئے۔

قادیان میں ورود مسعود اور آپ کا نہایت شاندار پرجوش اور پراخلاص استقبال

حضرت مصلح موعودؓ کی یورپ سے مراجعت کے موقعہ پر شایان شان استقبال کے لئے قادیان کی استقبالیہ کمیٹی نے قادیان اور بٹالہ کی سڑکوں کے مقام اتصال پر کنوئیں کے پاس مقرر کیا تھا۔ جو آج کل ڈلہ موڑ کہلاتا ہے۔ یہ جگہ شامیانے لگا کر قطعات اور رنگ برنگ جھنڈیوں سے سجا کر نہایت خوبصورت بنائی گئی تھی۔ بیٹھنے کے لئے بینچ رکھے گئے تھے اور سڑک پر بہت خوبصورت دروازہ بنایا گیا جس پر اھلاً وسھلاً ومرحبا کے علاوہ دوسرے قطعات بھی آویزاں تھے۔ حضور کی تشریف آوری سے قبل بہت بڑا مجمع ہو گیا جس میں قادیان اور بیرونی جماعت کے احمدیوں کے علاوہ قادیان کے غیر احمدی آریہ اور سکھ اصحاب بھی تھے۔ منتظمین نے نہایت عمدگی سے تمام اصحاب ایک ترتیب کے ساتھ سڑک سے لے کر شامیانے تک کھڑے کر دیئے سب سے آگے حضرت مولوی شیر علی صاحب، حضرت میر محمد اسحٰق صاحب اور خاندان مسیح موعودؑ کے افراد کھڑے تھے۔

اس وقت ہر فرد ہمہ تن چشم انتظار بن کر سڑک کی طرف ٹکٹکی لگائے ہوئے تھا کہ دور سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی موٹر نظر آئی اور سب کے چہرے خوشی اور مسرت سے کھل گئے۔ ہر ایک کا جی چاہتا تھا کہ اڑ کر سب سے پہلے اپنے محبوب آقا کے پاس پہنچے اور زیارت کرے۔ لیکن انتظام کی پابندی کی وجہ سے مجبور تھے۔ حضور بھی اپنے خدام کے وفور شوق کو جانتے تھے۔ اس لئے حضور نے بھی انتظام کی پابندی کرانے کے لئے کہلا بھیجا کہ ہر ایک شخص اپنی اپنی جگہ کھڑا رہے۔ اپنی جگہ چھوڑ دینے والے سے مصافحہ نہیں کیا جائے گا۔

یہ ارشاد پہنچ جانے کے بعد حضور کی موٹر آہستہ آہستہ آگے بڑھی۔ موٹر پر سبز جھنڈا لہرا رہا تھا جو چودھری علی محمد صاحب پکڑے ہوئے تھے۔ جب حضور دروازہ کے پاس پہنچے تو پہلے حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ نے پھر حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ نے مصافحہ ومعانقہ کیا اس کے بعد حضورؓ نے بہت دیر تک باری باری تمام مجمع سے مصافحہ کیا جب سب لوگ مصافحہ کر چکے تو حضور نے آگے بڑھ کر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کو گلے لگا لیا اور دیر تک معانقہ فرمایا۔ اس وقت حضرت صاحبزادہ صاحب کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا رہے تھے۔ آپ کے بعد حضور نے حجۃ اللہ حضرت نواب محمد علی خان صاحب اور حضرت میر محمد اسمعیل صاحب سے معانقہ فرمایا اور پھر تمام مجمع کے ساتھ دعا فرمائی اور اپنے رفقاء سمیت قادیان کی طرف پیدل ہی چل دیئے۔ اس وقت ایک عظیم الشان ہجوم ساتھ تھا۔

حضورؓ قصبہ میں داخل ہونے سے پہلے باغ بہشتی مقبرہ پہنچے۔ اس وقت پھولوں کے بہت سے ہار حضور کے گلے میں تھے۔ حضور نے اس موقعہ پر فرمایا اگر یہ جائز ہوتا۔ تو میں سارے پھول حضرت مسیح موعودؑ کے مزار مبارک پر چڑھا دیتا کیونکہ یہ فتوحات کا نشان آپ ہی کے طفیل اور آپ ہی کے ذریعہ حاصل ہوا ہے۔ اس کے بعد حضور نے مقبرہ بہشتی کے پاس پہنچ کر مٹی کے لوٹے سے پانی پیا۔ پھر وضو کیا اور مزار مسیح موعودؑ پر اکیلے دعا کرنے کو تشریف لے گئے تھوڑی دیر کے بعد حضور نے اپنے رفقاء سفر بھی پاس بلائے۔ پھر سب نے مل کر دعا کی۔ دعا کرنے کے بعد حضور نے اپنے نانا جان حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ کی قبر پر کھڑے ہو کر (جو آپ کے اس سفر کے دوران انتقال فرما گئے تھے) نماز جنازہ پڑھی۔

مقبرہ بہشتی سے قصبہ میں داخل ہونے لگے تو حضور نے فرمایا۔ حافظ روشن علی صاحبؓ داخلہ شہر کی دعا پڑھیں گے۔ سب دوست اسے بلند آواز سے دہراتے جائیں۔ اس پر حافظ صاحب دعا کا لفظ لفظ بلند آواز سے پڑھتے اور سارا مجمع اسے دہراتا۔ دعا یہ تھی آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰہُ وَعْدَہٗ وَ نَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ۔

حضور میاں محمد اسماعیل صاحب ومیاں محمد عبداللہ صاحب جلد ساز ان کے مکان سے متصل راستے میں سے گزرتے ہوئے مہمان خانہ کے قریب پہنچے۔ جہاں حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ نے لنگر خانہ حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے خیر مقدم کیا۔ یہاں نواب محمد عبداللہ خان صاحبؓ کے فرزند میاں عباس احمد صاحب اونچے چبوترے پر بٹھائے گئے تھے۔ جن کی طرف سے حضرت میر محمد اسحٰق صاحب نے ایک نان حضور کی خدمت میں یہ کہتے ہوئے پیش کیا کہ ’’یہ تیرے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے‘‘۔ حضور نے نان لیا اور اپنے رفقاء میں تقسیم کر دیا۔ اس کے بعد جلوس پھر بلند آواز سے حمد کا یہ ترانہ پڑھتا ہوا آگے بڑھا۔ مدرسہ احمدیہ کی طرف سے سکول کے دروازوں کے قریب خیر مقدم اور خوش آمدید کے رنگین اور سنہری قطعے آویزاں تھے۔

مسجد مبارک کی مشرقی جانب آہنی گیٹ والا چوک میں پہنچ کر حضورؓ نے سارے مجمع سمیت واپسی کی دعا پڑھی۔ اس وقت کا نظارہ نہایت ہی رقت آمیز اور موثر تھا خود حضور کی آواز میں رقت اور آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے اور حاضرین بھی فرط مسرت سے رو رہے تھے اور بعض کی چیخیں بھی نکل گئیں۔ اس رقت انگیز حالت میں حضور نے ڈبڈبائی آنکھوں اور دردناک لہجہ میں فرمایا۔

’’دیکھو رسول کریم ﷺ کی یہ دعا کیسی لطیف ہے جس کا نظارہ ہم آج دیکھ رہے ہیں۔ یہی جگہ یہی مقام اور یہی گھر ہے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب دعویٰ کیا تو آپ اکیلے اور تنہا تھے۔ کوئی ساتھی اور مددگار نہ تھا۔ اس وقت چاروں طرف سے آوازیں آئیں کہ نعوذ باللہ یہ فریبی ہے یہ جھوٹا ہے۔ دغا باز ہے اور دشمن کہتے کہ ہم اسے کیڑے کی طرح مسل دیں گے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق آپ کی تائید اور نصرت کی اور آج اسی کمند میں جکڑے ہوئے ہم اس قدر لوگ یہاں جمع ہیں آپ ہی کے طفیل ہمیں خدا تعالیٰ نے ہر میدان میں فتح دی۔ اسی کے ذریعہ اور اسی کے وعدوں کے مطابق خدا تعالیٰ نے ہمیں وہ عزتیں دیں جو درحقیقت اس کے لئے آئیں اور خدا تعالیٰ نے ہمیں ان انعامات کا وارث بنایا جن کا وعدہ آپ سے کیا گیا اور اگر حقیقت اور سچائی کو مدنظر رکھا جائے تو سچ ہے کہ ساری بڑائیاں حضرت مسیح موعودؑ کے لئے ہیں۔ محمد ﷺ کے لئے ہیں اور خدا تعالیٰ کے لئے ہیں۔‘‘

یہ الفاظ فرمانے کے بعد حضورؓ اس دروازہ میں سے گزر کر جو مسجد مبارک کے نیچے نہایت خوبصورتی کے ساتھ بنایا اور بیل بوٹوں سے سجایا گیا تھا۔ مسقّف گلی میں سے ہو کر سیڑھیوں سے مسجد مبارک میں تشریف لے گئے اور مسجد کے اس حصہ میں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابتدائی زمانہ میں مسجد تھی۔ حضور نے باجماعت دو رکعت نفل اپنے رفقاء سمیت ادا فرمائے۔ نماز کے بعد حضور مجمع کو السلام علیکم کہہ کر اپنے گھر دار المسیح میں تشریف لے گئے۔

اس طرح حضورؓ کا یہ مبارک اور تاریخی سفر جو قریباً چار ماہ پہلے 12 رجولائی 1924ء کو شروع ہوا تھا 24 نومبر 1924ء کو بخیر وخوبی ختم ہوا اور آپ یورپ کے لمبے اور طویل سفر سے کامیاب وکامران فتح مندی وکامرانی کا جھنڈا لہراتے ہوئے قادیان کی مقدس سرزمین میں رونق افروز ہوئے۔......☆......☆......

محمود سفر میں اور حاسد سقر میں امیر غیر مبائعین کی درافشانی

(حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ)

مولوی محمد علی صاحب اور جماعت احمدیہ کی خیر خواہی:

’’میاں صاحب کا سفر یورپ‘‘ اس عنوان کے نیچے 3 اگست 1924ء کے پیغام صلح میں ’’حضرت امیر‘‘ نے جماعت احمدیہ کی کمال خیر خواہی سے مجبور ہو کر کچھ درافشانی فرمائی۔ اس مضمون کے ایک ایک لفظ سے ہمدردی اور شفقت ٹپکتی نظر آتی ہے۔ یہاں تک کہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے سفر کا فکر انکو اندر ہی اندر کھاتا چلا جاتا ہے اور ہمارے اموال اور روپیہ کی خیر خواہی قریب ہے کہ انکو بالکل ہلاک کردے۔

’’حضرت امیر‘‘ کو ان جانکاہ تفکرات اور ترددات سے بچانے کیلئے مجھ پر بھی فرض ہے کہ انکو تسلی دوں اور انکا کچھ اطمینان کروں کیونکہ کسی زمانہ میں میں بھی ان کے زمرۂ احباب میں شامل تھا۔ ایسا نہ ہو کہ ان کی روحانی سوزش اور کوفت اس درجہ تک پہنچ جائے کہ جسمانی طور پر بھی اس کا اثر ظاہر ہو جائے۔ اس لئے سب سے پہلے جناب موصوف کی خدمت میں یہ عرض کر دینا کہ مولانا! آپ خوش اور اطمینان ہو جائیں کہ خدا کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح اس سفر کے بعد یقیناً زیادہ وسیع علم اور زیادہ وسیع معرفت لیکر ہندوستان میں واپس تشریف لائیں گے کیونکہ ایسے لوگ ہمیشہ ہر آن ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہوتے ہیں اور مطابق فرمان حضرت خیر الرسلؐ مَنِ اسْتَوٰی یَوْمَاهُ فَهُوَ مَغْبُوْنٌ۔ ان کا دوسرا دن پہلے دن سے زیادہ انکو علم اور معرفت اور وسعت قلب اور برداشت میں ترقی کرتا ہوا پاتا ہے۔

دوسرے یہ عرض ہے کہ اَے مولانا! آپ اس امر میں بھی تسلی رکھیں کہ حضور موصوف قوم کا مال خود قوم کی درخواست اور اصرار پر لے گئے ہیں۔ بلکہ ایک حصہ انہوں نے کمال خودداری اور وقار کی وجہ سے منظور نہیں فرمایا۔ ورنہ قوم تو چاہتی تھی کہ کسی طرح ہمارا روپیہ خود حضور کے ذاتی مصارف میں کام آئے تو ہم خدا کے روبرو سرخرو ہوں اور ہمارے دل اور آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور قوم چاہتی تھی کہ بعض خدام اور بھی اس قافلہ میں بعض ضروریات کیلئے زیادہ کئے جائیں۔ مگر حضور نے کمال کفایت شعاری کی وجہ سے اسے بھی منظور نہ فرمایا اور ہم سے زیادہ ہمارے اموال کی نگہداشت کی اور جس کام پر ایک لاکھ بلکہ زیادہ روپیہ خرچ ہونے کا یقین تھا اسے پچاس ساٹھ ہزار تک محصور کر لیا۔ اور جو لوگ جماعت میں علم اور عزت کے لحاظ سے سیکنڈ کلاس میں سفر کے لائق تھے انہوں نے ڈک پر سفر کیا تا کہ ممکن سے ممکن کمی اخراجات میں ہو سکے۔ پس مولانا آپ کو مبارک ہو کہ ہمارے اموال ضائع نہیں ہوئے، نہ چوری گئے، نہ ان میں خیانت ہوئی، نہ ان میں اسراف کیا گیا بلکہ جو حق و حکمت اور دیانتداری کا تقاضا تھا وہ کیا گیا بلکہ صرف یہی ایک مبارک باد میں آپ کو نہیں دیتا بلکہ دوہری مبارک باد دیتا ہوں کہ نہ صرف اس امر میں بلکہ گذشتہ دس سال سے ہمارے اموال چوری اور خیانت اور اسراف سے خدا کے فضل سے محفوظ ہیں۔

مولانا! اس سفر کے تمام امور ادنیٰ سے لیکر اعلیٰ تک مجلس شوریٰ میں فیصلہ ہوئے ہیں بلکہ سفر کے متعلق حضرت صاحب نے اسی وقت تہیہ فرمایا جب بیرونی جماعتوں کی over whelming majority نے آپکا اس وقت جانا ضروری سمجھا۔ مولانا! پہلے جناب فرمایا کرتے تھے کہ خلیفہ مطلق العنان ہے۔ شوریٰ ہونا چاہئے۔ شوریٰ ہوا تو فرمانے لگے کہ لوگ تو مرید ہو کر ایسے خاموش ہو گئے کہ میاں صاحب کی مخالفت ہی نہیں کرتے۔ اب ہمیں بڑی مشکل آپڑی ہے۔ یا تو آپ کا سامعاندانہ اور مخالفانہ رنگ اختیار کریں تب آپ خوش ہوں یا پھر تمام امور مشورہ طلب سیدھے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور (لاہوریوں کی انجمن۔ ناقل) کے جلسوں میں فیصلے کیلئے بھیج دیئے جایا کریں تب آپ کی تسلی ہو۔ مگر آپ ہی فرمائیے کہ آیا یہ بات ٹھیک ہے؟ مگر مولانا! اب ایک مشکل یہ آپڑی کہ اسی مضمون میں آپ فرماتے ہیں کہ ’’ہمیں نکتہ چینی کا کوئی حق نہیں‘‘ پس اگر کوئی مشورہ طلب امر آپ کی انجمن اشاعت اسلام میں بھیجا جائے اور آپ ان کاغذات پر یہی الفاظ لکھ کر بھیج دیں کہ ہمیں نکتہ چینی کا کوئی حق نہیں تو پھر ہم غریب کیا کریں۔

مولانا! ہماری جماعت کا مشورہ آپ کو منظور نہیں اور اپنے لئے خود آپ تسلیم کرتے ہیں کہ ہمیں نکتہ چینی کا کوئی حق نہیں۔ خلیفہ کا فیصلہ مطلق العنانی ہے۔ آخر ہم کدھر جاویں اور کس سے صلاح لیں۔ اگر مجبور ہو کر کسی طرح کچھ کام کر بھی لیں تو پھر آپ اور آپ کے دوستوں کے اعتراضات دم نہیں لینے دیتے۔ مولانا! کچھ تو وسعت قلبی آپ نے ہی دکھائی ہوتی۔ آپ نے تو اس زمین کو باوجود فراخی کے ہم پر تنگ کرنے کی کوشش کی۔ للہ کچھ رحم فرمادیں۔

اسراف کا اعتراض:

مولانا! اسراف کی تفصیل جو آپ نے بیان فرمائی ہے وہ انشاء اللہ آگے چل کر آئے گی۔ فی الحال میں ڈرتے ڈرتے ایک عرض کرتا ہوں وہ یہ کہ اسراف کا اعتراض ہمارے سلسلہ میں ایک بہت پرانا اعتراض ہو گیا ہے اور علاوہ پرانا ہونے کے ہر زمانے میں اس کثرت سے اٹھتا رہا ہے کہ اب وہ مؤثر نہیں رہا۔ اب کوئی نیا حربہ تلاش کرنا چاہئے فرسودہ اعتراض ہمیشہ گھسے ہوئے اور کند اور زنگ آلود ہتھیار کی طرح ہوتا ہے جو بعض اوقات بجائے فائدہ کے نقصان دیتا ہے۔ مولانا! کیا یہ وہی ہتھیار تو نہیں جو خود حضور والا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے برخلاف استعمال فرمایا تھا کہ اتنا روپیہ جو آتا ہے وہ کہاں جاتا ہے؟ حساب لیا جاوے اور کیا یہ وہی حربہ تو نہیں جو حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کے برخلاف ایک باغی جماعت (جسے شاید آپ بھی جانتے ہوں) استعمال کرتی رہی ہے کہ خلیفہ کا کام بیعت لے لینا اور نماز جنازہ پڑھا دینا ہے نہ کہ نذریں قبول کرنا اور قومی اموال پر متصرف ہو جانا۔ مولانا مجھے شبہ پڑتا ہے کہ یہ وہی اعتراض ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی کسی ’’وسیع القلب‘‘ ’’صاحب حوصلہ‘‘ اور ’’جرأت والے‘‘ شخص نے جو پیری مریدی کے خطرناک رنگ سے مبرا اور meutal slavery سے بالکل آزاد تھا اور جناب کے بالکل ہم خیال تھا ایک دفعہ اموال کے معاملہ میں کیا تھا جس کی تفصیل آپ کو احادیث سے مل سکتی ہے اور شاید کچھ اسی قسم کا اعتراض تھا جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر (جن کے خاندان سے آپ کی قوم کو بہت دیرینہ رقابت کا فخر بھی حاصل ہے اور یہ فخر مرور ایام کے ساتھ ساتھ ترقی بھی کرتا جاتا ہے) بعض لوگوں نے اموال غنیمت کے متعلق کیا تھا اور جس کے دفع کیلئے سرور عالمؐ کو مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ جیسے الفاظ کا اظہار کرنا پڑا تھا۔ مگر مولانا لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ پر جناب کی توجہ کچھ کم ہی رہی ہے۔ ورنہ اتنا ہی خیال فرما لیا ہوتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ اعتراض کر کے معترضین نے کیا انعام لے لیا۔ یہی نہ کہ قادیان سے جو خدا کے رسول کا تخت گاہ ہے نکال دیئے گئے اور قرب سے مہجور ہو گئے۔ اور یہی اعتراض کر کے حضرت خلیفۃ المسیح اول کے معترضین پر کیا رحمت نازل ہوئی یہی کہ بیعت سے خارج سمجھے گئے اور دوبارہ بیعت ضروری خیال کی گئی۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے اموال پر متصرف ہو جانے اور ان کو ضائع کرنے کا اعتراض کیا برکات اپنے ساتھ لایا؟ یہی نا کہ جماعت سے کاٹ کر پھینک دیئے گئے اور خیانت اور چوری کا اقدام کیا اور نہ صرف آیۃ استخلاف کے ماتحت ہی فاسق ٹھہرے بلکہ عرفاً جن کاموں سے لوگ فاسق مشہور ہو جاتے ہیں ان میں بھی شریک ہوئے وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ مُرْشِدًا۔ مولانا برا ماننے کی بات نہیں کیونکہ بقول جناب کے یہ محض اظہار واقعات ہیں جنہیں بعض وقت آپ کے احباب آپ کی ہتک سمجھ کر ہم پر یہ الزام دیتے ہیں کہ تم حضرت امیر کو برا کہتے ہو۔ اظہار واقعات گو اعتراض کے رنگ میں بھی ہو قوم کیلئے ایک برکت اور رحمت ہے۔ مولانا! اگر آپ بھول گئے ہوں تو شاید میرے

یاد دلانے سے آپ کو خیال آجائے کہ جب ابتدائے زمانہ میں یہی اسراف کا اعتراض غیر احمدیوں کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت پیش ہوتا تھا تو آپ کا ایک دوست نہایت تیش میں آکر پہلے تو چھٹتے ہی نصف درجن فحش گالیاں ان کو دیتا اور پھر کہا کرتا کہ ان بدذات معترضوں سے پوچھو کہ مال ہمارا اور پیر ہمارا ان کو اس بات سے واسطہ ہی کیا، تعلق ہی کیا جس طرح چاہے خرچ کرے۔ چشم ماروشن دل ما شاد یہ آپ کا دوست بلکہ خضر طریقت آج کل کشمیر میں ہے۔ ولایت جانے سے پہلے آپ اس بات کی اس سے تحقیق کر سکتے ہیں کہ آیا وہ ایسی باتیں ہماری مجلسوں میں ہی کہا کرتا تھا یا نہیں۔

پیری مریدی:

مولانا! اب میں پیری مریدی کے خطرناک رنگ کی بات بھی مؤدبانہ کچھ عرض کر دیتا ہوں۔ جہاں تک میں جناب اور جناب کے ہم خیال اصحاب کی تحریروں تقریروں سے استنباط کر سکا ہوں اس سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ پیر پرستی آپ کے خیال میں حسب ذیل امور ہیں۔ جس سے بیعت کی ہو اس کی توہین نہ کرنا بلکہ اس کا ادب کرنا۔ تہذیب اور انسانیت کے ساتھ اس کے سامنے اپنی رائے پیش کرنا۔ اخلاص ومحبت کی وجہ سے اس کے پیر دبانا یا اُسے نذرانہ دینا یا اس سے ملنے آنا یا اس کی صحبت سے بار بار آکر مستفیض ہونا یا اس کے لئے جناب یا حضرت صاحب یا حضور یا اس قسم کا کوئی عزت کا لفظ استعمال کرنا یا اس سے دعا کرانا یا اس کے مقاصد میں اپنی کوشش سے امداد کرنا یا اگر کبھی وہ قریب کے اسٹیشن سے گذرے تو استقبال یا مشایعت یا ملاقات کیلئے جمع ہو جانا یا اس کے فوٹو کا کسی مرید کے گھر میں پایا جانا یا اس کے درس میں سختی سے اعتراض نہ کرنا اور تُوتُو مَیں مَیں اس کے ساتھ نہ کرنا یا اس کی مجلس میں باترتیب ادب سے بیٹھنا جس طرح تمام دنیا کی مہذب مجلس میں دستور ہے یا امر بالمعروف میں اسکی اطاعت کرنا۔

مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک ایمانی جرأت:

مولانا! یہ تو ہوئی پیر پرستی لیکن حقیقی اسلامی حالت جس میں اپنے ''امیر جماعت'' کیساتھ مندرجہ ذیل سلوک ہوں اور جو آپ کے اور آپ کے دوستوں کے نزدیک آزادی رائے اور ایمانی جرأت اور تعلیم اسلامی کی بنیاد ہے اور جو meutal slavery سے مرید کو نجات دلاتی ہے وہ یہ ہے۔

یعنی یہ کہ جس شخص سے بیعت کی ہو اسکے نام کے ساتھ کوئی عزت کا لفظ نہ لگایا جاوے۔ اسکی مجلس میں بجائے باقاعدہ بیٹھنے کے اسکی طرف پشت کر کے بیٹھا جاوے۔ جب وہ بات کرے فوراً اُسے ٹوکا جائے اور اسکا سختی سے مقابلہ کیا جائے۔ اگر باز نہ آئے تو اُسے ذلیل کیا جائے اور کبھی کبھی موقع ملے تو اسکے ظل پر جوتیاں بھی مار لی جائیں تا کہ پیر پرستی کی مخفی رگ کٹتی رہے اور اُسے گمنام یا پرائیویٹ تحریروں میں گالیاں بھی دی جاتی رہیں اور خفیہ ٹریکٹ شائع کر کے اُسے مشرک خائن بے ایمان ثابت کیا جائے اور اس کے اہل وعیال سے دل میں کینہ اور بغض رکھا جائے اور اس کے درجہ کو زیادہ معزز اور مشہور ہو جانے سے بچانے کیلئے یہ بھی کہہ دیا جائے کہ فلاں کو مجدد مجدد لئے پھرتے ہو، مَیں بھی ویسا ہی مجدد ہوں یا اس کے مزار کو ذلیل کرنے کیلئے اس کے مقابل پر ایک دوسرا مقبرہ قائم کرنے کی کوشش کی جائے یا اسکے تخت گاہ کی توہین کرنے کیلئے کسی دوسرے شہر کا نام مدینۃ المسیح رکھ دیا جاوے یا یہ شائع کیا جاوے کہ بانئ سلسلہ کی نسبت فلاں مرید ان کا تقویٰ و طہارت میں زیادہ بڑھا ہوا ہے یا یہ کہ ہمارا مرشد خائن ہے یا مسرف ہے یا خفیہ خفیہ اسکی عصمت کو black mail کیا جاوے صرف اس لئے کہ کہیں پیر پرستی ہم پر غالب ہو نہ جائے۔ غرض ہمیشہ اس کے لئے مخزیات کا ایک سلسلہ تیار رکھا جائے اور آئندہ اسمیں ترقی کی جائے تا کہ کامل توحید اور انقطاع مرید پر مستولی ہو جائے اور اللہ کے حضور اسکے مدارج میں ترقی ہو۔

مولوی محمد علی صاحب اور پیر پرستی:

مولانا! جیسا کہ میں سمجھا ہوں اگر آپ کے نزدیک یہی پیر پرستی اور خدا پرستی ہے تو ایسی پیر پرستی ہم کو مبارک اور ویسی خدا پرستی آپ کو مبارک رہے۔ مجھے اس کا جواب دینے کی بھی ضرورت نہیں۔ البتہ مولانا! میں اتنا یاد دلانے کی جرأت کر سکتا ہوں کہ آج سے بہت سال پہلے میں نے اپنی ان دونوں آنکھوں سے خود آپ کو ایسی پیر پرستی کرتے دیکھا تھا بلکہ میں نے آپ کو ان باتوں سے زیادہ سخت قسم کی پیر پرستی بھی کرتے دیکھا ہے۔ مجھے وہ نظارہ خوب یاد ہے کہ آپ کا پیر یکہ میں بٹالہ جا رہا تھا اور اس کا ایک مرید مولوی محمد علی نام قادیان سے بٹالہ تک اس بھاگتے ہوئے یکے کے پیچھے اس طرح بھاگ رہا تھا جس طرح ایک وفادار خادم اپنے آقا کی سواری کے پیچھے بھاگا جاتا ہو۔ مولانا! اگر وہ پیر پرستی تھی تو میری ساری عمر کی نیک اعمالیوں کے بدلے آپ وہ اپنا اس طرح سے بھاگنا مجھ سے بدل لیں۔ یقیناً آپ کا گناہ پیر پرستی کا معاف ہو جائے گا اور میرے لئے شاید جنت میں داخل ہونے کا صرف یہی ایک عمل ذریعہ بن جائے۔ اس وقت گنجائش نہیں ورنہ اے مولانا! میں آپ کی خدمت میں ایسے نمونے خود جناب والا کی پیر پرستی کے پیش کر سکتا ہوں جو آپ کو بھی شاید یاد نہ ہوں گے۔ آپ مامور غیر مامور کا عذر نہیں کر سکتے کیونکہ پیر پرستی خواہ وہ کسی کے ساتھ ہو شرک اور گناہ کبیرہ ہے مامور پرستی اور غیر مامور پرستی دونوں خدا پرستی کے مخالف واقع ہوئی ہیں مولانا! آیئے اب ایک عجیب اقرار بھی پیر پرسی کا آپ کو دکھا دوں۔

یہاں ایک اور سلسلہ بیعت کا صوفیاء میں مروج ہے جسے بیعت توبہ کہتے ہیں۔ اس بیعت میں داخل ہو کر بھی انسان اپنے مرشد کے احکام کا اسی طرح مطیع ہو جاتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کا مفہوم ہے...... اور اس کے ماتحت حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی بیعت ہم لوگوں نے...... کی اور اسکے لئے یہ ضروری تھا کہ مرید اپنے آپ کو مرشد کے سامنے ایک بے جان کی طرح ڈال دے اور اپنی جملہ خواہشات کو اس کے سپرد کر دے۔ مولانا! یہ معاملہ تو کچھ پیر پرستی سے بڑھ گیا۔

مولانا! اس قسم کی پیر پرستی جسے ہماری اصطلاح میں محبت واخلاص اور ادب کہتے ہیں خود بانئ سلسلہ نے ہم کو سکھائی اور آپ کے دوسرے پیر نے ہم سے اس پر عمل کرایا۔ مولانا! حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح اول کی ساری عمر کی کوشش اور تعلیم سے اب خدا خدا کر کے ہم اس مقام پر پہنچے ہیں کہ ہم کو پیر کی قدر ومنزلت معلوم ہو۔ دو زمانوں کے دھکے کھا کھا کر یہ رنگ پیری مریدی کا ہم پر چڑھا ہے۔ یہ وہ صبغۃ اللہ ہے جو ہماری جماعت کو دوسرے لوگوں سے ممتاز کر رہا ہے۔ ہم نے 40 برس تجربہ کر کے دیکھ لیا کہ گذشتہ دو زمانوں میں جس جس نے آپ کی آزادئ رائے اور ایمانی جرأت اور meutal liberty کا دم بھرا اور پیر پرستی کے دائرہ سے باہر نکلنے کی کوشش کی وہی ہلاک ہو گیا اور جماعت سے نکل گیا یا نکالا گیا۔ مولانا! آپ کو حکایت لقمان میں سے وہ حکایات یاد ہوگی جس میں لومڑی سے شیر نے پوچھا تجھے یہ عقل کس نے سکھائی تو لومڑی نے کہا بھیڑیئے نے۔ پس یہ پیر پرستی 40 سالہ زمانہ کے گرم وسرد چکھنے اور لوگوں کا انجام دیکھنے سے پیدا ہوئی ہے۔ میرے آقا نے دسویں شرط بیعت ہی ایسی لگا دی ہے کہ یا تو اُسے مان کر بیعت میں داخل ہو ورنہ اپنا ٹھکانا کہیں اور ڈھونڈ لو۔

آزاد خیالی اور مولوی محمد علی صاحب:

مولانا! آپ کی اس تحریر کو پڑھ کر مجھے سخت تعجب ہوا کہ: ''آج قادیان کا رنگ بدلا ہوا ہے۔ کہاں وہ زمانہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے بڑی جرأت سے ہر قسم کا اعتراض پیش کر دیا جاتا تھا اور حضرت مولوی نورالدین صاحب کے ساتھ ان کے درس کے سننے والے بڑی بڑی سختی سے بھی بحث کر لیا کرتے تھے اور کہاں یہ زمانہ کہ میاں صاحب مجلس میں بیٹھیں تو سب لوگ پیری مریدی کے حلقہ کی طرح حلقہ قائم کر کے خاموش رہیں...... آزادئ رائے اور ایمانی جرأت وہ جوہر ہے جو تعلیم اسلام کی گویا بنیاد ہے''

مولانا! اس سے بڑھ کر لیجئے آج کل آزاد خیال لوگ یہی کہتے ہیں سبحان اللہ رسول اللہ صلعم کے سامنے لوگ بیبا کی سے خود آپکی ذات مبارک پر اعتراض کر دیتے تھے اور ایک اعرابی نے مال غنیمت میں سے ایک قمیص کے ٹکرے کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر بھی اعتراض کر دیا تھا۔ سبحان اللہ کیا اسلامی آزادی کا زمانہ تھا اور کیسی اپنی جرأت ایمانی ایسے بزرگ اعتراض کر کے ظاہر کرتے تھے۔

مولانا! شاید آپ کو یاد ہو یا نہ ہو کہ وہ آزادئ رائے اور جرأت ایمانی جو رسول کریمؐ

کے سامنے اس شخص نے ظاہر کی تھی اس کا انعام اسے کیا ملا۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ اس شخص میں سے وہ قوم نکلے گی جو خوارج ہو گی اور ایمان ان میں سے اس طرح نکل گیا جیسے کمان میں سے تیر۔ پھر حضرت عمرؓ پر جو معترض تھا وہ کونسا صحابی تھا۔ وہ ایک بے ادب جنگی تھا جو آداب اسلام اور انسانیت سے عاری تھا۔ کیا اگر یہ ثابت ہو جائے کہ ایک اعرابی نے آنحضرت صلعم کے گلے میں کپڑا ڈال کر اتنا کھینچا کہ آپ کے بدن مبارک پر رگڑ سے سرخی نمودار ہوگئی یا گردن چھل گئی۔ تو آپ فوراً کہہ دیں گے کہ سبحان اللہ کیا اسلامی آزادی تھی اور کیا جرأت تھی۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عورت کو جو اپنے بیٹے کی قبر پر ماتم کر رہی تھی، صبر کی تلقین کی تو اس نے کہا کہ تیرا بیٹا مرتا تو معلوم ہوتا۔ مولانا! آپ تو کہتے ہوں گے مرحبا کیا آزادی تھی اور کیا جرأت تھی۔ مولانا آپ نالائقوں کی نالائقیوں کو اسلامی جرأت اور آزادی رائے کہتے ہیں اور مقدسوں کے صبر کو اجازت اور تحسین سمجھتے ہیں بریں عقل و دانش ببايد گريست۔ کیا دوسرا پہلو آپ کو یاد نہیں حضرت عمرؓ نے صلح حدیبیہ پر بظاہر کیسے معمولی الفاظ کہے تھے مگر فرماتے ہیں کہ ساری عمر اسکے لئے اعمال نیک کرتا رہا اور افسوس کرتا رہا کہ میں نے رسول کریم سے ایسی بات ہی کیوں کہی تھی۔

مولانا کیا آپ کسی بزرگ سلسلہ کا نام لے سکتے ہیں مثلاً خلیفہ اول کا کہ انہوں نے کبھی بھی ایسی حرکت کی ہو کہ بڑی جرأت سے ہر قسم کا اعتراض مسیح موعودؑ پر کر دیا ہو، البتہ عبد الحکیم خان مرتد کو ہم نے ایسا کرتے دیکھا ہے۔ حضرت صاحب کی مجلس میں جس نے ایسا کیا یا تو وہ مخالف تھا یا جاہل۔ پھر مولانا کیا آپ نے خود بھی کبھی حضرت مسیح موعودؑ کے سامنے اس گیارہ سال میں کوئی ایسی ایمانی جرأت اور آزادی دکھلائی۔ اگر یہ مستحسن فعل تھا تو ضروری تھا کہ آپ نے بھی اس پر عمل کیا ہو اور میں منتظر ہوں کہ آپ اپنے کسی ایسے فعل کی یاد دہانی کرا کے مجھ کو ممنون فرمائیں گے۔ مولانا میں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر کوئی اور شخص ایسی بات کرتا تو میں اسے کہہ دیتا کہ تو نے اس بیان میں ایسا سیاہ جھوٹ بولا ہے جو سخت ہی نفرت کے قابل ہے مگر آپ کو ایسا نہیں کہہ سکتا ہاں اگر آپ ثابت کر دیں کہ فلاں شخص نے جو مخالف بھی نہ تھا اور جاہل بھی نہ تھا اور اب اپنے اس فعل سے تائب اور شرمندہ بھی نہیں ہے کوئی اعتراض اپنا حضرت صاحب پر کیا ہو، تو میں اپنی غلطی تسلیم کروں گا۔ مثلاً کسی آپ کے مخلص مرید نے ایسا کہا ہو کہ حضرت گو میں آپ کا مرید ہوں مگر مجھے خیال ہے کہ آپ براہین کا روپیہ کھا گئے ہیں یا یہ کہ آپ بڑے مسرف ہیں اور قوم کا روپیہ تباہ کر رہے ہیں یا یہ کہ آپ سیکنڈ کلاس میں سفر کرتے ہیں، حالانکہ آپ تھرڈ میں کفایت کے ساتھ بھی سفر کر سکتے تھے اور باقی روپیہ اشاعت اسلام کے کام آسکتا تھا۔ یا مثلاً یہ کہ آپ پکے مکان اپنے لئے بناتے ہیں اور مہمانوں کیلئے کچے مکان اور خود اچھا کھانا کھاتے ہیں اور مہمانوں کو لنگر سے دال کھلاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ پس بار ثبوت آپ کے ذمہ ہے۔ اسی طرح حضرت خلیفہ اول کے درس کے متعلق آپ کی خلافت کے بعد آپ سے سند چاہتا ہوں۔ بیشک بعض نالائق منافق بذریعہ خطوط خفیہ ان سے ایسا معاملہ کرتے رہے۔ مگر درس میں جیسا کہ آپ فرماتے ہیں زمانہ خلافت کا کوئی واقعہ پیش فرما دیں تو میں اس پر بھی غور کرنے کیلئے تیار ہوں۔ جن منافقین نے حضرت خلیفہ اول سے ایسا سلوک کیا ان کو کبھی جرأت ایمانی کی سند اور سرٹیفکیٹ آنحضرت کی طرف سے عنایت نہیں ہوا بلکہ ہمیشہ حضور نے ان کو بڑا منافق شریر اور فاسق اور چالباز ہی ٹھہرایا۔

پیری مریدی کا حلقہ:

مولانا آپ نے ایک نہایت ہی نا مناسب غلط بیانی اور بھی کی ہے وہ یہ میاں صاحب کے مرید پیری مریدی کا حلقہ قائم کر کے خاموش بیٹھے رہتے ہیں۔ مولانا! آپ کو خدا کی قسم یہ بتائیں کہ آپ نے یہ سین کس دن خواب میں دیکھا تھا یا کوئی کشف تھا کیونکہ آپ خود تو کبھی ایسی مجلس میں نہیں آئے۔ آپ کو ایسی بات بیان کرنے کی جرأت کس طرح ہوئی۔ کیا قادیان میں دوسرے پیری مریدی حلقہ کی طرح توجہ ہوتی ہے اور لوگ خاموش بیٹھے رہتے ہیں بات نہیں کرتے۔ مولوی صاحب اگر آپ کا رپورٹ کنندہ میرے سامنے آئے تو میں اس کو تو ضرور کہہ دوں کہ لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن۔ مولانا! کیا اس جھوٹی روایت پر آپ نے درایۃً بھی غور فرمایا ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ حضرت میاں صاحب قادیان میں مسجد مبارک میں اپنی مجلس میں بیٹھے ہوں اور ارد گرد پچاس ساٹھ سو یا زیادہ آدمی معمولاً موجود ہوں تو وہ پیروں والا حلقہ باندھ ہی کس طرح سکتے ہیں۔ حلقہ کیلئے ضروری ہے کہ تھوڑے سے آدمی ہوں۔ حضرت خلیفہ ثانی جب مجلس میں بیٹھتے ہیں تو آگے بھی آدمیوں کا ہجوم ہوتا ہے، دائیں بھی، بائیں بھی اور پشت کی طرف بھی اور اگر آپ اس وقت موجود ہوں تو دیکھیں کہ کوئی مخالف اعتراض کر رہا ہے اور کوئی مزید استفسار، کوئی مبلغ رپورٹ سنا رہا ہے اور کوئی نو آمد مہمان اپنی قیل وقال۔ غرض مجلس کا رنگ ایسا ہی ہوتا ہے جیسا آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں دیکھا ہوگا۔ مگر اب بھول گئے ہیں مجلس شوریٰ میں اور بارہا عام مجلس میں حضرت خلیفۃ المسیح لوگوں سے رائے لیتے ہیں اور لوگ جہاں تک ان کو علم ہوتا ہے ادب کو ملحوظ رکھ کر اپنی رائے حضور کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ مولانا یہ کس مفتری نے آپ کے کان میں ڈال دیا کہ وہاں آدمی اپنی رائے بھی ظاہر نہیں کر سکتا اور کس طرح آپ نے اس پر یقین کر لیا۔

کیا مولوی محمد علی صاحب کی پرانی جبلت بدل گئی:

مولانا پھر آپ نے لکھا ہے کہ ”میں خود نہ کسی دوسرے سے جو مجھ سے تعلق رکھتا ہے اس بات کو برا مناتا ہوں کہ میری کسی غلطی کو دیکھ کر اسکی اطلاع مجھے دے۔“

یہ عبارت پڑھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی کہ آپ نے اپنی پرانی جبلت بالکل بدل ڈالی (اگرچہ اکثر چشمدید راوی اسبات پر متفق ہیں کہ آپ نے اس میں قطعاً کوئی تبدیلی نہیں کی) ورنہ پہلے تو ذرا سی خلاف رائے بات پر اور ادنیٰ ادنیٰ مخالفت پر بھی آپ کی ہیئت کذائی بدل جاتی تھی۔ دست مبارک رعشہ میں مبتلا ہو جاتے تھے اور جسم مبارک سر سے پیر تک کانپنا شروع کر دیتا اور لب ہائے مبارک تھرتھراتے تھے اور زبان مبارک کوشش کرتی تھی کہ کوئی آواز قابل سمجھنے کے اُس میں سے پیدا ہو۔ مگر افسوس کہ کبھی کوئی بامعنی اور پورا فقرہ نکلتے ہوئے ایسی حالت میں سنا نہ گیا۔ کچھ تف مبارک بھی ایسی حالت میں گرد و پیش اڑتا ہوا بعض مبصرین نے دیکھا ہے۔ اور بعض ناقدین کا قول ہے کہ آنکھیں بھی اول اول تو باہر کو نکل آتی تھیں اور پھر ان میں آنسو بھی جھلکنے لگتے تھے۔ غرض اس ہیئت کذائی اور طیش کی صورت دیکھ کر بعض قیافہ شناسوں کی یہ رائے تھی کہ اس قسم کا بزرگ اعتماد کرنے ولی، دوست بنانے، بیعت کرنے اور کسی سلسلہ کا پیشرو بننے کے لائق ہرگز نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ مولانا یہ بالکل درست ہے کہ جو ادنیٰ ادنیٰ مخالفت میں گھبرا جائے اور اس کے حواس باختہ ہو جائیں وہ کہاں ساری دنیا کے مقابل حق لیکر کھڑا ہو سکتا ہے۔ وہ تو جدھر کثرت دیکھے گا فوراً مخالفت کے ڈر کے مارے کافر کو مسلمان اور دشمن کو دوست کہہ دیگا اور ان کیساتھ تعلق کرنا شروع کر دیگا۔ سچے سلسلہ کا لیڈر تو ایک فولادی چٹان کی طرح کوہ وقار ہونا چاہئے ورنہ چالاک دنیا دار اس کو چٹکیوں میں اڑا دیں۔

ایک نیا انکشاف:

مولانا اس سفر کے متعلق میں آپ کی یہ رائے بھی پڑھ کر متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا کہ میں سفر کو میاں صاحب کیلئے مفید سمجھتا ہوں اس سے وسعت قلبی حاصل ہوتی ہے۔ گھر میں بیٹھ کر تنگ دلی بڑھتی ہے اور اس کا تجربہ بھی ہو چکا ہے کیونکہ حج کے سفر کے بعد میاں صاحب نے کچھ دنوں کیلئے کفر و اسلام کے مسئلہ میں ہمارے پہلو کو ہی اختیار کر لیا تھا۔ پس اب بھی میاں صاحب سفر کریں تو وسعت قلب اور برداشت کا بڑھ جانا ان کیلئے مفید ہوگا۔ (مطلب)

مولانا! یہ میرے لئے بالکل ایک نیا انکشاف ہے کہ حضرت خلیفہ ثانی نے حج سے آکر اپنے کسی عقیدہ سے رجوع کیا اور کفر و اسلام کے مسئلہ میں آپ کے ہم خیال ہو گئے۔ خواہ عارضی طور پر ہی سہی۔ افسوس ہے کہ آپ نے پہلے زمانہ میں اس بات کو اس طرح صراحۃً ظاہر نہ کیا۔ اب اسبات پر اتنا عرصہ گذر چکا ہے کہ یہ استنباط مؤثر نہیں رہا۔ میرے خیال میں بجائے 12 سال گذشتہ کی باتیں کریدنے کے یہ بہتر ہوگا کہ تین چار ماہ اور انتظار کر کے اسکی صداقت کو آزمالیں یہ سفر چونکہ حج کے سفر سے بہت لمبا اور وسیع ہے اور مہذب ممالک کا

ہے اس لئے اس میں لازماً اس سے بہت زیادہ وسعت قلب حاصل ہوگی۔ اور یہ یقینی ہے کہ اتنے بڑے سفر کا اثر اتنے ہی بڑے عقیدے پر بھی پڑے۔ کفر و اسلام دراصل نبوت کے مسئلہ کی ایک شاخ ہے پس اس دفعہ آپکو پختہ امید ہونی چاہئے کہ واپسی پر حضرت خلیفۃ المسیح بالضرور عقیدہ نبوت سے عقیدہ مجددیت اور محدثیت پر اتر آئیں گے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ انتظار کر رہے ہیں۔ اور جونہی آپ کی امید بارآور ہوگی یعنی حضرت خلیفۃ المسیح کا تبدیلیٔ عقیدہ والا لیکچر ہو اسی وقت آپ بر وقت اعلان کر دیں تا کہ ایسا نہ ہو کہ پھر وقت گذر جائے اور پرانا عقیدہ عود کر آئے اور سب لوگ ہدایت پانے سے محروم رہ جائیں۔ مولانا مناسب ہوگا کہ حضرت صاحب کی واپسی پر آپ ان کے ابتدائی لیکچروں میں ضرور شریک ہوں اور اس عظیم الشان کام سے غفلت نہ کریں۔ حضرت صاحب کے منہ سے رجوع کے الفاظ نکلتے ہی آپ اس مجلس میں شور ڈال دیں۔ اور پھر ناممکن ہے کہ کم از کم حاضرین کا فوری رجوع آپ کی طرف نہ ہو۔

مولانا! البتہ ایک خوف ہے اور وہ یہ کہ ان کے ساتھ خدا کی طرف سے اولوالعزمی (یعنی سخت ضد اور ہٹ کی) ایک ایسی صفت لگی ہوئی ہے جو شاید آپ کی امیدوں پر پانی پھیر دے۔ اگر بقول آپ کے یہ بات نہ ہوتی تو ظاہراً آپ کا بیان خود ہمارے مشاہدہ کے موافق معلوم ہوتا ہے۔ دور کیوں جائیں خود آپ پر اور آپ کے شیخ طریقت پر اس کا تجربہ ہو چکا ہے۔ مولانا! جب آپ قادیان کی تنگ گلیوں میں اور مسجد کے حجروں میں بند رہتے تھے اور دائرہ آپ کا نہایت محدود تھا تو اس وقت آپ حضرت مسیح موعود کو نبی آخر الزمان اور رسول اور پیغمبر لکھا کرتے تھے۔ پھر جب قادیان سے لاہور ہجرت کر لی اور پہاڑوں کی چوٹیوں کی ہوا لگی اور اس کی بدولت وسعت قلب نصیب ہوئی تو کہنے لگے کہ ہم نبی رسول کہنے والے پر لعنت بھیجتے ہیں۔ بلکہ صرف مجدد مانتے ہیں مولانا آپ ذرا دنیا کا لمبا سفر کرتے تو شاید اور ترقی کرتے۔ جیسے آپ کے دوست جناب خواجہ صاحب یورپ پہنچے۔ اور آپ سے زیادہ وسعت قلب نصیب ہوئی تو فرمانے لگے وہ کیا مجدد تو میں بھی ہوں اور بہت کچھ اباحتی رنگ اختیار فرما لیا تھا اور بعض باتوں میں حلال اور حرام کی تمیز تک اٹھا دی بعض اور لوگ ان سے بھی برداشت اور وسعت قلب میں بڑھ گئے اور کرسمس کے موقعہ پر انہوں نے سانگ کے طور پر گدھے کا روپ دھارا اور دُم لگائی اور نازنینان فرنگ سے کمر پر ڈنڈے کھائے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

الٹا چور:

مولانا! آپ نے اپنے مضمون میں بعض باتیں بے نظیر لکھی ہیں منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ قوم کا روپیہ ایک امانت ہے جس کے ایک پیسہ کے اسراف کے لئے بھی وہ لوگ عند اللہ جوابدہ ہیں جو نظام قومی کے سر ہیں۔ مولانا ان الفاظ کو پڑھ کر ایک ضرب المثل ہر پھر کر میرے دل سے زبان تک آتی ہے اور باوجود روکنے کے باہر نکلنے سے نہیں رکتی۔ واللہ اعلم اسے آپ کی نصیحت بھری تحریر سے کیا مناسبت ہے، اور وہ مثل یہ ہے: الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔

مولانا! اب میں اسراف کی تفصیلات کو لیتا ہوں۔ یعنی

(1) دس بارہ آدمیوں کا ہمراہ لیجانا ضروری نہ تھا۔ ایک آدمی کافی تھا۔

(۲) فوٹو اور سفرنامہ کی ضرورت نہیں

(۳) جماعتوں کو اطلاع دیگر اور بلا کر سٹیشنوں پر ملنا ناجائز امر تھا۔

(۴) تاروں کی ضرورت نہیں۔ اور ان کا خرچ اسراف ہے۔

دراصل آپ کے مایہ ناز اعتراضوں کا خلاصہ یہی چار باتیں ہیں۔

(1)

حضرت خلیفۃ المسیح کے ساتھ جانے والے اصحاب:

مولانا! آپ فرماتے ہیں کہ صرف ایک خادم ہمراہ لیجانا کافی تھا۔ دس بارہ آدمیوں کا ہمراہ لے جانا محض اسراف ہے اور قوم کا روپیہ برباد کرنا ہے۔ اور اس کی غرض صرف جاہ و جلال دکھانا ہے۔ مولانا! معلوم ہوتا ہے کہ کسی غلط فہمی کی بناء پر آپ نے ان دس بارہ آدمیوں کو غالباً ذاتی خادم اور نوکر سمجھ لیا ہے جو شاید آپ کے نزدیک اس لئے جا رہے ہیں کہ ایک پیر دبایا کرے تو دوسرا بستر اور کپڑوں کی درستی پر ہو اور تیسرا مکھیاں جھلنے پر مامور ہو اور چوتھا کھانا کھلانے کی خدمت بجا لاوے اور پانچواں رات کو سوتے وقت قصے کہانیاں سنایا کرے وغیرہ وغیرہ۔ بیشک وہ خادم بھی ہیں اور نوکر بھی مگر اُجرت کے خادم نہیں بلکہ محبت اور اخلاص کے تاہم اس رنگ کے خادم نہیں جس رنگ کی آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔

مولانا! ہمارا سلسلہ اس وقت جنگ کے میدان میں ہے اگر جنگی محاذ پر جرنیل حقیقت حالات معلوم کرنے کیلئے ہے خود آگے جائے تو کیا اس کے لئے مناسب ہوگا کہ وہ اعلان کرتا پھرے کہ میں اپنے ساتھ فلاں آفیسر کو فلاں فلاں غرض کے لئے لے چلا ہوں۔ کیا جنگ کے متعلق کی تمام سکیمیں پیش از وقت تفصیلاً مشتہر کر دی جاتی ہیں؟ پس جب سلسلہ کی مجلس شوریٰ کے فیصلہ کے ساتھ ایک ایک آدمی کا جانا بعد بحث اور تمحیص کے ضروری قرار پایا ہے تو اس پر پھر کسی اعتراض کی گنجایش نہیں رہتی کہ آپ کو یہ بتایا جاوے کہ فلاں شخص کس مطلب کے لئے ہمراہ جاتا ہے۔ البتہ یہ مناسب ہے کہ نمونۃً میں ایک سب سے ادنیٰ ہمراہی کی ضرورت حقہ کا ذکر کر دوں اور اس سے آپ کو پتہ لگ جائے کہ باقیوں کی اس سے بھی زیادہ ضرورت ہے۔

باورچی کی ضرورت:

میری مراد اس سے باورچی کی ہے۔

مولانا! حضرت خلیفۃ المسیح کا ایک باورچی کو ہمراہ لے جانا ان کے کمال تقوی اور کفایت شعاری کی دلیل ہے۔ کفایت شعاری اس طرح کہ ولایت جا کر ہوٹلوں میں ایک جماعت کیلئے کھانے کا بندوبست کرنا اخراجات کثیر کو چاہتا ہے اور یوں بھی وہاں کی طرز کا کھانا پانچ چھ ڈش پر مشتمل ہوتا ہے۔ پس ہوٹل میں کھانے کا بندو بست نہ کرنا اور انگلستان جیسے ملک میں گھر پر ہی دیسی قسم کے ایک سالن اور روٹی پر بسر کرنا ایسی کفایت کا نمونہ ہے کہ صرف یہی ایک بات معترضین اسراف کا منہ سیاہ کرنے کو کافی ہے۔ دوسرے تقویٰ اس طرح کہ کثرت مصروفیت کے سبب سے ہوٹلوں میں اور دیگر اسی قسم کے انتظاموں میں یورپ میں حلال اور حرام کی تمیز بڑی مشکل ہو جاتی ہے۔ گوشت صرف سور کا ہی نہیں بلکہ دوسرا بھی ہر قسم کا وہاں حرام ہی ملتا ہے کیونکہ ذبیحہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح اکثر کھانوں میں چکنائی گھی کی نہیں بلکہ اس حرام چربی کی ہوتی ہے جو ان غیر ذبیحہ جانوروں سے حاصل ہوتی ہے۔ غرض وہاں کے کھانے ایسے ہیں کہ کم ہی کوئی کھانا اشتباہ سے پاک ہوتا ہے مثلاً اگر انڈے تلے ہوئے ہیں تو حرام چربی میں مرغی پکی ہوئی ہے تو گردن مروڑی ہوئی بسکٹ اگر ہیں۔ تو وہی ناجائز چربی کے، گوشت بکرے کا ہے تو حرام، گائے کا ہے تو مشین میں اسکا سر اڑا کر، سؤر کا ہے تو اس کا تو ذکر ہی کیا کرنا۔ تو تمام حرام اور مشتبہ چیزوں سے بچنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح نے یہاں سے خادم پکانے والا ہمراہ لیا بلکہ گھی بھی۔

مولوی محمد علی صاحب کے ہمراہیوں کی حرام خوریاں:

مولانا! آپ سے تو آپ کے احباب نے ضرور ان حرام خوریوں کا ذکر کیا ہوگا جو ولایت میں دانستہ اور نادانستہ وقوع میں آتی رہتی ہیں۔ میرے ایک بہت معزز غیر احمدی دوست نے بیان کیا کہ میں ولایت میں ایک ہوٹل میں کھانا کھا رہا تھا جو وہیں ایک بھاری بھرکم لاہور کے رہنے والے لیکچرار اور پرچہ بھی تشریف لائے اور کھانے میں مصروف ہو گئے۔ کھانے کے دوران میں انہوں نے ہوٹل والے سے فرمایا کہ کل والی چیز لاؤ وہ بہت مزیدار تھی۔ اسپر اس نے ایک قسم کا گوشت لا کر ان کے سامنے رکھ دیا۔ جسے انہوں نے خوب لطف لے لے کر کھایا جب وہ تناول فرما کر تشریف لے گئے تو میں نے بصد شوق ہوٹل والے سے پوچھا کہ وہ کیسا گوشت تھا جو مسٹر پال نے تم سے منگا کر کھایا تھا۔ ہوٹل والے بیچارے نے بڑی سادگی سے جواب دیا کہ فائی نسٹ بیکن (یعنی نہایت نفیس سؤر کا گوشت)

کفایت شعاری اور تقویٰ شعاری:

پس ہمارے خلیفۃ المسیح علیہ السلام نے ہر امر میں کفایت اور تقویٰ دونوں کا خیال رکھا ہے بلکہ تیسرا امر صحت کا بھی ہے کیونکہ جو آدمی اتنا روپیہ خرچ کر کے اور اتنی تکلیف اُٹھا کر پھر صحت کا خیال نہ رکھے تو ایک سخت

غلطی ہے۔غیر ملک کے کھانے اکثر کمزور صحت انسانوں کو موافق نہیں آتے کیونکہ معدہ ان کا عادی نہیں ہوتا۔پس جب دین کے لئے سفر اختیار کیا ہے تو صحت سب چیزوں سے مقدم ہے اسی ضمن میں ڈاکٹر کا وجود بھی سمجھ لیجئے۔

مولانا ! میں آپ سے سچ عرض کرتا ہوں کہ خدا نے ہم کو وہ خلیفہ دیا ہے جسے پیش کر کے ہم کسی ملک کسی قوم کسی مجلس میں بھی شرمندہ نہیں ہیں۔

زیادہ آدمیوں کے جانے پر مولوی محمد علی صاحب کو خوش ہونا چاہئے تھا:

پھر مولانا! آپ کو تو زیادہ آدمی لیجانے پر بجائے اعتراض کے خوش ہونا چاہئے تھا کیونکہ جب دنیا میں لمبا سفر وسعت قلب پیدا کر دیتا ہے اور غلط عقائد تک صاف کر دیتا ہے تو پھر تو نہ صرف حضرت صاحب بلکہ ایک معزز جماعت بھی ان کے ساتھ آپ کے عقائد کے قریب آجائیگی۔اور یہ امر آپ کے لئے نہایت مسرت کا موجب ہونا چاہئے۔ اگر تھوڑے سے ظاہری اسراف سے ایک جماعت کی اصلاح ہو جائے تو وہ خرچ پھر اسراف ہرگز نہیں کہلا سکتا کیونکہ اصل چیز ہدایت ہے اور کوئی قیمت بھی اس کے مقابلہ میں زیادہ نہیں سمجھی جاسکتی پھر آپ کا اعتراض جماعت کے ساتھ لیجانے پر کس لئے ؟ بلکہ آپ کو تو چاہئے تھا کہ ایک معقول نذر اپنے ہاں سے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں بھیجتے اور عرض کرتے کہ آپ تو تھوڑے آدمی ہمراہ لے چلے ہیں ہماری درخواست ہے کہ زیادہ لیجائیے اور کچھ خرچ ہماری طرف سے قبول فرمائیے۔

ساتھیوں کی ضرورت کا کسی قدر تذکرہ:

مولانا! تفصیل اگر چہ موجودہ حالات میں بتانی بالکل نامناسب ہے مگر عمومی طور پر آپ کو بھی انکار نہیں ہوسکتا کہ اگر کسی ایسے بڑے عظیم الشان اہم مقصد کے لئے انسان یورپ کا دورہ کرے جو حال اور استقبال دونوں زمانوں پر حاوی ہو تو اکیلا صرف ایک خادم لے کر ایسا کرنا اس کی کمال حماقت پر دلیل ہوگا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ تین ماہ کے اندر وہ ایک عظیم الشان سکیم تیار کرنے جاوے اور کم سے کم وقت میں بڑے سے بڑا کام کر سکے بغیر امداد ایک مخلص جماعت کے ۔کیا اس کو انگریزی دان سکرٹری، ترجمان اور خطوط نویس درکار نہ ہوگا۔ کیا اس کو ایسے مختلف لوگ درکار نہ ہونگے جن کی وساطت سے وہ کم سے کم وقت میں ہر طبقہ کے لوگوں سے مل سکے۔اور ان سے تبادلہ خیال کر سکے۔ علماء، امراء، اخبار نویس، پروفیسر، مذہبی لیڈر، حکام عوام اور اپنے ملک کے لوگ جو وہاں موجود ہیں وغیرہ وغیرہ۔ کیا علماء کا وجود اس وفد میں لغو ہے جو نہ صرف مصر اور شام میں بھی ٹھہرے گا بلکہ خود ولایت میں بھی بات بات پر قرآن شریف، حدیث شریف، کتب حضرت صاحب اور تاریخ اور لغت سند اور حوالہ نکالنے کی ضرورت ہوگی۔ اس بات کی ان لوگوں کو ضرورت نہیں ہوتی جو خواجہ صاحب والا اسلام پیش کرتے ہیں اور جن کے لئے صرف ایک آیت یعنی إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَىٰ وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ بہائیوں کی طرح ہر مذہب کی تصدیق اور ہاں میں ہاں ملانے کے لئے کافی ہے۔اور تفسیر بالرائے اس بات کی کوئی ضرورت باقی نہیں چھوڑتی کہ قرآن یا تاریخ یا لغت یا کسی اور علم یا کتاب کی ضرورت ہو مگر مولانا ہمارے لئے یہ کام ناممکن ہے۔

پھر مولانا ! یہ دس بارہ آدمی جو حضرت صاحب کے ہمراہ ہونگے آپ کے اس زمانہ میں اور آئندہ نسلوں کے لیے شاہد ہونگے ۔ان کی گواہی ہوگی کہ ہم دن رات آپ کے گرد وپیش رہے اور ہم نے مشاہدہ کر لیا کہ آپ سیر وتفریح کے لئے یورپ نہیں گئے تھے۔ہم گواہ ہیں کہ حضور نے دن رات دین کی خدمت میں صرف کئے ہیں ۔حضور نے کبھی ناجائز تماشے نہیں دیکھے ۔ نہ بڑے بڑے خود ساختہ مجددین کی طرح پیرس کی گلیوں میں برہنہ میموں کے ناچ دیکھے، نہ عورتوں سے مصافحے کئے، نہ غض بصر کے حکم کو پامال کیا، نہ حرام کھایا نہ کھلایا نہ گدھوں کے سوانگ بھرے نہ کسی اور قسم کا نامناسب فعل کیا بلکہ جیسے بے لوث گئے تھے اسی طرح بے لوث واپس آگئے۔مولانا دنیا میں نمونہ اور اسوۂ حسنہ ایک عجیب با اثر چیز ہے۔جو شخص اکیلا جاتا ہے اور اکیلا واپس آتا ہے اسکی نسبت کیونکر ہم یقیناً کہ سکتے ہیں کہ اس کا چلن ہر دھبہ سے پاک ہے۔ہمیں کیا خبر کہ وہ کہاں کہاں بدکاری کرتا رہا اور کہاں کہاں حرام کھاتا ہوا گیا۔ یہ ضرور ہے کہ ایسے سفر میں جہاں بڑے بڑے خود ساختہ متقیوں کے پائے ثبات پر تزلزل آگیا ہو ہم ایک ایسا نمونہ پیش کریں جو ایک درجن گواہ ہر وقت ساتھ رکھتا ہو اور جس کا درخشاں اور بے عیب کیریکٹر موجودہ اور آئندہ نسلوں کیلئے موجب اتباع ہو۔

پھر مولانا! اتنے بڑے سفر کا کوئی منتظم اور روپیہ کا حساب باقاعدہ رکھنے والا بھی ہونا چاہئے تاکہ کوئی خرچ نگرانی سے باہر نے حساب نہ ہو جائے اور پائی پائی کا حساب نظر میں رہے اور چیک ہو سکے۔ ساٹھ ہزار کا حساب رکھنے کو جس میں ایک پیسہ کی رقم سے لیکر بڑی بڑی رقمیں تک شامل ہونگی اور ہر وقت بے وقت خرچ ہوگا پورے ایک آدمی کی توجہ تو یہی ایک معاملہ چاہتا ہے۔اسی طرح سفر کے حالات اور سفرنامہ کی ترتیب جس کا ذکر آگے چل کر آئے گا۔ اسی طرح ڈاک کا بار گراں جس کا پڑھنا اور جواب دینا خود ایک مستقل دفتر کا کام ہے۔

غرض آدمیوں کی نسبت کام بدرجہا زیادہ ہے ۔ مولانا کیا آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ وہ شخص جس کے پاس سلسلہ کا اتنا کام ہے کہ دس سکرٹری مع اپنے دفاتر کے عملہ کے اس کام کو بمشکل چلا سکتے ہیں کیا وہ سفر میں صرف ایک آدمی سے سلسلہ کے کام چلا سکتا ہے۔ مولانا کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ حضرت صاحب اپنی خلافت کو یہاں چھوڑ کر وہاں تشریف لے گئے ہیں اور سلسلہ سے انکو کوئی تعلق نہیں رہا اور بار گراں جماعت سے مستعفی ہو گئے ہیں۔اگر ایسا نہیں اور ہرگز نہیں تو پھر مولانا آپ کی صلاح صرف اکیلے سفر کرنے کی کس طرح عقل میں آسکتی ہے۔

(2)

فوٹو کیوں لئے گئے:

مولانا مضمون بہت لمبا ہو گیا۔ اب اختصار کرتا ہوں مگر تھوڑے سے فوٹو کے فوائد بھی گوش گذار کئے دیتا ہوں ۔غنیمت ہے کہ فوٹو کے جواز کے تو آپ قائل ہیں ۔صرف اتنا آپ کو اسراف معلوم ہوتا ہے کہ فوٹو حضرت میاں صاحب کے مختلف جماعتوں کے ساتھ دوران سفر میں کیوں لئے گئے ۔مولانا! اس کا جواب دینے سے پہلے آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ اعتراض حضرت مسیح موعودؑ پر بھی پڑتا ہے (بلا سے پڑنے دو،محمد علی) کیونکہ جب آپ نے اپنا فوٹو کھچوانا اور اس کے مصالح بتائے کہ قیافہ سے ہی اہل یورپ و امریکہ اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں تو اس وقت علاوہ ان فوٹوؤں کے جو صرف آپ کیلئے کئے گئے تھے قادیان میں مدت تک بعد میں حضور کے کئی فوٹو جماعتوں کے ساتھ بھی کھینچے گئے ۔ ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ کسی طرح میرا فوٹو بھی حضور کے ساتھ کھینچا جاوے۔اور لوگوں کے اس شوق کے پورا کرنے کو جن لوگوں میں خود جناب مولانا بھی داخل تھے حضور علیہ السلام نے کئی دفعہ مختلف جماعتوں اور احباب کے ساتھ ملکر فوٹو کھچوایا۔مولانا! اب بھی وہ فوٹو موجود ہیں۔ جن میں آپ بمعہ اور بہت سے احباب کے حضور علیہ السلام کے جلو میں موجود ہیں۔مولانا! کیا اس اسراف کا جواز بھی آپ نے سوچ رکھا ہے یا نہیں۔اگر آپ ان باتوں کو بھول گئے ہیں تو ڈاکٹر حکیم نور محمد صاحب لاہوری سے پوچھ لیں یا محمد کاظم صاحب فوٹو گرافر سے۔

مولانا شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی بطور جرنلسٹ حضرت خلیفۃ المسیح کی ہمرکابی میں ہے۔اس کا بحیثیت اپنے عہدہ کے فرض تھا کہ جیسے وہ حضور کے حالات کا نامہ نگار ہے ویسے ہی وہ قوم کا نمائندہ اور ترجمان بھی اپنے آپ کو سمجھے۔ اس نے یہ اعلان فوٹو کا اپنی طرف سے ہر دو حیثیت سے کیا تھا۔ایک طرف تو اس لئے کہ یہ فوٹو سفرنامہ میں لگائے جاویں دوسری طرف قوم کے نمائندہ کی حیثیت سے کہ تمام دوست احباب شوق و ذوق سے حضرت صاحب کے ساتھ اپنا فوٹو اس نیت سے ملکر کھچوائیں جس نیت سے مولانا آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ کھچوایا تھا۔اس نے صرف قوم کے ایک حقیقی جذبہ کی ترجمانی کی اور بس۔

فوٹو کا فائدہ:

اب رہا یہ امر کے یہ فوٹو کیا کام

دینگے اور ان کا فائدہ کیا ہے؟ سو مولانا! ایک ظاہر فائدہ تو انکا حفاظت تاریخ سلسلہ ہے۔ ایک فوٹو اور ایک با موقعہ تصویر بعض اوقات ہزار صفحہ کی کتاب کے قائم مقام ہو جاتی ہے اور اس نقشہ اور سین کو بالکل آنکھوں کے سامنے لے آتی ہے جس کو کوئی تقریر یا تحریر کسی صورت سے ممکن نہیں کہ بیان کر سکے۔ مولانا! تصویر سے حفاظت تاریخ ایک سچا علم ہے جس کا انکار آپ ہرگز وہم میں بھی نہیں لاسکتے۔ مگر ایک نکتہ یہاں یاد رکھنے کے قابل ہے۔ ہم کو اس سلسلہ کے آگے چلنے کا ایمان ہے اور یقین رکھتے ہیں کہ ایک وہ زمانہ آئے گا کہ اہل علم اور اہل دل ان تصویروں کو ڈھونڈتے پھریں گے اور ایک ایک تصویر اِس زمانہ کی اُس وقت منبع علوم ہوگی۔ مگر آپ میں یہ احساس اس وجہ سے نہیں ہے کہ آپ خود علی وجہ البصیرۃ اس امر پر ایمان رکھتے ہیں کہ یقیناً یقیناً آپ کا پیغامی گروہ قلیل عرصہ میں ہی معدوم ہو جائے گا کچھ رخصت ہو جائیں گے اور باقی غیر احمدیوں میں جذب ہو جائیں گے۔ خدا چاہے تو پچاس سال یعنی ایک نسل بھی نہیں گذرے گی کہ دنیا آپ لوگوں کے وجود کو صرف ایک تاریخی وجود قرار دے گی اور آپ کا نام لیوا اور پانی دیوا عالم میں کوئی باقی نہ رہے گا۔ مولانا آپ کی کارگزاریوں کی تاریخ اور آپ کی تصویر بھی ہمارا سلسلہ ہی انشاء اللہ محفوظ رکھے گا۔ مولانا گریبان میں منہ ڈال کر دیکھئے کہ آپ کے گروہ کی اولاد اور آئندہ نسل کیا نمونہ دکھا رہی ہے۔ یہ وہ نسل ہے جو آپ لوگاں کا نام ونشان صفحۂ احمدیت سے مٹا دیگی۔ مثلاً مولانا آپ کے مکرم دوست خواجہ صاحب کا نور چشم جو امام مسجد ووکنگ ہے۔ وہ اعلانیہ کہتا ہے کہ ''میرا باپ احمدی ہوگا میں احمدی نہیں ہوں۔'' اور حضرت مسیح موعودؑ پر گندے سے گندے الزام اور افک لگاتا ہے۔ مولانا سچ کہنا کیا انہی سپاہیوں سے آپ احمدیت کا نقارہ دنیا میں بجانے کے امید وار ہیں۔ کیا یہی وہ قوم کے نونہال ہیں جو آئندہ ''اشاعت اسلام'' کریں گے۔ ناممکن ہے۔ پس آپ اور میں ہی نہیں بلکہ غیر قوم میں بھی آپ کے رفقاء کو خائب وخاسر اور فنا ہوتے ہوئے دیکھ رہی ہیں۔ اس صورت میں کیا کبھی حفاظت تاریخ سلسلہ کا خیال یا اس کی حفاظت کے ذرائع پر غور کرنے کا سوال آپ کے دل میں پیدا ہوسکتا ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فوٹو کو آپ اسراف کہتے ہیں۔

آئندہ آنے والی نسلیں اور اصحاب مسیح موعودؑ کے فوٹو:

مولانا! ہمارے فوٹو تو آپ کو برے لگتے ہیں۔ مگر کیا کبھی آپ کے دل میں یہ خواہش نہیں پیدا ہوئی کہ کاش قرون اولیٰ کے بزرگوں کے چہروں سے ہم کسی طرح واقف ہوسکتے ہیں۔ کس طرز کے وہ لوگ تھے جنہوں نے دنیا کا تختہ اس سرعت سے چند ہی دنوں میں بالکل پلٹ دیا۔ مولانا اسی طرح آنے والی نسلیں حضرت مسیح موعودؑ کے اصحاب اور قرون اولیٰ کے نقش ونگار اور بناوٹ اور لباس اور طرز کے دیکھنے کی خواہش مند ہونگی جس طرح ہم صحابہ کے چہرے دیکھنے کو ترستے ہیں اسی طرح وہ ہمارے چہرے دیکھنے کو ترسیں گی۔ اور ان کا حق ہے کہ فوٹو کے علم کے دنیا میں موجود ہوتے ہوئے وہ اپنے آباء کے منہ دیکھیں اور ان پر درود بھیجیں اور ان کی تصویروں پر انگلیاں رکھ رکھ کر بیان کریں کہ دیکھو یہ وہ ہمارے کمزور غریب الوطن اور مفلس مورث اعلیٰ تھے جنہوں نے تمام دنیا کا باوجود اپنی کم مائیگی کے مقابلہ کیا اور اس نور کو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام لائے تھے دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچا دیا۔ ہر مصیبت کو برداشت کیا ہر رنج کو اٹھایا مگر اپنے مقدس فرض کو پورا کر کے ہی چھوڑا۔ کوئی روک ان کے راستے میں حائل نہ رہ سکی اور کسی ناامیدی نے ان کے دلوں کو نہیں توڑا۔ وہ صحابہ کے ہم رنگ ایک جماعت تھی اور خدا کی آخری جماعت تھی جو سخت سے سخت امتحانوں میں سے گزری مگر ہمیشہ اس کے فضل سے سرخرو رہی۔ انہوں نے خدا کی ہر آواز اور سلسلہ کی ہر ضرورت پر لبیک کہا اور جو قدم آگے بڑھایا پھر خواہ کچھ ہی ان پر گذر گئی اس قدم کو پیچھے نہ ہٹایا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ۔

پھر مولانا صرف یہی نہیں کہ وہ ان فوٹوؤں کو دیکھ کر خوش ہی ہو لیں بلکہ یہ تصاویر خود ان کے لئے بڑی زبردست محرک ہونگی۔ ان کی ہمتوں کو بلند اور مضبوط رکھیں گی۔ ان کے کیریکٹر پر اثر ڈالیں گی۔ انکا مطمح نظر ان کی آنکھوں کے سامنے رکھیں گی۔ بعینہ اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر جس طرح پرانے تاریخی قصے اور یادگاریں نئی نسلوں کو جوش سے بھر دیتی ہیں۔

مولانا! ایک اور فائدہ بھی ایسے فوٹو کا ہے جس گھر میں یہ فوٹو ہونگے ان گھروں کے بچوں کو ایک تعلق سلسلہ اور اس کے پیشرو سے ہو جائے گا۔ چھوٹے بچے انتظام جماعت اور مذہب اور سلسلہ کو نہیں سمجھ سکتے مگر اپنے گھر میں جب وہ ایسا فوٹو دیکھیں گے تو اپنی پیاری پیاری زبان میں کہیں گے کہ یہ ہمارے حضرت صاحب ہیں، یہ ہمارے ابا ہیں، یہ ہمارے چچا ہیں، یہ ماموں ہیں۔ یہ تصویر ریل پر اتروائی تھی جب حضرت صاحب یورپ خدمت دین کیلئے گئے تھے۔ غرض یہ باتیں جو بظاہر ایک سننے والے کیلئے کوئی اہمیت نہیں رکھتیں، ہمارے بچوں کا ایک مخفی تعلق اور محبت سلسلہ سے پیدا کرتی ہیں۔ اور ان کے اندر ایک بیج کی طرح اسلام اور سلسلے اور خلیفہ اور جماعت کا خیال ڈال دیتی ہیں جو کسی نہ کسی وقت بارآور ہو کر رہتا ہے۔

مولانا! پھر خود سفرنامہ کیلئے بھی ضروری ہے کہ راستہ کے واقعات تصویری زبان میں اس میں موجود ہوں۔

مبالغہ ہے یا جھوٹ:

مولانا! آپ نے فوٹو کو حد درجہ کا اسراف فرمایا ہے۔ مگر مہربان من اب فوٹو ایسا عام ہے کہ لوگ آپ کی یہ عبارت پڑھ کر حیران ہی ہوتے ہونگے کہ پندرہ بیس سٹیشنوں پر میاں صاحب کا فوٹو لیا جانا ایسا امر ہے کہ کسی مسرف سے مسرف نواب نے بھی کوئی ایسا اسراف کیا ہو تو ایسی مثال شاید اس کی زندگی میں بھی نہ ملے (مطلب) مولانا ایک فوٹو کی تصویر کی قیمت ایک دو روپیہ سے زیادہ نہیں ہوتی اور تمام خرچ ملا کر حد سے حد کسی جماعت پر پھیلایا جاوے تو شاید فی متنفس چند آنے ہی آویں کیا اتنے خرچ کو ایک مسرف سے مسرف نواب کے بڑے سے بڑے اسراف سے بھی زیادہ بتانا مبالغہ کہلاتا ہے یا جھوٹ؟

مولانا اگر کوئی شخص یہ کہے کہ حضرت امیر جماعت جب ڈلہوزی تشریف لے گئے تو انہوں نے صرف پٹھانکوٹ کے سٹیشن پر ہی اتنا روپیہ خرچ کیا جتنا بادشاہ جارج پنجم اور ان کی پارٹی نے 1911ء میں ہندوستانی تاجپوشی کے موقعہ پر لندن سے دہلی اور دہلی سے لندن تک خرچ کیا تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ تو آپ ہی فرمائیے کہ دنیا ایسا بیان کرنے والے شخص کو کیا کہے گی۔ شاید یہی کہے کہ پیدائش عالم سے آج تک کوئی ایسا کذاب اور بیباک شائد کوئی دوسرا پیدا نہیں ہوا۔

مقتضائے طبیعت:

مولانا! بعض موقعے یادگار ہوتے ہیں جماعت کے لوگ محض اپنی محبت سے اس موقعہ پر یادگار کے طور پر فوٹو لیتے ہیں اور اس وقت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور اس پر تھوڑی سی رقم بھی خرچ کر دیتے ہیں۔ کیا ان امور کا اعتراضاً ذکر کرنا آپ جیسے آدمی کے لئے قابل شرم نہیں ہے۔ کیا یہ مقتضائے طبیعت سے زیادہ کوئی اور حیثیت بھی رکھتا ہے۔ مولانا! فوٹو کا خرچ اس سے بہت کم ہے۔ جتنا کسی معمولی امیر کے بال بچے شاہدرہ اور شالامار کی سیروں میں چند دنوں میں ضائع کر دیتے ہیں۔

مولانا! دنیا میں ایک چیز محبت کے نام سے مشہور ہے چونکہ اس کا تعلق بھی فوٹو کے ساتھ ہے اور آپ اس عالم سے بے خبر اور اس کوچہ سے ناآشنا ہیں۔ اور اس لئے اس کا ذکر کرنا بھی میں مناسب نہیں سمجھتا۔ ہاں ممکن ہے کہ آپ لوگوں کا مقولہ اپنے پیرو مرشد کی نسبت یہ ہو۔

ہم کو اپنے یار کی کوئی ادا بھائی نہیں
اسلئے تصویر جاناں ہم نے کھچوائی نہیں

صادقوں کی معیت:

مولانا! پھر ایک فائدہ ایسے فوٹوؤں کا یہ ہے کہ وہ احباب سلسلہ کے لئے کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کے حکم کی لفظی اور ظاہری تعمیل اور آئندہ نسلوں کے لئے اس پر شاہد ہوتے ہیں۔ مولانا یہ بچوں کا شوق نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود کے کہن سال تجربہ کار دیندار لوگوں کا فعل ہے۔ مولانا اس وقت مجھے ایک واقعہ یاد آیا، میں جب امرتسر میں تھا تو حضرت صاحب کے ایک نہایت مخلص اور اہل دل مرید بھی وہاں

میرے پاس بطور مہمان تشریف لائے ہوئے تھے۔ہسپتال کا سول سرجن پنشن پر جارہا تھا۔اس تقریب پر اس کے اور تمام عملہ کے فوٹو کا انتظام کیا گیا۔میں اس مہمان کو بھی اپنے ہمراہ فوٹو میں شرکت کے لئے لے گیا۔جب فوٹو کھچنے لگا تو میں نے دیکھا کہ وہ بزرگ وہاں سے غائب ہو چکے تھے۔بہتیرا اِدھر اُدھر ڈھونڈا کچھ پتہ نہ لگا۔موقعہ گذر جانے پر میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ عین وقت پر کہاں غائب ہو گئے تھے فرمانے لگے میں نے دیکھا کہ تم تو اپنی سرکاری حیثیت سے ان ہندوؤں اور سکھوں میں شامل ہو کر تصویر کھنچوا رہے ہو۔میں کس طرح کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کے برخلاف ہمیشہ کے لئے ان کی تصویری معیت میں شریک ہو جاؤں۔اس لئے میرے ایمان نے اس شمولیت کو گوارا نہ کیا۔سو مولانا یہ معرفت کے نکتے ہیں۔ہاں آپ کے نزدیک بے معنی ہوں تو ہوں۔

مولانا!ان فوائد کے سوا کچھ اور فوائد بھی ہیں جو خود آپ کو معلوم ہیں اور جن کی بنا پر آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہمراہ اپنی تصویر کھنچوائی تھی۔امید ہے کہ ان کے اظہار سے آپ ہم پر احسان فرماوینگے۔

رسالہ الوصیت کی ایک عبارت:

مولانا! حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رسالہ الوصیت میں سے مقبرہ بہشتی کے متعلق ایک عبارت پیش کر کے جناب کو اسکی طرف خاص توجہ کرنے کی درخواست کرتا ہوں:

’’واضح ہو کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں، تا آئندہ کی نسلیں ایک ہی جگہ ان کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں، اور تا ان کے کارنامے یعنی جو خدا کے لئے انہوں نے کام کئے ہمیشہ کے لئے قوم پر ظاہر ہوں۔‘‘

مولانا!غور فرمایئے جو مطلب قبروں کے ایک جگہ بنانے اور ان کے کتبوں سے نکلتا ہے، وہی بعینہ مجاہدین کے قافلے اور مختلف جماعتوں کے مخلص احباب کے فوٹو جمع ہو کر کھچوانے سے بھی نکلتا ہے۔پس یہ عجیب مشابہت ہے، جن مقاصد کو مقبرہ پورا کرتا ہے انہی مقاصد کو یہ فوٹو بھی پورے کرتے ہیں۔پس اگر آپ کو ان پر اعتراض ہے تو پہلے مقبرہ پر اور اس کے بانی پر دہان اعتراض کھولئے پھر اس طرف آیئے۔

(3)

احمدیوں کا ملاقات کیلئے جمع ہونا:

مولانا!یہی حال لوگوں کے جمع ہونے اور ملاقات کا ہے۔ایک جماعت کا نہایت ہی پیارا امام ایک غیر معمولی لمبی مدت کیلئے ان سے جدا ہوتا ہے اور دور دراز ملکوں میں جاتا ہے، سمندر کا سفر ہے اور سخت خطرناک دنوں میں، پھر زندگی کا کوئی اعتبار نہیں۔دیکھئے واپسی پر کون زندہ ملے، کون نہ ملے۔ادھر مرید مخلص ادھر امام مشفق۔مولانا دونوں جانب بے حد محبت کے جذبات کام کر رہے تھے۔اس موقعہ پر دونوں جانب سے اظہار محبت کا ہونا فطرتی اور اضطراری ہے۔حضرت میاں صاحب نے اس لئے جماعتوں کو اطلاع کی کہ ان کو بغیر ملے عزیزوں سے رخصت ہونا منظور نہ تھا اور جماعتیں اس لئے بیقرار انہ خود سٹیشنوں پر دوڑی چلی آئی تھیں کہ جاتے ہوئے اپنے محبوب امام کو الوداع کرلیں اور یہ قدرتی بات ہے۔مولانا جب آپس کے تعلقات محبت اور اخلاص کے حد درجہ کو پہنچے ہوئے ہوں تو پھر ایسی باتوں کا نہ ہونا حیرت انگیز اور جائے اعتراض ہوگا نہ کہ اس کے خلاف۔مولانا میں پھر بھول گیا آپ تو اس تعلق کو سمجھ ہی نہیں سکتے چونکہ آپ امیر فرضی خود ساختہ اور مصنوعی ہیں اس لئے آپ میں یہ احساس ہی پیدا نہیں ہوسکتا۔اگر خدا نے آپ کو امیر بنایا ہوتا تو آپ بھی لِنْتَ لَهُمْ کے مصداق ہوتے۔بھلا مولانا نقال میں وہ بات کہاں!

ظاہری فوائد:

پھر مولانا!اس الوداعی ملاقات کے ضمن میں تین قسم کے اظہار خود بخود ہو گئے۔یعنی ہر دو جانب کی اظہار محبت کے ساتھ ہی اظہار کثرت جماعت اور اظہار مقبولیت من جانب اللہ اور اظہار رعب دنیا پر واضح ہو گئے۔مولانا اس موقعہ نے ثابت کر دیا کہ یہی ایک جماعت ہوسکتی ہے جو خدا کی جماعت کہلاسکتی اور یہی ایک امام ہوسکتا ہے جو منجاب اللہ مقبولیت کے ظاہر نشان رکھتا ہے۔جس شخص کو ایسی مخلص جماعت ملے وہ جس قدر بھی اس پر فخر کرے بجا ہے۔اگر چہ حاسد کباب ہوا کریں اور جس جماعت کو ایسا محبت کرنے والا شفیق امام ملے وہ جس قدر شکر کرے بجا ہے۔اگر چہ دشمن جلا کریں۔

ملاقات کیلئے اعلان کی ضرورت:

مولانا!ملاقات کیلئے اعلان اس لئے بھی ضروری تھا کہ بعض مخلص جو اس موقعہ پر ملاقات کیلئے تڑپتے تھے ، بسبب معذور ہونے کے قادیان نہ آسکتے تھے۔بعض بوڑھے اور کمزور تھے، بعض بیمار، بعض غریب اور مفلس۔پس ان کے لئے کس قدر سہولت ہوگئی کہ وہ اپنے گھر کے نزدیک کے سٹیشنوں پر جمع ہوگئے اور بلا تکلیف ان کی مراد بھی حاصل ہوگئی۔

مولانا جماعتوں کے جمع ہونے کو تو آپ نے کہہ دیا کہ بلائے ہوئے آئے تھے مگر آپ اسے کیا کہیں گے کہ بہت سے لوگ اپنے خرچ پر محض اپنی محبت اور اخلاص بلکہ عشق کی وجہ سے قادیان سے بٹالہ، امرتسر، جالندھر، سہارنپور دہلی اور بمبئی تک ہمراہ گئے۔بلکہ کچھ آدمی آگے ولایت تک صرف خدمت اور رفاقت کی غرض سے۔مولانا یہ مقبولیت ہے اور حضرت مسیح موعود کے جہلم والے سفر کا نمونہ ہے۔مولانا اگر ہم لوگ صاحب توفیق ہوتے تو پھر آپ وہ نظارے دیکھتے جن کی آپ تاب نہ لاسکتے گو اب بھی یہ حالات حاسد کے لئے ماتم سے کم نہیں۔مولانا ان ملاقاتوں کے نظاروں اور پھر ان کے مستقل ریکارڈ یعنی فوٹوؤں نے یہ ثابت کر دیا کہ کثرت جماعت کی کس طرف ہے اور خود آپ کی آئندہ نسلیں اس معاملہ میں آپ کی غلط بیانیوں کو پڑھ پڑھ کر اور پھر ان کی عملیت دیکھ دیکھ کر اپنے بزرگوں کی کورچشمی پر تعجب کیا کریں گی۔

تاروں کی ضرورت:

مولانا ضمناً جواب تاروں کا بھی آچکا۔ہم لوگوں کا تعلق حضور امام سے ہرگز اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ پندرہ بیس دن ڈاک کا انتظار کیا کریں اور سفر کی حالت میں تو جب تک ہر روز خیریت کی خبر نہ ملتی رہے، اطمینان ہی نہیں ہوتا۔دیکھئے دس گیارہ روز جب کوئی تار نہ آیا تو اس قدر تشویش اور اضطراب رہا کہ حد بیان سے باہر ہے۔پھر یہ کہ بمبئی والا تار اپنی اہمیت کے لحاظ سے ایسا تھا کہ اسے تار ہی میں بھیجا جاتا اور ایک اور بات ہے کہ صرف خیریت ہی نہیں بلکہ ضروریات جماعت مجبور کرتی ہیں کہ حضور سے جماعت کے اہم معاملات میں ہر موقعہ پر استصواب کیا جاوے اور آپ تو ایک تار کو روتے ہیں یہاں جوابی تار ایک نہیں بار بار چلتے ہیں ورنہ جماعت کا نظام سخت صدمہ اٹھائے۔مولانا چونکہ آپکی جماعت کوئی نہیں ہے اور جو کچھ قدرے ہم خیال لوگ ہیں وہ مخلص نہیں۔اس لئے آپ ان باتوں کی ضرورت تسلیم نہ کرنے میں حق بجانب ہیں۔

تیس سالہ تجربہ کا نتیجہ:

مولانا!میں قریباً تیس سال کے تجربہ سے ایک نتیجہ پر پہنچا ہوں جو یہ ہے کہ آپ میں اور جناب خواجہ صاحب میں ایک ایسی مخفی کشش اور روحانیت ہے کہ جتنا کوئی شخص زیادہ آپ کے قریب ہوتا ہے اور آپ سے تعلق پیدا کرتا ہے اور زیادہ آپ کا واقف حال ہوتا جاتا ہے، اتنا ہی آہستہ آہستہ وہ آپ صاحبان سے متنفر ہوتا جاتا ہے۔برخلاف اسکے محمود میں یہ خاصیت ہے کہ جتنا کسی کا اس کے ساتھ تعلق زیادہ اور پرانا ہوتا جاتا ہے اتنی ہی زیادہ اس سے محبت اور کشش بڑھتی جاتی ہے یہ ایک عجیب بات ہے۔وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

بیت المقدس کا قبضہ لینے کا طعنہ:

مولانا! آپ کا بیت المقدس کا قبضہ لینے جانے کا طعنہ دینا فضول ہے کیونکہ اگر یہ تمام خرچ صرف اس ایک بات ہی کے لئے ہو جائے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی لفظاً سچی ٹھہرے اور حضرت مسیح موعودؑ کا اس کے متعلق ایک بیان کہ (ثُمَّ یُسَافِرُ الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ اَوْ خَلِیْفَةٌ مِّنْ خُلَفَائِہٖ اِلٰی اَرْضِ دَمِشْقَ) پورا ہو۔تو بھی ہم اور ہماری جماعت سے بڑھ کر کون خوش نصیب ہوسکتا ہے۔فتح بیت المقدس خود کوئی عجوبہ نہ تھا۔صرف اس لیے وہ ایک عظیم الشان بات تھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی اس سے پوری ہوئی تھی۔اسی طرح ایک دوسری پیشگوئی نزول مسیح کی منارہ شرقی دمشق کے پاس پوری کرنے میں کامیاب ہونا ہمارے نزدیک ایسی ہی خوشی کا باعث ہے جس کو آپ بطور طعنہ کے بیان کرتے ہیں۔مولانا! خدا کے فرمودے خدا کے فضل اور خدا کی امداد سے ہی پورے

ہوتے ہیں۔ ورنہ ایک صاحب اسی غرض کے لیے گئے تو تھے مگر ان کے جانے اور لاف زنی کا کیا فائدہ جب وہ پہلے ہی خود خلافت منصوص کا ہی انکار کر کے گئے تھے۔ پس ان کا جانا نہ جانا برابر اور ان کی ساری محنت اور خرچ فضول اور اسراف میں داخل۔

سفرنامہ:

باقی رہا سفرنامہ اس کی حقیقت اور ضرورت خود واضح ہو جائے گی جب وہ آپ کے ہاتھ میں آ جائے گا اور وہی وقت اس پر تنقید کرنے کا آپ کے لیے بھی موزون ہوگا۔ مولانا! اگر کبھی عداوت اور حسد کو دل سے نکال کر تنہائی میں تمام باتوں پر یکجائی نظر ڈال کر غور کریں گے تو آپ کو اپنی حالت اس شعر کا مصداق دکھائی دے گی۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

......☆......☆......☆......

اہل پیغام سے خطاب

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی رضی اللہ عنہ

جہاز میں بیمار تھا لیٹے لیٹے تھوڑی دیر میں یہ نظم کہی گئی کیونکہ پورٹ سعید میں مکرمی قاضی اکمل صاحب اور عزیزم غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل کے خطوط سے پیغام کے فتنہ کی خبر ملی تھی۔ میں نے جو نظم میں لکھا ہے نثر میں بھی کہتا ہوں کہ اہل پیغام زور لگا لیں میں آدمیوں کا محتاج نہیں ہوں، میں خدا کا محتاج ہوں۔ اگر ایک آدمی کو وہ ورغلائیں گے تو خدا ہزار مجھے دیگا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ میں ہرگز آدمیوں کا محتاج نہیں ہوں میں خدا کا محتاج ہوں۔ مجھے کسی جماعت کی پرواہ نہیں، مگر اس کی جو عقل سے اور ایمان سے کام کرتی ہے اور جو ایسے لوگ ہوں، میں ان کا خادم ہونا اپنا فخر سمجھتا ہوں۔ اگر وہ جماعت جس کا امام خدا تعالیٰ نے مجھے بنایا ہے ایسی نہیں تو وہ مولوی محمد علی کو مبارک ہو۔ ان سب کو وہ لے جاویں۔ مگر میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی کمزور کو چھوڑ کر وہ جماعت ایک مخلصوں ایمانداروں کی جماعت ہے نہ کہ بے وقوفوں کی جو پہلے ایک شخص کو مجبور کریگی کہ فلاں جگہ جا اور پھر پیغام کے مضمون پڑھ کر کہے گی کہ آہ اس نے ایسا کام کیوں کیا۔ خاکسار مرزا محمود احمد

اہل پیغام یہ معلوم ہوا ہے مجھ کو / بعض احباب وفا کیش کی تحریروں سے
میرے آتے ہی ادھر تم پہ کھلا ہے یہ راز / تم بھی میدان دلائل کے ہو رنبیروں سے
تم میں وہ زور وہ طاقت ہے کہ گر چاہو تو / چھلنی کر سکتے ہو تم پشت عدا تیروں سے
آزمائش کیلئے تم نے چنا ہے مجھ کو / پشت پر ٹوٹ پڑے ہو میری شمشیروں سے
مجھ کو کیا شکوہ ہو تم سے کہ میرے دشمن ہو / تم یونہی کرتے چلے آئے ہو جب پیروں سے
حق تعالیٰ کی حفاظت میں ہوں میں یاد رہے / وہ بچائیگا مجھے سارے خطا گیروں سے
میری غیبت میں لگا لو جو لگانا ہو زور / تیر بھی پھینکو کرو حملے بھی شمشیروں سے
پھیر لو جتنی جماعت ہے میری بیعت میں / باندھ لو ساروں کو تم مکر کی زنجیروں سے
پھر بھی مغلوب رہو گے مرے تا یوم البعث / ہے یہ تقدیر خدا وند کی تقدیروں سے
ماننے والے میرے بڑھ کر رہیں گے تم سے / یہ قضا وہ ہے جو بدلیگی نہ تدبیروں سے
مجھ کو حاصل اگر نہ ہوتی خدا کی امداد / کب کے تم چھید چکے ہوتے مجھے تیروں سے
ایک تنکے سے بھی بدتر تھی حقیقت میری / فضل نے اس کے بنایا مجھے شہتیروں سے
تم بھی گر چاہتے ہو کچھ تو جھکو اسکی طرف / فائدہ کیا تمہیں اس قسم کی تدبیروں سے
نفس طامع بھی کبھی دیکھتا ہے روئے نجات / فتح ہوتے ہیں کبھی ملک بھی کفگیروں سے
تم مرے قتل کو نکلے تو ہو، پر غور کرو / شیشے کے ٹکڑوں کو نسبت بھلا کیا ہیروں سے
جنکی تائید میں مولا ہوا نہیں کس کا ڈر / کبھی صیاد بھی ڈر سکتے ہیں نخچیروں سے

(الفضل قادیان دارالامان 20 ستمبر 1924، صفحہ اوّل)

خیر مقدم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

(ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ)

شکر صد شکر ! جماعت کا امام آتا ہے / للہ الحمد ! کہ بانیل مرام آتا ہے
زیب دستار کئے فتح و ظفر کا سہرا / وِلیم کنکر را ور فاتح شام آتا ہے
مغرب الشّمس کے ملکوں کو منور کر کے / اپنے مرکز کی طرف ماہ تمام آتا ہے
پاس مینار دمشقی کے بصد جاہ و جلال / ہوکے نازل یہ مسیحؑا کا غلام آتا ہے
مرحبا ! ہوگئی لندن میں وہ مسجد تعمیر / جس کی دیوار پہ محمود کا نام آتا ہے
سچ بتانا تمہی اے مدعیان ایمان / کون ہے آج جو اسلام کے کام آتا ہے
عظمت سلسلہ قائم ہوئی اسکے دم سے / خوب پہنچانا اسے حق کا پیام آتا ہے
آج سورج نکل آیا یہ کدھر مغرب سے! / ہم سمجھتے تھے کہ مشرق سے مدام آتا ہے
مژدہ اے دل کہ مسیحا نفسے می آید / کہ زِ انفاس خوشش بوئے کسے می آید
اَے خوشا وقت ! کہ پھر وصل کا ساماں ہے وہی / دست عاشق ہے وہی یار کا داماں ہے وہی
ہو گئی دُور غم ہجر کی کلفت ساری / للہ الحمد کہ اللہ کا احساں ہے وہی
پھر مرے بادہ گسارد وہی ساقی آیا / مے وہی جام وہی مجلس رنداں ہے وہی
کار سرکار کیا خواب و خورش کر کے حرام / دیکھ لو پھر بھی بہار رخِ تاباں ہے وہی
سامنے بیٹھے ہیں اس بزم کے میخوار قدیم / بیعت دل ہے وہی قلب میں ایماں ہے وہی
قادیاں! تجھ کو مبارک ہو ورود محمود / خوب پہچان لے شاہنشہ خوباں ہے وہی
آج رونق ہے عجب کوچۂ و برزن میں ترے / بادہ خواروں کیلئے عیش کا ساماں ہے وہی
رشک تجھ پہ نہ کرے چرخِ چہارم کیونکر / طور سینا پہ ترے جلوۂ فاراں ہے وہی
آمد خیر رسلؐ حضرت احمد کا نزول / اس زمانے کیلئے مرسل یزداں ہے وہی
آپ وہ ہیں جنہیں سب راہ نما کہتے ہیں / اہل دل کہتے ہیں اور اہل دعا کہتے ہیں
آپ وہ ہیں کہ جنہیں فخر رسل کا ہے خطاب / دیکھنے والے بھی صل علیٰ کہتے ہیں
استجابت کے کرشمے ہوئے مشہور جہاں / آپ کے در کو در فیض و عطا کہتے ہیں
کوئی آتا ہے یہاں سائل دنیا بن کر / مقصد اپنا وہ زر دمال و غنا کہتے ہیں
رزق وعزت و اولاد کے گاہک ہیں کوئی / بخشوانے کو کوئی اپنی خطا کہتے ہیں
کوئی دربار میں آتا ہے کہ مل جائیں علوم / کوئی اپنے کو طلب گار شفا کہتے ہیں
نیک بننے کیلئے سینکڑوں در پر ہیں پڑے / خود کو مشتاق رہ زہد و تقیٰ کہتے ہیں
طالب جنت فردوس ہیں اکثر عاقل / دار فانی کو فقط ایک سرا کہتے ہیں
میری ایک عرض ہے اور عرض بھی مشکل ہے بہت / دیکھئے آپ بھی سنکر مجھے کیا کہتے ہیں
جس کی فرقت میں تڑپتا ہوں وہ کچھ رحم کرے / یعنی مل جائے مجھے جسکو خدا کہتے ہیں

(الفضل قادیان دارالامان 25 نومبر 1924، صفحہ 2)

A. SAMSUL ALAM
A. ABDUL RAHIM

Dealers of Natural Precious & Semi-Precious Gemstones

TOONICE
DEALERS OF PRECIOUS & SEMI-PRECIOUS GEMSTONES
No. 100/59-A, 1st Floor, South Thaikkat Street Melapalayam, Tirunelveli-627005 Tamil Nadu, India
+91 9659389953 toonicegems@gmail.com

Al-Nida GEMS
No. 1/B3, 1st Floor Village Road Balaji Nagar Extension Puzhuthivakkam, Chennai-600091 Tamil Nadu, India
+91 9042150339 alnidagems@gmail.com

HGEMS
HANIYAHANA GEMS CO., LTD.
No. 191/16, Soi Puttha Osot Siphraya, Bangrak Bangkok - 10500 Thailand
+66 638751327 gemscertify22@gmail.com

طالب دعا : اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلا پالم، صوبہ تامل ناڈو)

سال 1924 جماعت احمدیہ کی تاریخ کے آئینہ میں

الفضل 4 جنوری 1924

☆ یکم جنوری 1924 کو احمدی مجاہدین کا ایک اور وفد علاقہ ارتداد کے لئے روانہ ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے بعد نماز ظہر مسجد مبارک میں ضروری ہدایات دے کر رخصت فرمایا۔

☆ ضلع آگرہ کے ''ٹھاکر نواب سنگھ'' جو آریوں کے پُرجوش پرچارک تھے، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر دوبارہ داخل اسلام ہوئے ان کا نام نواب خان رکھا گیا۔

الفضل 8 جنوری 1924

☆ حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ کی لڑکی امۃ الحق کا نکاح مولوی مبارک احمد صاحب مولوی فاضل بن مولوی عبدالرحمٰن صاحب سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے پڑھا۔

☆ حسب ذیل اصحاب علاقہ ارتداد میں تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے۔(1) میاں عبدالغفور صاحب انسپکٹر۔(2) میاں نیاز محمد صاحب سب انسپکٹر پولیس۔(3) ڈاکٹر شمس الدین صاحب سب اسسٹنٹ سرجن کوپلور بلوچستان۔(4) میاں محمد رشید صاحب اسٹیشن ماسٹر وزیرستان۔(5) مولوی عبدالعزیز صاحب بنی شرقپور۔(6) چوہدری محمد ابراہیم صاحب گجرات۔(7) میاں مہرالدین صاحب سکنہ نالا پٹھانکوٹ۔

الفضل 11 جنوری 1924

☆ حضرت مفتی محمد صادق صاحب صدر انجمن کے سیکرٹری مقرر ہوئے۔

☆ خان صاحب منشی فرزند علی خان انسداد ارتداد میں کام کرنے کے لئے آگرہ تشریف لے گئے۔

☆ آریہ سماج بٹالہ کے جلسہ پر مباحثہ کے لئے جناب حافظ روشن علی صاحب، جناب میر قاسم علی صاحب اور مہاشہ فضل حسین صاحب تشریف لے گئے تھے واپس آگئے ہیں۔ مباحثہ دھرم بھکشو سے ہوا۔

الفضل 18 جنوری 1924

☆ حضرت مفتی محمد صادق صاحب مینیجر ہائی سکول نے طلباء میں علمی اور عملی ترقی کے لئے امریکہ کے حالات اور ترقیوں وغیرہ پر ایک لیکچر دیا۔

☆ حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق صفحہ 8 پر خان ذوالفقار علی خان صاحب کی دو رباعیاں شائع ہوئی ہیں ایک یہ ہے۔

حامئ دیں ہے، اسلام کا یہ ناصر ہے
فن تبلیغ و اشاعت میں یہ ماہر ہے
عہد بیعت جو کیا تھا وہ نباہا اس نے
صادق القول ہے صادق الامر ظاہر ہے

الفضل 22 جنوری 1924

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے خطبہ جمعہ میں اہل علم اور اہل قلم اصحاب کو زبانی اور تحریری طور پر تبلیغ میں حصہ لینے کی تحریک فرمائی۔

☆ مولوی عبیداللہ صاحب مبلغ ماریشس کے حالات جن کی ماہ دسمبر 23 میں وفات ہوگئی تھی، صوفی حافظ غلام محمد صاحب بی اے کے قلم سے۔

الفضل یکم فروری 1924

☆ 30 جنوری کو ڈپٹی کمشنر صاحب ضلع گورداسپور تشریف لائے۔ مدرسہ احمدیہ، ہاسپٹل اور ہائی اسکول کا معائنہ فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔

☆ صفحہ اوّل پر شدھی سے متعلق ساندھن ضلع آگرہ میں آریوں کی ناکامی کی رپورٹ شائع ہوئی۔

الفضل 5 فروری 1924

☆ ''نامۂ امریکہ'' عنوان کے تحت رپورٹ شائع ہوئی کہ 133 زن و مرد مشرف باسلام ہوکر داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے۔

☆ صفحہ 6 کالم اوّل پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے یہ اعلان شائع ہوا ''جو شخص اللہ پر توکّل رکھتا ہے، وہ شادی کرے تو اس پر غربت کی ایسی حالت کبھی نہیں آتی کہ وہ ذلیل ہوجائے۔ پھر اگر بیوی نیک اور حسب منشاء مل جائے تو ایسا اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے کہ خواہ فاقے رہنا پڑے پھر بھی آرام ہی ہوتا ہے۔''

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)

☆ صفحہ 6 پر مکرم یوسف صاحب شملوی کے حالات مکرم عمرالدین احمدی شملوی کی طرف سے شائع ہوئے۔

☆ صفحہ 8 پر ''ڈاک ولایت'' کے عنوان سے ایک رپورٹ شائع ہوئی۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ ''امریکہ سے واپس آتے ہوئے راستہ میں مجھے چند ہفتے فرانس ٹھہرنا پڑا تھا۔ ان ایام میں ایک مختصر سا اشتہار دین اسلام اور سلسلہ حقہ احمدیت کے متعلق فرانسیسی میں چھپوا کر مَیں نے ملک کے مختلف شہروں میں تقسیم کرادیا۔ تب سے برابر ہر ڈاک میں فرانس سے قبول اسلام کی درخواست بیعت کے خطوط بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی آرہے ہیں۔ فرانس میں نومسلم احمدیوں کی تعداد تب سے بیس کے قریب ہوگئی ہے۔

الفضل 12 فروری 1924

☆ صفحہ 5 پر سیّد صادق حسین مختار عدالت وسیکرٹری انجمن احمدیہ اٹاوہ کی طرف سے ''رپورٹ مباحثہ اٹاوہ'' کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا۔

الفضل 15 فروری 1924

☆ چوہدری عبداللہ صاحب بی اے بی ٹی قائم مقام امیر وفد المجاہدین دارالامان میں چند دن ٹھہر کر واپس آگرہ تشریف لے گئے۔

☆ آج کل یوگ کا بڑا چرچا ہے۔ صفحہ 7 پر ''یوگ کی حقیقت'' کے عنوان سے حضور رضی اللہ عنہ کا ایک دلچسپ تبصرہ شائع ہوا ہے۔ یوگ کے دلدادہ اسے ضرور پڑھیں۔

الفضل 19 فروری 1924

☆ مکرم محمد دین صاحب کی طرف سے ''نامہ امریکہ'' کے عنوان سے رپورٹ شائع ہوئی ہے کہ 21 زن و مرد مشرف بہ اسلام ہوکر داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے اور تین غیر احمدی سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوئے۔

الفضل 22 فروری 1924

☆ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے دو ہرن اپنے شکار سے دارالامان ارسال فرمائے جن کا گوشت احباب میں تقسیم ہوا۔

☆ 6 فروری کو مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کا ایک لیکچر انگریزی میں اسلامیہ کالج لاہور میں ہوا۔

☆ **''امریکہ میں عیسائیت کی حالت''** کے عنوان سے مولوی محمد دین صاحب مبلغ امریکہ کی رپورٹ شائع ہوئی ہے جس کے ابتدائی چند سطور اس طرح ہیں۔ ''دو آدمی مشرف بہ اسلام ہوکر داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے۔ عیسائیت کا اب اس ملک میں خاتمہ نظر آرہا ہے کیونکہ جس اصول پر عیسائیت کی بناء ہے، یعنی مسیح کا مرکر جی اُٹھنا اور اس سے اُتر کر مسیح کے بے پدر ولادت اور بائبل کا کلام الٰہی ہونا ان سب سے انکار ایک بڑے پیمانہ پر ہونا شروع ہوگیا ہے۔''

☆ **''ضلع مظفر نگر میں مباحثہ''** کے عنوان سے رپورٹ شائع ہوئی ہے جس کے ابتدائی چند سطور اس طرح ہیں۔ ''مناظرہ تین روز تک رہا یعنی 8، 9، 10 فروری 1924 تک رہا۔ اوّل روز مولوی عمرالدین صاحب کے مقابلہ پر یکے بعد دیگرے مولوی محمد ادریس دیوبندی، مولوی سیّد عالم دیوبندی، مولوی عبدالقدوس دیوبندی کھڑے ہوئے جس میں دیوبندی معترض تھے لیکن خدا کے فضل و رحم کے ساتھ مولوی عمرالدین صاحب نے ہر ایک اعتراض کو ایسا توڑ پھینکا جیسے ردّی کو پھینک دیتے ہیں، جس کا اعتراف اہل قریہ نے بھی کیا۔ دوسرے روز مولوی جلال الدین صاحب شمس کے مقابلہ پر مولوی عبداللطیف مولوی فاضل منشی فاضل مصطفیٰ آبادی کھڑا ہوا اور مولوی جلال الدین صاحب نے صداقت مسیح موعود پر قرآنی دلائل قائم کئے مگر خدا نے مقابل کے مولوی فاضل کا علم ایسا سلب کرلیا کہ وہ ہرگز ہرگز بھی ان کا جواب نہ دے سکا۔

الفضل 26 فروری 1924

☆ مولانا عبدالرحیم صاحب نیّر کی رپورٹ کہ

’’محبی اخویم مسٹر محمد انڈرسن جو ابھی ابھی حضرت مفتی صاحب کے ذریعہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں اور پیرس میں کاروبار رکھتے ہیں، لنڈن تشریف لائے اور دو دفعہ دارالتبلیغ میں بغرض ملاقات وحصول تعلیم دین آئے۔ آپ سے سلسلہ عالیہ کی خصوصیات اور اشاعت اسلام کے بہترین ذرائع پر سلسلہ کلام رہا۔‘‘

☆ ’’پیرس میں مفتی صاحب‘‘ کے عنوان سے لکھا ہے کہ ’’چکاگو ٹربیون اپنے پیرس ایڈیشن نومبر اوّل میں ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب کا فوٹو دیتا ہے اور ایک کالم بھر کا مضمون آپ کے تبلیغی کام پر لکھتا ہے۔‘‘

الفضل 29 فروری 1924

☆ مسجد اقصیٰ کے صحن کی توسیع ہو رہی ہے جس کے لئے احباب قادیان نے چندہ بھی کیا ہے۔ وہ حصہ زمین جو ابھی تک ایک ہندو کے قبضہ میں تھا، اب خرید لیا گیا ہے۔ مسجد کا صحن نہایت موزون اور پہلے سے فراخ ہو جائیگا۔

☆ صفحہ 2 کالم 3 پر مولا بخش احمدی سیکرٹری انجمن احمدیہ ددجووال کی رپورٹ شائع ہوئی ہے کہ ’’آج موضع گلاں والی ضلع امرتسر تحصیل اجنالہ میں مسئلہ نبوت پر جناب مولوی ظہور حسین صاحب مولوی فاضل کا مباحثہ مولوی محمد اسماعیل صاحب سے تین گھنٹہ تک رہا جس میں ہندو سکھ کثرت کے ساتھ شامل تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسی نمایاں کامیابی ہوئی کہ ہندو اور سکھوں نے اور نیز غیر احمدی صاحبان نے کھلے طور پر اعتراف کیا کہ غیر احمدی مولوی سے کچھ نہ ہو سکا۔

الفضل 4 مارچ 1924

☆ صفحہ 7 کالم 3 پر ’’شدھی پر موت‘‘ کے عنوان سے فتح محمد خان سیال قائم مقام نائب ناظر انسداد ارتداد قادیان کی طرف سے رپورٹ شائع ہوئی ہے جس کے ابتدائی چند سطور اس طرح ہیں ’’موضع صالح نگر ضلع آگرہ نو مسلم راجپوتوں کا ایک گاؤں ہے۔ آریہ لوگ بہت دیر سے وہاں کے بعض لوگوں کو لالچ دے رہے تھے، چنانچہ اس سے پہلے بھی ایک شخص کو لالچ اور دھوکہ دے کر اس کے زیر اثر آدمیوں کو اَشدھ کرنے کے لئے ایک تاریخ بندھوادی تھی لیکن جب ان لوگوں کو سمجھایا گیا تو وہ خدا کے فضل سے سمجھ گئے اور اشدھ ہونے سے رک گئے۔‘‘ جو بڑا مخالف تھا وہ بیمار ہو کر داعی اجل کو لبیک کہا اور اس طرح شدھی پر موت وارد ہوگئی۔

الفضل 11 مارچ 1924

☆ صفحہ 1 کالم 1 پر ’’جناب مولوی زین العابدین صاحب آف ماریشس جو تعلیم دین کے حصول کے لئے کئی سال سے قادیان میں سکونت پذیر تھے اپنے ملک کو روانہ ہوگئے ہیں۔ انہوں نے مولوی فاضل کا امتحان پاس کرنے کے علاوہ مبلغین کلاس کا کورس بھی پورا کیا۔

الفضل 11 مارچ 1924

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے شیخ رحمت اللہ صاحب مالک انگلش ویئر ہاؤس لاہور کو ان کی علالت کے آخری ایام میں جو عیادت کا خط لکھا، پہلے صفحہ پر اس کی اشاعت۔

الفضل 18 مارچ 1924

☆ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے 3 مارچ 24ء بوقت پانچ بجے شام تعلیم الاسلام مڈل سکول کاٹھ گڑھ کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد اپنے دست مبارک سے رکھا اور دعا فرمائی۔ آپ کی آمد کی خبر سنکر بہت سی جماعتیں مثلاً کریم پور، چک لوہٹ، حسن پور، سجووال، عقرپور، لنگڑویہ، کریام، رائے پور، متون، شیر پور کی جماعتیں جمع ہوگئی تھیں۔

الفضل 21 مارچ 1924

☆ ’’مدینۃ المسیح‘‘ کے تحت رپورٹ کہ حافظ روش علی صاحب درس قرآن بعد نماز عصر اور جناب میر محمد اسحٰق صاحب کا درس حدیث بعد نماز مغرب روزانہ ہوتا ہے۔

الفضل 25، 28 مارچ 1924

☆ صفحہ 17 پر تبلیغ کے واسطے میدان ارتداد میں تشریف لے جانے والے مبلغین کے اسماء۔

الفضل یکم اپریل 1924

☆ مورخہ 9 مارچ کو ڈیرہ دون میں کامیاب جلسہ ہوا۔ مولوی عمر الدین صاحب شملوی نے ’’اسلام اور دیگر مذاہب‘‘ پر تین گھنٹے تقریر کی۔ ہندو مسلمان ملا کر تین ہزار کا مجمع تھا۔ 10 اور 11 مارچ کو آریہ سماج سے مناظرہ ہوا۔

☆ حکیم ابو طاہر محمود احمد صاحب امیر جماعت کلکتہ جو عرصہ تین ماہ سے آئے ہوئے ہیں ان کی اہلیہ صاحبہ جو خاص باشندہ کلکتہ ہونے کے لحاظ سے پہلی خاتون ہیں، بشرح صدر سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئیں۔ (صفحہ 2)

الفضل 8/اپریل 1924

☆ 4/اپریل جمعہ کے روز بہت سے احباب بھامڑی گئے جہاں کے لوگوں نے کہہ رکھا تھا کہ یہاں ہم مناظرہ کرائینگے۔ وہاں پہنچنے پر مولوی ثناء اللہ وغیرہ کی پارٹی نے مباحثہ سے انکار کیا اور ہمیں بلانے والوں نے اقرار کیا کہ آپ حسبِ وعدہ بے شک پہنچ گئے اور اس کا بہت سے طالبان حق پر اچھا اثر رہا۔

☆ صفحہ 2 پر ’’قادیان میں غیر احمدیوں کا جلسہ‘‘ کے عنوان سے ایک رپورٹ شائع ہوئی جس کے ابتدائی چند سطور اس طرح ہیں: ’’یکم، دوم، سوم، اپریل غیر احمدیوں کا جلسہ تھا جس بدتہذیبی، ناشائستگی، بدخلقی، بیہودگی کا نمونہ ان آنے والے مولویوں نے دکھایا، وہ ثابت کر رہا تھا کہ اس وقت واقعی ایک مصلح ایک مامور کی ضرورت ہے۔

☆ صفحہ 4، 5 پر 22 مارچ 1924 کو مجلس شوریٰ میں شامل ہونے والے نمائندگان کے اسماء شائع ہوئے۔

الفضل 11/اپریل 1924

☆ نماز تراویح اوّل وقت مسجد اقصیٰ میں صاحبزادہ مرزا ناصر احمد اور دوسرے وقت مسجد مبارک میں حافظ محمد ابراہیم صاحب پڑھاتے ہیں۔ (صفحہ 1)

☆ میر عابد علی شاہ صاحب ساکن بدوملہی کے انتقال کا اعلان۔ انہیں وہم تھا کہ انہیں الہام ہوتے ہیں اسی دھوکا میں پڑ کر وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی بیعت سے محروم رہے۔

الفضل 15/اپریل 1924

☆ صفحہ 4 پر ان دو عناوین کے تحت خبریں شائع ہوئیں۔ ’’گیارہ ملکانہ بچوں نے قرآن ختم کیا۔ موضع ننگلہ گھنو ضلع ایٹہ میں جلسہ آمین‘‘ دوسرا عنوان ’’آریوں کو صالح نگر ضلع آگرہ میں عبرتناک ناکامی‘‘

الفضل 25، 29/اپریل 1924

☆ جناب فتح محمد خان صاحب ایم اے نے نظارت دعوت وتبلیغ کا چارج لیا ہے اور جناب سیّد زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نظارت تعلیم وتربیت کے انچارج ہوئے ہیں۔ (صفحہ اوّل)

☆ صفحہ اوّل پر مندرجہ ذیل عنوان کے تحت رپورٹ شائع ہوئی:

’’الفضل کے خلاف ہتک عزت کا مقدمہ خارج، ہندو مجسٹریٹ صاحب کا منصفانہ فیصلہ، جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لاء کا شکریہ‘‘

22/اپریل کو جناب رائے بہادر لالہ برکت رام صاحب آنریری مجسٹریٹ درجہ اوّل گوجرانوالہ کی عدالت میں اس مقدمہ کا فیصلہ ہوگیا۔

الفضل 13 مئی 1924

☆ 6 مئی عید الفطر ہوئی۔ حضور نے غرباء یتامیٰ وایامیٰ کی فہرست طلب فرما کر صبح سویرے ان سب کو جن کی تعداد 300 سے متجاوز تھی، ناشتہ ان کے مکانوں پر پہنچا دیا جس کے ساتھ کچھ نقدی بھی تھی اور پھر نماز کے بعد مکلف کھانا سب کو پہنچایا گیا۔ نماز عید 9 بجے باغ میں حضور نے پڑھائی۔

الفضل 20 مئی 1924

☆ 16 مئی بعد نماز عصر مسجد مبارک میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک اہم تبلیغی امر کے متعلق عام مجلس شوریٰ منعقد فرمائی جس میں ہر احمدی کے اظہار رائے کا موقع تھا۔ حضور نے بیرونی جماعتوں کی آراء آنے تک اپنی رائے محفوظ رکھنے کا ارشاد فرمایا۔

☆ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ کی دختر نیک اختر صاحبزادی امۃ السلام صاحبہ کا عقد مبارک مرزا رشید احمد صاحب خلف الرشید جناب خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب سے 15 مئی 1924 کو بعد نماز عصر مسجد مبارک میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے پانچ ہزار روپیہ مہر پر پڑھا۔

☆ جناب چوہدری نصر اللہ خان صاحب ناظر اعلیٰ مع اہلیہ صاحبہ بہ ارادۂ حج خانہ کعبہ تشریف لے گئے۔ اپنے ساتھ اپنے ملازم قدیم جمعہ خان کو بھی لے گئے۔

الفضل 27 مئی 1924

☆ ان دنوں حضور ایک تبلیغی مہم کے لئے خود بھی استخارہ فرما رہے ہیں اور دوسرے بہت سے اصحاب بھی حضور کے ارشاد کے ماتحت استخارہ کر رہے ہیں۔

☆ جناب چوہدری فتح محمد خان صاحب ایم اے، جناب سیّد ولی اللہ شاہ صاحب، جناب مفتی محمد صادق صاحب، جناب خان ذوالفقار علی خان صاحب مسلم لیگ کے اجلاس میں شریک

ہونے کے لئے تشریف لے گئے، جناب چوہدری ظفراللہ خان صاحب بھی شامل ہونگے۔

☆ ’’لنڈن میں لیکچر‘‘ کے عنوان سے مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر کی رپورٹ کہ: 14 مارچ کو لنڈن کی ایک سوسائٹی میں جس کی مجلس منتظمہ کا خاکسار ممبر ہے میرا لیکچر تھا، موضوع تقریر ’’میرا سفر مغربی افریقہ‘‘ تھا۔ تقریر کی تشریح بذریعہ ’’میجک لینٹرن‘‘ کی گئی۔ 43 تصاویر پردہ پر دکھائی گئیں اور حاضرین میں سے احمدی وغیر احمدی ہر شخص نے تقریر کو پسند کیا۔

الفضل 3 جون 1924

☆ مشہور پادری زویمر جو عربی زبان کے ماہر سمجھے جاتے تھے، کی 28 مئی کو قادیان آمد اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سے ملاقات وگفتگو۔

☆ ’’غیر مبائعین سے مباحثہ‘‘ کے زیر عنوان مکرم نعمت اللہ گوہر صاحب ٹیچر ہائی اسکول گوجرہ کی رپورٹ کہ: ’’عید کے دن عیدگاہ گوجرہ میں ایک عظیم الشان مباحثہ ہوا جو مبائعین اور غیر مبائعین کے درمیان تھا۔ مبائعین نے خاکسار کو اس کام کیلئے منتخب کیا اور لاہوری پارٹی نے جو تعداد میں تین چار اشخاص ہیں ڈاکٹر جلال الدین کو منتخب کیا۔ جلسے کے پریذیڈنٹ جناب پیرولایت شاہ بی اے بی ٹی فریقین کی طرف سے قرار پائے۔ پونے دو گھنٹہ مباحثہ رہا۔ مضمون حضرت اقدس کی نبوت پر تھا۔

الفضل 6 جون 1924

☆ جناب شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم کا بچہ جو قریباً آٹھ سال کا تھا فوت ہوگیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے جنازہ پڑھایا۔

☆ پہلے صفحہ پر زیر عنوان ’’موضع نوگاؤں ضلع متھرا میں سینتالیس مرتدین کا قبول اسلام جماعت احمدیہ قادیان کی مساعی جمیلہ‘‘ رپورٹ شائع ہوئی۔

☆ ’’علاقہ ارتداد میں تعمیر مساجد‘‘ کے عنوان سے علی محمد خان صاحب کی طرف سے خبر شائع ہوئی کہ 25 مئی کو موضع اکبر پور ضلع فرخ آباد میں ایک مسجد کی تعمیر شروع ہوئی۔ مولوی محمد شفیع صاحب اسلم احمدی امیر المجاہدین علاقہ فرخ آباد نے بنیادی اینٹ اپنے ہاتھ سے رکھے اور دعا کر کے کام شروع کیا گیا۔

الفضل 10 جون 1924

☆ 6 جون بعد نماز صبح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے مسجد مبارک میں وہ مضمون احباب قادیان کو سنایا جو حضور نے لنڈن کی مذہبی کانفرنس کے لئے رقم فرمایا ہے۔

☆ مونگھیر میں آریوں سے مباحثہ قرار پایا ہے اس کے لئے جناب حافظ روشن علی صاحب جناب میر قاسم علی صاحب اور مہاشہ فضل حسین صاحب تشریف لے گئے۔ یہ مباحثہ 8 تا پندرہ جون 8 یوم ہوگا۔

☆ ’’ہندوؤں کے مقدس شہر متھرا میں احمدیوں اور آریوں کے مابین مباحثہ‘‘ کے زیر عنوان مبلغ چوہدری محمد ابراہیم صاحب کی طرف سے رپورٹ شائع ہوئی ہے کہ : 27/اپریل 1924 کو آریہ سماج متھرا نے اپنے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر تبادلہ خیالات کے لئے ایک گھنٹہ وقت دیا۔ مسلمانوں کی طرف سے مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل نے صبح 9 بجے سے 10 بجے تک آریہ مذہب پر اعتراضات کئے۔ آریہ سماجی سوالات سن کر سخت گھبرائے اور بجائے ایک مجیب کے دو مجیب باری باری مولوی صاحب موصوف کے سوالات کے جوابات دینے کی کوشش کرتے رہے لیکن پھر بھی کافی طور پر جواب نہ دے سکے تو انہوں نے ناکامی کی خفت مٹانے کے لئے کہا کہ تبادلہ خیالات کے لئے کوئی اور وقت مقرر کیا جائے۔

الفضل 17 جون 1924

☆ مونگھیر والے مباحثہ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تار موصول ہوئی کہ: ’’مباحثہ تین دن تک کامیابی کے ساتھ جاری رہا آخر آریوں نے فتنہ پیدا کردیا۔ خدا کے فضل سے ہم سب بخیریت ہیں۔ مباحثہ مجسٹریٹ کے حکم سے بند ہوگیا ہے۔‘‘

الفضل 20 جون 1924

☆ مونگھیر والے مباحثہ کی مفصل روئداد شائع ہوئی۔

الفضل 24 جون 1924

☆ صاحبزادی امۃ السلام صاحبہ بنت حضرت میاں بشیر احمد صاحب کے رخصتانہ کی تاریخ 3 جولائی مقرر ہوئی ہے۔

☆ ”امام جماعت احمدیہ کا عزم یورپ، مغربی ممالک کی تبلیغ کیلئے ایک مستقل سکیم تجویز کرنے، وہاں کے تفصیلی حالات سے واقف ہونے کے لئے‘‘ کے زیر عنوان حضور رضی اللہ عنہ کے سفر یورپ کے متعلق جماعت کو آگاہی اور ضروری امور سے اطلاع۔

☆ صفحہ اوّل پر ’’علاقہ ارتداد میں مباحثہ سے آریوں کا فرار‘‘ کے عنوان سے رپورٹ شائع ہوئی کہ آریوں کی استدعا پر 17 مئی 24ء بمقام احمد پور متصل نگلہ امر سنگہ مباحثہ قرار پایا۔ 17 مئی کو ہمارے مناظر مولوی جلال الدین صاحب شمس اور ماسٹر شفیع صاحب اسلم اور دیگر مبلغین ضلع ایٹہ جب احمد پور پہنچے تو تمام آریہ روپوش ہوگئے۔

الفضل 11 جولائی 1924

☆ صفحہ 2 پر ’’میدان ارتداد میں تعمیر مساجد‘‘ کے عنوان سے خبر شائع ہوئی کہ موضع اکبر پور ضلع فرخ آباد کی مسجد تیار ہوچکی ہے، اب خدا کے فضل سے موضع واحد پور ضلع فرخ آباد میں مسجد تیار ہورہی ہے۔ اس کی بنیاد جناب ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم امیر المجاہدین فرخ آباد نے رکھی۔

الفضل 15 جولائی 1924

☆ صفحہ اوّل پر ’’بہ سفر رفتنت مبارکباد، بسلامت روی و باز آئی، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا سفر یورپ‘‘ کے عنوان سے مورخہ 11 جولائی کی کچھ مصروفیات (مزار مبارک پر دُعا، خطبہ جمعہ، ارکان وفد کے ساتھ مسجد اقصیٰ میں فوٹو) اور 12 جولائی کو قادیان سے روانگی اور دعا کے دلدوز نظارہ کا ایمان افروز تذکرہ۔

☆ حضور رضی اللہ عنہ نے تمام جماعت ہندوستان کے امیر مولانا شیر علی صاحب کو مقرر فرمایا۔

الفضل 18 جولائی 1924

☆ میاں عبدالسلام صاحب خلف حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے ہاں 13 جولائی 1924 کو فرزند تولد ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح کو بذریعہ تار اس کی خبر دی گئی۔ حضور نے تار کے ذریعہ ہی مولود کا نام عبدالباسط تجویز فرمایا۔

الفضل 25 جولائی 1924

☆ بمبئی سے حضور رضی اللہ عنہ کی تازہ نظم ’’ہے رضائے ذاتِ باری اب رضائے قادیاں‘‘ موصول ہوئی اور اس کی اشاعت صفحہ اوّل پر ہوئی۔

الفضل 29 جولائی 1924

☆ حضور رضی اللہ عنہ کا تار صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے نام کہ : ’’بخیریت عدن پہنچ گئے، خدا تعالیٰ بچہ کی ولادت مبارک کرے۔ مجید احمد نام رکھا جائے۔‘‘

☆ عدن سے حضور رضی اللہ عنہ کا اہم امور کے سلسلہ میں مفصل تار مولانا شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ کے نام، جو 24 جولائی کو قادیان پہنچا۔

☆ صفحہ 11 پر الفضل کے آئندہ ہفتہ میں تین بار شائع ہونے کی خبر۔

الفضل 2/اگست 1924

☆ 29 جولائی کو پورٹ سعید سے تار موصول ہوا کہ: ’’حضرت خلیفۃ المسیح اور حضور کے خدام بخیریت پورٹ سعید پہنچ گئے ہیں۔ الحمدللہ۔‘‘

☆ 13 جولائی کو جناب منشی قاسم علی صاحب قادیانی رامپوری کی الوداعیہ وخیر اندیشی کی نظم جو دہلی اسٹیشن پر حضور رضی اللہ عنہ کے حضور پیش کی گئی، صفحہ 2 پر شائع ہوئی۔

الفضل 5/اگست 1924

☆ 2/اگست 24ء کو اللہ تعالیٰ نے حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ عنہ کے گھر فرزند عطا فرمایا۔

☆ 31/جولائی کو حضور رضی اللہ عنہ کا تار قاہرہ سے موصول ہوا ’’ہم آج رات قاہرہ سے بیت المقدس اور دمشق کی طرف روانہ ہورہے ہیں۔ بہت سے ذی اثر اصحاب اور علماء سے ملاقات ہوئی۔ قاہرہ ہمارے سلسلے کی اشاعت کے لئے اچھا میدان معلوم ہوتا ہے۔‘‘

☆ ’’میدانِ ارتداد میں قربانی‘‘ کے عنوان سے قربانی کروانے والوں کی فہرست شائع ہوئی ہے۔ ایک قربانی کیلئے چھ روپے کی قیمت کا اعلان ہوا۔

الفضل 7/اگست 1924

☆ مفتی محمد صادق صاحب کے ایک تبلیغی خط کے جواب میں وزیر اعظم ایران کی طرف سے جواب موصول ہوا جو مذکورہ شمارہ کے صفحہ 6 پر شائع ہوا۔

الفضل 12/اگست 1924

☆ ماہِ جون 1923 اور ماہِ اگست 1923 میں بیعت کرنے والوں کے اسماء کی اشاعت۔

الفضل 14/اگست 1924

☆ حضور رضی اللہ عنہ کا 28 جولائی کا لکھا ہوا خط کہ ’’اس سفر کے متعلق ایک منذر رؤیا دیکھی ہے، اس کے دوسرے دن شیخ یعقوب علی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام

نکالا - بلائے دمشق - اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔‘‘

الفضل 16 اگست 1924

☆ بابا فضل کریم صاحب سیالکوٹی 12 اگست کو فوت ہوگئے۔ مرحوم بہت مخلص اور سلسلہ کے عاشق تھے۔ بہشتی مقبرہ میں دفن کئے گئے۔

☆ پورٹ سعید سے جماعت احمدیہ کے نام لکھے گئے حضور رضی اللہ عنہ کے دوسرے مکتوب گرامی کی اشاعت۔

الفضل 19 اگست 1924

☆ جہاز ایس ایس پلسناں سے حضور رضی اللہ عنہ کا تار کہ: ’’آج یورپ کی طرف روانہ ہوگئے ہیں۔‘‘ اس تار پر جو ادارتی نوٹ شائع ہوا اس کے ابتدائی چند سطور قارئین کے لئے پیش ہیں۔

’’الحمدللہ ثم الحمدللہ چونکہ کئی دن سے تار پہنچنے کا انتظار تھا، اور جوں جوں وقت گزرتا جاتا تھا بے تابی اور بے چینی بڑھتی جاتی تھی، اس لئے جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ کوئی تار آیا ہے تو اس کے سننے کے لئے احمدیہ چوک میں جمع ہونے شروع ہوگئے اور ہر ایک شخص کی یہی خواہش تھی کہ تار کو لفظ بلفظ سنے۔ ان کے لئے تار کا ترجمہ لکھ کر بورڈ پر لگانے تک کا انتظار مشکل ہوگیا، حالانکہ چند الفاظ لکھنے میں کوئی زیادہ دیر نہ لگی تھی۔ وہ گھڑی جماعت قادیان کے لئے نہایت خوشی کی گھڑی تھی۔

الفضل 21 اگست 1924

☆ حضور رضی اللہ عنہ کا تار 18 اگست کو بمبئی سے بذریعہ ڈاک قادیان پہنچا۔ کچھ حصہ پیش ہے: میر صاحبان کو میر محمد اسحٰق صاحب کے ہاں لڑکا پیدا ہونے کی مبارک ہو۔ بچے کا نام محمد داؤد رکھا جائے۔ خان محمد امین صاحب کے لڑکے کا نام محمد لطیف اور چوہدری علی محمد کے لڑکے کا نام برہان محمد رکھا جائے۔

الفضل 23 اگست 1924

☆ حضور رضی اللہ عنہ کا تار 20 اگست کو موصول ہوا۔ پیغام یہ تھا: ’’برنڈزی (بندرگاہ اٹلی) بخیریت پہنچ گئے۔‘‘

الفضل 26 اگست 1924

☆ ہندوستان کے مختلف صوبہ جات وعلاقوں سے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونیوالے خوش نصیب 180 لوگوں کے اسماء کی اشاعت۔

الفضل 28 اگست 1924

☆ لنڈن سے 21 اگست کا حضور رضی اللہ عنہ کا تار جس میں دمشق کے متعلق خاص خبر تھی کہ دمشق میں توقع سے بڑھکر کامیابی ملی اور احمدیت کی خوب تبلیغ ہوئی۔

الفضل 30 اگست 1924

☆ لندن سے موصول تار کہ: ’’22 اگست کو بخیریت لنڈن پہنچ گئے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت اچھی ہے۔

☆ ’’امریکہ کے ایک نومسلم کے خط کا اقتباس‘‘ کے عنوان سے لکھا ہے کہ: مسٹر کلاڈ اڈیسن امریکہ کے ایک نومسلم ہیں جن کا اسلامی نام احمد دین ہے۔ انکا ایک خط حضرت خلیفۃ المسیح نام موصول ہوا وہ لکھتے ہیں : مجھے حضور کا عنایت نامہ ملا۔ حضور کی نصائح کا نہایت شکرگزار ہوں۔ حضور اقدس کے احکام کے ماتحت نہ صرف خود ہی سچی اسلامی زندگی بسر کرونگا بلکہ جہاں تک ممکن ہوسکے اَوروں کو بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستے پر لانے کی کوشش کرتا رہونگا۔ اپنے سفر وسطی اور جنوبی امریکہ کے متعلق لکھا کہ: اس سفر میں میرا خاص مقصد یہ ہے کہ ان ہزارہا انسانوں کو جو اس ملک میں عیسائی پادیوں کے زیر اثر گمراہ ہوکر تاریکی میں پڑے ہوئے ہیں روشنی کی طرف لاؤں۔

الفضل 4 ستمبر 1924

☆ ’’کابل میں ظالمانہ قتل، ایک اَور احمدی شہید کردیا گیا‘‘ کے عنوان سے یہ افسوسناک خبر شائع ہوئی: ’’ہمارے مکرم معظم احمدی بھائی مولوی نعمت اللہ خان صاحب کو محض اس جرم میں کہ وہ احمدی ہے، کابل میں 31 اگست 1924 کو سنگسار کردیا گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

الفضل 9 ستمبر 1924

☆ حضرت مولانا شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ نے 5 ستمبر 1924 کا خطبہ جمعہ مولوی نعمت اللہ خان صاحب شہید کی شہادت پر دیا۔ دوران خطبہ اکثر سامعین کی آنکھیں آنسو بہارہی تھیں۔ نماز جمعہ کے بعد شہید موصوف کا جنازہ غائب پڑھا گیا اور دعائے مغفرت کی گئی۔

☆ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونے والے 181 خوش نصیب افراد کے اسماء کی اشاعت۔

الفضل 11 ستمبر 1924

☆ حضور رضی اللہ عنہ کا لنڈن سے تار برقی پیغام مولوی نعمت اللہ خان صاحب شہید کے متعلق کہ: شہید کی شہادت کا سچا جواب اس کام کو جاری رکھنا ہے جس کیلئے وہ شہید ہوا۔ امیر نے ہمارے بھائی کو قتل کیا ہے لیکن وہ اس کی رُوح کو قتل نہیں کرسکتا۔ وہ زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔

الفضل 23 ستمبر 1924

☆ لنڈن سے حضور رضی اللہ عنہ کا تار کہ: ’’کام اس قدر سخت ہے کہ ہمیں نصف رات تک بلکہ بعض اوقات اس سے بھی زیادہ دیر تک کام کرنا پڑتا ہے۔ مَیں یہاں کسی طرح آرام نہیں حاصل کرسکتا۔ (مجلس شوریٰ نے حضور کو ناسازئ طبع کی خاطر آرام کا مشورہ دیا تھا۔ ناقل) کیونکہ مَیں یہاں کام کیلئے آیا ہوں اور بفضل خدا کام کرنے کا مَیں مصمم ارادہ رکھتا ہوں۔ پورٹ سمتھ میں احمدیوں کی ایک چھوٹی سی جماعت پائی جو دینی تعلیم کے لئے حقیقی تڑپ رکھتی ہے۔ لنڈن میں ایک اپنے رسالہ کی سخت ضرورت ہے۔

الفضل 25 ستمبر 1924

☆ لنڈن میں انگریزوں اور ہندوستانیوں کا سلطنت کابل کے خلاف جلسہ، نعمت اللہ خان کے قتل کے خلاف صدائے احتجاج۔ صدر اجلاس ڈاکٹر والٹر واش نے کہا کہ ہر شخص جس میں ایک ذرہ بھر انسانیت ہو وہ اس واقعہ کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریگا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے قتل کے واقعات بیان کرکے فرمایا کہ شہید کا جسم پتھروں کے بڑے ڈھیر کے نیچے دبا ہوا ہے۔ اس کے والد کو یہ اجازت افغان گورنمنٹ نے نہیں دی کہ وہاں سے اس کے جسم کو نکال کر باقاعدہ دفن کرے۔ فیصلہ کیا گیا کہ اس جلسہ کی کارروائی کی اطلاع افغان گورنمنٹ اور لیگ آف نیشن کے پریذیڈنٹ کو دی جائے۔

الفضل 27 ستمبر 1924

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اور حضور کے رفقاء کے فوٹو لنڈن کے اخبارات ٹائمز آف لنڈن، ڈیلی میل لنڈن، ڈیلی نیوز، ایوننگ سٹینڈرڈ، ڈیلی سکیچ اور ڈیلی مرر میں۔

الفضل 14 اکتوبر 1924

☆ حضور رضی اللہ عنہ کے حرم اوّل میں 9 اور 10 اکتوبر کی درمیانی رات کو فرزند تولد ہوا۔ دارالامان کے دفاتر اور سکولوں میں دو دن کی تعطیل منائی گئی۔

☆ ’’پادری کنگسن صاحب سیالکوٹ کے مباحثہ سے فرار‘‘ کے زیر عنوان خبر کہ جناب مفتی صاحب موصوف مقررہ تاریخ پر سیالکوٹ پہنچے تو پادری صاحب موصوف کو وہاں نہ پایا۔ اس پر جماعت سیالکوٹ نے ایک اشتہار کے ذریعہ پادری کنگسن اور دوسرے دیسی پادریوں کی راہ فرار کی خوب تشہیر کی۔

☆ حضور رضی اللہ عنہ نے 12 ستمبر 1924 بمقام پٹنی ایسٹ لنڈن خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

الفضل 18 اکتوبر 1924

مولوی اللہ دتا صاحب مولوی فاضل (مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری) کھاریاں بھیجے گئے ہیں وہاں غیر احمدیوں کا جلسہ ہے۔

☆ میانی ضلع شاہ پور میں غیر احمدیوں سے 18-19 اکتوبر کو تحریری مباحثہ ہے۔ مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل مناظر ہونگے۔ مولوی صاحب کے ساتھ جناب مولوی اسماعیل صاحب فاضل اور مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری ہونگے۔

☆ ’’پیغام آسمانی‘‘ کے نام سے لیکچر جو حضور رضی اللہ عنہ 14 ستمبر 1924 کو بمقام پورٹ سمتھ پونے سات بجے شام دیا۔

الفضل 21 اکتوبر 1924

☆ حضور رضی اللہ عنہ کا تار کہ : ’’خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے لنڈن میں پہلی مسجد کا سنگ بنیاد 19 اکتوبر بروز اتوار 4 بجے شام رکھا جائیگا۔ تمام احمدیوں سے دعا کی درخواست کی جاتی ہے۔‘‘

الفضل 23 اکتوبر 1924

☆ مسجد لنڈن کی بنیاد رکھنے کی تقریب پر 19 اکتوبر کی رات کو ساڑھے نو بجے قادیان دارالامان کی تمام مساجد میں نہایت خشوع خضوع سے دعا کی گئی۔

☆ حضور رضی اللہ عنہ کا تار کہ ’’دو اَور یورپین ممالک میں جماعت ہائے احمدیہ پیدا ہوگئی ہیں، ایک ہالینڈ اور دوسرا بلجیم‘‘ ’’مجھے مغربی ممالک میں اشاعت کے متعلق متعدد سکیمیں تیار کرنیکی وجہ سے جو بہت توجہ چاہتی ہیں فرصت نہیں۔‘‘

☆ حضور رضی اللہ عنہ کا دوسرا تار کہ ’’24 اکتوبر کو لنڈن سے روانگی ہوگی۔ چوہدری فتح محمد خان صاحب سیال ایم اے اور مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے یہاں رہیں گے۔ مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر ہمارے ساتھ واپس

آئیں گے۔

الفضل 28 اکتوبر 1924

☆ 19 ستمبر 1924 حضور رضی اللہ عنہ نے بمقام پٹنی خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

الفضل 30 اکتوبر 1924

☆ حضور رضی اللہ عنہ کا تار کہ ’’فرانس کو روانہ ہو گئے ہیں۔‘‘

☆ ’’افسوسناک انتقال‘‘ کے عنوان سے خبر شائع ہوئی کہ امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد دکن حضرت مولانا مولوی میر محمد سعید صاحب قادری حنفی احمدی 20 اکتوبر بروز دوشنبہ انتقال فرما گئے۔ حضرت مولوی صاحب مرحوم نہایت مخلص اور مسیح موعود کے قدیمی صحابہ میں سے تھے۔ تبلیغ احمدیت کا نہایت شوق اور اعلیٰ ملکہ تھا۔ حیدر آباد کی مخلص اور پُرجوش جماعت کا بڑا حصہ انہی کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے۔

☆ مکرم محمد یعقوب صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ لیگوس جو اخلاص اور ایثار میں ایک نمونہ تھے، 17 ستمبر کو وفات پا گئے۔ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح نے بذریعہ تار تعزیت فرمائی۔

الفضل 4 نومبر 1924

☆ امیر جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے امیر کابل کے نام تار کہ ہم آپ کے سامنے علماء کابل کے ساتھ اختلافی مسائل پر گفتگو کرنے کے لئے تیار ہیں۔

الفضل 6 نومبر 1924

☆ حضور رضی اللہ عنہ نے 16 ستمبر 1924 کو بمقام اچیشم پیلیس بلگریو یا لنڈن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

الفضل 8 نومبر 1924

☆ ’’مباحثہ ہربیہ میں احمدیت کی عظیم الشان فتح‘‘، کے عنوان سے خبر کہ’’ جماعت سنیہ کی طرف سے جناب مفتی غلام مرتضیٰ صاحب میانی مناظر تھے، اور جماعت احمدیہ کی طرف سے مولانا مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل مباحث تھے۔ احمدیت کی فتح ایسی بیّن تھی کہ غیر مذاہب والے تو کجا کئی غیر احمدیوں نے بھی اعتراف کیا۔

الفضل 13 نومبر 1924

☆ حضرت مفتی محمد صادق صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا جماعت کی طرف سے خیر مقدم کرنے کے لئے بمبئی روانہ ہو گئے۔

☆ حضور رضی اللہ عنہ نے 3 اکتوبر 1924 کو بمقام چیشم پیلیس لنڈن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

الفضل 18 نومبر 1924

☆ سیلون کے ایک نہایت پُرجوش مخلص اور خدمات دینیہ میں مصروف رہنے والے احمدی بی ڈبلیو لائی کی وفات کا اعلان جن کے ذریعہ 1915 میں سیلون میں جماعت احمدیہ قائم ہوئی۔

☆ ’’ماریشس میں اشاعت احمدیت‘‘ کے تحت اعلان شائع ہوا کہ مفصلہ ذیل اشخاص مولوی صوفی غلام محمد صاحب ماریشس کے ذریعہ سلسلہ میں داخل ہوئے۔ 1-علی حسن امید تریانوں۔ 2- علی حسین تریانوں۔ 3-محمد میرن امید تریانوں۔ 4- غلام حسین امید تریانوں۔ 5- عثمان تریانوں۔ 6- میڈم عثمان تریانوں۔ 7- سجو قصیر محمد بیلی روز۔ 8- موسیٰ رجب علی مارلبر۔ 9- میڈم رجب علی مارلبر۔ 10- یونس رجب علی مارلبر۔ 11- دل محمد ترپولے۔ 12- میڈیم دل محمد ترپولے۔ 13- محمد قصاب سیل تریانوں۔ 14- ولی محمد نور ولی گبران بے۔ 15- سلیمان علی یار گبرانئے۔ 16- عثمان علی یار گبرانئے۔

الفضل 22 نومبر 1924

☆ 10 اکتوبر 1924 کو حضور رضی اللہ عنہ نے بمقام پٹنی احمدیہ مسجد لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

الفضل 25 نومبر 1924

☆ ’’ دوشنبہ ہے۔ دوشنبہ مبارک‘‘ عنوان کے تحت حضور رضی اللہ عنہ کی قادیان پہنچنے کی خبر بایں الفاظ شائع ہوئی’’ آج 24 نومبر 1924 کا دوشنبہ سلسلہ احمدیہ کی تاریخ میں اس لئے نہایت ہی مقدس یادگار سمجھا جائے گا کہ اس دن خدا تعالیٰ کی منشاء اور مصلحت کے ماتحت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے سفر یورپ سے واپسی پر قادیان دارالامان میں رونق افروز ہو کر خدا تعالیٰ کے الہام کو پورا فرمایا جو حضور ہی کی ذات خاص سے تعلق رکھتا ہے۔

الفضل 6 دسمبر 1924

☆ مرزا ارشد بیگ صاحب جو مرزا احمد بیگ صاحب ہوشیارپوری کے داماد ہیں اور قادیان میں سکونت رکھتے ہیں، حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔

الفضل 11 دسمبر 1924

☆ جلسہ سالانہ قادیان 1924 کی تاریخوں اور پروگرام کا اعلان: 26، 27، 28 دسمبر بروز جمعہ ہفتہ اتوار جلسہ کے انعقاد کا اعلان۔

الفضل 13 دسمبر 1924

☆ 10 دسمبر 1924 محترمہ امۃ الحیٰ صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا انتقال۔

الفضل 16 دسمبر 1924

☆ 30 نومبر کو کھاریاں میں غیر احمدیوں کیساتھ احمدیوں کا کامیاب مناظرہ۔ احمدیوں کی طرف سے مولانا جلال الدین شمس صاحب مناظر تھے، غیر احمدیوں کی طرف سے مولوی کرم دین بھیں بھی مناظروں میں شامل تھا۔

(مرتبہ منصور احمد مسرور)

اخبار بدر خود بھی پڑھیں اور اپنے دوست احباب کو بھی اسکے پڑھنے کی ترغیب دیں

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اخبار بدر کے خصوصی شمارہ دسمبر 2014 کے لئے اپنا پیغام ارسال کرتے ہوئے فرمایا :

’’یہ بات بدر کے ادارہ اور قارئین کو ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ یہ اخبار احباب جماعت کی روحانی اصلاح اور ترقی کیلئے جاری کیا گیا تھا اور ہمارے بزرگوں نے باوجود نامساعد حالات کے پوری جانفشانی سے اسے ہمیشہ جاری رکھنے کی سعی کی اور ان کی دعاؤں اور پاک کوششوں کی برکت سے ہی آج تک یہ جاری ہے اور یہ چیز اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ احمدی اسے پڑھیں اور اس سے استفادہ کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہندوستان کے احمدیوں کو بالخصوص اور باقی دُنیا میں بسنے والے احمدیوں کو بالعموم اس کے مطالعہ کی اور اس سے وابستہ برکتوں کو سمیٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔‘‘

سیّدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس نہایت اہم اور بصیرت افروز ارشاد کے پیش نظر احباب جماعت احمدیہ کی خدمت میں گزارش کی جاتی ہے کہ ہر گھر میں اخبار بدر کے مطالعہ کو یقینی بنایا جانا بہت ضروری ہے۔ اخبار بدر میں قرآن وحدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات عالیہ کے علاوہ حضور انور کے خطبات جمعہ، خطابات، نیز حضور انور کے مختلف ممالک کے بابرکت دوروں کی نہایت دلچسپ اور ایمان افروز رپورٹیں باقاعدگی سے شائع ہوتی ہیں جس کا مطالعہ ہر احمدی کیلئے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شفقت سے اب یہ اخبار اردو کے علاوہ ہندی، بنگلہ، تامل، تیلگو، ملیالم، اُڑیہ، کنڑ زبانوں میں بھی شائع ہو رہا ہے۔ جن احمدی دوستوں نے اب تک اخبار بدر اپنے نام جاری نہیں کروایا ہے، ان سے درخواست ہے کہ اخبار بدر اپنے نام جاری کروا کر خود بھی اس کا مطالعہ کریں اور اپنے بچوں اور گھر کے دیگر افراد کو بھی اس کے مطالعہ کا موقع فراہم کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سیّدنا حضرت امیر المومنین کے ارشادات پر من وعن ان کی حقیقی روح کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اخبار بدر کے وقت پر نہ پہنچنے نیز چندہ جات کی ادائیگی یا کسی بھی طرح کی معلومات کیلئے دفتر مینیجر ہفت روزہ اخبار بدر سے رابطہ کریں۔ جزاکم اللہ　(مینیجر ہفت روزہ اخبار بدر قادیان)

قادیان کی یاد میں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا وہ منظوم کلام جو دوران سفر ممبئی سے موصول ہوا تھا۔ اس نظم کے متعلق حضور فرماتے ہیں: ’’اس نظم میں کئی جگہ قادیان سے مراد خود قادیان یا قادیان کے احمدی نہیں ہیں بلکہ زیادہ تر قادیان سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں یعنی احمدی ہیں خواہ کہیں کے رہنے والے ہوں۔ قصبۂ قادیان صرف اُس جگہ مراد لینا چاہئے جہاں عبارت سے ظاہر ہو کہ قصبہ مراد ہے۔‘‘

ہے رضائے ذاتِ باری اب رضائے قادیاں
مدّعائے حق تعالیٰ مدّعائے قادیاں

وہ ہے خوش اموال پر ،یہ طالبِ دیدار یار
بادشاہوں سے بھی افضل ہے گدا ئے قادیاں

گر نہیں عرشِ معلیٰ سے یہ ٹکراتی تو پھر
سب جہاں میں گونجتی ہے کیوں صدا ئے قادیاں

دعوئے طاعت بھی ہوگا اِدّعائے پیار بھی
تم نہ دیکھو گے کہیں لیکن وفا ئے قادیاں

میرے پیارے دوستو!تم دم نہ لینا جب تلک
ساری دنیا میں نہ لہرائے لوا ئے قادیاں

بن کے سورج ہے چمکتا آسماں پر روزوشب
کیا عجب معجزنُما ہے رہنما ئے قادیاں

غیر کا افسون اس پہ چل نہیں سکتا کبھی
لے اڑی ہو جس کا دل زلفِ دوتا ئے قادیاں

اے بتو!اب جستجو اُس کی ہے امیدِ محال
لے چکا ہے دل مرا تو دلربائے قادیاں

یا تو ہم پھرتے تھے ان میں یا ہوا یہ انقلاب
پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے کوچہ ہائے قادیاں

خیال رہتا ہے ہمیشہ اس مقام پاک کا
سوتے سوتے بھی یہ کہہ اٹھتا ہوں ہا ئے قادیاں

آہ !کیسی خوش گھڑی ہوگی کہ با نَیلِ مرام
باندھیں گے رختِ سفر کو ہم برائے قادیاں

پہلی اینٹوں پر ہی رکھتے ہیں نئی اینٹیں ہمیش
ہے تبھی چرخِ چہارم پر بنا ئے قادیاں

صبر کر اے ناقۂ راہِ ھدیٰ ہمت نہ ہار
دور کر دے گی اندھیروں کو ضیائے قادیاں

ایشیا و یورپ و امریکہ و افریقہ سب
دیکھ ڈالے پر کہاں وہ رنگ ہا ئے قادیاں

منہ سے جو کچھ چاہے بن جائے کوئی پر حق یہ ہے
ہے بہاﷲ فقط حسن و بہائے قادیاں

گلشنِ احمدؑ کے پھولوں کی اڑا لائی جو بو
زخم تازہ کر گئی بادِ صبائے قادیاں

جب کبھی تم کو ملے موقع دعائے خاص کا
یاد کر لینا ہمیں بھی اہلِ وفا ئے قادیاں

(الفضل قادیان دارالامان 25 جولائی 1924، صفحہ اوّل)

التجائے قادیان

(بزبان سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا)

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی اس نظم پر الفضل نے یہ تبصرہ فرمایا کہ:
بہنوں کے دل میں جس قدر محبت اپنے بھائیوں سے ہوتی ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ پھر جن بہنوں کو خدا تعالیٰ نے حضرت محمود جیسا بھائی عطا کیا ہو جو لاکھوں آنکھوں کیلئے نور اور بیشمار دلوں کا سرور ہے ان کی محبت کا تو اندازہ ہی نہیں ہوسکتا۔ ذیل کے پاک اشعار اسی محبت والفت کی تشریح ہیں جو حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے ایسی حالت میں کہے جبکہ ان کی طبیعت علیل تھی......خدا تعالیٰ ان کے دل سے نکلے ہوئے ان الفاظ کو جو دراصل تمام جماعت کے دلی اور قلبی جذبات کا آئینہ ہیں پورا کرے۔

سیّدا! ہے آپ کو شوقِ لقائے قادیاں — ہجر میں خوں بار ہیں یاں چشم ہائے قادیاں
سب تڑپتے ہیں کہاں ہے زینتِ دارالاماں — رونقِ بستانِ احمد دل ربائے قادیاں
جان پڑ جاتی تھی جن سے وہ قدم ملتے نہیں — قالبِ بے روح سے ہیں کوچہ ہائے قادیاں
فرقتِ مہ میں ستارے ماند کیسے پڑ گئے — ہے نرالا رنگ میں اپنے سماء قادیاں
وصل کے عادی سے گھڑیاں ہجر کی کٹتی نہیں — بارِ فرقت آپ کا کیونکر اٹھائے قادیاں
روح بھی پاتی نہیں کچھ چین قالب کے بغیر — انکے منہ سے بھی نکل جاتا ہے ہائے قادیاں
ہو وفا کو ناز جس پر جب ملے ایسا مُطاع — کیوں نہ ہو مشہورِ عالم پھر وفائے قادیاں
کیوں نہ تڑپادے وہ سب دنیا کو اپنے سوز سے — درد میں ڈوبی نکلتی ہے صدائے قادیاں
اس گلِ رعنا کو جب گلزار میں پاتی نہیں — ڈھونڈنے جاتی ہے تب بادِ صبائے قادیاں
یاد جو ہر دم رہے اس کو دعائے خاص میں — کس طرح دینگے بُھلا اہلِ وفائے قادیاں
کشتی دین محمدؐ جس نے کی تیرے سپرد — ہو تری کشتی کا حافظ وہ خدائے قادیاں
منتظر ہیں آئیں گے کب حضرت فضلِ عمر — سُوئے رہ نگراں ہیں ہر دم دیدہ ہائے قادیاں
مانگتے ہیں سب دعا ہو کر سراپا آرزو — جلد شاہِ قادیاں تشریف لائے قادیاں
شمسِ ملت جلد فارغ دورۂ مغرب سے ہو — مطلعِ مشرق سے پھیلائے ضیائے قادیاں
خیریت سے آپ کو اور ساتھ سب احباب کو — جامع المتفرقین جلدی سے لائے قادیاں
آئیں منصور و مظفر کامیاب و کامراں — قصرِ تثلیثی پہ گاڑ آئیں لوائے قادیاں
پیشوائی کے لئے نکلیں گھروں سے مرد و زن — یہ خبر سن کر کہ آئے پیشوائے قادیاں
ابرِ رحمت ہر طرف چھائے ، چلے بادِ کرم — بارشِ انوار سے پُر ہو فضائے قادیاں
گلشن احمد میں آ جائے بہار اندر بہار — دل لبھائے عندلیبِ خوشنوائے قادیاں
معرفت کے گل کھلیں تازہ بتازہ نو بہ نو — جنکی خوشبو سے مہک اٹھے ہوائے قادیاں
مانگتے ہیں ہم دعائیں آپ بھی مانگیں دعا — حق سنے اپنے کرم سے التجائے قادیاں
علم و توفیقِ بلاغِ دین ہو ان کو عطا — قادیاں والوں کا ناصر ہو خدائے قادیاں
راہِ حق میں جب قدم آگے بڑھادے ایک بار — سر بھی کٹ جائے نہ پھر پیچھے ہٹائے قادیاں
خالقِ ہر دو جہاں کی رحمتیں ہوں آپ پر — والسلام اَے شاہِ دیں اَے رہنمائے قادیاں

(الفضل قادیان دارالامان 29 جولائی 1924، صفحہ اوّل)

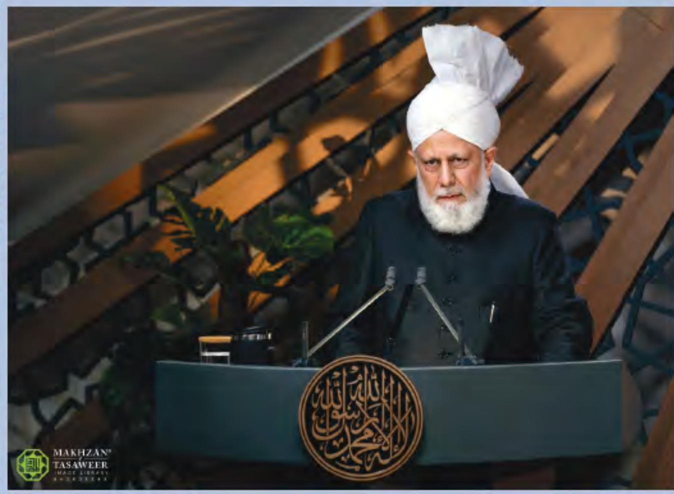

مسجد فضل لندن کے سنگِ بنیاد کو سو سال پورے ہونے پر لندن میں منعقدہ ایک خصوصی جلسہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایم ٹی اے اسٹوڈیو اسلام آباد سے خطاب فرماتے ہوئے

دورانِ خطاب سامعین کے دو مناظر

بجلی کے قمقموں سے سجائی گئی مسجد فضل لندن کی ایک خوبصورت تصویر

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile : +91 82830 58886
E-mail : badrqadian@rediffmail.com
Website : www.akhbarbadr.in
: www.alislam.org/badr

Registered with the registrar of the newspapers for India at No. RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 73 Thursday 19 - 26 - December - 2024 Issue. 51 - 52

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com
SUBSCRIPTION
ANNUAL: Rs.850/-
By Air : 50 Pounds or
: 80 U.S $ or
: 60 Euro

اٹھانوے سال قبل مسجد فضل لندن کا شاندار افتتاح

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

مفسدوں نے تو یہ کوشش بھی کی تھی کہ مسجد لنڈن ہی نہ بنے لیکن خدا نے ان کا منہ کالا کرنے کے لئے نہ صرف یہ کیا کہ مسجد بنانے کی توفیق دی بلکہ ایسے سامان بھی پیدا کر دیئے کہ تکمیل کے بعد اس کا شاندار افتتاح بھی ہو گیا۔ جو ایسا شاندار تھا کہ ہر ایک نے اس بات کو تسلیم کیا کہ اس کی مثال پہلے موجود نہیں تھی۔ تقریباً دوسو سے زیادہ ولایتی اخبارات میں زبردست الفاظ کے ساتھ اس کا ذکر آیا۔ یہ اخبار انگلستان کے ہیں۔ ان کے علاوہ اور اخبارات ہیں جو دوسرے ملکوں سے نکلتے ہیں اور جن میں اس کا ذکر رہو رہا ہے اور جن کے کٹنگس آ رہے ہیں۔ اس طرح اس وقت تک قریباً بیس پچیس کروڑ انسان یہ بات سن چکے ہیں کہ لنڈن میں ایک مسجد بنی ہے جس کا افتتاح ہوا اور جسے اس احمدی جماعت نے بنایا جس کے امام مرزا غلام احمد صاحب ہیں جنہیں خدا نے مسیح موعود اور نبی بنا کر بھیجا اور جس کا کام اشاعت اسلام ہے۔ دنیا کے ہر تین آدمیوں میں سے ایک آدمی کو یہ بات پہنچ چکی ہے اور خود انگلستان کے اخبار نویسوں اور دیگر سربرآوردہ لوگوں کی یہ رائے ہے کہ اگر ہم دو کروڑ روپیہ بھی خرچ کرتے تو اتنی اشاعت نہ ہوتی جتنی اب ہو گئی ہے بلکہ بعض نے تو یہ بھی کہا ہے کہ دو کروڑ روپیہ نہیں دو کروڑ پاؤنڈ بھی یہ کام نہ کرتا جو اس روپیہ نے کر دیا جو مسجد پر خرچ ہوا۔ پھر اس مسجد کے افتتاح میں بڑے بڑے لوگ شامل ہوئے۔ تین لارڈ، تیرہ ممبر پارلیمنٹ اور مختلف ممالک کے سفراء وزراء نواب اور دیگر معزز اور سربرآوردہ لوگوں نے ایک کافی تعداد میں شمولیت اختیار کی اور نہ صرف یہ کہ شمولیت ہی اختیار کی بلکہ ان اعلیٰ طبقہ کے لوگوں نے پرلے درجے کی دلچسپی بھی لی اور خوشی محسوس کی۔ بعض نے تو کام کرنے میں بھی فخر سمجھا اور بڑے شوق سے انہوں نے ہر کام میں حصہ لیا پھر ہندوستان کے بڑے بڑے لوگ بھی اس میں شامل ہوئے حتیٰ کہ مہاراجہ بردوان بھی شامل ہوئے جنہوں نے اس موقعہ پر تقریر کرنے کی اجازت مانگی اور خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ گو میں ہندو ہوں مگر میں شامل ہونا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ پھر گیارہ حکومتوں کے قائم مقام بھی اس موقعہ پر آئے۔ جرمنی، اٹلی چین وغیرہ ملکوں کے وزیر بھی تھے۔ پس یہ جواب ہے ان لوگوں کے لئے جو کہتے ہیں کہ کہاں گیا وہ روپیہ جو مسجد کے لئے جمع ہوا تھا، وہ سن لیں وہ روپیہ یہاں گیا۔

(الفضل قادیان دارالامان 9 نومبر 1926)

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner; Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India Editor:Mansoor Ahmad

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: نگران بدر بورڈ قادیان